بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذا كِتٰبُنَا يَنطِقُ عَلَيكُم بِالحَقِّ

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہب الرحمٰن

مصنف

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ○ ۸

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ - لاہور

Marfat.com

۲۹۷٫۱۶
۱ ۲۹۵ م
ج-۳
(۱۱،۱۰،۹،۸)
20940

نام کتاب ——— مواہب الرحمٰن
موضوع ——— تفسیر قرآن شریف (اردو)
تالیف ——— علّامہ سیّد امیر علیؒ
ناشر ——— مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ لاہور
مطبع ——— کنول آرٹ پریس جان محمد روڈ انارکلی لاہور
صفحات ——— ۸۵۶
تعداد ——— ۱۱۰۰
جلد سوم ——— بار اوّل ——— جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ اپریل ۱۹۷۷ء

مَیں نے اس تفسیر کے متن قرآن پاک کو لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے ۔ میرے علم میں
اس میں کوئی لفظی یا اعرابی غلطی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی لفظ چھوٹا ہے ۔
(مولانا حافظ) مشرف علی تھانوی خطیب جامع مسجد واپڈا کالونی لاہور

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا

اور اگر ہم اُنپر اُتارین　فرشتے　اور اُنسے بولین　مردے　اور جلا وین ہم

عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝

اُنپر　ہر چیز کو اُنکے سامنے　ہرگز ماننے والے نہین مگر جو چاہے　اللہ　پر یہ اکثر　نادان ہین

وَلَوْ اَنَّنَا یعنے اگر ہم اُن لوگون کا سوال نزول آیات و معجزات کا قبول کرکے نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ اُنکی جانب ملائکہ کو نازل فرماتے جیسے اُن لوگون نے ہمارے رسول صادق مصدوق حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہو۔ کما قال تعالیٰ او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا الآیۃ۔ یعنی کافرون نے مجادلہ کیا کہ ہم تجھے جب مانین گے کہ چنین و چنان ہو از انجملہ یہ کہ تو ہمارے روبرو لا دے اللہ تعالیٰ کو اور ملائکہ کو یعنے وہ تیرے صدق نبوت کی گواہی دین تب ہم مانینگے اور کہا۔ لولا انزل علیہ الملائکۃ او نری ربنا الآیۃ۔ یعنی رسول پر گواہی کے لیئے فرشتے کیون نہین نازل کیئے گئے یعنے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے لیئے ہمپر گواہی دیتے یا ہم لوگ خود ہی اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتے۔ ہمارے باپ دادے جو صد ہا برس پہلے مر چکے ہین دوبارہ زندہ ہوکر گواہی دین کہ بیشک یہ شخص رسول ہو یا آیندہ دار آخرت ہو یا قیامت مین حشر و نشر ہوگا بلکہ اُن مُردون کا زندہ ہوکر ہمسے باتین کرنا بھی ہمارے واسطے اس امر کی دلیل ہوگی کہ دوبارہ زندہ ہونا ممکن ہو پس حق عز وجل نے اُن جاہلون کی فہمایش کے لیئے ارشاد فرمایا۔ کہ لو اننا نزلنا الخ یعنے اگر ہم اُنکی خواہش کے موافق اُنپر ملائکہ اُتارین۔ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى کما اقترحوا۔ یا اُنسے مُردے باتین کرین جیسے کہ اُنھون نے ہٹ باندھی تھی پس موتی اگلے زمانے کے زندہ ہوکر آتے۔ وَحَشَرْنَا جمعنا۔ اور جمع کر دیتے ہم عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا اُنپر ہر چیز کو فوج فوج یا آنکھون کے سامنے مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا تو بھی نہ تھا کہ یہ لوگ ایمان لاوین کیونکہ علم الٰہی مین انکا کافر رہنا مقدر ہو چکا ہو پس ہدایت پر آنا انکی قدرت مین نہین بلکہ اوتعالیٰ کی طرف سے ہو بلکہ ملائکہ و موتی سے انکو استطاعت نہین ہو۔ قُبُلًا بضمتین جمع قبیل یعنے فوج فوج کرکے اور یہی مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا۔ اور حاصل آنکہ اگر آنکے پاس تمام امتین گذری ہوئی فوج فوج کر دیجاتین اور وہ رسولون کی سچائی کی گواہی دیتین تو بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے۔ اور علی بن ابی طلحہ و عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قُبُلًا بضمتین کے معنی مقابلہ و معاینہ کی روایت کیئے اور یہی قتادہ و عبد الرحمٰن بن زید کا قول ہو۔ اور واحدی رحمہ اللہ نے اہل لغت کا اسپر اجماع ذکر کیا پس نافع و ابن عامر نے جو قبلا بکسر قاف و فتح باء موحدہ بمعنی معاینہ و مقابلہ پڑھا ہو تو دونون قراءۃ کے ایک ہی معنی ہوگئے اور یہی اصل ہو۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ احتمال ہو کہ قبلا جمع قبیل بمعنی کفیل ہو جیسے قولہ او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا۔ مین ہو حاصل آنکہ اگر محشور کر دین ہم ہر شی کہ جو انپر کفیل ہو کہ بعد موت کے جو حال انبیا علیہم السلام خصوص محمد صلعم نے بیان کیا سب برحق ہو تو بھی ایمان نہ لاوین۔ بیضاوی و زمخشری وغیرہ نے قبیل کی کفیل ہی سے تفسیر لکھی ہو حاصل آنکہ اوتعالیٰ نے ایسے لوگون کے ایمان سے قطعی انقطاع کر دیا کہ جنکے حق مین کفر ابدی مقدر ہو اگر وہ جملہ آیات دیکھ لین تو بھی ایمان نہین لاسکتے ہین اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ مفسر رح نے اسکو بمعنی لکن قرار دیا یعنے استثنا منقطع ہو اور بیضاوی نے زمخشری کے مانند استثنا متصل کیا بتقدیر آنکہ لیس لہم ان یومنوا فی حال الا فی حال المشیۃ۔ یعنی یہ لوگ نہین ایمان لاسکتے کسی حال مین الا در حالیکہ مشیت الٰہی مین انکا ایمان مقدر ہو۔ و قول مفسر ارجح ہو۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ اے لا یعلمون ذلک یعنی المیین سے بہتون کو یہ بات معلوم نہین ہو پس اصل اس بارہ مین یہ ہو کہ اوتعالیٰ عز وجل کی طرف رجوع

15/3/78

Marfat.com

لا دے اور اُس سے ہدایت کا اور اُسپر ثابت رہنے کا سوال کرے اور آیات وغیرہ پر یا اپنی قدرت پر زعم کرنا غلط اور جہالت ہے اور یہ صریح ہے کہ ہدایت فقط اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے پس جسکو اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے وہ کبھی ہدایت نہ پاویگا اور یہ آیت بمانند قولہ تعالیٰ ان الذین حقت علیہم کلمة ربک لا یؤمنون ولو جاءتہم کل آیة حتی یروا العذاب الالیم جن لوگون پر تیرے پروردگار کا کلمہ ثابت ہو چکا وہ ایمان نہین لاوینگے اگرچہ اُنکے پاس تمام آیات ومعجزات آجاوین یہانتک کہ عذاب الیم دیکھین یعنی عذاب موت وعذاب قبر وعذاب آخرت اُسوقت ایمان لاوینگے ولیکن کچھ فائدہ نہوگا اور اسمین حضرت صلعم کو علم دیا اور تسلی فرمائی۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ط

اور اسی طرح رکھے ہین ہمنے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن سکھاتے ہین ایک دوسرے کو ملمع باتین فریب کی

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○ وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نکرتے تو چھوڑ دے وہ جانین اور اُنکا جھوٹھ اور تا جھکین اُسطرف دل اُنکے جو یقین نہین رکھتے آخرت کا

وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ○

اور وہ اُسکو پسند کرین اور تا کہ کیئے جاوین جو غلط کام کر رہے ہین۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا یعنے اے محمد صلعم ایسے ہی ہمنے اگلے انبیاء کے دشمن کر دیے تھے جیسے تیرے دشمن کر دیے ہین پس تو غمگین مت ہو پھر عدوًا کا بدل قرار دیا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ شیطان یعنی سرکش وشریر و نافرمان مراد ہے جسکو عربی مین مارد کہتے ہین اور جمع اسکی مَرَدَة ہے۔ یعنی ایسے ہی ہر نبی کے دشمن کر دیے اور وہ دشمن شیاطین الانس والجن ہین قال قتادہ رح انسانون مین سے شیطان ہین اور جنون مین سے شیطان ہین عن ابی ذر رضی اللہ عنہ فی الحدیث مجھسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تو نے شیاطین الانس والجن سے پناہ مانگی یعنے نماز مین انسے پناہ کی دعا مانگی تو عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا آدمیون مین بھی شیطان ہین فرمایا کہ ہان اور آدمیون کے شیطان بہ نسبت اصلی شیطانون کے زیادہ ضرر پہونچاتے ہین رواہ عبد الرزاق والامام احمد وابن مردویہ وابن جریر وابن ابی حاتم من طرق عنہ منقطعًا وموصولاً کما اوردہ الحافظ رح وذکر ان المجموع یفید انہ حدیث صحیح يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وحی سے مراد وسواس ہے یعنی آپس مین ایک دوسرے کو وسواس دلاتے دبہکاتے ہین۔ اور زخرف یعنی باطل جو اوپر سے ملمع کیا ہوا اور لیپ پوت دیا گیا ہو یا نقش ونگار ہیودہ کیا گیا ہو مدارک مین ہے کہ مالک بن دینار رح نے فرمایا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتا ہون تو شیطان بھاگ جاتا ہے ولیکن شیطان الانس بہت سخت ہین کہ میری آنکھون کے سامنے آکر مجھکو بہکاتے ہین۔ بالجملہ شیطان اپنے پیروی کرنے والون کو وسواس دلاتا ہے اور وہ لوگ اسکو قبول کر لیتے اور بسبب جہالت اور عدم نور باطن وعدم ہدایت کے نہین پہچانتے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے پھر اُسکو یقین کرکے دوسرون کو بہکاتے ہین اور یہ سب اہل حق واہل ایمان کی ایذا رسانی کرتے ہین اور مترجم پناہ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ سے ان شیطانون انس وجن سے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مترجم کو انکے شر وفتنہ سے محفوظ فرما دے آمین اور واضح رہے کہ بدون مشیت الٰہی کے ان شیطانون کو کوئی قدرت نہین ہے اسی واسطے فرمایا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ ای ما فعلوا الایحاء المذکور۔ اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو یہ لوگ آپس مین ایسے وسوسہ دلانے کو جو مذکور ہوا نہ کرتے لیکن مشیت وحکمت الٰہی مین جاری ہوا اسلیئے یہ سب کے سب ایسی گمراہی وکفر کو کرتے ہین

Marfat.com

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ اے فدع الکفار ومایفتری الکفار من الکفر وغیرہ مما زین لہم یعنی چھوڑ دے کافرون اور اُنکے مفتریات کفر وغیرہ کو جو اُنکی نظرون مین مزین کیئے گئے ہین مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ حکم قتال ہونے سے پہلے یہ حکم آیا تھا وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ یہ عطف ہو غروراپر اور معنی صنو کے میل کرنا ای یتمیل الیہ تاکہ اسکی طرف مائل ہون اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ دل اُن لوگون کے جو آخرت پر ایمان نہین لاتے ہین یعنے زخرف وغرور کی طرف کافر لوگون کے دل مائل ہون لتصغی مین لام امر نہین ہو بلکہ لام کی ہو۔ اور مفسر رحمہ نے جو غرورا پر عطف قرار دیا وہ باعتبار معنی کے ہو یعنی لیغروہم ولتصغی یعنی زخرف القول کی وحی کرتے ہین تاکہ مغرور ہون اور تاکہ جھکین اُسکی طرف الخ وَلِيَرْضَوْهُ اور تاکہ اس زخرف القول کو گوش دل سے سُنکر اپنے واسطے پسند کرین وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ابن عباس نے فرمایا اور تاکہ کما دین جو کچھ وہ کما رہے ہین یعنی کفار جو گناہ سمیٹ رہے ہین وہ بھرپیٹ خوب کما دین تاکہ آخر قیامت مین جسپر ایمان نہین رکھتے ہین پورا عذاب پاوین۔ ابوحیان رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ان باتون مین ترتیب نہایت فصاحت کے ساتھ ہو کہ پہلے تو شیاطین کی طرف سے غرور وفریب ہوا جسکو کافرون نے گوش دل سے سُنکر میل کیا پس اپنے حق مین اُسکو پسند کیا پھر اسی کے موافق بداعمالیان کمانے لگے

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ

اب سوائے اللہ کے کسی اور کو منصف کرون اور اُسی نے تمکو یہ کتاب بھیجی　واضح　اور جنکو ہمنے　کتاب دی وہ سمجھتے ہین کہ یہ

مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ

نازل ہوئی ہو　تیرے رب کے پاس سے تحقیق سو تو مت ہو جیو شک لانیوالا　اور تیرے رب کی بات پوری سچ ہو　اور انصاف کی کوئی بدلنے والا

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

نہین اُسکے کلام کو اور وہی ہو سُنتا جانتا

مشرکون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہا کہ اپنے وانکے درمیان کسی کو حکم بنادین تو نازل ہوا اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا یعنی بھلا سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کو قاضی وحاکم بناؤن کہ وہ میرے تمہارے درمیان مین حکم ہو حالانکہ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ وہی پاک پروردگار ہو جسنے تمہاری طرف قرآن نازل کیا مُفَصَّلًا اس حالت پر کہ وہ قرآن مفصل ہو یعنے اسمین حق کو باطل سے جدا کرکے بیان کیا گیا ہو۔ یہ استفہام توبیخی انکار ہو یعنے ای مشرکو تمپر ملامت ہو کہ سوائے اوتعالیٰ کے اور کو حکم بناتے ہو۔ اگر کوئی کہے کہ پھر دنیا مین قاضی وحاکم کیون شرع مین جائز ہین اور نیز اوتعالیٰ کے قاضی بنانے سے فیصلہ کیونکر معلوم ہوگا۔ تو جواب یہ ہو کہ جملہ وہو الذی الخ اسی وہم کا رد ہو یعنے اُسنے کتاب مفصل اُتاردی جسمین باطل وحق کو جدا وتمیز کردیا پس حکم الٰہی میرے تمہارے معاملہ مین اس کتاب سے ثابت ہو۔ اور قاضی بنانے کے یہ معنی ہین کہ قرآن مجید سے سمجھکر ہر معاملہ کا حکم بتاوے نہ آنکہ اپنی رائے سے بتاوے ورنہ حکم حق نہوگا آیت مین دلیل ہو کہ قاضی ضرور ہو کہ احکام قرآن کو جانتا ہو۔ اور دلیل ہو کہ مدعی ومدعا علیہ اگر کسی عالم فقیہ سے اپنے مقدمہ مین حکم الٰہی حاصل کرین تو جائز ہو بلکہ یہی صواب ہو کہ مسلمان اس زمانہ مین اسی طرح فیصلہ کرلین تاکہ اپنے معاملہ مین حکم حق حاصل کرین اور کچہریون مین زحمتین نہ اُٹھاوین، فافہم۔ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الف لام عہد کا ہو اور مراد توریت ہو لہذا مفسر رحمہ نے کہا کہ معنی آنکہ اور جن لوگون کو ہمنے دی کتاب ای توریت مانند عبداللہ بن سلام وانکے ساتھیون کے يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ اکثر کی قراءۃ منزل از انزل ہو اور ابن عامر وحفص کی قراءۃ مین تنزیل سے بتشدید ہو فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ امترا بمعنی شک مین ہونا یعنی تو شک والون مین سے

مت ہو۔ اور چونکہ آنحضرت صلعم پر نزول وحی خود تھا پس انکو تو اسمین شک نہین تھا اور یہ ظاہر ہی لہذا مراد اس سے کافرون پر مقرر و ثابت کرنا ہی
کہ قرآن مجید حق ہی اور زمخشری وغیرہ نے یہ اختیار کیا کہ معنی یہ ہین کہ تو اس بات مین شک کرنے والا مت ہو کہ اہل کتاب جانتے ہین کہ
قرآن اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ ارجح ہی اسواسطے کہ سورہ مکیہ ہی اور عبد اللہ بن سلام کا ایمان مدینہ مین واقع ہوا لہذا
مراد آیت سے یہ ہی کہ اہل کتاب کو قرآن حق ہونیکا علم ہی پس اگر جہال مکہ اسکو نہ مانین تو تجھکو غم نہونا چاہیے اور یہ اخبار از غیب ہی۔ فافہم۔
بالجملہ تجھکو شک نہ کرنا چاہیے اس امر مین کہ اہل کتاب تیری نبوت اور قرآن کی حقیقت کو اپنی کتابون سے بخوبی جانتے ہین وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
کلمہ سے مراد احکام شرع و وعدہ و وعید ہین اور یہ مومنون پر فضل ہی کہ قرآن مین انکی تکمیل ہوئی ہی یعنی پورا ہوا کلمہ تیرے پروردگار کا۔ صِدْقًا
وَعَدْلًا از راہ صدق و عدل کے۔ یہ تمیز محول از فاعل ہی یا حال ہی۔ یعنی کوئی اسمین سے کچھ تبدیل نہین کر سکتا چنانچہ فرمایا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ
یعنی کوئی چیز ایسی نہین کہ ان احکام کو تبدیل کرے یا اسکے وعدہ و وعید مین خلاف ہو۔ اس سے ظاہر ہوا کہ احکام شرع مین زمانہ کی گردش سے
کوئی تبدیل نہین ہو سکتی ہی اور جو شخص تبدیل کو جائز سمجھے وہ کافر گمراہ ہی جیسے اس زمانہ مین بعضے ملحد مبتدع کہتے ہین۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وعید
عذاب مین بھی خلاف نہوگا بلکہ جسکو جسطرح وعید ہوئی ہی ویسا ہی واقع ہوگا مگر اشاعرہ خلف الوعید کو بنظر کرم جائز سمجھتے ہین وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
یعنی ہر قول کا سننے والا اور ہر فعل کا جاننے والا ہی اسپر کچھ پوشیدہ نہین پس جو کوئی جیسا کریگا اسکی جزا و سزا دیگا۔ ف بعض نے کہا کہ قولہ
تمت کلمۃ ربک مین کلمہ سے مراد قرآن ہی اور حاصل اسکا جیسے توریت وغیرہ مین لوگون نے تحریف کی ویسے قرآن مجید کی تحریف پر کوئی قادر نہوگا
پس اس سے نکلا کہ قرآن مجید ہمیشہ محفوظ رہیگا جب تک کہ اللہ تعالی چاہے اور تمام کے معنی یہ کہ انتہا پر پہونچا اور حضرت انس رض سے روایت ہی
کہ یہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہی۔ رواہ ابن النجار و ابن مردویہ عنہ مرفوعًا۔ عامر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ فتح مکہ کے روز حضرت صلعم مسجد الحرام مین داخل
ہوے اور بتون کو مارتے اور توڑتے اور باہر پھینکواتے جاتے اور زبان سے پڑھتے جاتے وتمت کلمۃ ربک صدقًا وعدلًا الآیہ۔ قولہ
صدقًا وعدلًا مفسر رح نے مانند شیخ ابن جریر اور شیخ عکبری رح کے اسکو تمیز قرار دیا اور ابن عطیہ رح نے کہا کہ یہ صواب نہین کیونکہ اسمین ابہام نہین ہی
اور مترجم کہتا ہی کہ یہ وہم ہی کیونکہ تمام ہونے مین تمامیت باعتبار تکمیل افادہ وغیرہ امور کے ہو سکتی ہی پس صدق و عدل سے مراد ہونا تمیز
کر دیا کو اسی نے اسکو حال کہا یا مفعول لہ کا اعراب بیان کیا قتادہ رح نے کہا کہ صدق ان کلمات مین جنمین وعدہ و وعید ہی اور عدل ان کلمات مین جنمین حکم ہی اور بعض نے
کہا کہ ہر وعدہ و وعید و احکام سب صدق و عدل سے ہین نیز وعدہ و وعید و احکام و اگلی امتون کے اخبار اور آیندہ قیامت تک ہونیوالے امور کے اخبار وغیرہ جملہ امور
جنکی خبر قرآن مجید مین ہی سب صدق و عدل ہین اور یہ اولی ہی باعتبار عموم کے فافہم قولہ لا مبدل لکلماتہ اسمین محمد بن کعب رح سے مروی ہی کہ جو کچھ امر دنیا و آخرت مین فرمایا
کسی مین تبدیل نہین ہی اسمین دلیل ہی کہ جو دوزخی ہوا وہ جنتی نہین ہو سکتا اور جو جنتی ہوا ہی وہ دوزخی نہین ہو سکتا اور یہی متواتر اخبار صحیح و آیات کریمہ سے ثابت ہی
اور یہی اہل سنت کا اعتقاد ہی فاحفظہ ف فی العرائس وتمت کلمۃ ربک الآیہ او تعالی نے اپنے سابق کلمات قدیم سے خبر دی جو کلام نفسی ہین جنمین خود بخود
در ذات خود کلام فرمایا پس جو اہل معرفت توحید بندون کے حق مین قبل انکے وجود کے اور قبل انکی نماز روزہ وغیرہ نیک اعمال کرنیکے بدون کسی علت و سبب کے بلکہ قبل
انکے وجود کے انکے حق مین محض فضل و کرم سے انعام و اکرام مقدر فرمایا ہی اسمین تبدیل کسی فعل و حرکت سے نہین ہو سکتی ہی اور جو اسکی مشیت ہی وہ عین صدق
و عدل ہی پس اہل توحید و عرفان کے حق مین حسن قبول اسکی مشیت و احسان و فضل ہی او تعالی قادر مختار ہی جو چاہے کرے کسی بندہ کو چرا چیز
مخلوق ہی دم مارنے کی مجال نہین ہی اور تمام ہونا کلمات کا یہ بھی ہی کہ لطف عنایت سے بدون بندون کی طرف سے کسی علت کے
انکو انعام و اکرام سے قطعًا سرفراز کیا اور جو وعدہ فرمایا وہ ضرور واقع ہونیوالا ہی۔ اور قولہ لا مبدل لکلماتہ سے واضح ہوا کہ

Marfat.com

اہل عنایت پر جو سابقہ رحمت ہو اسکو کوئی تبدیل نہین کر سکتا اور موارد امتحان اُنکو مردود نہین کر سکتے جیسے مردود کو ظاہری افعال مقبول نہین کر سکتے ہین بعض نے قولہ صدقا وعدلا کی تفسیر مین کہا کہ صدق ہو مومنین کے لیئے کہ انکو جو دیا سب فضل ہو اور عدل ہو کافرون پر کہ میزان عدل مین ہلاک ہوے اور پورے نہ اُترے

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ○

اور اگر تو کہا مانے اکثر لوگون کا جو دنیا مین ہین تجھکو بہکا دین اللہ کی راہ سے سب ہی چلتے ہین خیال پر اور سب اٹکل دوڑاتے ہین

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ

تیرا رب ہو خوب جانتا جو بہکتا ہو اُسکی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہو جو اُسکی راہ پر ہین سو تم کھاؤ اُسمین سے جسپر نام لیا اللہ کا اگر تمکو

بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ○ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ

اُسکے حکم پر یقین ہو اور کیا سبب کہ تم نہ کھاؤ اُسمین سے جن پر نام لیا اللہ کا اور وہ کھول چکا جو کچھ تم پر حرام کیا ہو مگر جسوقت ناچار ہو

اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ○

اُسکی طرف سے اور بہت لوگ بہکاتے ہین اپنے خیال پر بغیر تحقیق تیرا رب ہی خوب جانتا ہو جو لوگ حد سے بڑھتے ہین

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اکثر سے مراد کفار ہین کیونکہ وہی بہت ہین اور اہل ایمان تھوڑے ہین اور بعض نے کہا کہ ارض سے مراد مکہ ہو یعنے مکہ والون مین سے اکثر لوگون کے اور وہ اسوقت کفار تھے اگر تو اطاعت کریگا تو يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تجھکو دین الٰہی سے بھٹکا دینگے یعنی ایسی باتمین وہم و شیطان کی بتلا دینگے جنکے ماننے سے غضب الٰہی ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ مقہور کر کے اسکو ہدایت سے محروم کر دیتا ہو اور یہ شرط ہو مقتضی وقوع نہین بلکہ امت کو تعلیم ہو کہ اہل مکہ یا کفار کے باتون پر نہ رہین اور حق سے تجاوز نہ کرین اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ مردار کے بارہ مین مکہ کے کفار نے جھگڑا کیا اور کہا کہ جو اللہ تعالیٰ نے مار ڈالا وہ بہ نسبت لوگون کے مارے ہوے جانور کے بدرجہ اولیٰ کھانا چاہیے تو فرمایا کہ ان یتبعون الا الظن یعنی تیرے ساتھ مجادلہ کرنے مین یہ لوگ نہین پیروی کرتے مگر اپنے وہم و گمان کی جسکی کچھ اصل نہین اور ایسے ہی بتون کے بارہ مین انکو مستحق عبادت خیال کرتے ہین اور مانند اسکے وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ خرص دراصل اندازہ کرنے کو کہتے ہین جسمین تحقیقی بات معلوم نہو جیسے درخت کے پھل اندازہ کرنے کو خرص بولتے ہین پس حاصل آنکہ حالت انکی یہ ہو کہ تحقیقی بات کو نہین مانتے اور اپنے اندازہ تخمینہ پر چلتے ہین جہان خرص جائز نہین ہو پس خارص اپنی خرص کو تحقیق کہے تو جھوٹا ہو لہذا مفسر رحمہ نے کذب سے تفسیر کی جیسا کہ بعض سلف سے مروی ہو یعنے نہین یہ لوگ مگر آنکہ جھوٹ بولتے ہین۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ واضح ہو کہ اعلم صیغہ اسم تفضیل ہو اور وہ اسم ظاہر کو نصب نہین دیتا لہذا من اس سے منصوب نہین ہو سکتا تو بعض نے کہا کہ مَنْ مقدر بباء ہو اور بعض نے کہا کہ منصوب بفعل یعلم ہو جسکی جگہ اسم تفضیل آیا ہو اور مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ اعلم بمعنی عالم ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ مرنے والے کو سوائے اسکے کوئی نہین جانتا ہو وہی عالم ہو اور بعض نے کہا کہ اسم تفضیل بھی کبھی اسم ظاہر کو نصب دیتا ہو اور بیضاوی رحمہ نے کہا کہ منصوب بفعل مقدر ہو جسپر اعلم دلالت کرتا ہو اور نیز کہا کہ اعلم بمعنی اسم تفضیل اس معنی مین کہ اوتعالے کا علم محیط و کثیر ہو ان وجوہ کو جنسے علم کا متعلق ہونا ممکن ہو اور نیز لازمی ہو اور نیز علم الٰہی بالذات ہو نہ بالغیر حاصل آنکہ تیرا پروردگار خوب جانتا ہو ہر ایسے شخص کو جو اسکے دین سے گمراہ ہو وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ اور وہی خوب جانتا ہو ہدایت و طاعت پر چلنے والون کو پس دونون مین سے ہر ایک کو اُسکا بدلا ثواب یا عذاب دیگا فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ای ذبح علی اسم

سو کھایا کرو ایمین سے جسپر اللہ تعالی کا نام ذکر کیا گیا ہو حلال جانورون مین سے یعنی جو اللہ تعالے کے نام پر ذبح کیا گیا ہو فانکلوا۔ جواب شرط مقدر ہو۔ کما قال الزمخشری یا عطف بر محذوف ہو کما قال الواحدی اِنْ كُنْتُمْ بِآيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ یہ شرط نہین ہو بلکہ مومنون کو شرایع الٰہی پر چلنے کے لیئے آمادہ کیا ہو پس یہ خطاب ہو مسلمانون کو اور بعض نے مشرکون کی طرف خطاب قرار دیا یعنی آنکہ جو کچھ اللہ تعالی نے حلال کیا اسکو حلال جانو اور جو حرام کیا حرام جانو اور اسی پر عمل کرو اور مردار وغیرہ کو چھوڑ دو لیکن اول ارجح ہو وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ یہ استفہام انکاری ہو یعنی کون مانع ہو تمکو اس سے کہ نہ کھاؤ اُس ذبیحہ کو جسپر اللہ تعالی کا نام مذکور ہوا بعد ازانکہ تمکو اسکے کھانے کی اجازت دیدی وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ابن کثیر و ابو عمرو ابن عامر نے فصل بصیغہ مجہول پڑھا اور باقیون نے بصیغہ معروف پڑھا حفص نے حرم بر بنا فاعل یعنی بصیغہ معروف پڑھا اور باقیون نے بصیغہ مجہول پڑھا ہو والمعنی حال یہ کہ تفصیل کیا تمھارے واسطے جو تمپر حرام ہوا ہو **قال المفسر** یعنے قولہ حرمت علیکم المیتۃ الآیۃ مین تمپر محرمات طعام مفصل بیان کر دیے ہین اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ سوائے اسکے جسکی طرف تم مضطر ہوا ان محرمات سے تو اس حال اضطرار مین وہ بھی تمپر حلال ہو والمعنی کوئی مانع نہین تمکو کھانے اس چیز سے جسپر اللہ تعالے کا نام مذکور ہوا اور حال یہ کہ جنکا کھانا حرام ہو وہ تمکو مفصل بتلا دیے اور بنام الٰہی ذبیحہ ان محرمات مین سے نہین ہو واضح ہو کہ استثنا منقطع ہو جیسا کہ تفتازانی رحمہ نے کہا اور اعراب القرآن ابو البقاء مین ہو کہ از راہ معنی استثنا متصل ہو کیونکہ انکو اللہ تعالی کے نام پر ذبح کیے ہوے کے کھانے کو ترک کرنے پر توبیخ کی اور یہ متضمن ہو مطلقاً اباحت پر۔ حاصل آنکہ جنس سے استثنا ہو اسمین بعض نے کلام کیا کہ اس صورت مین ظرف عام مقدر سے استثنا ہوا تو مفرغ ہوا متصل نہوا پھر واضح ہو کہ اس مقام مین اشکال ہو جو امام رازی نے تفسیر کبیر مین وارد کیا باین طور کہ یہ سورہ انعام تو مکیہ ہو پس نزول اسکا سورۂ مائدہ مدینہ سے پہلے ہوا خصوص جب کہ سورۂ مائدہ کی نسبت آیا ہو کہ وہ قرآن کی سورتون مین سے سب سے آخر نازل ہوئی ہو اور قولہ حرمت علیکم المیتۃ الآیۃ اسی سورۂ مائدہ مین ہو پس بیان جو قولہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم سے حوالہ دیا یا اس آیت پر جو پیچھے نازل ہوئی کیونکر صادق ہوگا کیونکہ جسپر حوالہ ہو اسکا مقدم ہونا لازم ہو۔ پھر امام رازی نے جواب دیا کہ جس آیت پر حوالہ ہو وہ قولہ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الآیۃ ہو جو کچھ پیچھے مذکور ہو۔ اور دیگر علماء مفسرین نے یہ جواب دیا کہ علم الٰہی ہر موجود و ہونے والے سب کو محیط ہو اور علم الٰہی مین موجود تھا کہ ترتیب قرآن مجید مین جو محفوظ بحفظ الٰہی ہو سورۂ انعام پر سورۂ مائدہ مقدم ہوگی اگرچہ نزول مین مقدم ہووے پس باین معنی یہ حوالہ بہت خوب ہو **مترجم** کہتا ہو کہ بنا برین ثابت ہوا کہ ترتیب قرآن مجید بتوفیق الٰہی عز و جل ہو اور کیون نہین کہ اوتعالی عز و جل نے مصرح اس کتاب مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہو۔ فافہم وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ یضلون مین دو قراءۃ ہین بفتح یا از باب ثلاثی مجرد اور بضم یا از باب افعال۔ اور مراد ان سے مشرکین عرب ہین جیسا کہ سعید بن جبیر رح وغیرہ سے مروی ہو والمعنی البتہ بہت سے یعنی مشرکین گمراہ ہوتے یا گمراہ کرتے ہین اپنی خواہش نفسانی سے بدون کسی علم کے جسپر وہ اعتماد کرتے ہون اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ اعتدا یعنی تجاوز کرنا یعنی تیرا پروردگار جانتا ہو اُن لوگون کو جو تجاوز کرتے ہین حلال سے حرام کی طرف یعنی گناہ کرتے ہین پس انکو سزا دیگا **فی العرائس** قولہ تعالی وان کثیرا لیضلون باھوائھم اسی مین وہ لوگ بھی شامل ہین جو ضلالت و بدعت کی طرف بلاتے ہین پھر جب وہ لوگ اپنی فضیحت ہونے کو دیکھتے ہین تو چاہتے ہین کہ سچے اہل ارادت بھی انھین کے مثل ہو جاوین پس شہوتون کا راستہ انکو بتلاتے ہین اور اسکی خوبیان بیان کرتے ہین چنانچہ اوتعالے نے ایسے لوگون کو بیان فرمایا بقولہ اضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل۔ اور یہ اسوجہ سے ہو کہ یہ لوگ اوتعالے عز و جل کی معرفت سے جاہل ہین اور اسکے علم سے جو تمام موجودات ظاہر و باطن کی ماہیت و حقیقت کو شامل ہو غافل ہین شیخ قرشی رح نے

Marfat.com

اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ یہ لوگ اپنے نفس کی خواہش پر چلتے ہین اور کتاب الٰہی و سنت رسول اللہ صلعم کو چھوڑتے ہین ؛-

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ○

اور چھوڑو کھلا گناہ اور چھپا جو لوگ گناہ کماتے ہین سزا پاوینگے اپنے کیے کی

وَذَرُوْا اے لوگو اور چھوڑ دو تم لوگ ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ علانیہ و پوشیدہ گناہ بعض نے کہا کہ گناہ زنا اور بعض نے کہا کہ ہر گناہ - اول تو مجاہدؒ سے مروی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ نیت بد وہ پوشیدہ گناہ ہے - اور قتادہؒ نے ظاہر یعنے علانیہ و پوشیدہ قلیل و کثیر سے تفسیر کی - سدیؒ نے کہا کہ ظاہر الاثم رنڈیون سے زنا کرنا - اور باطن الاثم وہ آشنائی کر کے زناکاری ہے - عکرمہؒ نے کہا کہ باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا یا بیٹے کی منکوحہ سے نکاح کرنا - اور صحیح یہ ہے کہ آیت کریمہ سب کو شامل ہے اور نیز دیگر گناہ ظاہر و باطن سے ممانعت ہے پس ظاہر وہ جو اعضاء و جوارح سے ظاہر مین محسوس ہو اور باطن وہ جو ظاہر نہو پس حسد و غرور و عجب و خودنمائی اور مسلمانون کی بدی سوچنا وغیرہ سب داخل ہین نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اثم کیا ہے فرمایا - کہ اثم وہ ہے جو تیرے دل مین کھٹکے اور تو برا جانے کہ لوگ اسپر مطلع ہون - رواہ ابن ابی حاتم وغیرہ بسند صحیح پھر گناہ سمیٹنے والون کو وعید شدید فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ کسب بمعنی کمانا اور بندہ گناہ کو پیدا کرنیوالا نہین بلکہ کمانیوالا ہے اور یہی اہل سنت کا مذہب ہے المعنی جو لوگ گناہ کماتے ہین سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ اقتراف بمعنی اکتساب المعنی عنقریب آخرت مین جزا دیے جاوینگے بدلے اس چیز کے جسکو کمایا کرتے تھے **فی العرائس** قولہ وذروا ظاہر الاثم الآیۃ - ظاہری گناہ وہ ہے جسکی مذمت ثابت از ظاہر قرآن و حدیث ہے اور باطن الاثم وہ جسکی مذمت باطن قرآن و حدیث سے ثابت ہے - **قال المترجم** بنا برین تمام عیوب نفس و ریا و خطرات شیطانی و نہایت باریک باتین کہ جب کھلجاوین تو بڑا گناہ معلوم ہوتی ہین سب کو شامل ہے اور یہی کمال تقویٰ ہے اور حدیث صحیح مین جو آیا کہ آدمی مین شیطان ایسی جگہ گھسا ہوا روان ہے جہان خون روان ہے تو اسمین ان باطن کے عیوب نفس و خطرات کی طرف خیال رکھنے اور اپنے کو درست رکھنے کا صریح اشارہ ہے - فافہم - نیز ظاہر الاثم وہ ہے جسکے ساتھ عقول نورانی موافق نہون اور باطن الاثم جنکے ساتھ قلوب صافی موافق نہون اور نیز ظاہر الاثم وہ جو اعضا کو راہ سنت سے کج کرین اور باطن الاثم جو دلون کو مشاہدہ سے تشویش مین ڈالین - نیز ظاہر الاثم اس دنیا کی محبت ہے - و باطن الاثم جاہ و مرتبہ کی خواہش ہے - نیز ظاہر الاثم وہ اعمال نیک جو تجھے مغرور کرین اور باطن الاثم وہ احوال جنکی لذت مین تجھکو سکون ہو - بعض نے فرمایا کہ ظاہر الاثم اپنے افعال پر نظر ہے اور باطن الاثم ان افعال پر باطن مین تسکین ہے - سہلؒ نے کہا کہ حکم فرمایا ہے کہ اعضاء ظاہر سے افراط اور دل سے اکی محبت چھوڑ دو - شبلی رحمہ اللہ نے کہا کہ ظاہری گناہ تو یہ غفلت ہے اور باطنی گناہ یہ کہ سابق تقدیر پر نظر رکھنے سے نسیان ہو - اور بعض نے فرمایا کہ باطنی گناہ وہ عقیدے پوشیدہ ہین جو دل مین متردد ہون اور نگاہ باطن کے اندر جو ہون

ولو وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ

اور اسمین سے مت کھاؤ جسپر نام نہین لیا اللہ کا اور وہ گناہ ہے اور شیطان دل مین ڈالتے ہین اپنے رفیقون کے کہ تسے جھگڑا کرین

ع ۱۴ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ○

اور اگر تم نے انکا کہا مانا تو تم مشرک ہوے

بلیہ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور مت کھاؤ اس چیز مین سے جسپر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو - واضح ہو

کہ اس بات مین اتفاق ہے کہ ما موصولہ سے جانور مراد ہین اور جانورون مین سے بھی وہ جانور جنکا کھانا حلال ہے پس اگر اسپر اللہ تعالیٰ کا نام نہین ذکر کیا گیا تو مت کھاؤ۔ پھر ذکر نہ کیے جانے کی کئی صورتین ہو سکتی ہین ایک یہ کہ خود اپنی موت سے مر گیا ذبح نہین کیا گیا اور اگر ذبح کیا گیا تو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا پس اسپر اللہ تعالیٰ کا نام مذکور نہوا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے واسطے ذبح کیا مگر عمداً تسمیہ یعنے بسم اللہ نہ پڑھی یا بھول گیا۔ ابن عباس رض نے فرمایا کہ یہ آیت دربارہ مردار جانورون کے اور جو اسکے معنی مین مانند منخنقہ وغیرہ کے ہین وارد ہوئی ہے۔ عطاءؒ نے کہا کہ ذبائح کی تحریم مین ہے کہ مشرکین اپنے بتون کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے۔ **مفسر سیوطیؒ** نے آیت کو اسی پر محمول کیا یعنی یہ آیت مخصوص ہے ایسے جانورون کے حق مین جو خود بخود مر گئے ہون یا کسی بت وغیرہ کے نام پر ذبح ہو گئے ہون اور یون کہا کہ اگر ایسا نہووے تو جو جانور کوئی مسلمان ذبح کرے اگرچہ عمداً اسپر تسمیہ نہ کہے وہ بنا بر قول شافعیؒ کے حلال ہوتا ہے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ یہ طریقہ دلیل خلف کا جس سے آیت کی کی تخصیص ثابت کیجاوے عجیب ہے کیونکہ مذہب شافعیؒ مین اگر اجتہاد سے کوئی بات قرار پائی وہ مخصص نہین ہو سکتی بلکہ دلیل شرعی لانی چاہیئے ابو حنیفہؒ کے نزدیک مسلمان نے اگر عمداً تسمیہ چھوڑ دیا تو ذبیحہ حلال نہین بلکہ مردار ہو گیا اور تفصیل یہ ہے کہ ائمہ علماء رحمہم اللہ کے اس مسئلہ مین تین قول ہین بعد ازانکہ سب کا اجماع ہو گیا کہ جو حلال جانور زمین سے خود بخود مر گیا وہ مردار قطعاً حرام ہے اور کلام ذبیحہ مین ہے پس اگر ذبیحہ ایسا ہو کہ اسپر اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی غیر کا نام عمداً ذکر کیا تو بالاجماع حرام ہے اور اگر کسی کا نام ذکر نہین کیا تو ایک جماعت علماء کا قول ہے کہ جو ذبیحہ ایسا ہو کہ اسپر اللہ تعالےٰ کا نام نہین ذکر کیا گیا یعنی کوئی نام نہین لیا گیا تو وہ مردار و حرام ہے خواہ عمداً اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا ہو یا سہو سے نہ لیا ہو اور یہی نافع مولی ابن عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہ و عامر الشعبی و محمد بن سیرین رحمہم اللہ سے مروی ہے اور ایک روایت از امام مالک۔ اور قوی روایت از امام احمد ہے اور یہی ابو ثور و داؤد ظاہری نے اختیار کیا اور یہی مختار ابو الفتوح محمد بن محمد الطائی الشافعیؒ کا ہے اور دلیل اسکی یہی ظاہر آیت اور قولہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ الآیۃ۔ اور یہان قولہ تعالیٰ وانہ لفسق سے اور تاکید ہو گئی اور نیز احادیث صحیحین وغیرہ جنمین حکم تسمیہ مذکور ہے نیز حجت ہین اور وہ بہت ہین اور حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگون نے کہا یا رسول اللہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہین ہمکو نہین معلوم ہوتا کہ اسپر اسم اللہ تعالیٰ ذکر کیا گیا ہے یا نہین۔ تو فرمایا کہ اسپر اللہ تعالےٰ کا نام ذکر کرو اور کھاؤ۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ ان لوگون کو کفر چھوڑے ہوئے تھوڑا زمانہ گزرا تھا۔ رواہ البخاری

قال الحافظ العماد اس سے دلالت اسطرح ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا تھا کہ تسمیہ کہنا ایک امر لابدی ہے اور خوف کیا کہ شاید ذبح کرنے والون نے بسبب اسکے کہ مسلمان ہوئے تھوڑے دن ہوئے ہین تسمیہ چھوڑ دیا ہو پس حضرت صلعم نے کھانے کے وقت تسمیہ کہنے کا احتیاطاً حکم دیدیا تاکہ اگر ترک ہوئی ہو تو اس سے عوض کے مانند ہو جاوے اور مسلمانون کے احکام کو نیک گمان پر جاری رکھنے کا حکم دیا واللہ اعلم۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ اسلام شرط ہے تسمیہ کچھ شرط نہین ہے بلکہ مستحب ہے پس اگر عمداً یا بھولے سے چھوڑ دی تو کچھ مضر نہین ہے اور یہ امام شافعی و جمہور اصحاب شافعی کا مذہب ہے اور یہ حضرت ابن عباس و ابو ہریرہ و عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے۔ واللہ اعلم۔ اور شافعی رحمہ اللہ نے قولہ وانہ لفسق کو محمول کیا اس امر پر کہ وہ غیر اللہ تعالیٰ کے واسطے اس طرح ذبح ہوا ہو کہ اسپر نام الٰہی ذکر نہوا ہو بمانند قولہ تعالےٰ او فسقا اہل لغیر اللہ بہ الآیۃ پس فسق سے مراد وہ مذبوحہ برائے غیر اللہ تعالیٰ ہے **شیخ ابن کثیرؒ** نے اسکو قوی کہا اور ذکر کیا کہ ابن جریرؒ نے عطاءؒ سے نقل کیا کہ آیت مین ممانعت ہے ان ذبائح کے کھانے سے جو قریش اپنے بتون کے نام پر ذبح کرتے تھے اور ممانعت ہے مجوس کے ذبائح سے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ بیان سے ظاہر ہوا کہ حجت تخصیص آیت کی بنا بر مذہب شافعیؒ کے یہ ہے جو مذکور ہوئی اور **مفسر سیوطی** رحمہ اللہ کو خود یہ حجت معلوم تھی چنانچہ مقدمہ اتقان مین بحوالہ تفسیر کبیر فخر رازی اسکی

Marfat.com

تقویت اسطرح ذکر کی کہ قولہ وانہ لفسق مین واو حالیہ ہو ای لاتاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ حال کونہ فسقا۔ اور وہ فسق نہوگا جب تک کہ اُسپر اہلال لغیر اللہ تعالی نہو بدلیل قولہ او فسقا اہل لغیر اللہ بہ الآیۃ۔ پھر فخر رازی نے دعوی کیا کہ یہی تعیین ہو یعنی واو یہان حالیہ ہی ہو سکتا ہی اور عاطفہ نہین ہو سکتا ورنہ عطف جملہ اسمیہ خبریہ کا جملہ فعلیہ طلبیہ پر لازم آویگا اور یہ ممنوع ہو **قال المترجم** فخر رازی ہنے امام شافعیؒ کے استدلال پر اکتفا نہ کیا اور خود ایک طومار نکالا جیسا کہ مذکور ہوا ولیکن یہ ٹھیک نہین ہو چنانچہ شیخ حافظ العمادؒ نے اسکو رد کر دیا اسطرح کہ قولہ تعالے وان الشیاطین لیوحون الخ سے فخر رازی کے اوپر خود نقض وارد ہوتا ہی کیونکہ یہ واو خواہ مخواہ عاطفہ ہو پس جس واو کے حالیہ ہونے کا مدعی ہوا اگر صحیح ہو تو اس جملہ کا عطف جملۂ ماقبل پر ممتنع ہوگا پس اگر جملۂ طلبیہ پر عطف کیا جاوے تو جو اسنے امتناع وارد کیا ہو وہ خود اُسپر وارد ہوتا ہی اور اگر واو کو حالیہ نہ لیوے تو جو کچھ اُسنے دعوی کیا ہو وہ سرے سے باطل ہو گیا واللہ اعلم اور صلت السدوسی سے جو مرفوعا روایت ہو کہ مسلمان کا ذبیحہ حلال ہو خواہ نام الٰہی ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ تو یہ مرسل ہو اور شافعیہ کے نزدیک مراسیل مالکؒ و زہریؒ کے سوائے حجت نہین مگر آنکہ مذہب ابن عباس بھی مروی ہی جو اُسکا مقوی ہو اور حنفیہ اسمین تاویل کرینگے۔ اور بیہقی نے حدیث عائشہؓ مذکورہ بالا سے حجت پکڑی کہ تسمیہ شرط ہوتا تو آپ نہ فرماتے کہ تم تسمیہ کہکر کھاؤ۔ مگر پوشیدہ نہین کہ یہ حجت ضعیف ہو اسواسطے کہ مسلمان ذبح کرکے لانے والے پر گمان ترک تسمیہ کا خلاف ظاہر حال تھا لہذا احتیاطاً ایسا کہا جیسا کہ اشارہ اوپر مذکور ہو چکا۔ فافہم واللہ اعلم اور ایک بڑی جماعت علماء نے کہا کہ اگر تسمیہ کہنا بھول گیا تو مضر نہین اور اگر عمداً چھوڑ دی تو ذبیحہ حلال نہوگا اور یہی حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہما و سعید بن المسیب و عطاء و طاؤس و حسن بصری و ابو مالک و عبد الرحمن بن ابی لیلی۔ و جعفر بن محمد و ربیعہ بن عبد الرحمن سے حکایت کیا گیا پس روایات ابن عباس اس امر پر محمول ہونگی کہ تسمیہ ذکر کیا حالت یاد مین اور نہ ذکر کیا حالت فراموشی مین تا کہ ابن عباس کے اقوال مین اختلاف لازم نہ آوے اور یہی مشہور مذہب امام مالک و احمد بن حنبل کا اور یہی قول امام ابو حنیفہؒ و اُنکے اصحاب اور اسحاق بن راہویہ کا ہو۔ **قال الحافظ ابن الکثیرؒ** اور امام ابو الحسن مرغینانی نے ہدایہ مین نقل کیا کہ شافعیؒ سے پہلے علماء کا اجماع تھا کہ جو کوئی عمداً تسمیہ چھوڑ دے اُسکا ذبیحہ حرام ہوا اسیواسطے ابو یوسف و مشائخ نے کہا کہ اگر عمداً تسمیہ چھوڑے ہوئے ذبیحہ کے بیع جائز ہونے پر کوئی قاضی و حاکم حکم دیدے تو اُسکا حکم نافذ نہوگا کیونکہ محل مختلف فیہ قابل اعتبار نہین بلکہ اجماع معتبر ہو **قال الحافظ**۔ لیکن مرغینانی کا یہ قول غریب ہو اور ہم پہلے لکھ چکے کہ شافعیؒ سے اگلون نے بھی خلاف کیا ہو واللہ اعلم **مترجم** کہتا ہو کہ اگلون سے جو خلاف مذکور ہوا وہ بدون انکے کلام کے ہو سوائے قول ابن عباسؓ کے پھر جب ابن عباسؓ سے متروک التسمیہ کے حرام ہونیکا مذہب نقل کیا گیا تو تناقض کر دینا خلاف اصل ہو پس دو قول ابن عباس کے بتاویل دونون موافق ہین تو خلاف ابن عباس باقی نہین رہا اور علی ہذا دیگر علماء کے قول مین یہی گمان ہو بالجملہ فقط نام ذکر کرنا مثبت خلاف نہین ہو۔ پھر ابن جریر رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ جس شخص نے بھول کر تسمیہ چھوڑنے والے مسلمان کا ذبیحہ حرام کیا وہ اجماع حجت سے خارج ہو اور **حافظ ابن کثیرؒ** نے بعد کلام طویل کے بیان کیا کہ ابن جریرؒ کے نزدیک ایک دو علماء کے خلاف سے اجماع مین خلل نہین آتا وہ اسکو اجماع ہی کہتے ہین پھر اس مذہب کی تقویت مین پیش کیا آیت کریمہ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا الآیۃ۔ اور نیز وہ حدیث مشہور جسمین آنحضرت صلعم نے اپنی امت سے خطاء و اکراہ و نسیان مرفوع ہونے کو فرمایا ہو لیکن حنفیہؒ کے نزدیک جو امور شرعی ایسے ہین کہ جد و ہزل سب طرح سے انکا حکم لازم ہوتا ہی مثل طلاق و عتاق وغیرہ کے انمین خطاء و نسیان وغیرہ کا غیر موثر ہونا معتبر نہین بلکہ گناہ مرفوع ہوگا پس شاید کہ مقام ذبیحہ مین اسکا اعتبار ہو

Marfat.com

بالجملہ جمع تو یہ کافی ہیں واللہ اعلم پھر مجاہدؒ وعامہ اہل علم کے نزدیک یہ آیت محکم ہے اسمین سے کچھ منسوخ نہیں ہے اور حسن بصری وعکرمہ سے ابن جریرؒ
نے روایت کیا کہ اس سے طعام اہل کتاب مستثنیٰ ہے اور ابن ابی حاتم نے مکحول سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو منسوخ کر کے فرمایا
الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب الآیہ۔ پھر ابن جریرؒ نے فرمایا کہ تحریم مالم یذکر اسم اللہ علیہ۔ اور تحلیل طعام اہل کتاب مین
کچھ تعارض نہین اور یہی صواب ہے **قال الحافظ** یہ قول ابن جریر کا صحیح ہے اور سلف مین سے جسنے نسخ کا لفظ کہا ہے اسکی مراد تخصیص ہے
واللہ اعلم۔ بالجملہ معنی قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ کے یہ کہ مت کھاؤ اس چیزمین سے جسپر نہین مذکور ہوا نام اللہ تعالےٰ کا
وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ای وان الاکل منہ لخروج عما یحل۔ اور کھانا ایسی چیزمین سے البتہ باہر ہونا اس چیز سے جو حلال ہے وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ
لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِهِمْ ای یوسوسون الی الکفار۔ اور شیاطین جو شیطان رجیم کے ذریات ہین وہ مع شیطان کے اپنے اولیاء کو
یعنے کافرون کو وسوسہ دلاتے ہین علی ہذا شیطان سے مراد حقیقی شیطان ہین بعض نے کہا کہ وہ قسم جن ہین لیکن مرتے نہین ہین بخلاف جن
کے کہ انمین مسلمان بھی ہین کافر بھی ہین اور مرتے بھی ہین۔ بالجملہ شیاطین حقیقی مراد ہین اور وحی سے وسوسہ مراد ہے اور وسوسہ انکا اگرچہ عام ہے
لیکن کافرون کی خصوصیت اسوجہ سے ہے کہ اہل ایمان انکے وسوسہ کو قبول نہین کرتے اور رد کر دیتے ہین بخلاف کافرون کے کہ وہ
قبول کر لیتے ہین اور انھین پر خوب قابو پاتے ہین۔ اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابن عمرؓ وابن عباسؓ وعکرمہؒ سے قصہ مختار بن ابی عبید ثقفی
مین روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آکر ابن عباسؓ سے کہا کہ مختار بن ابی عبید کو زعم ہے کہ آج کی رات مجھپر وحی ہوئی تو ابن عباس نے کہا کہ
ہان وہ سچا ہے تو اس شخص نے متنفر ہو کر کہا کہ ابن عباسؓ کہتے ہین کہ وہ سچا ہے تو ابن عباس نے فرمایا کہ وحی دو طرح کی ہے ایک وحی الٰہی بجانب
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دوسری وحی شیطان بجانب اپنے اولیاء کے پھر پڑھا قولہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم یعنی شیطان
اپنے دوستونکو گمراہی کی باتین القاء کرتے ہین اور بعض نے فرمایا کہ شیاطین سے آدمیون کے شیطان مراد ہین اور وحی ایک تشبیہ کے طور پر ہے
یعنی ان شیاطین الانس لیلقون الی اولیائھم اور ظاہر آنکہ دونون کو شامل ہے ایک کو حقیقۃً اور دوسرے کو حکماً تا کہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز لازم نہ آوے
حاصل آنکہ شیاطین اپنے ساتھ موالات رکھنے والونکو القاء کرتے ہین لِیُجَادِلُوْكُمْ تا کہ اولیاء شیاطین مردار کھانے مین تمہاری ممانعت کو نہ مانین اور
تم سے جھگڑین وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ اور اگر تم نے اس بارے مین انکی پیروی کی تو تم مشرک ہو۔ زجاج نے کہا کہ اسمین دلیل ہے
کہ جسنے اللہ تعالےٰ کی حرام کی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز کو حلال جانا یا حلال کی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز کو حرام جانا وہ کافر
مشرک ہے کیونکہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اسنے غیر کو اپنا حاکم بنایا۔ عن ابن عباس جب نازل ہوا قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیہ تو
فارس والون نے قریش کو کہلا بھیجا کہ محمد کو قائل کرو کہ جو جانور تم اپنے ہاتھ سے چھری سے ذبح کرو وہ حلال ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے
سونے کی تلوار سے قتل کیا یعنے مردار وہ حرام ہے تو نازل ہوا قولہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم الآیۃ یعنی شیاطین فارس
کے اپنے اولیاء قریش کو وحی کرتے ہین۔ رواہ الطبرانی۔ وعن ابن عباس فی قولہ وان الشیاطین لیوحون یعنی کہتے ہین کہ جو اللہ تعالیٰ نے
ذبح کیا وہ نہ کھاؤ اور جو تمنے ذبح کیا وہ کھاؤ تو نازل ہوا قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیۃ۔ رواہ ابو داؤد وابن ماجہ وابن
ابی حاتم واسنادہ صحیح ورواہ ابن جریر من طرق عنہ اور ابن جریرؒ نے قصہ تحریر اہل فارس کو عکرمہ سے روایت کیا اور سدیؒ و دیگر جماعۃ تابعین
نے مشرکون کا اعتراض مسلمانون پر ذکر کیا جیسا کہ فارس والون کا قریش کو بہکانا مذکور ہوا ہے **مترجم** کہتا ہے کہ ایسے ہی مشرکین و مسلمانون کا
جھگڑا تمام دنیا کے حق مین ہے فلیتفکر واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم **ف فی العرائس** قولہ تعالےٰ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم

Marfat.com

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوا کہ آدمیوں سے ایک مخلوق ہے جو شیطانوں کی طبیعت پر پیدا ہوئے ہیں. کما قال تعالیٰ شیاطین الانس والجن پھر ان شیطان الانس میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو سالوس ناموس کے ساتھ رو کھے خشک ہیں آخرت کی طرف سے مگر لباس ظاہری سنوارے ہوئے اولیاء اللہ کے مراتب کے مدعی ہیں انکے دلوں میں شیطانی مزخرفات بہت بھرتے ہیں اور الفاظ طامات وغرور سے اپنی بڑائی و تعلی بیان کرتے ہیں اور جو شخص کہ حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتا اسکے نزدیک عزت والے بنتے ہیں- ابو عثمان مغربیؒ نے اس آیت میں کہا کہ شیاطین ایسے انسانوں کی طرف جو مدعی بطال ہیں ایسی باتیں القا کرتے ہیں جس سے ایسے مریدوں کی راہ ماریں جو تحقیق پر چلتے تھے- پھر جب اللہ تعالیٰ عزوجل نے ایسے لوگوں کی مذمت بیان فرمائی جو دنیا کے بندے اپنے مالک خالق سبحانہ تعالیٰ سے غافل کفر و ظلمت میں پڑے تو اسکے بعد محبوب جنکو نور قدیم کے مکاشفہ میں لے لیا اور انواع معارف کے حجاب سے نکالکر عارف کیا انکی تعریف کی

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا

بھلا ایک شخص کہ مردہ تھا پھر ہمنے اسکو زندہ کیا اور دی اسکو روشنی کہ لیے پھرتا ہے لوگوں میں برابر اسکے کہ جسکا حال یہ کہ اندھیروں میں پڑا ہے وہانسے نکل نہیں سکتا

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ

اسی طرح بھلا دکھایا ہے کافروں کو جو کام کر رہے ہیں اور یوں ہی رکھے ہیں ہمنے ہر بستی میں گنہگاروں کے سردار کہ حیلہ لایا کریں وہاں اور جو حیلہ کرتے ہیں

اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

سو اپنے اوپر اور نہیں بوجھتے

ونزل فی ابی جہل وغیرہ یعنی نزول اس کلام کا ابوجہل وغیرہ کے حق میں ہوا اور مراد یہ کہ اس آیت میں جو بیان کیا گیا کہ تاریکی سے خارج نہیں ہوا اور کفر و ضلالت میں پڑا ہے اس سے ابوجہل و اسکے مانند مراد ہیں اور یہ غرض نہیں کہ جب زندہ کر دیا نور سے وہ ابوجہل وغیرہ کے حق میں ہے اور تحقیق عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالیٰ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا بھلا وہ جو مر[illegible] بسبب کفر کے فَاَحْيَيْنٰهُ ہم اسکو ہمنے ہدایت سے زندہ کیا وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ اور اسکے لیے نور دیا کہ اسکے ساتھ لوگوں میں چلتا ہے یعنی بواسطہ اس نور کے حق کو باطل سے تمیز دیکھتا ہے اور یہ نور ایمان ہے اور بعض نے کہا قرآن مجید ہے اور یہ سب صحیح ہے كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ مثل کا لفظ زائد ہے اسی کمن ہو فی الظلمات کیا وہ مثل اس شخص کے ہے کہ جو اندھیاری میں پڑا ہوا ہے اور بعض نے کہا کمن مثلہ مثل من فی الظلمات لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا کہ اندھیرے سے نکلا نہیں اور وہ کافر ہے حاصل اسکا یہ استفہام انکاری ہے اور معنی یہ کہ بھلا جسکو ہمنے زندہ کر کے نور دیا وہ مثل اسکے ہے جو اندھیرے میں پڑا ہوا کفر میں اندھا ہے یعنی بھلا دونوں یکساں ہیں یعنی ہرگز ایسا نہیں ہے اور تعالیٰ نے اس سے مومن و کافر کے مثل بیان فرمائی ہے اور معنی نور و ظلمت کے یہی روشنی و تاریکی ہے اور مثل کا حاصل ظاہر ہے کہ جو نور کے واسطے سے چلتا پھرتا ہے وہ ایسا نہیں جو اندھیرے میں ٹاپتا پھرتا ہے اور مقصود یہ کہ جو نور ایمان و اسلام و قرآن سے منور ہوا وہ ایسا نہیں جو کفر و ضلالت وجہالت میں پڑا ہے اور کلام مجید میں بہت ایمان و کفر کی مثل میں زندگی و موت سے اور نور و ظلمت سے اور بینائی اور اندھے پن سے اور سننے والے و بہرے سے مثل فرمائی- کما فی قولہ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور الآیۃ- وکما فی قولہ مثل الفریقین کالاعمی والاصم والبصیر والسمیع ہل یستویان مثلاً الآیۃ- وکما فی قولہ تعالیٰ وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات الآیۃ- ابن عباسؓ سے روایت کیا جاتا ہے کہ مراد اس سے حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب ہیں اور ابوجہل ملعون ہے- زید بن اسلم نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب کے

Marfat.com

حق مین اور ابوجہل کے حق مین نازل ہوئی عکرمہؓ سے مروی ہی کہ عمار بن یاسرؓ اور ابوجہل کے حق مین نازل ہوئی اور مقاتلؒ نے کہا کہ حضرت سید عالم محمد مصطفےٰ صلعم کے حق مین اور ابوجہل ملعون کے حق مین ہی شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ بعضون نے زعم کیا کہ نزول اسکا دو شخص معین کے حق مین ہی چنانچہ جسکو زندہ کرکے نور دیا وہ عمر بن الخطابؓ ہین یا عمار بن یاسر ہین اور جو ظلمات مین پڑا ہوا رہا اس سے نکلا نہین وہ ابوجہل ملعون ہی۔ پھر کہا کہ صحیح یہ ہی کہ آیت عام ہی اسمین ہر مومن و کافر داخل ہی یعنے کوئی مومن ہو کسی کافر کے مساوی نہین اور حاصل آنکہ مومن و کافر مین از راہ آخرت کے کچھ مساوات نہین ہی اور اسی کو اکثر مفسرین نے صحیح کہا ہی **قال المترجم** اگر نزول اسکا دو شخص معین کے حق مین ثابت ہو تو بھی اعتبار اُسکے عموم معنی کا ہی جس سے ثابت ہے کہ مومن و کافر یکسان نہین کَذٰلِكَ اے کما زین للمؤمنین الایمان کذلک زُیِّنَ لِلْکٰفِرِیْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ من الکفر والمعاصی یعنی جیسے مومنون کی نظر مین ایمان و طاعت خدا و رسول مزین کی گئی ہی ایسی ہی مزین کیئے گئے کافرون کے لیئے جو وہ کرتے ہین کفر و نافرمانیان و گناہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر عمل کرنے والے پر تقدیر جاری ہی اور حدیث صحیح مین ثابت ہی کہ ہر ایک پر وہ آسان ہی جسکے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہی وَکَذٰلِكَ جَعَلْنَا یعنے جیسے ہمنے مکہ والون مین سے فاسق انمین سے بڑے بڑون کو کر دیا ایسے ہی کر دیا ہم فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا ہر قریہ مین اکابر مجرمین اُسکے کمالین مین کہا کہ اکابر مجرمیہا دونون مفعول جعلنا کے ہین اور اول پر دوم کو مقدم کیا گیا **قال الواحدی** ای مجرمیہا اکابر۔ اور اکابر اسواسطے مجرم و فساق ہوئے کہ انمین وسعت و قوت ہونے سے مکر و کفر کی طرف زیادہ داعی ہین۔ مروی ہی کہ ولید بن المغیرہ نے کہا کہ اگر نبوت سچ ہوتی تو مین ہوتا کیونکہ مجھہ مین بزرگی و مال زیادہ ہی اور یہ شخص بڑا سرکش تکبر کا تھا لِیَمْکُرُوْا فِیْهَا یعنے تاکہ ایمان لانے سے لوگون کو روکتے مین اس قریہ مین مکر کرین قریہ گاؤن و شہر و آبادی کے معنی مین آتا ہی۔ اور ابو عبیدہؒ نے کہا کہ مکر بمعنی فریب و دھوکا و غدر و حیلہ و فجور بعض نے زیادہ کیا اور غیبت و چغلی و جھوٹی قسمین و باطل کا رواج دینا **قال الحافظ** مراد مکر سے یہان گمراہی کی طرف باطل اقوال و افعال سے بلانا۔ ابن ابی حاتم نے بعض علماء سے روایت کی کہ قرآن مین جہان مکر کا لفظ ہی وہ عمل ہی حاصل آنکہ ہمنے مکہ کے فاسقون کے مانند سابق امتون مین بھی ہر قریہ کے بڑے لوگون کو فاسق بنایا تاکہ مکر کو پورا کرین وَمَا یَمْکُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ حالانکہ اپنی ہی جان کے ساتھہ مکر کرتے ہین کیونکہ وبال اُسکا انہین کی جانون پر ہی پس وہ اپنی ہی جانون پر مکر کرتے ہین وَمَا یَشْعُرُوْنَ بذلک۔ اور اس سے انکو شعور نہین ہوتا اسمین تاکید بلیغ ہی یعنے یہ بات اگرچہ ایسی ظاہر ہی کہ حواس و شعور سے دریافت کرنے کی ہی مگر اُسکو بھی نہین سمجھتے **ف فی العرائس** قوله تعالیٰ اومن کان میتا الآیة یعنے جو مردہ تھا عدم مین ہمنے اسکو نور قدم سے زندہ کیا نیز جو مجاہدات سے مردہ تھا اسکو روح مجاہدہ سے زندہ کیا نیز جو شہوات نفس مین مردہ تھا اسکو صفاء قلب سے زندہ کیا۔ نیز جو مردہ تھا بسبب اسکے کہ مخلوق کی طرف نظر رکھتا تھا یا اپنی خلقت مین پڑا ہوا تھا پھر ہمنے اسکو حقیقت دکھلا کر زندہ کیا۔ نیز جو مردہ تھا اسوجہ سے کہ ثواب اعمال پر نظر رکھتا تھا پھر ہمنے اسکو یہ دکھلا کر کہ انجام کار رجوع بجانب خالق عزوجل ہے زندہ کیا اور اُسکے واسطے ایک نور دیا کہ جسکے ساتھہ وہ لوگون مین چلتا پھرتا ہی یعنے اسکو نور فراست دیدیا کہ اس سے لوگون کے قلوب سے وقوف پاتا ہی اور نیز اسکو انوار غیب سے لباس دیا کہ لوگون کے درمیان چراغ روشن ہو گیا کہ ہدایت سے انکو ضلالت مین سے نکالتا ہی۔ اور نیز اسکی روح کو لباس مشاہدہ پہنایا اور اُسکی عقل کو نور آیات دکھلایا اور قلب کو نور صفات اور اسکے باطن کو نور ذات دکھلایا اور اُسکے تمام وجود کو خلائق کے درمیان نور کر دیا کہ ہر نیک بخت جو ازل مین سعید ہو چکا ہی اس سے راہ راست کی

ہدایت لیتا ہو **قال المترجم** حدیث صحیح مین آنحضرت صلعم کی دعا رتمام اعضاء وجوارح کے لیئے نور کی حتی کہ تمام وجود نور ہوجائیگی آئی ہو فاہم
بالجملہ یہان بیان ہو کہ جو بندہ مومن اسطرح منور ہو وہ ہرگز مساوی نہین کسی کافر کے جو اپنی طبیعت ونفس کے اندھیرے مین اور ہوا وہوس
کی تاریک دوزخ مین متحیر ٹاپتا پھرتا ہو اسکو راہ حق کی طرف نشان نہین ملتا کیونکہ ازل مین مقدر ہو کر ہمیشہ حجاب قہر مین سرگردان اسکا
یہان سے سچے ایمان والون کو اللہ عزوجل کی حیات مین اسکے فضل واحسان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اور مقہور کافرون کو دیکھکر عبرت
حاصل کرنا چاہیئے **قال المترجم** معتزلہ وغیرہ کی طرح اپنے آپ کو قادر نہ سمجھے ورنہ کافر ہوجائیگا اور آیت کریمہ مین صریح ہدایت واضلال
کی نسبت حقیقی حضرت باری تعالے کی طرف ہو خصوص جبکہ فرمایا وکذالک جعلنا فی کل قریۃ الآیۃ - کیونکہ صریح یہ ایجاد وخلق از حضرت باریتعالی
عزوجل ہو **قال الشیخ** - اوتعالی نے ہدایت ہونا اور گمراہ ہونا اپنی عنایت ازلی اور نسبت تقدیر کی طرف مضاف فرمایا - مرید صادق کو
نور عرفان حاصل ہونے سے پہلے میت کہا کیونکہ وہ تقصیر کرنے والون مین تھا اگرچہ بعد اسکے توقیر والون مین ہوگیا کیونکہ جو اکابر اہل
معرفت مین وہ تو ازل سے ابدتک ہمیشہ اُسکے فضل ولطف سے ایک حال پر زندہ وعارف ہین جعفر علیہ السلام سے منقول ہو کہ قولہ اومن کان
میتا یعنے ہم سے مردہ تھا - فاحییناہ - اپنے ساتھ اسکو زندہ کیا - وجعلنا لہ نورا یعنی اسکو پیشوا کردیا کہ اور لوگ اس سے ہدایت پاتے ہین -
کمن مثلہ فی الظلمات - یعنی مانند ایسے شخص کے جو اپنی شہوت نفس وہوا وہوس کو دیکھتا ہو پس اسکو قرب درگاہ کی تائید نہین ہوتی ہو - ابن عطا
نے کہا کہ قولہ اومن کان میتا یعنے اپنے نفس کی حیات سے اور اپنے قلب کی موت سے مردہ تھا - فاحییناہ یعنی اسکو اسکے نفس سے
موت دیکر اور اُسکے قلب کو زندہ کرکے ہمنے اُسکو زندگی دی - اُسپر راہ توفیق آسان کردی اور انوار قرب سے اُسکی بینائی روشن کردی
کہ وہ ہمارے سوا سے غیر کی طرف نظر نہین کرتا اور کسی اور پر التفات نہین کرتا جریریؒ نے کہا کہ اوتعالے نے جب کسی بندہ کو اپنے
انوار سے زندہ کیا تو وہ کبھی نہین مرتا ہو اور جب کسی کو خوار کرنے سے مار ڈالا تو وہ کبھی زندہ نہین ہوتا ہو جعفر علیہ السلام نے کہا
کہ قولہ اومن کان میتا یعنے اپنی طاعت پر اعتماد کرنے سے مردہ تھا - فاحییناہ - اسکے واسطے نور عرفان کشادہ کیا کہ جس سے اُسنے دیکھلیا
کہ سراپا تقصیر ہو اور تضرع وعذر کرنیکی طرف متوجہ ہوا کہ مجھسے ہرگز کچھ بھی اُسکے لائق عبادت نہین ہوسکتی ہو بعض نے کہا کہ مردہ تھا اپنے
افعال سے پس ہمنے دیدار قدرت سے زندہ کیا **قاسم**ؒ نے کہا کہ اولیاء کو چمکا کر زندہ کیا جیسے اجسام کو روحون سے اُٹھایا -
سہلؒ نے کہا کہ جہالت سے مردہ تھا اسکو علم سے زندہ کیا - ابن عطاءؒ نے کہا کہ یعنے ہمسے منقطع ہونے کی وجہ سے مردہ تھا
پس وصل عطا کرکے زندہ کیا اور اسکو نور بھی دیا پس یہ ویسا نہین جسکو ہمنے ملعون ومردود چھوڑ دیا - اُستادؒ نے فرمایا کہ اکابر اہل عرفان
کے نزدیک ایمان یہ ہو کہ دل زندہ ہوجاوے اللہ تعالے کے ساتھ پس جو لوگ غافل ہین جب اُنکو یاد الٰہی الہام کی گئی تو وہ مردے
تھے اب زندہ ہوگئے اسی طرح جنکو یاد ہو اگر بعد اسکے غفلت مین پڑے تو زندہ تھے اب مرگئے بالجملہ جو شخص کہ انوار قرب سے شعاع
آفتاب عرفان مین ہو اور اُسکی روح کو بصیرت ہو تو اُسکی برابری کہان ہوسکتی ہو ایسے شخص سے جو ظلمات وتاریکیون مین اور آفات وہم
مین پھنسا ہوا ہو **قال الشیخ** مجھے یہان مقام حقیقت کا ایک اشارہ منکشف ہوا وہ یون کہ جو شخص مقام نکرۃ التوحید مین فنا تھا
جبکہ اسکو انوار کبریاء وعظمت ظاہر ہوئے تھے تو ایسی میت کو روح بقاء ومشاہدۂ ابدیت سے زندہ کیا کیونکہ وہ میدان نکرت
سے بسبب انوار معرفت کے اسرار ارواح کے پانون سے انوار بقاء کے پرفضا وشگفتہ کشادہ چمنستان مین چلا وہ شخص
کبھی انوار جلال سے محجوب نہوگا اور اُس سے ہر مردہ دل کو زندگی حاصل ہوگی اور جو نفس کہ طاعت پروردگار سے فتور وقصور کرگیا ہو اسکے دیدار سے

Marfat.com

مقام طمانیت مین پہونچیگا اور اپنی شہوات مین مفتون نہ رہیگا۔ **قال المترجم** نکرۃ التوحید ایک مقام خاص ہی جسکا حال پہلے مذکور ہو چکا یعنے بعد طی مراتب صفات کے اول ظہور انوار ذات جل جلالہ مین نکرت طاری ہوتی ہی عظمت کبریائی محض بذات پاک سے معرفت قاصر ہی پس یہ مقام نکرت ہی اور اشارات مذکورہ مختلف مراتب عرفان پر محمول کر کے سمجھنا چاہیئے۔

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ

اور جب پہونچے انکو ایک آیت کہین ہم ہرگز نہ مانینگے جب تک ہمکو نہ ملے جیسا کچھ پاتے ہین اللہ کے رسول اللہ بہتر جانتا ہی جہان بھیجے

رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ۝

اپنے پیام اب پہونچے گی گنہگاروں کو ذلت اللہ کے ہان اور عذاب سخت بدلا حیلہ بنانے کا

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اور جب آتی ہی اہل مکہ کے پاس اٰيَةٌ کوئی آیت یعنی آنحضرت صلعم کی تصدیق رسالت کی قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ کہتے ہین کہ ہرگز ہم ایمان نہ لاوینگے محمد صلعم پر حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ یہانتک کہ دیے جاوین ہم مثل اس چیز کے جو اللہ تعالی کے رسولون کو دی گئی یعنی رسالت ہمکو بھی ملے اور ہمکو بھی وحی کیجاوے کیونکہ ہم مال مین زیادہ اور سن مین بڑے ہین بعض نے کہا کہ ولید بن المغیرہ نے کہا تھا اور بعض نے ابوجہل کا قول بیان کیا کہ شرافت مین ہم اور بنو عبد مناف مقابلہ کرتے رہے یہانتک کہ جب جوڑی کے دو گھوڑے برابر ہونے کو پہونچے تو انھون نے دعوی کیا کہ ہم مین نبی ہی جسپر وحی ہوتی ہی پس واللہ ہم اسپر ایمان نہ لاوینگے یہانتک کہ ہمپر بھی وحی ہو یہ قول انکا آنحضرت صلعم پر حسد تھا بعض نے کہا کہ مراد انکی یہ تھی کہ ہم تابع نہونگے ہم بھی متبوع ہونگے اور یہ بمقتضاے کمال جہالت ہی رسل اللہ پر وقف مسنون ہی اور یہان نام پاک پر دو بار جمع ہو گیا بعض نے کہا کہ بعد وقف کے دونون کے بیچ مین دعا قبول ہوتی ہی شاید یہ قول تجربہ سے معلوم ہوا ہو واللہ اعلم پھر اللہ تعالی نے ان جاہلون کا جواب دیا اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ اللہ جانتا ہی جہان وہ رسالت رکھتا ہی اکثرون کی قراءۃ مین رسالاتہ جمع ہی اور **ابن کثیر و حفص** کی قراءۃ مین رسالت با فراد ہی اور حیث مفعول بہ ایسے فعل کا ہی جسپر اعلم اسم تفضیل دلالت کرتا ہی کیونکہ خود اسم تفضیل مابعد اسم ظاہر مین عمل نہین کرتا اور وہ فعل مدلول تعلیم ہی اور حیث بمعنی موضع ہی ای یعلم الموضع الصالح لوضعہا یعنے رسالت رکھنے کے لیے مقام صالح اللہ تعالی جانتا ہی پس جو محل صالح ہی وہی رسول ہوتا ہی اور یہ لوگ اسکی اہلیت نہین رکھتے ہین اور یہ تقریر اولی ہی بہ نسبت قول بعض کے کہ اللہ اعلم بمن یستحق ان یجعلہ رسولا۔ کیونکہ حیث بمعنی موضع و محل وغیرہ ظرف کے ہو سکتا ہی اور من موصولہ کے معنی مین نہین ہو سکتا اور نیز رسالت کسی استحقاق پر نہین ہی بلکہ محض فضل عظیم ہی کما قال لحبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان فضل اللہ علیک عظیما بیضاوی نے کہا کہ یہ کلام مستانف ہی جس سے ان کافرون پر رد کر دیا کہ رسالت و نبوت کچھ نسب و مال پر نہین ہی بلکہ وہ فضائل نفسانی ہین جن سے اللہ تعالے جسکو چاہتا ہی مخصوص فرماتا ہی پس اسکو رسالت کے لیئے برگزیدہ کرتا ہی اور یہ محل صالح وہی خوب جانتا ہی۔ حاصل آنکہ اس بزرگی کے واسطے اللہ تعالے علیم و حکیم عزوجل نے محمد صلعم کو چن لیا پس اور کسی کو یہ ہوس نہین ہو سکتی بلکہ اورون کے واسطے یہی کمال ہی کہ اس رسول پاک کی پیروی کرین اور حال تو یہ ہی کہ آنحضرت صلعم مین شرافت ذات و نسب و کمال مرضی اللہ تعالے نے جمع فرمایا تھا **قال الحافظ** اہل مکہ اور انکے بڑے بڑے بدھ اس بات کے مقر تھے کہ آنحضرت صلعم کو ہمارے درمیان فضیلت و شرافت و نسب اعلی و طہارت خاندانی و مقام عزت

Marfat.com

ونشان وجود بزرگ وبلند حاصل ہے حتی کہ کافرون کے سردار ابوسفیان نے بروقت سوال ہرقل بادشاہ روم وشام کے کہا تھا کہ وہ شخص یعنی محمد صلعم ہماری قوم مین بڑے مرتبہ کا نسب والا ہے ہرقل بولا کہ بھلا تم کبھی اسکو دروغ گوئی مین متہم کرتے تھے ابوسفیان نے کہا کہ کبھی نہین۔ کما فی حدیث البخاری اور واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم مین سے اسمٰعیل کو برگزیدہ کیا اور اولاد اسمٰعیل سے بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنو ہاشم سے مجھکو برگزیدہ فرمایا۔ رواہ مسلم اس سے نکلا کہ اولاد ابراہیم مین اسحاق ویعقوب کے بہ نسبت اسمٰعیل علیہ السلام برگزیدہ تھے وعن ابی ہریرہ مرفوعًا فرمایا کہ اولاد آدم مین سب سے بہتر گروہ مین نبی مبعوث ہوتا آیا یہانتک کہ مرا ظہور اس قرن مین ہوا جسمین ہوا رواہ البخاری۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندون کے دلون پر نظر فرمائی پس علم ازلی مین محمد صلعم کے دل کو سب سے بہتر رکھکر اسکو اپنی رسالت کے واسطے برگزیدہ فرمایا پھر اسکے بعد بندون کے دلون پر نظر فرمائی پس محمد صلعم کے اصحاب کے دلون کو سب سے بہتر رکھکر انکو اپنے رسول صلعم کے وزیر بنائے جو اللہ تعالیٰ کے دین کے واسطے جہاد کرتے ہین پس جس بات کو مسلمانون نے بہتر دیکھا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے اور جسکو مسلمانون نے برا دیکھا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بری ہے رواہ احمد وغیرہ **قال المترجم** یہ اللہ تعالیٰ کے علم قدیم کا بیان لوگون کی سمجھ کے موافق ہے اور مسلمانون سے حضرت صلعم کے اصحاب مراد ہین جیسا کہ بیان سے خود ظاہر ہے اور معنی یہ ہین کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہین انکو وہی بات بھلی نظر آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھلی ہے اسی واسطے اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم حجت قطعی ہے فافہم **مترجم** نے بضرورت یہ تفسیر حدیث مختصر لکھدی۔ اور حاصل تفسیر آیہ کریمہ یہ ہوا کہ رسالت فضل الٰہی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے جہان بہتر دیکھا وہان رکھی ہے لہذا کفار مکہ یہ ہوس نہ کرین اور ایمان لاوین پھر انکو تہدید فرمائی بقولہ سَیُصِیبُ الَّذِینَ اَجرَمُوا عنقریب پہونچیگی ان لوگون کو جنھون نے اجرام کیا یعنی اس قول باطل و بے ادبی سے جرم کیا صَغَارٌ ذلت عِندَ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے یہان۔ یعنی ایسے کفر کی بات کہنے والون کو اللہ تعالیٰ کے یہان ذلت وخواری حاصل ہوگی یعنی قیامت مین خوار ہونگے بعد ازانکہ بڑے مدعی بنے تھے یا عند اللہ بمعنی من عند اللہ ہے یعنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوگی خواری وَعَذَابٌ شَدِیدٌ بِمَا کَانُوا یَمکُرُونَ با سببیہ وما مصدریۃ ہے یعنے اور عذاب شدید بسبب انکے مکر کرنے کے یعنی بسبب حسد وکفر کرنے کے **ف** **فی العرائس** قولہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ یعنے اللہ تعالیٰ بندون کے باطن قلوب اسرار وارواح سے وہ باتین جانتا ہے جو اُنکے اندر نبوت ومعرفت ورسالت وتوحید ومحبت کی پنہان پیدا کی ہین اور انمین ازل سے ودیعت رکھی ہین۔ انمین بندون کو آگاہ کردیا کہ کرامت خیر وشر کو اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے دلون مین ودیعت رکھدیا ہے پس خود اپنی ذات پاک کی طرف نظر فرمائی پس نور صفات چمکا اور اسکی روشنی بلند ہوئی پھر اسکا عکس غیب الغیب پر ہوا اور اُس سے روحین جو ملکوتی لاہوتی ہین پیدا فرمائین اور انمین انوار ولایت ورسالت ونبوت کے پنہان ودیعت کیئے اور تمام مخلوق سے ان ارواح کو اپنے اُس فضل وکرم کے ساتھ مخصوص فرمایا اور اسمین کسی سبب وعلت کو دخل نہین اور نہ کوئی حاجت وباعث وغرض کی مجال ہے بلکہ محض فضل وکرم ہے لیکن ان ارواح کو مخلوق کے لیئے ہدایت قرار دیا جنکی پیروی سے مخلوق اپنے خالق کی بندگی اور عرفان کی راہ پاتے ہین پس جسکو اس عنایت سے مخصوص کیا اسکو کسی حاسد کا حسد اور کسی مکار کا مکر کچھ مضر نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ اسکا شرف بڑھتا جاتا ہے اور سب

Marfat.com

حمد وثنا اسی پاک پروردگار کے لئے خاص ہے جسنے ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلعم کو اس کرامت سے برگزیدہ فرمایا جس سے دشمنون کی آبرو خوار ہوئی اور دوستون کی مددگاری ہوئی۔ منصر آبادیؒ نے کہا کہ اوتعالیٰ خوب جانتا ہے ان دلونکو جو اسرار الٰہی و مکاشفات کے لائق ہین پس انکو خاص انوار سے تربیت اور لطائف علوم سے مطلع فرماتا ہے ابوبکر الوراقؒ نے فرمایا کہ جیسے دنیاوی بادشاہ لوگ اپنے جواہر و خزانہ کے موضع جانتے ہین اور اچھی جگہ رکھتے ہین اوتعالیٰ خالق ذوالجلال والاکرام اپنی درگاہ سے کرامت و نبوت کا محل صالح خوب جانتا ہے اور علم اسی کا علم ہے۔ پھر جب اوتعالیٰ جوہر معرفت کسی بندہ صالح کے دل مین رکھا چاہتا ہے تو اسکو نور تجلی و ربوبیت سے وسیع و کشادہ و آراستہ و پیراستہ فرماتا ہے تاکہ اسرار و معارف محبت و علوم غیب کو برداشت کرسکے چنانچہ آگے کے کلام سے ثابت ہے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا

سو جسکو اللہ چاہے راہ دے کھول دے اُسکا سینہ حکم برداری کو اور جسکو چاہے راہ سے بھلادے اسکا سینہ کردے تنگ خفہ

كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۚ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ

گویا زور سے چڑھتا ہے آسمان پر اسی طرح ڈالے گا اللہ عذاب یقین نہ لانے والون پر اور یہ ہے راہ تیرے رب کی

۱۲۷ مُسْتَقِيْمًا ۚ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ○ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

سیدھی ہمنے کھول دیے نشان دھیان کرنے والون کو انکو سلامتی کا گھر اپنے رب کے ہان اور وہ انکا مددگار ہے بدلہ انکے کیے کا

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ پس جو بندہ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اسکو ہدایت کرنا تو يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ کھول دیتا ہے اسکا سینہ اسلام کے واسطے بایں طور کہ اسکے دل مین نور ڈال دیتا ہے پس اسلام کے واسطے کشادہ ہوجاتا ہے اور اسکو قبول کرلیتا ہے جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا ہے پوری حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت سے یون ہے کہ آنحضرت صلعم سے یہ آیت پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ نور سینہ مین ڈالا جاتا ہے پس اسلام کے واسطے سینہ کشادہ ہوجاتا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اسکی کچھ نشانیان بھی ہین آپ نے فرمایا کہ جھک جانا ایسے گھر کی طرف جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور پہلو تہی کرنا دار الغرور یعنی دنیا کی طرف سے اور استعداد حاصل کرنا موت کی اُسکے آجانے سے پہلے۔ رواہ ابن المبارک وعبد الرزاق والفریابی وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ والبیہقی۔ قال الحافظ ابن کثیرؒ بعد ذکر الطرق اس حدیث کے اسقدر طرق ہین بعض مرسل ہین اور بعض متصل ہین جو باہم ایک دوسرے کی تقویت کرتے ہین اور حاصل کلام یہ کہ حدیث ثابت ہے اور عراقیؒ نے تخریج احادیث الاحیاء مین کہا ہے کہ حدیث حسن ہے پس جب حدیث سے اسکی تفسیر ثابت ہوئی تو یہی تفسیر متعین ہے اور یہ بیان کیفیت ہدایت ہے جو محض فضل الٰہی پر ہے اور ایسے ہی اضلال کی کیفیت فرمائی بقولہ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ اور جسکو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے تو يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا کردیتا ہے اُسکا سینہ تنگ حَرَجًا نہایت بھچا ہوا یعنے قبول اسلام سے تنگی کرتا اور بھچتا ہے قال البیضاوی ضیقا کو ابن کثیرؒ نے بروزن سیفا بدون تشدید پڑہا یعنے جیسے باقیون نے بتشدید یا و پڑھا۔ اور حرجا اسکی صفت ہے پس نافع و ابوبکر نے حرجا بفتح اول و کسر ثانی صیغہ صفت مشبہ از حرج بمعنی الضیق پڑھا اور باقیون نے بفتحتین مصدر پڑھا جو بطریق مبالغہ کے صفت قرار دیا گیا ہے اور زجاج نے کہا کہ حرج نہایت تنگی ہے پس تکرار نہین ہوگی۔ اور روی الحافظ فی التفسیر۔ عمر بن الخطابؓ نے ایک دیہاتی بنو مدلج سے پوچھا کہ حرجہ جانتا ہے اُسنے کہا ہان وہ ایک درخت ہوتا ہے کہ اُس تک نہ پالو چرائی کا جانور پہونچتا اور نہ کوئی جنگلی جانور اور

Marfat.com

نہ کوئی چیز اسکو باقی ہو تو عمرؓ نے فرمایا کہ ایسا ہی منافق کا دل ہو کہ بھلائی اسکو کچھ نہین پہونچتی ہو **قال مجاہد والسدی** ضیقًا حرجًا یعنے تنگ ہونے والا۔ **قال عطا** یعنے بھلائی کا اسمین گزر نہین ہو کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ یعنے جب اسلام لانے کو اس سے کہا جاتا ہو تو اسپر اسقدر سخت ہوتا ہو کہ گویا آسمان کو صعود کرتا ہو۔ اور یہ بنا بر قراۃ **ابن کثیرؒ** کے یصعد بسکون صاد از صعود ہو **قال البیضاوی** یہ اس کافر کی تنگی دل کی انتہا کو تشبیہ دی ایسے شخص سے جو ایسی چیز کی مزاولت کرے جو اُسکی قدرت سے خارج ہو چنانچہ عرب مین اور دیگر محاورات مین آسمان کو چڑھ جانا مثل مشہور ہو کہ آدمی کی اپنی کوشش سے خارج ہو اور یہ ایسے کام کرنے مین بولتے ہین جو آدمی کی وسعت سے باہر ہو حاصل آنکہ اس سے ایمان ایسا ممتنع ہو جیسے آسمان کو چڑھ جانا ممتنع ہو اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اسلام سے ایسا دور بھاگتا ہو گویا انتہا درجہ کا فاصلہ کیا کہ آسمان پر چڑھ گیا اور حق بات سے نہایت ہی دور بھاگ گیا۔ ابوبکر کی قراۃ مین یصّاعد بتشدید صاد ہو اور جمہور کی قراۃ مین یصّعّد بتشدید صاد و عین ہو اور در اصل یتصعد و یتصاعد تھا پس ادغام تا در صاد ہو اور معنی اُسکے تکلف کرنا آسمان پر چڑھنے مین حاصل آنکہ اسلام لانے کے وقت اسکو اسقدر تنگی ہوتی ہو جیسے آسمان پر چڑھنے کے قصد مین نہایت تکلیف اُسکو ہو اور یہ بھی ضرب المثل ہو ایک محال کام کرنے کے بارہ مین بولتے ہین۔ و ذکر الحافظ عطاء خراسانی نے فرمایا کہ یہ مثل ہو یعنے اسکی مثال ایسے شخص کے مانند ہو جو آسمان کو نہین چڑھ سکتا ہو۔ و عن ابن عباس جیسے آدمی کی مجال نہین کہ اپنی قوت سے آسمان کو پہونچ جاوے ایسی ہی اپنے دل مین ایمان و توحید نہین داخل کر سکتا ہان اگر اللہ تعالی چاہے تو داخل کردے **اوزاعیؒ** نے کہا کہ جسکے سینہ کو اللہ تعالی نے مردہ کر دیا اسکو مسلمان ہو جانے کی استطاعت کہان ہو **قال البیضاوی** اسمین تنبیہ ہو کہ جسکے حق مین اضلال مقدر ہو اس سے خود اسلام لانا محال ہو جیسے آسمان کو چڑھ جانا ممتنع ہو۔ آیت مین دلیل ہو کہ جملہ اشیاء سب بمشیت و ارادہ الٰہی عز و جل ہین حتی کہ مومن کا ایمان و کافر کا کفر بمشیت الٰہی ہو پس کفار قریش جو حضرت صلعم پر ایمان نہین لاتے اور اپنی رسالت و ملائکہ کی گواہی اور دیگر اشیاء سے عناد و حسد کی راہ سے سوال کرتے تو مشیت الٰہی مین ناپاک کا انکا مرنا مقدر تھا کَذٰلِکَ کما یضیق صدرہ و یبعدہ عن الحق کذلک یَجْعَلُ اللّٰہُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ یعنے جیسے کافر کا سینہ تنگ کر دیا اور حق سے دور کر دیا ایسے ہی کر دیتا ہو اللہ تعالے رجس کو ان لوگون پر جو ایمان نہین لاتے ہین۔ عن ابن عباس قال الرجس بمعنی شیطان **قال مجاہد** ہر وہ چیز جسمین بھلائی نہین ہو **قال عبد الرحمن بن زید** رجس بمعنی عذاب زجاج نے کہا کہ رجس دنیا مین لعنت ہو اور آخرت مین عذاب ہو لہذا مفسرؒ نے کہا کہ کافرون پر عذاب کو یا شیطان کو مسلط کر دیتا ہو وَھٰذَا یعنے یہ راہ جسپر تو ثابت ہو اے محمد صلعم صِرَاطُ رَبِّکَ راہ تیرے پروردگار کی ہو یعنے اسی کا پسند کیا ہوا دین ہو مُسْتَقِیْمًا درحالیکہ مستقیم یعنے راست ہو جسمین بالکل کہین کجی نہین ہو پس مستقیمًا حال ہو اور یہ حال موکدہ ہو کیونکہ راہ الٰہی تو مستقیم ہو اور عامل اس حال مین ہٰذا اسم اشارہ ہو کے معنی ہین قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ یعنے صاف بیان کر دیا ہمنے آیات کو لِقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ یتذکرون پس تا ر فوقانیہ کا ذال معجمہ مین ادغام ہوا ہو ایسی قوم کے واسطے جو نصیحت اختیار کرتے ہین اگرچہ آیات سب مخلوق کے واسطے ہین لیکن انھین لوگون کی خصوصیت اسواسطے کی کہ آیات پاکیزہ سے نفع انھین کو حاصل ہوتا ہو **قال المترجم** جو علوم غیب و اسرار لطیف ان آیات مین بیان فرمائے بہت عالی ہین جنکو نورانی عقل والے سمجھ سکتے ہین حتی کہ معتزلہ وغیرہ بدعتی فرقے بھی خوار و برباد و بے عقل رہے لہذا قوم متذکرین سے اہل عقل نورانی مفہوم ہین بدلیل قولہ تعالے و ما یتذکر الا اولوا الالباب کیونکہ عموماً تذکر فقط اولوا الالباب کو ہو واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ اے لہم دار السلامۃ وہی الجنۃ عندربہم - انکے لیئے اپنے پروردگار کے یہان دار السلامتہ یعنے جنت ہی کیونکہ وہان ہر مکروہ چیز سے سلامتی ہی اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہی - قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ دار السلام وہ جنت ہی سدی رحمہ اللہ وحسن بصری رح نے کہا کہ السلام نام پاک الٰہی ہی اور دار اسکا جنت ہی یعنے جو اسنے اپنے نیک بندون کے لیئے پیدا کیا ہی وہ جنت ہی اور جابر بن زید نے فرمایا کہ دار السلام اے دار التحیہ - اور شاید یہ مستفاد از قولہ تعالیٰ وتحیتہم فیہا سلام یعنے تحیت انکی آپس مین جنت کے اندر سلام سے ہوگی پس جنت دار السلام ہوئی اور ظاہر اراجح قول حسن بصری رح ہی بنظر ضمیر قولہ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنے اور وہ السلام یعنے اوتعالےٰ عزوجل انکا ولی وناصر ہو ہر بھلائی انکو عطا فرمانے کا متولی ہی بعوض اُس چیز کے جسکو بجا لاتے تھے دنیا مین یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری و اُسکے رسول صلعم پر ایمان اور شرک سے پرہیز قطعی وغیرہ ف فی العرائس قولہ فمن یرد اللہ ان یہدیہ الآیۃ یعنے جسکو اوتعالیٰ اپنی صفات وذات پاک کی معرفت عطا فرماتا ہی اسکا سینہ انوار لطف وقرب سے کشادہ فرماتا ہی تاکہ وہ بندہ بہدایت الٰہی اُسکا مشاہدہ پاتا ہی نہ کسی اور طاقت وقوت سے کیونکہ مشاہدہ الٰہی بقوت صفات الٰہی ممکن ہی ورنہ حادث کو مجال نہین ہی نہر جوری رح نے فرمایا کہ مراد ہوجانے کی صفت یہ کہ جو اُسکے واسطے ہر اس سے خالی کرے اور جسپر وہ ہی قبول کرے اور مراد حق تعالیٰ پر اسکا سینہ کشادہ ہو بعض نے فرمایا کہ نور ہی ابتدا مین وہ نور عقل ہی اور نور ہی وسائط مین وہ نور علم ہی اور نور ہی انتہا مین وہ نور عرفان ہی پس عقل والا تو برہان کے ساتھ ہی اور علم والا بیان کے ساتھ ہی اور معرفت والا عیان کے ساتھ ہی اور حضرت صلعم نے اسکی کیفیت ونشان بیان فرمائے جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت اوپر بیان ہو چکی ہی - شیخ نے کہا کہ حضرت صلعم نے نور تجلی واقع ہونے سے سینہ کا کھل جانا بیان فرمایا یعنے اُسکی روشنی سے سینہ روشن ہوتا ہی اور بندہ پہلےؒ اس سے فقط اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاتا ہی اور انوار سے مالامال ہوجاتا ہی اور یہ محض عنایت سے اپنے مشاہدہ کی طرف جذب ہی پس عنایت کا ظہور یہ کہ بندہ کو اسکا شوق جمال پیدا ہوتا ہی اور ماسوائے حق کے جملہ مالوف ومحبوب سے کنارہ کرکے اسکی بندگی کی طرف رجوع لاتا ہی اور یہی راہ مستقیم ہی جسمین اضطراب نفس ووسواس شیطان سے اوتعالےٰ عزوجل کی ہدایت کی وجہ سے امن ملجاتا ہی وقد قال تعالیٰ وہذا صراط ربک مستقیما - صراط مستقیم درحقیقت یہ کہ معرفت وکشف کے ساتھ صفات سے ذات کی طرف راہ پادے اور خود بھی کلام پاک دلیل ہی کیونکہ ہذا کا اشارہ قرآن کی طرف ہی اور وہ صفت قدیم ہی پس یہی راہ ہی حضرت قدیم باری تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کی طرف پس یہ صراط ہی کہ روح حالانکہ اجسام مین مقید ہی اپنے مقام مین سیر کرے اور عالم ملکوت سے منور ہوا اور یہ مستقیم ہی کیونکہ وصول اسکا بانوار ذات قدیم ہی جو عین مقصود ہی اسی واسطے جسنے یہ راستہ مضبوطی سے پکڑ لیا اور دائین بائین نہین بھٹکا وہ منقطع وہلاک نہو گا اور صراط ربک سے مخصوص اپنی طرف نسبت فرمانے مین اشارہ ہی کہ تجلی واصطفائیت بظہور صفات وانوار ذات سے راہ سے ہی اسیواسطے یہ نہین فرمایا کہ یہ تمھاری راہ میری طرف کو ہی بلکہ فرمایا ہذا صراط ربک یعنی میری راہ ہی جسمین انوار صفات روشن ہین جو اس راہ سے آیا اور مضبوط رہا وہ مطمئن ومقبول ہوا شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ نہایت قویم اور مستقیم طریقہ یہ ہی کہ بندہ اپنے اعتقاد واعمال وافعال واخلاق واقوال سب مین اللہ تعالےٰ کے کلام پاک واحادیث رسول اللہ صلعم و سنت کی متابعت کرے اور بڑا سست وبرباد راستہ یہ ہی کہ دعویٰ ومخالفت مین سر اٹھادے سہیل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مستقیم راہ پروردگار کی توحید واسلام ہی پھر جب اس راہ کی ہدایت کرکے انکو منزل سلامت مین اُتارا جہان کشف کے بعد بمعاینہ دیدار نصیب ہی کما قال تعالیٰ لہم دار السلام عندربہم الآیۃ دار السلام وہ مقام ظہور جمال وقدس صفات ہی منزہ از خطر وحجاب وعتاب

Marfat.com

حالانکہ مصرح فرمادیا بقولہ وہو ولیہم - اسکی ولایت و رعایت ابدی و سرمدی سے دائمی سلامتی ہی - نیز السّلام نام حضرت باری تعالےٰ ہی تاکہ عارفون کے دل خوف سے دہل نجاوین اور محبین و واصلین اپنے حال و مقام مین سلامت رہین اور اسکی کی طرف متوجہ ہون اور قولہ عندربہم سے تقلب بانوار صفات ہی و حدیث صحیح مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمام قلوب حضرت او تعالیٰ کے پنجۂ قدرت کے دو انگلیون کے درمیان ہین جیسے چاہتا ہی انکو پھیرتا ہی - او تعالیٰ انکا دلی ہی انکی حفاظت فرماتا ہی تاکہ نفس و شیطان کے وساوس انمین راہ نہ پاوین اور مطالعہ و مشاہدہ مین رہین جسکی خوبی کہانتک بیان ہوسکتی ہی - نیز انکو دار کرامت سے لگاؤ دلایا اور جوار سے تعلق دلایا جاتا تو درمیان سے حدیث الدار اٹھ جاتی لیکن فی الجملہ اون ہی لگاؤ حدوث کا تھا اگرچہ بطریق نصیحت غیر ہو لہذا دار السّلام متعلق کیا لیکن اپنے فضل سے انکو اسی تعلق مین نہین چھوڑا بلکہ فرمایا وہو ولیہم یعنی درمیان سے غیر پر نظر رکھنے سے اونچا کرلیا **قال المترجم** ہکذا قال الشیخ وظاہر کلام آنکہ جنکو ازل سے انوار معرفت کی بینائی نہین انکی نظر مخلوقات و محسوسات یعنی غیر پر رہتی ہی لو اغیار فقط مناظر ہین پس اس راہ سے انکو معارف کی طرف بلایا حتی کہ جو ہلاک ہو وہ بینہ یعنے نور سے ہلاک ہو اور رجعت انپر تمام ہو اور اہل معرفت کا اس سے تعلق بسبب اسکے کہ ظہور دیدار وہان موعود ہی پس اس راہ سے جنت محبوب ہی اور اسی معنی کو شیخ نے آگے کے کلام مین بیان کیا بقولہ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا کل شئ ہالک الا وجہہ اشارہ ہی کہ ہر حادث بروقت ظہور قدیم کے مضمحل ہی پھر جب او تعالےٰ نے خود انکو دعوت فرمائی تو تمام جگہین پاکیزہ ہوگئین خواہ دنیا مین ہون یا آخرت مین ہون کیونکہ اسکے لحظ سے اکوان پاکیزہ اور اسکے حسن جوار سے جنان لطیف ہوگئی ہیں ۵ از لطف تو سنبل بود خار وہا ۔ زلال سلسال و شیحا نہا ورد ۔ اور یہ نہین دیکھتا کہ کیونکر حضرت خلیل علیہ السلام کے حق مین فرمایا قلنا یانار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم الآیہ **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ دار السّلام وہی جسمین ہوا جس نفس و وساوس شیطان سے امن ہی بعض نے کہا کہ دار السّلام جہان انقطاع یعنے فراق سے سلامتی ہی بعض نے کہا کہ دار السّلام جنت ہی اور اسکو اسواسطے دار السّلام فرمایا کہ جب اہل جنت بعد حساب کتاب و معاملہ قیامت کے جنت مین داخل ہونگے اور دوزخ والے دوزخ مین پہنچ جاوینگے تو اللہ تعالی کیطرف سے اہل جنت کو سلام ہوگا - کما قال تعالےٰ سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار الآیہ **قال المترجم** ظاہر آنکہ سلام سے مراد سلامتی ہی فافہم

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُم مِّنَ الْإِنسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ

اور جسدن جمع کرینگے اُن سب کو　ای جماعت جنون کی تمنے بہت کچھ لیا انسانون سے　اور بولے انکے دوستدار انسان　ای رب ہمارے کام نکالا

بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ

ہم مین ایک نے دوسرے سے اور پہونچے اپنے وعدہ کو جو تونے ہمارا ٹھہرایا تھا　فرماویگا آگ ہی گھر تمہارا رہا کرو اُس مین　مگر جو چاہے اللہ　تیرا رب

حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

حکمت والا خبردار ہی　اور اسیطرح ہم ساتھ ملاوینگے گنہگارون کو ایک دوسرے کو بدلا انکی کمائی کا

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ واذکر یوم نحشرہم - بیان کر جسدن محشور کرینگے ہم ان لوگونکو نحشرہم بالنون اکثر کی قرارت ہی اور حفص نے بالیا پڑھا ای یحشرہم اللہ تعالےٰ انکو یعنی مخلوق کو محشور فرماویگا - ظاہر آنکہ تمام مخلوق محشور ہوگی انمین یہ لوگ بھی محشور ہونگے اور ہم ضمیر سے جن و انس دونون گروہ مراد ہین اور قولہ جمیعًا تاکید ہی کہ تمام مخلوق کو شامل ہی یا ان سب کے واسطے ہی یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ یعنے کہا جائیگا فرشتون کی زبان سے کہ اے گروہ جنون کے قَدِ اسْتَكْثَرْتُم مِّنَ الْإِنسِ تمنے بہت سے لیئے انسان مین سے - عن ابن عباس یعنی بہتیرے انسان مین سے تمنے گمراہ کرلیے

وکذا قال مجاہد وقتادہ والحسن۔ مراد جن سے شیاطین اور کافر جن ہین بعض نے کہا کہ استکثار یعنی استمتاع کثیر اور بنابر قول اول کے جو اصح ہے
معنی یہ کہ تم نے انسانون مین سے بہت سے گمراہ کرکے اپنے ساتھ ملا لیے گویا وہ تمہارے خادم ہوکر تمہارے ساتھ محشور ہوے۔ اور شیاطین
اسکا کچھ جواب نہین دے سکین گے کیونکہ شیطان کا معاملہ معروف ہے اور اللہ تعالےٰ نے اُسکی کھلی دشمنی سے انسانون کو آگاہ فرماکر اسکی پیروی سے
بچنے کا حکم دیدیا ہے اسی واسطے شیطان کی طرف سے جواب نہین ہے بلکہ شیطان کی دوستی و پیروی کرنے والون کا جواب بیان فرمایا لقولہ وَقَالَ
اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ یعنی انسانون مین سے جو جنون کے پیرو اور دوست ہوئے ہین وہ کہینگے رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اے ہمارے رب
ہم مین بعض نے بعض سے استمتاع اٹھایا جنون نے تو شہوات کو مزین کیا اس سے انسانون نے استمتاع اٹھایا اور انسانون نے جن کی اطاعت
کی پس وہ مخدوم بنکر خوش ہوئے شیخ ابن جریرؒ نے فرمایا کہ زمانہٗ جاہلیت مین عرب والے اس حال مین تھے کہ انمین کا آدمی کسی جنگل مین اترتا
تو کہتا اعوذ بکبیر ہذا الوادی یعنی مین اس بیابان کے سردار سے پناہ مانگتا ہون کہ کوئی شریر جن مجھکو ستانے نہ پاوے پس یہ تو انسانون نے
جن سے نفع لیا۔ اور جنون کا انسان سے یہ استمتاع ذکر کیا کہ انسانون کی تعظیم و استعانت مانگنے سے وہ خوش ہوتے اور کہتے کہ ہم جن و انسان دونون
کے سردار ہوگئے۔ عن الحسنؒ جنون کا حکم دینا اور انسان کا اسپر عمل کرنا یہی استمتاع مذکور تھا عن محمد بن کعب یعنی دنیا مین ہیل میل سے بسر کرنا
وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا اور ہم اپنی اس میعاد کو پہونچ گئے جو تو نے ہمارے لیئے مقرر کی تھی سدیؒ نے کہا کہ اجل سے
مراد موت ہے یعنے دنیا کی زندگی مین بعض نے بعض سے استمتاع پایا یہانتک کہ موت آگئی قال المفسرؒ وہ روز قیامت ہے اور یہ کلام
اُن لوگون کی طرف سے حسرت کے طور پر ہے قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ یعنے ملائکہ کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ آگ یعنی دوزخ تمہارا
ٹھکانا ہے یعنے تم دونون فریق آگ مین داخل ہو وہان رہو خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ درحالیکہ تمہارے حق مین حکم ہوا کہ ہمیشہ دوزخ مین پڑے رہو اِلَّا
مَا شَآءَ اللّٰهُ یعنے سوائے ان اوقات کے جنمین حمیم پینے کے واسطے نکلوگے کیونکہ حمیم اس سے باہر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ثم ان مرجعہم
لالی الجحیم۔ یعنی بعد حمیم پینے کے پھر لوٹ کر جہنم مین جاوینگے وہین انکے لوٹ جانیکا ٹھکانا ہے قیل علی ہذا معنی کلام یہ ہوے کہ وہ لوگ سب اوقات
مین دوزخ مین رہینگے الا ماشاء اللہ یعنے سوائے ان اوقات کے جنمین اللہ تعالیٰ نے انکا رہنا نہین چاہا۔ اور یہ بمقتضائے زبان عربی ہے
اور یہی شیخ محلیؒ نے سورہٗ صافات مین فرمایا ہے حالانکہ یہ تاویل خلاف ہے قولہ تعالیٰ یریدون ان یخرجوا من النار وماہم بخارجین منہا الآیۃ
کے اور ملا علی قاری نے کہا کہ تعجب ہے کہ باوجود اسکے شیخ سیوطیؒ نے اپنی تفسیر در المنثور مین کہا کہ سلف نے فرمایا کہ آگ سے کافر بالکل
نہین نکلینگے۔ پھر اس تفسیر مین یہ تاویل اختیار کی قال المترجم جواب ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو فرمایا اس سے خلاف اسوجہ سے نہین کہ وہ نکلنے کا
ارادہ کرینگے مگر نہ نکلینگے اور بیان یہ ثابت ہوا کہ اوقات مشیت مین تنویع تعذیب کے واسطے حمیم پینے کو قعر دوزخ سے نکالے جاوینگے اور
نیز یہ اصلی خروج نہین بلکہ تنویع عذاب ہے اور اسی سے ظاہر ہوا کہ سلف کے قول سے بھی خلاف لازم نہین آتا اسواسطے کہ دوزخ سے خلاصی
پھر مفسرؒ نے ذکر کیا وعن ابن عباسؓ یہ استثنار ایسے لوگون کی طرف راجع ہے جنکے حق مین اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ وہ ایمان لاوینگے پس ماشاء
بمعنی من شاء ہے قال البعض یعنے الا من شاء اللہ ایمانہ۔ سوائے اُس شخص کے جسکے حق مین اللہ تعالےٰ نے ایمان چاہا پس وہ آگ مین
داخل نہوگا اور اس قول ابن عباس کو جمہور نے حکایت کیا اور یہی کرخیؒ کا قول ہے قال المترجم بعض نے جو یہ نفی قول ابن عباس کے بیان کیئے
اسپر وارد ہوتا ہے کہ قیامت مین ان لوگون سے جب کہا جائیگا تو استثناء کے کیا معنی ہین کیونکہ مشیت پر ایمان لانا دار دنیا مین واقع ہوچکا
اللہم الا ان یقال خطاب مجموع جن و انس سب کو ہوگا خواہ مشرک ہون یا مومن ہون ولیکن یہ خلاف سیاق ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ان مجرمون مین

Marfat.com

سے سب شرک و کفر ہی کے مجرم نہیں ہونگے بلکہ حرام و مرتکب کبیرہ بھی جنہوں نے شیطان کی پیروی میں گناہ کیے ہیں انکے ساتھ شامل
ہونگے جنکے حق میں بدون تعذیب کے رہائی نہونا مقدر ہوا ہو اور جنون کی جماعت کے بڑھانے و استکثار کرنے میں ایسے گناہگار بھی
شامل ہونگے پھر سب کے حق میں دخول نار کا حکم ہوگا لیکن خلود سے استثناء ہوگا یعنی سب خلدین فیہا رہو سواے اُن لوگون
کے جنکے حق میں بسبب اسلام دنیاوی کے مشیت ہو چکی ہو کہ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے پس وہ بعد تعذیب کے نکالا جائیگا اور بچاے
من کے آما موصولہ سے اشارہ وقت مقدر کا ہو اور تاکہ حق سے وہم بجانب عدم دخول نہو واللہ تعالیٰ اعلم۔ اگر کہا جاوے کہ ما بمعنی من نہیں
بلکہ اول براے غیر ذوی العقول و دوم براے ذوی العقول ہو تو جواب آنکہ ما موصولہ عام ہو جیسا کہ محققین نے تصریح کر دی ہی۔
قال الحافظ بعض نے کہا کہ استثناء کا مرجع برزخ کی طرف ہو یعنے زمانہ برزخ تک مستثنیٰ ہو۔ اور بعض نے کہا کہ مدت بقاء دنیا تک
استثناء ہو اور دیگر اقوال بھی آئے ہیں چنانچہ قولہ تعالیٰ واقع سورہ ہود۔ خالدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک
ان ربک فعال لما یرید کی تفسیر میں انشاء اللہ تعالیٰ سب تقریر آویگی **قال البیضاوی** فی قولہ الا ما شاء اللہ۔ سواے ان اوقات
کے جنمین آگ سے زمہریر کی طرف منتقل کیئے جاوینگے **قال التفتازانی فی حاشیۃ الکشاف** ایک وجہ دیگر نکلتی ہے
وہ یون ہو کہ اس استثناء سے مراد مبالغہ ہو ہمیشہ دوزخ میں پڑے رہنے کا یعنے خلود کا وقت کبھی منتہی نہوگا مگر اسوقت کہ اللہ تعالیٰ
چاہے حالانکہ معلوم ہو کہ مشیت الٰہی کبھی انکے خروج کے واسطے نہوگی پس خلود مؤکد ہوا اگرچہ پہلے وہم تھا کہ شاید کبھی مشیت ہو اور نیز
خلود کو بصورت استثناء بیان کرنے میں طمع دلانے کا حکم ہو **قال الحافظ** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ یہ آیت ایسی آیت ہو کہ کسی
کو سزاوار نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم لگاوے اور مخلوق کو نہ جنت میں اتارے اور
نہ دوزخ میں اتارے۔ رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم اور زیادہ بسط اس مقام کا انشاء اللہ تعالیٰ سورہ ہود کی آیت میں آویگا اور ان
مقامات میں زیادہ ضرورت جان لینے کی نہیں ہو بلکہ جہانتک معلوم ہو جاوے بہتر ہو ورنہ او تعالیٰ عز وجل دانا ہو اِنَّ رَبَّكَ
حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ تیرا پروردگار اپنی صنع میں حکمت والا اور اپنی خلق کا خوب جاننے والا ہو۔ ظاہر ہو کہ تمام علم و حکمت الٰہی بندہ کی مجال سے
باہر ہو فافہم وَكَذٰلِكَ یعنے جیسے ہمنے نافرمانی کرنے والے جنون و انسانون کو بعض کو بعض سے نفع اٹھانے دیا ایسے ہی نُوَلِّيْ
بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا دوست کرتے ہین ہم بعض ظالمونکو بعض کا۔ ف نولی از تولیہ مصدر ولایت بمعنی دوست کر دینا۔ عن عبدالرحمٰن
بن زید یعنے ظالم جنون کو ظالم انسانون پر مسلط کرتے ہین پس تولیہ بمعنی تسلیط ہو اور فرق درمیان ہر دو ولایت آنکہ ولایہ بالفتح بمعنی
نصرت و یاری و دوستی ہو اور بالکسر بمعنی غلبہ و ملک و سلطنت ہو کذا ذکرہ الزمخشری قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لوگون کو انکے
اعمال پر باہم متولی کرتا ہو پس ہر مومن دوسرے مومن کا ولی ہو چاہے جہان سے اور جہان ہو اور ہر کافر دوسرے کافر کا ولی ہے
جہان اور جیسا ہو اور ایمان تمنا کرنے اور صورت بنانے پر نہیں ہوتا **قال الحافظ** اسی تفسیر کو شیخ ابن جریر نے اختیار کیا۔ **قال
معمر عن قتادہ** یعنے دوزخ میں بعض ظالم بعض کے پیچھے پیچھے ہونگے یعنے دنیا میں جو ایک دوسرے سے موالات کرکے
ظلم کرتے تھے اسواسطے فرمایا تھا کانُوْا يَكْسِبُوْنَ یعنے انکے گناہ کمانے کے سبب سے ایسا کر دیا ہو۔ ف کہ بعضے بعضون کے
ولی ہین ظاہر آنکہ ظلم میان عام ہو خواہ اپنے نفس پر ظلم ہو بایں طور کہ دوسرے کے موالات میں کفر و شرک کیا یا غیر پر ظلم ہو کہ اسکو
ایمان سے روکا یا مضرت ناجائز پہونچائی۔ عن ابن عباس جب او تعالیٰ کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہو تو انپر انمین سے بہتر کو متولی کرتا ہو

اور جنکی برائی چاہتا ہی تو انکے شریرون کو متولی فرماتا ہی اعمشؒ نے کہا کہ مین نے بزرگون کو کہتے سنا کہ جب زمانہ فساد آویگا تو لوگون پر انکے شریر بدکار سردار ہونگے۔ اللھم انی اعوذ بک من الفتن واسالک العافیۃ

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا

اے جماعت جنون اور انسانون کی کیا تمکو نہین پہونچے تھے رسول تمھارے اندر کے سناتے تمکو میرے حکم اور ڈراتے اس دن سامنے آنے سے

قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۞ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ

بولے ہمنے مانے اپنے گناہ اور انکو بہکا دیا دنیا کی زندگی نے اور قائل ہوے اپنے گناہ پر کہ وہ تھے منکر یہ اسواسطے کہ تیرا

رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۞

رب ہلاک کرنے والا نہین بستیون کو ظلم سے اور وہان کے لوگ بیخبر ہون

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ معشر جماعت اور جمع آن معاشر یعنے اے گروہ جن وانسان کے اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ کیا نہین آئے تمھارے پاس رسول جو تم مین سے ہین چونکہ وہم ہوتا تھا کہ جنون مین کوئی جن رسول نہین ہوا لہذا مفسرؒ نے توضیح کردی کہ منکم کے معنی من مجموعکم ہی یعنے جن وانس کے مجموع مین سے پس اگرچہ جنون مین رسول نہین ہوا لیکن انسان مین سے رسول ہوئے تو منکم اس مجموعہ مین سے صادق ہی جیسے قولہ تعالے یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان یعنے آب شیرین وشور مین سے موتی و مونگا نکلتے ہین حالانکہ فقط آب شور سے نکلتے ہین آب شیرین سے نہین نکلتے لیکن منہما مجموعہ کے اعتبار سے جبکہ ایک ہی ٹکڑے سے نکلے تب بھی صادق ہی اور یہ جواب شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہی جیساکہ شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا اور فرمایا کہ قولہ الم یاتکم مین استفہام تقریری ہی اور منکم یعنے منجملہ تم سب کے رسول ضرور آئے ہین حالانکہ رسول فقط انس ہین سے ہوئے اور جنون مین سے نہین ہوے جیساکہ حضرت مجاہد وابن جریج وبہتیرے ائمہ سلف وخلف یعنے علماء صحابہ وتابعین نے تصریح فرمادیا ہی اور حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ رسول فقط بنی آدم سے ہوئے ہین اور جنون ہین نذیر گزرے ہین قال المترجم یہین سے مفسرؒ نے دوسرا جواب دیا بقولہ او رسل الجن نذرہم الذین یسمعون کلام الرسل فیبلغون قومہم یعنی اگر رسل سے حقیقی معنی معروف مراد ہین تو پہلا جواب گزرا کہ منکم سے مجموع جن وانس ہین سے ہونا مراد ہی پس جبکہ انس مین سے ہوئے تو مجموعہ مین سے ہونا صادق ہوا اور یا رسول سے اعم معنی مراد ہین پس جنون کے رسولون سے انکے نذیر مراد ہین جو رسولون سے کلام واحکام الٰہی سنکر اپنی قوم جن کو جاکر سناتے اور نافرمانی سے ڈراتے ہین اور نذر بضمتین جمع نذیر یعنے ڈرسنانے والا قال الحافظ ماحاصلہ اور دلیل اسکی رسول فقط انس ہی مین ہوے قولہ تعالے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ الآیۃ اور قولہ تعالے وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب الآیۃ اور کوئی قائل نہین کہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے جنون مین نبی تھے پھر نبوت منقطع ہوئی وقد قال تعالی وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق الآیۃ۔ اور معلوم ہو کہ جن اس باب مین انسانون کے تابع ہین لہذا فرمایا واذ صرفنا الیک نفرا من الجن الآیۃ مترجم کہتا ہی کہ جنون کا وجود جبکہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بھی تھا تو ممکن ہی کہ پہلے ہوتے ہون پھر نبوت ورسالت اولاد آدم مین منحصر ہوئی اور جن تابع ہوئے ہون اور آیات جو نقل فرمائین محتمل ہین کہ انس کے رسولون کے بارہ مین ہون وقد قال الضحاک بن مزاحم کہ جنون ہین سے رسول ہوئے ہین بدلیل اسی آیت کے پس اس آیت سے استدلال تمام نہونا بوجہ اسکے کہ یہ آیت کریمہ اس مدعا کے ثبوت مین نص صریح نہین اسی طرح جو شیخ حافظ نے استدلال کیا

20940

Marfat.com

وہ بھی محتمل ہو لہذا اس مسئلہ مین زیادہ بحث کی حاجت نہین ہان اسقدر قطعی ہو کہ معرفت ذات و صفات الٰہی و توحید و عبادات
بذریعہ رسولون کے ہر دو فریق جن و انس کو پورے طور سے پہونچ گئی ہو پس جو کوئی انمین سے کافر ہوا وہ بعد حجت کے ہلاک ہوا ہی
کیونکہ ہر فریق کے پاس ایمان و معرفت بتانے والے و اطاعت پر بشارت اور نافرمانی پر عذاب و ڈر سنانے والے رسول ضرور
پہونچ گئے جیساکہ آیت کریمہ نے مقرر فرمایا - الم یاتکم رسل منکم یعنے ضرور آئے تمھارے پاس تم مین سے ایسے رسول کہ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ
اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَاۗءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا مفصل بیان کرتے تھے تپر میری آیات کو اور ڈراتے تھے تمکو اس دن سے جو تمھارے
روبرو آیا - حاصل آنکہ جس دن اللہ تعالے سب مخلوق کو محشور فرما دیگا یعنے قیامت کے روز تو گروہ جن و انس کو ملامت کے ساتھ
اقرار صادق کرنیکو فرما دیگا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا بولے ہم اپنے اوپر گواہ ہین ف مومنین تو دنیا ہی مین گواہی دینے والے
اور ایمان لائے ہوئے ہونگے جو اسدن ملامت سے بچین گے اور رہے کافر تو وہ بھی اقرار کرینگے چنانچہ معنی یہ کہ جن و انس مین سے کافر لوگ
اقرار کرینگے کہ ہم اپنے اوپر گواہی دیتے ہین کہ ہمکو رسالت الٰہی پہونچائی گئی ہو - یہ ان کافرون کیطرف سے اقرار ہو کہ اللہ تعالی کی حجت
رسولون کے ساتھ پیغام بھیجکر انکو ہدایت کرنے اور انکے نہ ماننے سے انپر لازم ہو اور یہ جملہ مستانفہ گویا جواب اس امر کا ہو کہ کافر لوگ آخر
کیا کہین گے اللہ تعالے فرماتا ہو وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اور انکو زندگانی دنیا نے مغرور و فریب کھایا ہوا کر دیا پس ایمان نہ لائے
قال البعض یہ جملہ معترضہ ہو اور زندگی پر غرور یہ کہ لذات و شہوات دنیا مین عاقبت بھول گئے اور عملاً بھی فراموش کیا اور انجام کار یہ ہوا کہ
اپنے اوپر کفر کی گواہی دی کما قال تعالی وَشَهِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ اور گواہی دی اپنی جانون پر کہ ہان وہ لوگ کافر تھے
اعوذ باللہ من سوء العاقبۃ - اور یہ ان لوگون کی طرف سے دوسری گواہی ہو کہ جن رسول پاک و آیات بینات کریمہ سے انکی ہدایت
کی گئی ان سب سے دنیا مین انھون نے کفر و انکار ہی کیا - فی السراج - اگر کہا جاوے کہ کیونکر انھون نے اپنے کافر ہونے پر
گواہی دی حالانکہ دوسری آیت مین انکا جھوٹ بولنا مذکور ہو کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین یعنی وہان بھی فسق و فجور نہ چھوڑینگے اور اللہ عز و جل
کی جھوٹی قسم کھاجاوینگے کہ ہم مشرک نہین تھے - تو جواب دیا گیا کہ اُس بڑے دن مین احوال و اوقات مختلف پیش آوینگے پس بعض اوقات
و حال مین اقرار کرینگے اور بعض مین انکار کرینگے - اگر کہا جاوے کہ دوبارہ انکی گواہی انکے کافر ہونے پر کیون مکرر مذکور ہو تو جواب
دیا گیا کہ اول اقرار مین تو انکے قول کو نقل کیا کہ کیونکر کہینگے اور کیسے اقرار کرینگے - اور دوم مین انکی نظر خطا کار و رائے غلط و ناہنجار کی
مذمت ہو کہ دنیائے ناپائدار کے شہوات پر مغرور ہوئی اور اسی پر دار و مدار رکھا جو ہر وقت معرض زوال مین اور خطرۂ موت مین
بالکل بے اعتبار ہو اور عاقبت سے بالکل منھ موڑ لیا انجام کار کفر کا اقرار کیا اور عذاب دائمی کے لیئے جسکے سننے سے رونگٹے تھراتے
ہین اپنے آپ کو مسلم سپرد کیا پس اسمین نصیحت ہو ان نیک بندون کو جو غیر کی حالت دیکھکر عبرت و نصیحت لیتے ہین کہ وہ ایسے نہو جاوین
اور لطف و فضل الٰہی دیکھین کہ پیدا کیا اور رزق دیا صحت و تندرستی دی اور ہمہ نعمت سے سرفراز کیا خصوص پیدا کر دیا کہ اسی
کے مثل تمام مخلوقات آسمان و زمین مین کوئی ایسی نعمت نہین دیسکتا ہو پھر عقل و حواس دیئے اور رسول بھیجا اور نہایت خوبی و حسن اسلوب سے
ہدایت فرمائی اور کیسے پاکیزہ اخلاق و عادات سکھلائے اور اسپر جنت و نعمت غیر مترقبہ کا وعدہ فرمایا یہ کیسے بڑے بڑے احسان ہین
اللہ تعالے سبحانہ ارحم الراحمین غفور و شکور و ودود حمید کے نام پر اپنی جان ناچیز قربان کرین اور کبھی شرک نہ کرین وہ اللہ تعالے
عز و جل علیم و قدیر و قہار عزیز و سلطان ہو قادر مختار ہو جو چاہے کرے اسی کی شان پاک ہو لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون پس عذاب

اسکا سخت ہی نعوذ باللہ منہ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ذلک سے اشارہ رسولون کے بھیجنے کی طرف ہی اور ان مخفف ہی ان بالتشدید کا اور لام مقدر ہی یعنے ذلک الارسال للرسل لانہ لم یکن الخ بعض نے کہا ای لاجل انہ لم یکن الخ یعنی یہ رسولون کا بھیجنا اس جہت سے کہ نہین ہی تیرا پروردگار ہلاک کرنے والا آبادیون کو بسبب ظلم کے درحالیکہ وہان والے غافل ہون کوئی رسول انکو نہ پہونچا ہو **قال البیضاوی**۔ ذلک خبر مبتدا محذوف ہی ای الامر ذلک یعنی بات یون ہے رسولون کے بھیجنے کی پھر قولہ ان لم یکن الخ اس حکم کی تعلیل ہی یعنے بات یون ہی ہونا اسوجہ سے ہی کہ نہین ہی تیرا پروردگار ہلاک کرنیوالا الخ **قال المترجم** حذف مبتدا امر گران ہی بلاضرورت نہین شایان ہی پس یہ تاویل مرجوح ہی۔ اگر کہا جاوے کہ او تعالیٰ عزوجل تمام جہان وسب اشیاء کا خالق ہی سب اسی کی مخلوق ہی سب اسی کی ملک ہی وہ اپنے ملک مین جیسے چاہے تصرف کرے اور ظلم تو بیجا تصرف کو کہتے ہین پس اللہ تعالےٰ کی جب سب مخلوق ملک ہی تو اسکا ہر طرح تصرف کرنا صحیح ہی چاہے سب کو ہلاک کرے چاہے باقی رکھے وہ جو چاہے کرے اُس سے کوئی پوچھ گچھ نہین ہی پھر کیونکر فرمایا کہ لم یکن ربک مهلک القری بظلم واہلہا غافلون **مفسر سیوطی**رح نے جواب دیا کہ تقدیر کلام یہ کہ بظلم منہا ای بسبب ظلم من القری یعنی نہین ہی تیرا پروردگار ہلاک کرنے والا آبادیون کا بسبب کسی ظلم کے جو آبادیون سے صادر ہو درحالیکہ وہ لوگ نیک وبد سے غافل وجاہل ہون **قال الامام ابو جعفر بن جریر** رحمہ اللہ قولہ بظلم - دو وجہ کو محتمل ہی اوّل آنکہ ذلک لاجل ان لم یکن ربک مهلک القری بظلم واہلہا غافلون یعنی انکو جلدی عقوبت مین گرفتار فرمانے والا نہین یہانتک کہ انکے پاس ایسے رسول یا رسولون کے نائب وغیرہ بھیجے جو انکو توحید واعمال شرع بتاوین اور شرک و نافرمانی سے ڈراوین اور ایسا نہین ہی کہ غفلت مین انکو ہلاک کرے حتی کہ وہ کہین کہ ہمکو تو کوئی بشیر ونذیر نہین پہونچا تھا اور وجہ دوم یہ کہ لم یکن لیہلکہم بدون التنبیہ یعنی ایسا نہین کہ انکو ظلم کے ساتھ بدون تنبیہ کے ہلاک کرے **قال الحافظ** پھر شیخ ابن جریر رح نے وجہ اول کی ترجیح وتائید بیان کی اور شک نہین کہ یہی قوی ہی **قال المترجم** واضح رہے کہ حقیقی معنی ظلم کے تو حضرت باری تعالیٰ کی شان مین کسی طرح نہین ہو سکتے اگرچہ وہ تمام آبادیون کو بلا قصور وبیوجہ ہلاک کردے۔ کما فی قولہ ان اراد ان یہلک المسیح وامہ ومن فی الارض جمیعا یہ نہین دیکھتے کہ اگر کوئی آدمی ایک برتن بناوے پھر اسکا جی چاہے اور اسکو توڑ ڈالے تو کچھ ظلم نہین پھر کہان حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ لہذا او تعالیٰ شانہ جو کچھ کرے سب عین صواب و عین انصاف ہی ولیکن کمال رحمت ہی کہ جن باتون کو بندہ اپنے درمیان مین حرج سمجھتا ہی او تعالیٰ عزوجل نے بھی اسکو نہین کیا اگرچہ او تعالےٰ کی نسبت وہ حرج نہین ہی پس تاویل دوم بھی ہو سکتی ہی اگرچہ اوّل اولےٰ ہی بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ او تعالیٰ نہین ہلاک کرتا اہل القری کو بسبب ظلم کسی ظالم کے انہین سے درحالیکہ باقی لوگ اس سے غافل ہون۔ بالجملہ او تعالیٰ نے کسی قوم کو خواہ جن ہون یا انسان ہون بدون تنبیہ وانذار کے عذاب نہین کیا کما قال تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اور فرمایا۔ کلما القی فیہا فوج سالہم خزنتہا الم یاتکم نذیر قالوا بلی قد جاءنا نذیر الآیۃ اور فرمایا ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیۃ۔ اور فرمایا وان من قریۃ الا خلا فیہا نذیر یعنی نہین کوئی آبادی مگر آنکہ اُس مین ڈرسنانے والا گزرا ہے

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ

اور ہر کسی کو درجے ہین اپنے عمل کے اور تیرا رب بیخبر نہین اُنکے کام سے اور تیرا رب بے پروا ہی رحم والا اگر چاہے

يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝ۭ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ

تمکو لیجاوے اور پیچھے تمہارے قائم کرلے جسکو چاہے جیسے تمکو کھڑا کیا اور ونکی اولاد سے جو تمکو وعدہ دیا سو آنے والا ہی

وَمَآ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ ۝

اور تم تھکا نہ سکو گے

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوۡا من العالمین جزاء ما عملوا من خیر وشر یعنی درجات بمعنی جزا ہی اور ما موصولہ سے خیر و شر مراد ہے یعنی اور عالمین میں سے ہر ایک کے لیے جزا ہی اس چیز سے جو اسنے بھلائی یا برائی کی تھی مفسرؒ نے عالمین کہا جو ملائکہ کو بھی شامل ہی اور شک نہیں کہ ملائکہ کے لیئے بھی درجات ہیں پس اسمیں اشارہ ہی تضعیف قول بعض مفسرین کی طرف جنھون نے آیت کو فقط کفار کے ساتھ خاص لیا کیونکہ انھیں کے ذکر کے بعد ہی اور وجہ ضعف یہ کہ عمل کفر سے درجات کہان سے آئے بلکہ درکات عذاب ہونگے اگرچہ جا سکتا ہی کہ درجات کا استعمال امر خیر میں غالب ہی لیکن یہان مراتب مراد ہین پھر بھی بیان مراتب کفا قلیل الجدوی ہی کما قال تعالے لکل ضعف ولکن لا تشعرون۔ یعنی جو پیروی میں گمراہ ہوے وہ قیامت میں کہینگے کہ پروردگار ان سرغنہ لوگون نے ہمکو اپنی پیروی میں خراب کیا انکو دونا عذاب دے تو حکم ہوگا کہ تم میں سے ہر ایک کو دونا عذاب ہی لیکن تمکو شعور نہین ہی اور نیز تضعیف قول دیگر ہی کہ مخصوص منین ہی بنظر لفظ درجات پس عام اعتبار کیا بسبب دلیل تخصیص نہونے کے فافہم وقال البیضاوی ولکل من المکلفین مراتب من اعمالہم او من جزائہا او من اجلہا یعنی مکلفین میں سے ہر ایک کے واسطے مراتب ہین۔ یہ قید عقلی ہی تاکہ طفل و مجنون وغیرہ و نیز جانور وغیرہ خارج ہوجاوین اگر کہا جاوے کہ بعضے حیوانات و نباتات وغیرہ کے واسطے بھی مراتب ہین جیسے اصحاب کہف کے کتے کے بارہ مین ثابت ہی تو جواب یہ کہ یہان ما عملوا کی قید سے ظاہر ہی کہ مطلقا بیان مراد نہین ہی واللہ اعلم۔ اور نیز بیضاویؒ نے اشارہ کیا کہ ما عملوا مین جائز ہی کہ ما مصدریہ ہو یا سببیہ ہو اور مضاف مقدر ہو یعنی من جزاء اعمالہم افاد فافہم نے المدارک۔ اسی سے امام ابو یوسف و امام محمدؒ نے استدلال کیا کہ جنون کو ثواب طاعت ملتا ہی **قال المترجم** یہ محل ہی معلوم نہین ہوتا کہ دنیا مین ملتا ہی توریت مین جی ملیگا لیث بن ابی سلیم سے روایت کیا جاتا ہی کہ انھون نے فرمایا کہ جنون میں سے جو مسلمان ہونے وہ نہ جنت مین داخل ہونگے نہ دوزخ مین کیونکہ اللہ تعالی نے جنت سے انکو نکالا پھر انکو اسمین دوبارہ نہ لاویگا **قال المترجم** اس روایت کا پتہ نہین ملتا کہ باسناد صحیح قول لیثؒ ثابت ہی یا نہین بر تقدیر یکہ اسناد صحیح ہو تو تاویل ہوگی اور نہ دلیل مذکور محض ضعیف ہی تو نہین دیکھتا کہ آدم علیہ السلام بھی جنت سے باہر ہوئے علاوہ برین قولہ قلنا اھبطوا منہا جمیعا فاما یاتینکم منی ہدی الآیہ بنابر آنکہ اھبطوا جمیع سے جن بھی مراد ہین صریح ہی کہ اگر ایمان لاکر نیک کام کرین تو ثواب جنت مین بنی آدم سے برابر ہین اگرچہ فضائل مین یکسان نہون اور نیز تکلیف الایمان مین انسان کے برابر جن بھی مکلف ہین حالانکہ طرف عصیان مین جہنم مین جانا منصوص ہی وقد قال الضحاکؒ جن بھی جنت میں داخل ہوکر نعمتیں کھائیں پییں گے۔ وعن ابن عباسؓ مخلوق چار حالت پر ہی ایک مخلوق سب جنتی ہی اور وہ ملائکہ ہین دوم مخلوق سب دوزخی ہی اور وہ شیاطین ہین سوم و چہارم دو مخلوق ہین کہ جنتی بھی ہیں اور دوزخی بھی ہین وہ جن و انسان ہین پس انکو ثواب بھی ہی اور نیز عقاب بھی ہی اور احادیث بہت ہین جن سے استنباط ہو سکتا ہی واللہ اعلم وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعۡمَلُوۡنَ اور تیرا رب کچھ اس سے غافل نہین جو وے کرتے یا تم کرتے ہو یعملون بیا تحتیہ اکثر کی قراءت ہی اور بعض نے بتا خطاب پڑھا پس اسمین وعدہ بھی ہی کہ کسی نیکوکار کا عمل ضائع نہوگا اور تہدید و وعید بھی ہی کہ بدکار دنیا وغیرہ مین مشغول ہوکر غافل نہون ورنہ عذاب ہی وَرَبُّكَ الۡغَنِىُّ ذُو الرَّحۡمَةِ یعنی اور تیرا پروردگار بے پرواہ ہی تمام پیدا کی ہوئی مخلوق و انکی عبادت سے اور باوجود اسکے رحمت والا ہی قالوا یہ کلام پاک کیا اچھا و بلیغ ہی یہان غنی ہونا و رحمت والا ہونا جمع کرنے مین انتہا درجہ کا فضل و انعام ہی اور کمال رحمت پر دلیل ہی

Marfat.com

اور منجملہ رحمت کے ہی کہ رسول بھیجے اور نافرمانی میں بدون نیست کرنے کے باقی چھوڑ دیا پس سابق و لاحق سے خوب مناسب ہے کما قال البیضاوی اسمین تنبیہ ہی کہ سابق میں جو رسول بھیجنے کا ذکر فرمایا وہ پاک پروردگار غنی حمید کی طرف اسکے نفع کی راہ سے راجع نہیں بلکہ بندون پر رحمت ہی اور نیز اسمین ما بعد کے واسطے تاسیس ہی کہ فرمایا اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡہِبۡکُمۡ یعنے اللہ تعالے غنی حمید کو تمھاری کچھ حاجت نہیں وہ چاہے تو اے نافرمانو تم سب کو نیست کر دے اور مفسر رح نے خطاب کو اہل مکہ سے مخصوص کیا وَیَسۡتَخۡلِفۡ مِنۡۢ بَعۡدِکُمۡ مَّا یَشَآءُ کا مدلول سے مراد خلق ہی یعنے تمکو ہلاک کر کے جو مخلوق چاہے بجاے تمھارے پیدا کر دے کَمَاۤ اَنۡشَاَکُمۡ مِّنۡ ذُرِّیَّۃِ قَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ جیسے تمکو آخر دوسری قومون کی ذریت سے پیدا کیا ہی جنکو آخر کار بلا واسطہ مخلوق پر منتہی فرمایا یعنی آدم علیہ السلام کو بدون ماں و باپ کے اور بدون نمونہ کے نئے طور پر ایجاد کر دیا تھا ولیکن اللہ تعالیٰ نے تمپر رحم کیا ہی کہ تمکو باقی رکھا اور اگر چاہتا تو تم فوراً مٹجاتے اور تمھارے بجائے دوسرے آجاتے جیسے وہ چاہتا فتبارک اللہ ذو الملک والملکوت والعزۃ والقدرۃ والجبروت رازی رح نے تفسیر کبیر میں کہا کہ مراد اس سے خلق دیگر سوائے مخلوق موجودہ کے ہی پس تنبیہ ہی کہ قدرت اللہ تعالیٰ سبحانہ کسی جنس پر مقصور و منحصر نہیں ہی اور یہ بنا بر تقریر مترجم کے انسب ہی اور مفسر رح نے وہ اختیار کیا جو شیخ ابن جریر نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ جیسے تمکو پیدا کر دیا مخلوق دیگر سے جو تمھارے پہلے گذرے اور یہ معنی موافق فہم جاہلان مشرکین کے اقرب ہین اور مترجم نے اشارہ کر دیا کہ جملہ تشبیہ یعنی قولہ کما انشاکم سے انکو قدرت کاملہ کی طرف اشارہ ہی کہ پیدا کرنا و ایجاد کرنا کسی واسطہ پر موقوف نہیں بلکہ آخر آدم کو بدون ماں و باپ کے ایسا خوب پیدا کیا کہ اسقدر کثرت سے انکی ذریات موجود ہوئی اور یہ ادق ہی اور اس سے نصاری کو حضرت عیسیٰ کے واسطے سے شرک نہ کرنے پر تنبیہ ہی کہ وہ تو بدون باپ کے ہوئے جو آدم ع سے کم مرتبہ ظہور قدرت تھا اور انسے کوئی نسل بھی نہوئی۔ اور نصاری اگر سمجھتے تو جان لیتے کہ وہ مشرک بھی ہوئے اور حضرت عیسیٰ پر بھی ایمان نہ لائے کیونکہ وہ تو ایسے شخص پر ایمان لائے جسکو بیٹا یقین کرتے ہین وہ درحقیقت کوئی بھی نہیں ہی اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بندہ خدا و رسول برگزیدہ جامع کمال انسانی بزرگ مرتبہ پر ایمان لاتے تو یہ ایمان البتہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر ہوتا جو اللہ تعالیٰ کے رسول تھے جنپر انجیل نازل ہوئی تھی اور جنھون نے حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلعم کی خوشخبری سنائی تھی اور وہ عنقریب قیامت سے پہلے نازل ہو کر آنحضرت صلعم کی شریعت پر حکم کرینگے اور اسی دین کے واسطے جہاد کرینگے پس اگر اہل کتاب ایمان لاوین تو انکے لیے بہت بہتر ہی حتی کہ دنیا مین بھی بذات خود اچھے مسلمان ہون اور جو پہلے کے مسلمان ہو کر ہو سے موجود ہین انکے تابع ہو جاوین اور انکا بگڑا پن درست ہو جاوے انشاء اللہ تعالے اور اگر نہ ایمان لاوین تو ضرور حضرت عیسیٰ ع کے عنقریب نازل ہونے پر انکے جہاد سے خوار ہونگے اور اگر نہ مانین تو باتباع حکم الٰہی اعلان ہی کہ فانتظروا انا منتظرون۔ انتظار کرو ہم بھی منتظر ہین اِنَّ مَا تُوۡعَدُوۡنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ جو تمکو وعدہ دیا جاتا ہی عذاب کا اور قیامت کا وہ ضرور آنیوالا ہی اور تم ہرگز معجز نہیں ہو یعنے ہمارے عذاب سے چھوٹنے والے نہیں ہو اگر ایمان نہ لاؤگے اور کرخی رح نے افادہ کیا کہ اپنے مقام پر تحقیق کیا گیا ہی کہ جملہ اسمیہ اگر مثبت ہو تو دائمی ثبوت پر دلالت کرتا ہی اسی طرح اگر منفی ہو تو دوام انتفاء پر دلالت کرتا ہی نہ انتفاء دوام پر اور فرق یہ ہی کہ یہاں دوام انتفاء ہو یعنے معجز ہونا دائماً منتفی ہی یعنے کبھی کسی وقت کوئی شخص معجز نہیں ہو سکتا یعنے اللہ تعالیٰ اگر عذاب چاہے تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی معجز ہو جاوے اور انتفاء دوام سے دوامی معجز ہونا منتفی ہوتا ہی پس ہو سکتا ہی کہ بعض وقت معجز ہو مثلاً کہا جاوے کہ زید کا دوامی ہنستا ہونا منتفی ہی یعنے برابر ہر وقت ہمیشہ وہ ہنستا نہیں رہتا تو اس سے یہ لازم نہیں کہ

کسی کسی وقت بھی نہیں ہنستا بخلاف اسکے زید کا گھوڑا ہونا دوامًا منفی ہی یعنے زید گھوڑا نہیں ہی یہ دائمی صادق ہی تو کسی وقت بھی وہ گھوڑا نہیں ہو سکتا اور یہی دوام انتفا ریہان بھی قولہ ما انتم بمعجزین سے مراد ہی **قال الحافظ** حاصل آنکہ تم کسی حال مین اللہ تعالی کو عاجز نہین کر سکتے بلکہ وہ پاک پروردگار قادر ہی کہ تم کو پھر زندہ کر کے عذاب کرے اگرچہ تم خاک مٹی گل سڑ گئے ہو۔ کیا یہ نہین سمجھتے کہ اب تو بھلا گلے سڑے خاک مٹی کچھ موجود ہو اور پہلے تو کچھ بھی نہ تھی جو تمکو ایجاد کر دیا فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ اے اولاد آدم اگر تمکو کچھ عقل ہی تو اپنے آپ کو مردہ شمار کرو۔ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی کہ بات یہی واقع ہی کہ جو تمکو وعدہ دیا گیا ضرور آنے والا ہی اور تم کچھ بھی معجز نہین ہو سکتے۔ رواہ ابن ابی حاتم **ف فی العرائس** قولہ تعالے وربک الغنی ذو الرحمۃ او تعالے نے اپنی دو صفت قدیم سے آگاہ فرمایا جو تمام مخلوقات کے واسطے خواہ مومن ہون یا کافر خواہ مطیع ہون یا عاصی سب کے واسطے ہی پس وہ پاک پروردگار غنی حمید ہی بندگی کرنے والون کی بندگی سے بندہ کو خود نفع ہی اور او تعالی غنی حمید ہی **قال المترجم** جس بندے نے بندگی نہ کی اسنے اپنے کو محروم و خوار کیا کیونکہ اپنے پروردگار خالق کو رب نہ جانا پس جیسا کریگا ویسا پاویگا پھر کمال رحمت ہی کہ بیوقوفونکو نمائش کر دی کہ خواری مت کماؤ اور اگر کماؤ گے تو اپنا بگاڑو گے حضرت او تعالی غنی حمید ہی ؎ اے بندہ چو بندگی نہ کردی ۔ از بندگیت کہ کار دارد ۔ چون او تو دگر خدا نہ داری ۔ او بر تو صد ہزار دارد ۔ یہ تو اسکی بے پروائی ہی رہا بیان رحمت تو شیخ نے کہا کہ اپنی رحمت سے نافرمان مجرم گناہگارون پر رحم کیا حالانکہ اسکی پاک شان یہ ہی کہ نہ اسکو فرمانبردارون کی عبادت و طاعت سے کچھ نفع اور نہ نافرمانون و مجرمون کے گناہ سے کچھ نقصان ۔ اسکی بحر رحمت سے ایک قطرہ ہی کہ تمام حوادث پیدا ہو کر بے انتہا انعام سے مالا مال ہوئے جسنے اسکی صفت غنی کا نور پایا وہ عارف ہین کہ دونون جہان سے ہاتھ اٹھایا عوام کی نظر مین سونے چاندی جواہرات اور انکی نظر مین دونون جہان کی سلطنت ہیچ ہی ہان اگر جنت چاہتے ہین تو اسلیئے کہ حضرت عالی تعالی ذو الجلال والاکرام کی رضامندی وہان ملیگی اور زیادت جو کچھ ہی وہ بیان مین نہین سماتی اللہم ارزقنا برحمتک ۔ وانت ارحم الراحمین اسکی رحمت تمام عالم کو شامل ہی۔ عارف جب اسکا غنی ہونا یاد کرتے ہین تو لرزتے او بیہوش ہو جاتے ہین پھر جب اسکا رحم فرمانا یاد آتا ہی تو ہوش مین آجاتے ہین **قال الاستاذ** غنی تو اشارہ ہی اسکی عزت کی طرف اور ذو الرحمہ اشارہ ہی اسکے لطف کی طرف پس غنی سے جلال کی خبر ہی اور ذو الرحمہ سے افضال کی خبر ہی پس جلال کے کشف سے انکو فنا کر دیا اور افضال کے لطف سے انکو زندہ فرمایا **قال المترجم** اشارہ ہی کہ فہم اسرار کلام اسطرح حاصل ہوتا ہی

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ

تو کہہ اے لوگو کام کرتے رہو اپنی جگہ مین بھی کام کرتا ہون اب آگے جان لوگے کسکو ملتا ہی آخر گھر مقرر

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

بھلا نہوگا بے انصافون کا

قُلْ یعنے اُن لوگون سے کہدے **يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ** اے قوم تم کیے جاؤ جو کرتے ہو اپنی حالت پر اسکا نظریقہ بعض نے کہا یعنے کیے جاؤ اپنے قابو بھر اور پوری قدرت و استطاعت بھر اور اپنے امکان بھر عن ابن عباس ای ناحیتکم وجہتکم اپنے ناحیہ و جہت پر **قال البیضاوی** یہ امر ارشادی نہین تا کہ کہا جاوے کہ انکو اعمال کفر و عصیان کا حکم کیونکر دیا

Marfat.com

بلکہ امر تہدید ہے اور معنی یہ ہین کہ اچھا نہین مانتے ہو تو اپنے کفر کرنے اور عداوت کرنے پر جمے رہو اِنِّي عَامِلٌ مین بھی اپنی حالت پر ثابت ہون یعنی اسلام و توحید پر اور تمھاری عداوت مین صبر کرنے پر ثابت ہون۔ صیغہ امر سے تہدید کرنا نہایت مبالغہ ہے گویا تہدید کرنے والا جسکو دھمکاتا ہے اُسکے عذاب دینے پر عزم بالجزم رکھتا ہے پس اسکو ایسی ہی بات پر آمادہ کرتا ہے جو عذاب تک پہونچا دیے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ مَن موصولہ مفعول ہے تعلمون کا یعنے اگر تم جمے رہے تو عنقریب جان لوگے اُس شخص کو جسکے واسطے حاصل ہوگا دار آخرت یعنے دار آخرت مین جسکو نیک انجام حاصل ہوگا اسکو جان لوگے کہ وہ شخص ہم ہین یا تم ہو **قال البیضاوی** اس کلام مین تہدید کے باوجود انصاف ہے گفتگو مین اور حُسن ادب ہے جناب باری تعالےٰ مین کہ اپنی بھلائی کا حکم نکیا اور تنبیہ ہے کہ دھمکانے والے کو اپنے حق پر ہونیکا وثوق ہے۔ حمزہ وکسائی نے یہان اور سورہ قصص مین یکون بیاء تحتیہ پڑھا کیونکہ عاقبۃ الدار مین تانیث غیر حقیقی ہے اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ فلاح نہین پاتے یعنی نیک انجام نہین ہوتے ہین ظالم لوگ یعنے کافر لوگ پس بجاے الکافرون کے الظالمون کو جو اعم ہے مبالغہ کے لیے فرمایا ہے افادہ البیضاوی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تفسیر کی کہ مراد انکی جسنے شرک وکفر کیا وہ سعید نہین ہوگا اسمین تعریض ہے کہ تم لوگ اگر اسی حال پر رہے تو ہرگز فلاح نہ پاؤگے تمھارا انجام بھلا نہوگا بلکہ توحید و اسلام والون کا انجام دنیا و دین مین نیک ہوگا **قال الحافظ ابن کثیرؒ** اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہ وعدہ اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلعم کے ساتھ پورا فرمایا کہ مکہ و تمام جزیرہ عرب فتح کر دیا اور مشرکین و معاندین کو زیر کر دیا یہانتک کہ آپ کے خلفاء رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین سلطنتین قبضہ اقتدار اسلام مین دیدین اور پورا ہوا قولہ تعالےٰ واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون۔ پھر قیامت مین منکرون وکافرون کو بد انجام ملیگا کما قال تعالےٰ لهم اللعنة ولهم سوء الدار۔ اور حسن عاقبت اہل ایمان واسلام کو نصیب ہوگا کما قال تعالےٰ والعاقبة للمتقین اسمین نصیحت و پند و آیات ہین واسطے اہل سعادت کے والحمد للہ اولاً و آخراً وظاہراً و باطناً

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا

اور ٹھہراتے ہین اللہ کا اسکی پیدا کی کھیتی اور مواشی مین ایک حصہ پھر کہتے ہین یہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال پر اور یہ ہمارے شریکون کا ہے

فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○

سو جو اُنکے شریکون کا ہے سو نہ پہونچے اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہے سو پہونچے اُن شریکون کیطرف کیا برا انصاف کرتے ہین

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اسے جعلوا ثابتا للہ۔ اللہ تعالےٰ کے لیئے ثابت کیا پس جعل کا مفعول دوم ثابتا ہے اسکو مقدم کر دیا کہ اہتمام اسی سے متعلق ہے اور یہ جعل انکے وہم کی تشریع تھی جسکو اُنھون نے شیطان کی پیروی مین نکالا اور اپنے کفر و شرک کے دھندے مین شاغلین کالین مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا مما متعلق ہے نصیبا سے اور من الانعام والحرث بیان ہے ما موصولہ کا اور نصیبا مفعول اول ہے اور یہ بیان ہے مشرکین کے دیگر انواع جہالت و کفر کا حاصل انکہ اللہ تعالےٰ نے جو انعام و حرث یعنے چوپایہ و کھیتیان پیدا فرمائین اسمین سے اللہ تعالےٰ کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا اسکو مہمانون و مسکینون کے صرف مین لاتے تھے اور جن چیزون سے شرک کرتے یعنے بتون وغیرہ کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا جو بت خانہ کے خادمون پر صرف کرتے تھے فقالوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ سو کہتے کہ یہ حصہ اللہ تعالےٰ کے واسطے ہے اپنے زعم مین زعم مین بفتح اول اکثر کی قراءت ہے اور بعض کے نزدیک بضم اول ہے۔ ازہریؒ نے کہا کہ اکثر استعمال لفظ زعم کا ایسے امر مین ہوتا ہے جو مشکوک ہو اور متحقق نہو بعض نے کہا کہ وہ کنایہ ہے

Marfat.com

دروغ سے اور مرزوقی کا قول مانند ازہری کے ہے۔ ابن القوطیہ نے کہا کہ زعم ایسی چیز جسکا حال معلوم نہین کہ حق ہے یا باطل ہے
خطابیؒ نے کہا کہ لائق گفتگو نہو اور غیر ممکن بات کا دعویٰ ہو یہ مختلف محاورات کا استعمال ہے۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے مشرکون کا زعم قرار
دیا کہ یون کہتے کہ یہ حصہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے **قال الحافظ** یہ اُنکے کفر و شرک کی شاخ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق مین سے
اسکے لیئے ایک جزو قرار دیا حالانکہ وہ ہر چیز کا خالق ہے **قال المترجم** مسلمان اگر کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے واسطے قرار دے
تو یہی نیت ہوتی ہے کہ یہ خالص نیت سے اللہ تعالیٰ کی راہ مین وہ شخص خیرات کرتا ہے اور نعوذ باللہ تعالیٰ یہ نہین سمجھتا کہ جیسے آپس مین
حصہ بانٹ کرتے ہین کہ یہ زید کا ہے اور وہ عمرو کے واسطے ہے اور مشرک لوگ اسی دوسرے معنی پر لیتے تھے اور یہ انکی سخت جہالت
تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انپر تشنیع فرمائی کہ یون کہتے ہین کہ یہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے اپنے زعم باطل کے موافق وَهٰذَا
لِشُرَكَآئِنَا اور یہ دوسرا حصہ واسطے ہمارے شرکا کے یعنے بتون و شیطانون کے واسطے ہے جنکے حق مین ایسی باتین اعتقاد کرتے
تھے جو شرک ہین **قال المفسر** پھر ان لوگون کا یہ حال تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کے حصہ مین کوئی چیز حصہ بانٹ وغیرہ سے گرجاتی
تو اسکو اُٹھا لیتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو نہین پہونچ سکتی ہے اور اگر بتون کے حصہ مین اللہ تعالیٰ کے حصہ سے گرجاتی تو چھوڑ دیتے اور کہتے کہ
یہ ہمارے اللہ نے رکھنی چاہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ پس جو انکے شرکا
کے لیئے تھا وہ نہین پہونچتا اللہ تعالیٰ کی طرف یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ مین نہین جاتا وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَآئِهِمْ
اور جو اللہ تعالیٰ کے واسطے تھا وہ انکے شرکا کو پہونچ جاتا ہے۔ حاصل آنکہ مشرکین دونون حصہ مین اس تفصیل سے حکم لگاتے اور شیطانی
خیالات کی پیروی کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مذمت فرمائی سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ بئس حکمہم ہذا۔ کیا بُرا حکم ہے انکا یہ حکم۔ ما مصدریہ
ہے پس ما یحکمون بمعنی حکمہم ہوا اور مخصوص بالذم محذوف ہے یعنی ہذا جیسا کہ مفسرؒ نے تصریح کر دی اور ایسی ہی تفسیر حضرت ابن عباس و مجاہد و
قتادہ و سدیؒ وغیرہم سے درازی کے ساتھ مروی ہے **قال الحافظ** اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اس آیت کی تفسیر مین کہا
کہ ہر شے جسکو اللہ تعالیٰ کے واسطے قرار دیتے خواہ ذبیحہ جانور ہو یا کوئی اور چیز ہو تو اسکو کبھی نہین کھاتے جب تک کہ اسکے ساتھ کسی
بت وغیرہ کا نام جس سے شرک کرتے تھے ذکر نہ کرین اور جو چیز کہ انکے باطل معبودون کے واسطے ہوتی اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام پاک
نہین ذکر کرتے تھے پھر عبدالرحمنؒ نے آیت تا قولہ ساء ما یحکمون پڑھی حاصل آنکہ جو تقسیم نکالی وہ بہت بری ہے کیونکہ ان مشرکون نے پہلے تو
یہ خطا کی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک جزو قرار دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا رب و مالک و خالق ہے اسی کی سب مخلوقات اسی کی قدرت
و مشیت مین اسی کے تصرف مین ہے اسکے سوائے کوئی معبود نہین ہے پھر جب حصہ بانٹا تو اسمین ظلم کیا۔ اور کیون نہین کہ جو اپنے خالق کو بھولا اور
اسی کی عبادت فرض تھی اسمین شرک کیا اور اپنے اوپر ظلم کیا تو ایسا ظالم جو ظلم نہ کرے وہ تھوڑا ہے وقیل فی تفسیر قولہ فما کان لشرکائہم
الآیہ یعنی جو کچھ کھیتی و چوپایہ وغیرہ مین سے بتون کے واسطے قرار دیا وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف نہین پہونچتا یعنے ان مصارف مین صرف
نہین ہو سکتا جو اللہ تعالیٰ نے مشروع فرمائے جیسے محتاجون و مسکینون کو صدقہ دینا اور مسافر مہمان آدے اسکو کھلانا اور ناتے دار قرابت
والون کی چیز لینا وغیرہ پس بتون کے نام کا ان مصارف مین صرف نہین ہوتا اور جو اللہ تعالیٰ کے نام کا تھا وہ بتون کو پہونچ جاتا ہے یعنی بتون کی
اصلاح اور بتخانہ کے خدمتگزارون کی حاجات مین صرف ہو جاتا ہے حاصل آنکہ یہ مشرک بے ادب یہ اعتقاد کرتے کہ جو بتون کے نام کا ہو
اسکو نگاہ رکھنا و محفوظ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ نہین روا ہے کہ سوائے انکے کسی اور امور مین جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہین اور اُسکے حکم سے

Marfat.com

مشروع مین صرف ہو بخیال بتون کے برخلاف اسکے جو اللہ تعالے کے نام کا ہو اسکو روا رکھتے کہ باوجود ایسے امور موجود ہونیکے جو اللہ تعالی کی مرضی مین اگر حاجت ہوتی تو بتون کی خدمت مین صرف کرین پس بتون کی جانب کو زیادہ لحاظ رکھتے تھے اور یہ انکی جہالت و بے ایمانی کا نتیجہ تھا۔ اگر مشرک نہوتے اور توحید و اسلام پر ہوتے تو ایسی جہالت نکرتے

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ

اور اسیطرح بھلی دکھائی ہین بہت مشرکون کو اولاد مارنی انکے شریکون نے کہ انکو ہلاک کرین اور الجھادین اُنپر غلط کرین

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝

اور اللہ چاہتا تو یہ کام نکرتے سو چھوڑ دے وہ جانین اور اُنکا جھوٹھ

یہ بھی ان مشرکون کی جہالت و ضلالت مین سے قسم دیگر ہو۔ وَكَذٰلِكَ یعنے جیسے مزین کیا گیا مشرکون کی نظر مین وہ فعل جو مذکور ہوا ویسے ہی زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مزین کر دکھایا مشرکون مین سے بہتون کی نظر مین قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ قتل کرنا اپنی اولاد کا جیتے جی زمین کے اندر توپ دینے کے ساتھ انکے شرکا نے یعنی ان شیطانون نے جنکے حکم کو مانند حکم خدا تعالے کے مانتے ہین۔ واضح ہو کہ عرب کے بے رحم جاہل مشرک قبل زمانہ اسلام کے اپنی اولاد مین سے لڑکیون کو مار ڈالتے تاکہ دوسرے مرد کے تصرف مین نہ آئے جیسے ہندوستان کے چھتریون مین رواج تھا بلکہ عرب کے مشرک کچھ بڑھے ہوئے تھے چنانچہ اگر کوئی لڑکی اُسکی ماں کے چھپانے سے بچ گئی پھر آٹھ دس برس کی ہوئی اور مرد کو معلوم ہو گیا تو وہ بہانے سے اُسکو جنگل مین لے گیا اور گڑھے مین دھکیل کر اُسپر مٹی ڈالنی شروع کی وہ بیچاری ہر چند روتی رہی کہ اے میرے باپ اے میرے پیارے ابا تم کیون مجھے مارتے ہو اس خبیث بیرحم نے آخر اسکو زندہ توپ دیا اور چلا آیا۔ اللہ تعالے عزوجل ارحم الراحمین نے اسپر بڑے سخت عذاب سے وعید فرمائی ہو جیسا کہ انشاء اللہ تعالے تفسیر قولہ تعالے واذا الموءدۃ سئلت بای ذنب قتلت الآیۃ مین آویگا۔ یہان انکی اسی جہالت و ضلالت کو ظاہر کر کے مذمت فرمائی۔ حاصل آنکہ جسطرح مذکورہ بالا بیان سے انکا شیطان کا پیرو ہونا ظاہر ہوا ایسے ہی بہت سے مشرکون کی نظر مین انکے باطل معبودون نے جنکو اللہ تعالے کا شریک بناتے تھے یہ بات خوب رچائی کہ اولاد کو زندہ توپ کرین قتل کرین اور شیطانون نے اسوجہ یہ بات رچائی اور ان جاہلون گمراہون سے اسکی تعمیل کرائی لِيُرْدُوْهُمْ تاکہ انکو ہلاک کرین یعنے غضب الٰہی مین گرفتار کرادین جس سے بعد موت کے بڑی ہلاکت عذاب جہنم مین پڑین وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ اور نیز اسواسطے رچائی تاکہ ان لوگون پر انکا دین خلط کر دین یعنی یہ لوگ ابتدا مین حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے دین پر تھے پس جب زمانہ زیادہ گذرا تو پہلے شیطان نے جو اولاد آدم کا دشمن ہو انکا اعتقاد بگاڑا حتی کہ توحید سے اعتقاد پھر اپھر دین کے افعال و اعمال کے برعکس گناہ کی باتین انکی نظر مین رچائین اور ہزارون وسوسہ انھون نے قبول کیے یہانتک نوبت پہونچی کہ اولاد کو قتل کرنے لگے واضح ہو کہ قولہ قتل اولادہم شرکاؤہم مین دو قراءت مین اول جو اوپر مذکور ہوئی ہو کہ زین معروف کا فاعل شرکاؤہم ہو اور قتل اولادہم مفعول ہو یعنے زینت دیدیا اُنکے شرکا نے انکی نظر مین اپنی اولاد کے قتل کرنے کو اور یہی جمہور کی قراءۃ ہو اور ابن عامر کی قراءۃ مین زین بصیغہ مجہول اور قتل کو رفع بنا بر آنکہ وہ نائب فاعل یعنی مفعول مالم یسم فاعلہ ہو اور چونکہ لفظ قتل مصدر ہو جو مثل فعل کے عمل کرتا ہو لہذا اولادہم۔ کو اسی کے عمل سے نصب ہو یعنے قتل کرنا اپنی اولاد کو پس اولاد مفعول ہوا اور شرکائہم کو جر ہو بسبب اسکے کہ قتل کا مضاف الیہ ہو پس اعراب یون لکھا جائیگا کذلک

زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادَهُمْ شُرَكَائِهِمْ پڑھا مفسرؒ نے کہا کہ اس قراءۃ پر مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان میں مفعول بہ سے فصل لازم آتا ہے اور یہ کچھ مضر نہیں ہے **قال فی الکمالین** زمخشریؒ نے کشاف میں کہا تھا کہ زبان عربیہ میں مضاف و مضاف الیہ کے درمیان فصل ہونا ضعیف اور بسبب ضرورت شعری کے گنتی کی چند جگہ آیا ہے پس مفسرؒ نے جو کہا کہ یہ کچھ مضر نہیں ہے اس سے قول زمخشریؒ کو رد کر دیا ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ بیضاویؒ نے بھی بیان زمخشری کی پیروی کی اور قول زمخشری اختیار کیا ہے۔ وقال صاحب السراجؒ زمخشری کے قول پر ایک جماعت علماء نے انکار کیا باین طور کہ یہ قراءۃ تو متواترہ صحیحہ ہے اور زبان عربی میں اسکی ترکیب صحیح و درست ہے پس روا نہیں کہ اس قراءۃ میں یا اسکے نقل کرنے والے میں طعن کرے وقال العلامۃ التفتازانیؒ نے فی الحاشیہ زمخشری کا یہ قول اسکی عادت کے موافق سرزد ہوا کہ قرأت سبعہ متواترہ میں طعن کرتا ہے سو کبھی تو قاری کی خطا کہتا ہے۔ اور کبھی انسے نقل کرنے والے کی خطا بیان کرتا ہے اور یہ دونوں اسکی خود غلطیان ہیں اسواسطے کہ قرأت متواترہ میں اسی طرح انسے روایات بھی متواتر ہیں پھر اسکے بیان میں محقق موصوف نے طول دیا ہے **قال ابن مالک** فی کافیۃ۔ مصدر کی اضافت اپنے فاعل کی طرف درحالیکہ دونوں کے درمیان مصدر کے مفعول سے فصل ہو تو مذہب مختار کے موافق جائز ہے اسواسطے کہ اسمیں کوئی محذور نہیں لازم آتا باوجودیکہ فاعل اپنے عامل کے جزو کے مانند ہے پس فصل کچھ مضر نہیں ہے **قال المفسرؒ** پھر قتل کی نسبت شرکار کی طرف اسوجہ سے ہے کہ انھین نے اسکا حکم کیا یعنے انھین شرکار کے وسوسہ و آمادگی و تزیین سے ان مشرکون نے ایسا کیا **قال الحافظ** سدیؒ نے فرمایا کہ شیاطین نے انکو حکم کیا کہ بیٹیون کو قتل کر ڈالو اس غرض سے تاکہ یہ لوگ ہلاک ہوں یا اپنے دین سے بگڑین اور خالص دین پر نہ رہین ایسا ہی قتادہ و عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے مروی ہے اور واضح ہو کہ بعضے مشرکین بسبب خوف محتاجی کے بھی قتل کر ڈالتے تھے یعنے بخوف اسکے کہ انکی وجہ سے ہمکو مال ضائع کرنا لازم آویگا حالانکہ یہ سب تزیین شیطان لعین اور اللہ تعالے نے اس سے سخت منع فرمایا لیکن یہ لوگ گمراہ مقدر تھے شیطان ہی کی تزیین پر اڑے رہے قال تعالی وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ یعنے یہ سب اللہ تعالے کی مشیت و ارادہ و اختیار سے واقع ہوتا ہے اور اسمیں اسکی پوری حکمت ہے وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے پس تو چھوڑ دے انکو اور انکے افترا کو مشرک لوگ اسکو بوساوس شیطانی کرتے تھے اور باز آنا درکنار اسپر یہ افترا باندھتے تھے کہ واللہ امرنا بھذا ہمکو اللہ تعالے نے ایسا حکم دیا شاید شیطان کے بندے بنگئے تھے اسی کے وساوس کو وحی سمجھتے تھے۔ مایفترون میں ما مصدریہ ہے اور فذرہم میں نا نصیبہ کر کذا قیل

وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَن نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ

اور کہتے ہیں یہ مواشی اور کھیتی منع ہے اسکو نہ کھاوے مگر جسکو ہم چاہین اپنے خیال پر اور بعضے مواشی کے پیٹھ پر چڑھنا منع ٹھہرایا ہے اور بعضے مواشی

لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيهِم بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

ذبح پر نام نہیں لیتے اللہ کا اسپر جھوٹھ باندھکر وہ سزا دیگا انکو اس جھوٹھ کی

وَقَالُوا یہ بیان نوع دیگر از ضلالات مشرکین ہے چنانچہ بیان فرمایا وقالوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ یعنے مشرکین نے تزیین شیطان نکالا کہ کہا یہ چوپایہ و کھیتی حجر ہے یعنے حرام ہے **قال ابن عباسؓ** الحجر حرام جو جانور کہ وصیلہ وغیرہ حرام کرتے تھے وکذلک قال مجاہد والضحاک والسدی و قتادہ و عبدالرحمن بن زید اور نیز قتادہؒ نے کہا کہ انکی مالون میں یہ چیزین شیاطین نے انپر حرام کرائین اور اللہ تعالی کیطرف سے حلال تھین۔ وعن عبدالرحمن بن زید انھون نے اسوجہ سے حرام کرلین کہ بتون کے نام پر چھوڑین اور حرام کرلین مگر حرام بھی اسطرح کہ

Marfat.com

جسکو چاہین کھلاوین چنانچہ کہا لَا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ یعنے یہ حرام ہین انکو کوئی نہ کھاوے مگر وہی جسکو ہم چاہین کذا قال السدی وقال المفسر ای خدمۃ الاوثان وغیرہم یعنی بتون کی خدمت کرنے والے وغیرہ اور خدمۃ بروزن سَفَرۃ بفتحات جمع خادم وقال البیضاوی یعنے خادمان اوثان ومرد نہ عورتین اور قولہ بزعمہم کے یہ معنی کہ اسطرح کی تحریم صرف انکے زعم باطل واوہام پرتھی اسمین انکے پاس کوئی حجت نہ تھی صرف شیطانی وساوس پر باتین واعتقادات گڑھ لیئے تھے جیسے اس زمانے مین شیخ سَدُّو کا بکرا کرتے ہین وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا یعنے اوران مشرکون نے اپنے زعم پر کہا کہ یہ چوپایہ ہین کہ انکی پیٹھ حرام کی گئی ہر یعنے انپر سواری نہین لیتے تھے وہ بتون کے نام کے تھے جیسے سوائب وحوامی اور تفسیر انکی قولہ تعالے ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام الآیۃ کی تفسیر مین گزر چکی ہر وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اور کچھ چوپایہ ایسے کہ ذبح کے وقت انپر اللہ تعالی کا نام نہین ذکر کرتے بلکہ بتون کا نام لیتے یعنے بتون کے تقرب کے لیے انکا نام لیکر جان مارتے اور اسکو اللہ تعالے کی طرف منسوب کرتے یعنے اللہ تعالے نے یہ حکم دیا ہے اِفْتِرَآءً عَلَيْهِ پورا جھوٹ وافترا باندھتے اللہ تعالے پر رد قال تعالے سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ عنقریب اللہ تعالی ان افترا باندھنے والون کو انکا بدلہ دیگا **قال مجاہدؒ** انکے اونٹون مین ایک قسم کے اونٹ ہوتے کہ نہ اُسپر سوار ہوتے اور نہ دودھ لیتے اور کسی حال مین انپر اللہ تعالے کا نام ذکر نکرتے پھر اللہ تعالے نے ایک نوع دیگر ان کے ضلالات وجہالات سے بیان فرمائی

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ

اور کہتے ہین جو اُن مواشی کے پیٹ مین ہو سو نرا ہمارے مرد کھاوین اور حرام ہو ہماری عورتون کو اور جو مردہ ہو تو اسمین سب

شُرَكَآءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

شریک ہون وہ سزا دیگا انکو ان تقریرونکی وہ حکمت والا ہی خبردار

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ ان انعام سے مراد وہ جانور ہین جنکو حرام کر رکھا تھا یعنے ان حرام کیئے ہوئے جانورون کے پیٹ مین جو کچھ ہو خواہ نر بچہ ہو یا مادہ ہو خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا خالص ہی ہمارے مذکر یعنے مردون ولڑکون کے واسطے **قال المفسر** خالصۃ یعنے حلال۔ اور کسائی واخفش نے کہا کہ خالصۃ کی ہا واسطے مبالغہ کے ہی اور اصل خالص ہی فرا نے کہا کہ تا تانیث ہی بسبب انعام مونث ہونے کے اور ما فی البطون بھی جنین ہی پس بحسب المعنی تانیث ہونے سے تا آئی والاول اظہر۔ وقال البیضاوی ای حلال للذکور خاصۃ یعنے حلال ہی واسطے مذکرون کے خاصۃ وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا اور وہ حرام کیا گیا ہمارے ازواج پر یعنی عورتون پر ازواج جمع زوج بمعنی جفت اور وہ عرب کی زبان مین مرد وعورت دونون پر بولا جاتا ہی جیسے جفت فارسی اور جوڑا اردو مین اور یہان اس سے جنس مراد ہی یعنے مونثون پر خواہ جورو ہون یا عورتین دیگر یا لڑکیان ہون وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً واضح ہو کہ یکن بالیاء التحتیۃ والفوقیۃ دونون پڑھا گیا۔ اور معنی مین بھی کان تامہ لیکر میتۃ کو رفع پڑھا گیا اور نیز ناقصہ لیکر نصب پڑھا گیا اور یہ سب ظاہر ومعروف ہی اور حاصل یہ کہ جو کچھ ان انعام محرمہ کے پیٹ مین ہو اگر مردہ ہو تو فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ یہ سب اسمین شریک ہین یعنے اسکے کھانے مین مذکر ومونث دونون یکسان ہین سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ عنقریب اللہ تعالے بدلا دیگا انکو اسطرح باتین بنانے کا۔ وہ حکیم علیم ہی۔ وصف سے مراد یہی تحلیل وتحریم ہی۔ واضح ہو کہ ما فی البطون کچھ بچہ مین منحصر نہ تھا بلکہ جن جانورون کو حرام کر رکھا تھا انکا دودھ بھی اسی تفصیل پر رکھتے اور بحیرہ کا دودھ مرد کھاتے نہ عورتین اور مردار ہوتا تو مرد وعورتین دونو اسمین شریک ہوجاتے اور یہ ابن عباس رض

Marfat.com

وشعبی وغیرہ تابعین سے شیخ ابن کثیرؒ نے مفصل ذکر کیا ہو اور کہا کہ قولہ سیجزیہم وصفہم یعنی عنقریب جزا دینگے ہم انکے قول دروغ کی ہذا لقولہ تعالے ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب الآیۃ اور مت کہو جسکو تمہاری زبانین دروغ بکتی ہین کہ یہ حلال و یہ حرام کہ تاکہ نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ پر دروغ کا افترا باندھو۔ مد ہپر تنبیہ وتحقیق فرمائی

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ

بیشک خراب ہوئے جنہون نے مار ڈالی اپنی اولاد نادانی سے بن سمجھے اور حرام ٹھہرایا جو اللہ نے انکو رزق دیا جھوٹھ باندھکر اللہ پر بیشک

ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ۠ ع

بہکے اور نہ آئے راہ پر

ربع ع ٢

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ اکثر قرا کی قرارت مین قتلوا از قتل بتخفیف ہو اور بعض نے تقتیل سے بتشدید تا پڑھا ہو اور اشعار اس سے بار بار قتل ہوگا اور مراد وہی زندہ در گور کر دینے کے طور پر قتل ہو الحاصل خوار و خراب ہوئے وہ لوگ جنہون نے اپنی اولاد کو قتل کیا سَفَهًاۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ از راہ جہالت کے بدون علم اس بات کے کہ اسمین کیا سخت خواری دکیا بڑی جہالت ہو اور اللہ تعالی ہر ایک کا رازق ہو اور اسی نے پیدا کیا ہو۔ اولادہم مین اولاد کو انکی طرف اضافت کیا تاکہ متنبہ ہون کہ کیا بری حرکت کرتے ہین کہ اپنی اولاد کو قتل کرتے ہین اور نیز انکی تفضیح وتشنیع ہو۔ اسمین دلیل ہو کہ بندہ کو یہ کہنا روا ہو کہ ہماری اولاد اگرچہ وہ سب اللہ تعالےٰ کی مخلوق وملک ہو پس جو شخص اسکو باین معنی اپنی طرف نسبت کرے کہ ظہور اسکا اس واسطہ سے ہوا تو صحیح ہو اور جو اسکو اپنی چیز سمجھے وہ خطا کار ہے لیکن محبت وعطوفت پیدائشی وطبعی جائز ہو اور یہ خلاف محبت ایمانی ہو جو بالکل اللہ تعالے و اُسکے رسول صلعم کے ساتھ ہونا چاہیئے اور تحقیق اسکی سابق مین ہو چکی ہو پھر قتلوا پر عطف کیا وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ اور حرام جانا اُس چیز کو جو اللہ تعالی نے انکو روزی کی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا افترا و دروغ باندھنے کو اللہ تعالے پر اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی ایسی چیز کو جسکو اللہ تعالی نے حلال کیا ہو حرام جانے وہ کافر ہو جیسے حرام کو حلال جاننے والا بھی کافر ہو لیکن یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ فلان چیز کو اللہ تعالی نے حلال کیا یا حرام کیا ہو اگر کہا جاوے کہ فقہ حنفیہ مین مصرح ہو کہ جو کوئی شخص حلال کو حرام کرلے وہ قسم کا کفارہ دے اور اگر ممکن ہو تو قسم پوری کرے پس اُنھون نے کافر نہین کہا تو جواب یہ ہو کہ حرام جاننے اور حرام کر لینے مین فرق ہو مثلاً کشمش کھانا ایک شخص حلال جانتا ہو لیکن اُسنے قسم کھائی کہ مین نہ کھاؤنگا باوجودیکہ وہ بیقین جانتا ہو کہ حلال ہو پس یہ شخص کافر نہوگا اور البتہ ثابت ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اونٹ کا گوشت بسبب بیماری کے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا پھر مشرکین کو جو کافر فرمایا تو اس لیئے کہ وہ ان حلال چیزون کو حرام جانتے تھے اور اسپر بہتان بھی باندھتے کہ اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہو اسی واسطے فرمایا قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ دین حق سے برگشتہ ہوئے اور راہ پر نہ آئے۔ اور اگر دین ابراہیم علیہ السلام پر چلتے تو یہ افترا و گمراہی کی باتین نہ نکالتے مگر انھون نے شیطان کی باتین مانین اور اپنے وہم پر چلے گمراہ ہوئے پھر تحقیق فرمائی کہ سب اوتعالے کی پیدائش ہو بتون کی شرکت کچھ نہین یہ فقط شیطان کا دھوکا ہو اور سب کا خالق اللہ تعالی ہو

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ

اور اُسنے پیدا کیے باغ چھتریون والے اور بغیر چھتریون کے اور کھجور اور کھیتی کئی طرح پر اُسکا پھل اور زیتون

Marfat.com

وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۚ كُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ ۖ وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ

اور انار آپسین ملتا اور جُدا کھاؤ اُسکے پھل مین سے جسوقت پھل لائے اور دو اُسکا حق جسدن کٹے اور بیجا نہ اُڑاؤ اُسکو خوش نہین آتے اُڑا دینے والے

واضح ہو کہ اس تحقیق بیان مین مشرکون کے سب وہم و خیالات باطلہ کا رد ہی اور مخلوق سے خالق عزوجل کی طرف ہدایت ہی لیکن اسمین احکام ہین وہ مخصوص مشرکون کے ساتھ نہین ہین بلکہ اس حق کی پابندی سب پر واجب ہی لہذا جن امور سے مشرکون پر رد ہی اُنسے نصیحت لینا چاہیئے اور جو احکام ہین اُنکی پابندی کرنی چاہیئے چنانچہ فرمایا وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وہی او تعالے بے انتہا قدرت والا پاک پیدا کرنے والا ہی جسنے پیدا کیے باغ معروشات و غیر معروشات انشاء پیدا کرنا جنات جمع جنت کی یعنی باغ اور کہا گیا کہ جسمین انگور کے درخت و میوہ ہون۔ اور مفسرؒ نے جنات کی بساتین سے تفسیر کی جو کہ جمع بستان ہی اور کہا کہ معروشات یعنی زمین پر پھیلے ہوے جیسے خربزے کے فالیز ہوتے ہین۔ اور غیر معروشات جو ساق پر قائم ہون جیسے درخت خرما وغیرہ ہوتے ہین بعض نے کہا کہ جو ٹہنیون اور کھنبون پر چڑھے ہون وہ معروشات ہین ضحاکؒ سے روایت ہی کہ یہ دونون انگور کے حق مین ہین بعضے تو چڑھے ہوتے ہین اور بعضے زمین پر چھائے ہوتے ہین۔ وعن ابن عباسؓ معروشات جنکو لوگون نے لگایا ہو اور غیر معروشات جو جنگل مین خود پیدا ہوئے ہون بالجملہ اس سے اُن جاہل مشرکون کو اپنی عجائب قدرت دیکھنے کو ہوشیار کیا اور سب اپنی خلقت و قدرت کا تماشہ دکھلایا وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ اور پیدا کیا نخل کو اور زرع کو یعنی خرما کے درخت اور اناج کی کھیتیان قیل انکو مخصوص بیان کیا بسبب فضیلت کے اگرچہ جنات مین داخل ہین مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ درحالیکہ مختلف ہین اکل ہر واحد کے یعنی صورت و مزے ہر میوہ و اناج کے جدا جدا ہین اور مراد اکل سے ماکول ہین وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ اور پیدا کیے زیتون و انار مُتَشَابِهًا ورقہا۔ درحالیکہ متشابہ ہین دونون کے ورق یعنی پتے اور یہ بفتحتین ہی جمع آن اوراق۔ اور بفتح اول و کسر ثانی بمعنی نزسکوک اور یہان مراد اول ہی کیونکہ دونکے پتے متشابہ ہوے ہین اور بعض نے کہا کہ رنگ مین تشابہ مراد ہی عن ابن جریج متشابہ دیکھنے مین وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ یعنے مزے مین **قال البیضاوی** مختلفاً حال مقدرہ ہی کیونکہ انشاء کے وقت ایسا موجود نہ تھا۔ بنابرین متشابہا مین بھی ہر تفسیر پر یہی حال مقدرہ مراد ہوگا یعنے اسکے حق مین وقت پیدائش کے یہ امر مقدر کیا گیا کہ آیندہ باہم متشابہ ہون منظر مین اور غیر متشابہ ہون مزے مین كُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ کھاؤ اُسکے پھلون سے جب پھل آوین **قال المفسر** یعنے پکنے سے پہلے **قال البیضاوی** یعنے اگرچہ ہنوز پختہ نہوے ہون۔ یہ حکم جو دیا گیا بصیغہ امر تو امر وجوب نہین بلکہ امر اباحت ہی اور یہین سے استدلال کیا گیا کہ امر کبھی اباحت کے لیئے آتا ہی۔ بعض نے کہا کہ مقصود اس کسے یہ کہ حق واجب ادا کرنے سے پہلے مین سے کھانا مباح ہی اور بعض نے کہا کہ یہ وہم نہو کہ بدون پکنے کے اسکا توڑنا کھانا نہین چاہیئے اور بعض نے کہا کہ احسان ہی کہ ان چیزون کا پیدا کرنا بندون کے کھانے کیواسطے ہی پھر اگر خالق عزوجل کی نافرمانی کرین تو نہیت بُرا ہی اس احسان کو نہ بھولین لہذا فرمایا وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ اور ادا کرو اسکی زکوۃ کو اسکے حصاد کے روز خواہ دسوان حصہ شرعاً واجب ہو یا بیسوان حصہ واجب ہو حصاد بالفتح قرارۃ ابوعمرو ابن کثیر۔ ابن عامر۔ عاصم۔ ہی اور بالکسر قرارۃ باقی قراءؒ ہی اور یہ دونون لغت ہین اور معنی یہ کہ آخری وقت پر پہونچکر کاٹ کر تیار ہو جاوے لہذا ابن عباس رضہ نے بنابر روایت علی ابن ابی طلحہ کے کہا کہ یعنی زکوۃ مفروضہ ادا کرو جس دن اسکا پیمانہ کیا جاوے اور سب ناپ تول معلوم ہو جاوے۔ حصد بدون الف تو اسکے معنی مطلق کاٹ لینا یا چن لینا بدون اسکے کہ انتہاء وقت معتبر ہو **قال سیبویہ** جب انتہاء زمانہ مراد ہوتی ہی تو مصدر کو بروزن فعال لاتے ہین اور بسا اوقات اسکی فاء کو کسرہ دیکر فعال بولتے ہین پھر حق سے یہان کیا مراد ہی زکوۃ یا اور کوئی حق دیگر واجب یا مستحب

Marfat.com

اور وہ اب بھی واجب ہی یا منسوخ ہی اور مفسرؒ نے اختیار کیا کہ مراد زکوٰۃ ہی مگر اسمین اختلاف ہے چنانچہ تفسیر ابن کثیر وغیرہ مین سے تلخیص یہ ہی
کہ ابن عمر وعطاء ومجاہد وسعید بن جبیر سے مروی ہوا کہ انکے نزدیک آیت محکمہ ہی اور مالک پر واجب ہی کہ حصاد کے روز جو مساکین حاضر ہون
انکو ایک لپ وغیرہ کچھ دیدے **قال المترجم** اس زمانہ مین اسی پر فتوی دینا چاہیئے کیونکہ صیغہ عشر وزکوٰۃ مفقود ہو گیا ہی۔ انس بن مالک
وابن عباس ومحمد بن الحنفیہ وحسن ونخعی وطاؤس وابو الشعثاء وجابر بن زید وضحاک وقتادہ وابن جریج وسعید بن المسیب سے جو مروی ہی
اس سے ثابت ہوا کہ انکے نزدیک اس سے مراد زکوٰۃ ہی بمعنی آنکہ یہ حق بعد تعیین زکوٰۃ کی مقدار کے منسوخ ہوا اور بجائے اسکے زکوٰۃ متعین ہوئی
ابن جریرؒ نے اسی کو اختیار کیا اور اسی کی مؤید ہی یہ بات کہ یہ آیت مکیہ ہی اور زکوٰۃ کا حکم مدینہ مین ہجرت کے دوسرے سال نازل ہوا اور
یہی مذہب جمہور اہل علم سلف وخلف وانکے بعد کا ہی اور ابن عباس سے مصرح ہی کہ زکوٰۃ نے قرآن کے ہر صدقہ کو منسوخ کر دیا۔ ایک جماعت
علماء نے کہا کہ زکوٰۃ سے ہر صدقہ کا وجوب منسوخ ہوا اور رہا استحباب تو وہ باقی ہی اور نظیر اسکی روزۂ عاشورا ہی کہ بعد رمضان کے
اسکا وجوب منسوخ ہوا اور یہ رہگیا کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے **قال عمر رضی اللہ عنہ** صحابہ کا دستور تھا کہ جو مسکین آجاتا
اسکو کچھ دیتے سوائے صدقہ کے یعنے زکوٰۃ کے۔ ابو سعید خدری نے نبی صلعم سے اس آیت مین روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جو دانہ بالیون
مین سے گر جاوے۔ رواہ ابن مردویہ وابن المنذر وابو الشیخ والنحاس **قال ابن کثیر وابن عباس** وغیرہم سے جو مذہب نسخ کا
مروی ہوا مجھے اسمین ہی کہ وہ نسخ اصطلاحی نہین بلکہ ایک چیز دراصل واجب تھی پھر زکوٰۃ سے اسکی مقدار وکمیت وتفصیل بیان کر دیگئی
امام احمد وابو داؤد نے جابر ابن عبد اللہ رضؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے ہر دس وسق چھوہارے توڑنے والے کو حکم کیا کہ ایک گچھا
لا کر مساکین کے واسطے مسجد مین لٹکا دے **قال ابن کثیر اسنادہ جید قوی قال المترجم** شاید جمہور کے قول پر یہ حکم بھی اول سال
ہجرت یا دوم مین نزول زکوٰۃ سے پہلے ہوگا واللہ اعلم۔ اور بنا بر مذہب اول کے سوائے زکوٰۃ کے ہوگا عن ابی العالیہ سوائے زکوٰۃ کے
صحابہ رضی اللہ عنہم کچھ نہین دیتے تھے **قال المترجم** شاید معنی یہ ہین کہ بانند زکوٰۃ کے کوئی اور صدقہ انپر بندھا ہوا نہ تھا ورنہ تصدق کرنا تو
صحاح وآثار مین بہت ثابت ہی ومن اختار المذہب الاول من المتاخرین الواحدی والرازی وقد اشار المترجم الی اہل الفتوی فی
ہذا الزمان ان لو تأملوا فیما نزل بالناس وافتوا بہذا احب الی مما اختارہ الجمہور واللہ اعلم وہو الموفق للصواب وَلَا تُسْرِفُوْا اور مت اسراف
کرو یعنے سب پیداوار صدقہ کرنے مین حتی کہ تمہارے عیال کے لیئے کچھ نہ باقی رہے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ اوتعالے نہین دوست
نہین رکھتا مسرفون کو یعنے حد سے تجاوز کرنے والون کو نہین چاہتا **قال ابو العالیہ** حصاد کے روز صحابہؓ کچھ دیتے تھے پھر اسمین حد سے
زیادہ دینا شروع کیا اور اسراف کیا تو اللہ تعالے نے یہ حکم نازل فرمایا عن ابن جریج اس آیت کا سبب حضرت ثابت بن قیس بن شماس
ہوے کہ انھون نے اپنا باغ خرما توڑا اور کہا کہ نہین آویگا آج کوئی میرے پاس مگر آنکہ مین اُسکو دونگا پس برابر دیتے رہے یہانتک
کہ شام کو انکے پاس کوئی چھوہارا نہ رہا تو نازل ہوا کہ ولا تسرفوا انہ لا یحب الآیہ۔ رواہ ابن جریر عنہ۔ ابن جریج نے عطاءؒ سے روایت
کی کہ ہر چیز مین اسراف کرنے سے منع کر دیے گئے ایاس بن معاویہ بن قرہ نے کہا کہ جسمین تو حکم الٰہی سے تجاوز کرے وہ اسراف ہی سدیؒ نے
کہا کہ اپنے مال کو اسطرح مت دو کہ محتاج ہو کر بیٹھ رہو سعید بن المسیب ومحمد بن کعب نے کہا کہ صدقہ دینے سے ہاتھ مت روکو یہانتک
کہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کرو **قال المترجم** اس قول مین اور اقوال اولے مین اسراف بمعنی حد سے تجاوز ہی لیکن اول مین تو بیان ہکا
کہ دینے مین اسراف نہ کرو۔ اور قول دوم مین بیان اسکا کہ بخل کی طرف تجاوز نہ کرو یعنے نہ دو یہانتک کہ بخل تک نوبت پہونچے وقال

Marfat.com

مقاتل یعنے زرع وانعام مین بتون وشیطانون کا حق مانکر شرک نہ کرو **قال الزہری** یعنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے طور پر خرچ کو
قال الحافظ پھر ابن جریرؒ نے یہان عطاؒ کا قول اختیار کیا کہ ہر چیز مین اسراف سے ممانعت مراد ہی۔ اسمین شک نہین کہ یہ قول صحیح ہی
لیکن واللہ اعلم سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ کھانے مین اسراف نہ کرنا مراد ہی یعنے کھانے مین اسراف مت کرو کیونکہ اسمین عقل و
بدن کو مضرت ہی بمانند قولہ کلوا واشربوا ولاتسرفوا الآیۃ۔ اور صحیح بخاری مین ہی کہ کھاؤ اور پیو اور پہنو بدون اسراف کے اور بدون
اترانے کے **قال المترجم** سیاق تو مذمت مشرکین ہی کہ بیجا تحریم وتحلیل کرتے تھے پس اظہر واشمل قول ابن جریرؒ ہی واللہ اعلم پھر قولہ
انہ لایحب المسرفین جملہ معترضہ ہی کیونکہ تمام سیاق تحقیق ختم نہوا جیسا کہ آیات مابعد سے واضح ہی۔ اور واضح رہے کہ اوپر کے اقوال سے
نکلا کہ خیرات مین بھی اسراف جاری ہوتا ہی چنانچہ ابوامن تول حدیث صحیح مین حکم ہی کہ پہلے اپنے عیال سے شروع کر یعنے پھر بچے
تو اورون کو صدقہ دے۔ وعن مجاہد رحمہ اللہ اگر تو کوہ ابوقبیس کے برابر خدا کی عبادت مین خرچ کر دے تو یہ اسراف نہوگا اور اگر
آدھ سیر اسکی نافرمانی مین خرچ کرے تو اسراف ہی **قال المترجم** سلف کے اقوال اس بارہ مین بہت ہین اور انمین باہم اختلاف نہین کیونکہ
چنانچہ قول مجاہدؒ بسیاق دربیان اسراف ہی یعنے معصیت الٰہی مین ذرا سا بھی اسراف ہی اور عبادت مین بہت بھی محمود ہی پس جو شخص کہ پہاڑ کے
برابر راہ خدا مین خرچ کرنے کی استطاعت پاوے اُسکو ثواب ہی پس اگر اسطرح خرچ کیا کہ عیال بھوکے رہے اور غیرون کو دیدیا
تو اسنے عبادت کے موافق خرچ نہ کیا پس معصیت ہوئی اور اس سے ظاہر ہوا کہ اسکے طریقہ مین اعتماد حدیث صحیح پر ہی جو سابق مین بنے
مقام پر مذکور ہو چکی ہی فتذکر **فی العرائس** قولہ وہو الذی انشاٗ جنات معروشات وغیر معروشات عارفون کے دلون مین او
تعالیٰ نے انوار باطن کے باغ آگائے ہین جنمین مشاہدات ومکاشفات وجمال ووصال ومودت وقرب وغیرہ کے مختلف طرح طرح
کے پھل پھول ہین پس بعض کے حقائق معاملات وحالات مانند قسم انگور کے معروش ہین بایں صفت کہ اُسکے ثمرات درگاہ قدیم سے
متصل اور اسکے انوار آسمان یقین تک ساطع ہین اور یہ اُن افعال واقوال کا نتیجہ ہی جو کمال صدق وصفاء قلب سے بندہ کے
دل سے او تعالیٰ نے جذب فرما کر اس منزلت کو پہونچایا لقولہ تعالیٰ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔ اور بعض انمین سے
غیر معروش ہین جو کہ ہموم وغموم پر چڑھے رہگئے اور یہ مشیت وارادہ الٰہی ہی تاکہ اسکو ہر مرید وطالب صادق وہان سے لے لیوے اور
یہ عین ایمان ہی جو زمین دل مین ثابت اور اُسکی شاخین آسمان پر ہین کما قال تعالیٰ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء **مترجم** کہتا ہی کہ او تعالیٰ
عزوجل نے مومن کی مثال درخت نخل یعنے چھوہارے سے اور کافر ومشرک کی مثال درخت پیاز ولہسن کے مانند کے سے بیان کی اور
حدیث صحیح مین بھی ایسی مثالین آئی ہین اور یہ ظاہر ہی کہ یہ تمثیل باعتبار ایمان وکفر وغیرہ اعمال کے ہی اور یہ متعین ہی کہ ان اعمال واقوال پر
آثار قرب ونور وشرح الصدر ورجوع بجانب دار الخلود ودنیا سے بے رغبتی واستعداد موت وغیرہ ظاہر ہوتے ہین اور یہ سب
احادیث وآثار مین مصرح ہین اور دیگر امور شدت محبت ومودت وغیرہ کثرت سے بھی مصرح ہین اور دیگر لوازمات کی طرف اشارہ ہی
جنکی توضیح بطلیع منبع سنت وکتاب اولیاء اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہی **مترجم** کہتا ہی کہ اب تجکو یہ وہم نہو کہ آیات مین باغ پیدا کرنے کا
بیان ہی اور شیخ روزبہانؒ نے اسکو عبارت آرائی وشاعرانہ خیالات پر محمول کیا کیونکہ مترجم نے مصرح کر دیا کہ کمال بلاغت کلام
یہ ہی کہ اس سے علاوہ کامل عین مضمون کے جنکے واسطے بیان ہوا ہی دیگر اشارات مفید ومقصودہ ظاہر ہون اور غیر معروشات کی تعبیر گذری
کہ اسکو ہر ایک پا جاوے زمین مین پھیلے ہوے مانند بطیخ وغیرہ کے ظاہر ہین پس ادراک ایمان ہر مومن کے ساتھ نعمت ہی جب ثابت ہوگیا

تو واضح ہو کہ جنات معروشات وغیر معروشات کا اشارہ تو شیخ نے بیان کر دیا اب زروع کا بیان رہا تو شیخ نے کہا کہ انکی کھیتوں مین تخم محبت
جمتے ہین جنکے مزے طرح طرح کے ہوتے ہین چنانچہ اقرار و تقدیس و شوق و عشق و خوف و امید اور عصمت و معرفت و توحید و تجرید۔ اپنی اپنی
استعداد ازلی سے نشو و نما پاتے ہین جیسے ظاہر مین ہر اناج کی شکل و صورت و مزہ مختلف ہوتا ہی پھر زیتون اسکا اخلاص ہی جو سینا روصال سے
بدہن نور جمال و صبغ صبح جلال پیدا ہوتا ہی اور جو فرمایا کہ متشابہا تو ہر ایک مین منظر نور تجلی سے التباس ہی چنانچہ اوتعالی نے وصف فرمایا
الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب
اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیٔ علیم۔ اور نیز اسکا وصف فرمایا بقولہ تعالی وشجرۃ تخرج من طور سیناء تنبت بالدہن وصبغ للاکلین۔ اور یہین سے
خطاب فرمایا اپنے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بقولہ تعالی نودی من شاطی الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یا موسی انی انا اللہ الآیہ پھر رمان
یعنے انار کو جو فرمایا تو وہ درخت الہام ہے جس کا پھل حقائق حکمت اور دقائق قدرت ہین تو لہ متشابہا وغیر متشابہ یہ امور مذکورہ بعض سے
بعض قریب ہین اور بعض سے بعضے بعید ہین کیونکہ بعض حالات و بعض معاملات و بعض واردات و بعض مکاشفات و بعض اسرار و بعض انوار ہین
قال المترجم یہ کوئی بدون قدرت و رضائے الٰہی کے کسی اور شخص سے پیدا نہین ہو سکتے اور تمام جہان مین جو ظاہر مین درختان میوہ دار
پیدا ہوتے ہین اور کھیتیان اگتی ہین اُنمین باغبان و کاشتکار کو جتنی مداخلت ہوتی ہی وہی اور ونکو آدمیون کے قلوب مین ہی اور جو زمینون کا
حال ہی کہ کہا و راور سر نجر وغیرہ ہین کسی مین میوہ اور کسی مین نوالکہ اور کسی مین اناج عمدہ اور کسی مین گھٹیا اور کسی مین ساگپات اور کسی مین لکڑی جلانے کی اور کسی مین
جانورون کی گھاس ہی پیدا ہوتے ہین اور بعضی ایسی ناقص ہین کہ اُنمین کچھ بھی نہین پیدا ہوتا اسی طرح قلوب بنی آدم مین اور یہ مثال حدیث صحیح
مین بھی مذکور ہوئی ہی جسکو مترجم نے پارہ اول مین مع تشریح قول الشیخ محی الدین بن العربی ذکر کیا ہی پس یہ سب پوری مثال ہی اور کیا اچھی تمثیل ہی
اور اگر اللہ تعالے چاہے تو شور دکھانا کی زمین سے اگا دے لیکن اُسنے نہین چاہا اور عجب ہی کہ لوگ دیکھتے ہین اور یہان قدرت الٰہی مین شک
نہین لاتے حالانکہ کافر و مشرک مین تقدیر و مشیت مین منافق و متردد ہو جاتے ہین اللہم اہدنی فیمن ہدیت واغفرلی انک انت الغفور الرحیم اور
ہرگز وہ لوگ جو تقدیر کے منکر ہین ہدایت پر نہونگے جب تک تقدیر پر ایمان نہ لاوین اور یہ سمجھین کہ وہ کس کھیت کی مولی ہین جو تمام حکمت الٰہی کو
سمجھ جاوین ایک ناچیز بلکہ ہیچ مخلوق پس وہ بڑا گدھا ہی جو اس خوض مین پڑا کہ تقدیر سے واقف ہو پس ای اہل ایمان ثابت رہو اور اخلاق پر
احکام الٰہی سے تقوی کرو والسلام **قال الشیخ** پھر ان باغون کے پروردگار مالک ذوالجلال نے بندون کو خطاب فرمایا کہ ان پھلون
و میوہ جات سے ضرور انتفاع حاصل کرین تاکہ قوت ایمان و نور یقین بڑھ جائے اسی واسطے فرمایا کلوا من ثمرہ اذا اثمر[1]۔ پھر بندون کو حکم
دیا کہ ان نعمتون کی زکوۃ مریدون و طالبون کو بیان و ہدایت و نصیحت و اتباع سنت سے مع بیان مقامات و حالات کے ادا کرین بقولہ تعالے
وآتوا حقہ یوم حصادہ یعنی جب احوال اعمال مستقیم و کامل ہون تب ایسا کرو **قال المترجم** اسمین تصریح ہی کہ کسی شخص کو روا نہین کہ بدون
اپنی اصلاح کے مقامات و حقائق کو بیان کرے اور بہت سے مشائخ نے یہ تصریح کر دی ہی اور مکاری و فریب سے عارف بننا
آخرکار گمراہی ہی اور نصیحت اعمال شرع کی علی العموم فرض ہی جیسے اپنے نفس کی اصلاح فرض ہی اور پیر بننا بڑے خطرہ کا مقام ہی اکثر ایسا
ہوتا ہی کہ آدمی اچھا ہی پھر پیر بنکر عجب و غرور شیطانی ہوسات مین پڑ کر بدتر ہو گیا اللہم انی اعوذ بک **قال الشیخ** پھر لوگون کو حکم کیا کہ یہ نعمتین
ان بندون سے جو اسکے لائق و مستحق ہون دریغ نکرین بقولہ تعالے ولا تسرفوا کیونکہ مستحق کو نہ دینا ظلم ہی جیسے غیر مستحق کو دینا اسراف ہے
قال المترجم عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے روایت ہی کہ یہ خطاب مسلمانون کے سردارون کو ہی جو زکوۃ وصول کرتے ہین چنانچہ انکو

[1] فردیت ظاہر ہوئی پس صیغہ امر ہے کلوا من ثمرہ کا ۸ کمہ ظاہر ہو گیا والحمد للہ رب العالمین ۱۲م

Marfat.com

حکم دیا کہ حق واجب سے بڑھتی نہ لیوین اور غیر مستحق کو نہ دیوین پس جو اشارہ شیخ نے ذکر کیا انھین حضرت ابن زید کے قول پر مستقیم ہے اور توضیح اشارہ یہ ہو کہ ہر عارف کو ان مقامات سے جسقدر پھل ملا ہو اس سے زیادہ حق ظاہر نہ کرے اور ان علوم مین سے غیر مستحق کو نہ دیوے اور حاصل یہ کہ لوگون کی تعلیم مین انکو درجہ بدرجہ چڑھاوے حتی کہ جسقدر قلب انکا صاف ہوگا اسی قدر انوار سے اور فہم خطاب سے آگاہ ہونگے پس جسنے مبتدی کو اسرار سنائے اُسنے اسکو گمراہ کیا اور اپنے اوپر وبال لیا فافہم - قولہ تعالیٰ انہ لا یحب المسرفین - بعد اسکے وہ شخص خود اُن باغون و انوار سے محجوب ہوگا - اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے جسکو عطا فرما دے وہی بندہ ہے اور جو بندہ ہے اسی کو عطا ہوتے ہین کیا اچھے باغ ہین کیا خوب حالات ہین کیا پاکیزہ بلبل ہین کیا خوبصورت انکی تسبیح ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم حضرت استادؒ نے اس آیت مین فرمایا کہ ظاہری باغون سے جو قدرت الٰہی سے تمام روئے زمین پر نظر ڈالنے سے پیدا ہوتے ہین انسے باطن و قلوب کے باغ بہت ہی خوب ہین گویا یہ مجاز اور وہ حقیقت ہین انکی سرسبزی و شادابی اور انکے چاند و سورج وانکے آب و تاب کا کیا کہنا اُنکی زکوٰۃ شکر نعمت سے اس سے بہت بڑھا ہوا ہو والحمد للہ رب العٰلمین

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اور پیدا کیے مواشی مین لدنے والے اور دبے کھاؤ اللہ کے رزق مین سے اور مت چلو شیطان کے قدمون پر وہ تمھارا دشمن صریح ہی

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا

پیدا کیے آٹھ نر اور مادہ بھیڑ مین سے دو اور بکری مین سے دو پوچھ تو کہ دونون نر حرام کیے ہین یا دونون یا

اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ

وہ جو لپٹ رہا ہی مادون کے پیٹ مین بتاؤ مجھکو سند اگر تم سچے ہو اور پیدا کیے اونٹ مین دو اور گائے مین

اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ

دو پوچھ تو دونون نر حرام کیے ہین یا دونون مادہ یا جو لپٹ رہا ہی مادون کے پیٹ مین یا تم حاضر تھے

اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

جسوقت اللہ نے تمکو یہ کہدیا تھا پھر اس سے ظالم کون جو جھوٹھ باندھے اللہ پر تا لوگون کو بہکاوے بغیر تحقیق

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

بیشک اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگونکو

بقیہ تحقیق اور تنبیہ کو اللہ تعالیٰ نے مشرکون کے رد اور مومنون کی ہدایت کیلیے بیان فرمایا وَمِنَ الْاَنْعَامِ انعام جمع نعم غالب استعمال اسکا اونٹ گائے و بکری کے انواع مین ہوا اور تحقیق اوپر گزری ہی یعنے اور اُسی پاک پروردگار خالق متعال نے پیدا کیے جملہ جانور اور انہین سے انعام سے کر دیے حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا حمولہ و فرش - پس حمولہ بروزن فعولہ بمعنی فاعل جسمین تذکیر و تانیث یکسان لفظ سے آتی ہو قال المفسر ایسے انعام جو لادنے کے کام کے لائق ہین مانند بڑے اونٹون کے - اور فرش وہ جو بوجھ لادنے کے لائق نہین جیسے چھوٹے اونٹ و بکریان انکو فرش اسواسطے کہتے کہ مانند زمین کے مفروش ہین یا زمین پر فرش ہین بسبب زمین سے نزدیک ہونے کے عن عبداللہ بن مسعود رضہ حمولہ وہ اونٹ جنپر لادا جاتا ہی و فرش چھوٹے اونٹ رواہ الحاکم وصحہ وکذا قال ابن عباس ومجاہد اور علی بن ابی طلحہ نے

ابن عباس سے روایت کی کہ حمولہ تو اونٹ و گھوڑے و خچر و گدھے ہر جانور جسپر لادا جاوے اور فرش دو بکری بھیڑی ہیں یہی کو ابن جریر نے
اختیار کیا اور کہا کہ میرے خیال میں فرش اسوجہ سے کہا گیا کہ زمین سے نزدیک زیادہ ہوتے ہیں **قال المترجم** تفسیر بنا بر آنکہ انعام کا لفظ
جملہ چوپایہ کو سوائے درندے واسکے مانند کے شامل ہو ربیع بن انس و حسن و ضحاک و قتادہ وغیرہ نے کہا کہ حمولہ اونٹ و گائے اور فرش بکریاں
مفسر رحمہ اللہ نے شاید قول ابن عباس بروایت علی بن ابی طلحہ اختیار کیا کما یظہر من ظاہر کلامہ اور زجاج نے کہا کہ اہل لغت کا اجماع ہو کہ
ف فرش چھوٹے اونٹ ہیں كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ کھاؤ اس چیز سے جو تمکو اللہ تعالے نے رزق دیا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ
خطوات جمع خطوۃ قدم اور مراد طریقے ہیں یعنے بعض کو ان انعام میں حرام و بعض کو حلال سمجھتے ہیں جو شیطانی طریقوں کی تمنے پابندی کی ہو وہ
چھوڑدو اور جو اللہ تعالے نے تمھارے واسطے حلال کیا اسکو کھاؤ اور شکر الٰہی ادا کرو اور ہر وقت اپنے نفس کی اصلاح کرو تاکہ کمال و رضائے
الٰہی کو پہونچو اور شیطان سے ہوشیار رہو اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ بین العداوۃ - وہ یعنی شیطان تمھارا کھلا دشمن ہو اسنے تمھارے
باپ آدم کو جنت سے نکالا اور تمھاری گمراہی کا بیڑا اٹھایا ولقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون - تم میں سے بہت سے گروہ اگلوں کے
اسنے گمراہ کرڈالے یہانتک کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے پھرے آخر کار بہت سے مختلف عذاب الٰہی سے ہلاک ہوے اب بھی کیا تم
نہیں سمجھتے ہو یہانتک کہ شیطان کے حرام بتلانے سے حرام سمجھنے لگتے اور حلال بتلانے سے حلال سمجھتے ہو حالانکہ یہ الٹی بات ہو چنانچہ
اسنے پاکیزہ گوشت سانڈ اونٹ وغیرہ کا تمپر حرام کیا اسکو تم نہیں کھاتے اور خون کو جمع کرکے اسکے ٹھکلے کے ٹھکلے کاٹ کر کھاتے اور مردار
جانور اور کھال اور ایسی ہی ناپاک چیزیں کھائے جاتے ہو تمکو ذرا بھی عقل نہیں آتی پھر اسپر تمکو اسنے بیوقوف بنایا کہ آخر تمنے اللہ تعالیٰ پر افترا
باندھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو ایسا حکم دیا ہو قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء - اللہ تعالیٰ کبھی فحش باتوں کا حکم نہیں فرمایا پھر اللہ تعالیٰ عزوجل نے
حمولہ و فرش کو بیان کرکے انکو تنبیہ فرمائی کہ تم شیطان کے مسخر بنے اور عقل سے دور پڑے ہو ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ بدل واقع ہو حمولۃ و فرشا کا یعنی انعام حمولہ و فرش
جملہ ثمانیہ ازواج ہیں یعنے چار جوڑ ہیں چار صنف کے - اور ازواج جمع زوج کی کبھی بمعنی صنف آتا ہو اور مفسر وغیرہ نے ازواج بمعنی اصناف
لیا ہو اور بیضاوی نے کہا کہ زوج وہ کہ اسکے ساتھ جنس کا دوسرا اسکا مزاوج ہو اور کبھی ان دونوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں یہان معنی اول
مراد ہیں حاصل آنکہ واحد اگر ایسا ہو کہ منفرد ہو خواہ نر ہو یا مادہ تو اسکو فرد بولتے ہیں اور اگر اسکے ساتھ اسکی جنس سے جمع ہو جاوے ایک مذکر اور
ایک مؤنث تو دونوں کو بھی کبھی زوج کہتے ہیں اور ہر ایک کو بھی اس حالت میں زوج کہتے ہیں اور رہا مؤنث کو زوجہ کہنا تو یہ عجمیوں کی بولی ہو
۱ عرب والے زوج ہی کہتے ہیں اور دونوں کو زوجان بولتے ہیں کما فی قولہ وجعل منہ الزوجین الذکر والانثی اسیواسطے یہان چار جوڑ کو آٹھ ازواج
فرمایا مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ ای زوجین اثنین الذکر والانثی یعنی ضان سے دو زوج نر و مادہ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ اور معز سے بھی دو زوج نر و مادہ
الضان جمع ضائن اور مادہ کو ضائنہ کہتے ہیں اور یہ ان بکریوں کی قسم ہو جنپر صوف یعنی پشم ہوتی ہو اور معز اسکے برخلاف جسکے بال اور چھوٹی دم
ہوتی ہو پس ضان کے نر کو کبش کہتے ہیں اور مادہ کو نعجہ کہتے ہیں اور معز کے نر کو تیس اور مادہ کو عنز کہتے ہیں پس ثمانیہ ازواج میں سے اربعہ یعنے
چار کو یکجا ذکر کیا کہ مشرکین انہیں خاص خاص تحلیل و تحریم شیطانی کے معتقد تھے جیسا کہ سابق میں مذکور ہو چکا ہو تو انکو ذکر کرکے فرمایا قُلْ
یا محمد لمن حرم ذکور الانعام تارۃ و اناثہا اخری و نسب ذلک الی اللہ تعالے افتراء علیہ یعنے کہدے اے محمد ہر ایسے مشرک سے جسنے کبھی انعام
کے نر کو حرام سمجھا اور کسی صورت میں مادہ کو حرام جانا اور اسکو اللہ تعالے کی طرف نسبت کیا کہ اللہ تعالے نے یون ہی حکم دیا ہو پس ایسے
مشرک سے کہ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ بھلا ہر دو مذکر ضان و معز کو حرام کیا یعنے کبش و تیس کو حرام کیا ہو اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ یا ان دونوں

Marfat.com

کے مادہ یعنی نر بچہ و منز کو حرام کیا اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ یا وہ کہ مشتمل ہوا اسپر ہر دو مادہ کا بچہ دان خواہ نر ہو یا مادہ ہو نَبِّئُوْنِیْ بِعِلْمٍ عن کیفیۃ تحریم ذلک ۔ آگاہ کرو مجھکو علم کے ساتھ اسکی تحریم کی کیفیت سے اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو کہ اللہ تعالے نے ہر اسکو حرام کیا ہو یعنی بیان کرو کہ کس اصل پر اسکو تحریم بتلائی گئی ہو اگر از جانب ذکورہ ہو یعنے نر ہونے کی جہت سے تحریم آئی ہو تو سب نر حرام ہوتے پس بعض کی تخصیص کیون کرتے ہو اور اگر مؤنث ہونے کی جہت سے ہو تو جملہ مؤنث حرام ہوئین اور اگر اشتمال رحم سے تحریم آجاتی ہو تو نر و مادہ دونون حرام ہین کیونکہ دونون قطعًا رحم سے متولد ہین پھر یہ تخصیص بعض کی کہان سے ہوی یہ استفہام انکاری ہو آیت مین دلیل ہو کہ قواعد شرعی اصول پر ہین اور متفرق باتین نہین ہین چنانچہ کل مسکر حرام وغیرہ بعلت سکر مصرح ہین اور اہل اسلام مین علماء اصول الفقہ رحمہم اللہ تعالی نے اسمین کوشش کی اللہ تعالی سب پر رحم کامل فرماوے پس جسنے انکو ممنوع سمجھا وہ بیوقوف ہو اور نیز آیت مین دلیل ہو کہ ہر تحلیل و تحریم وغیرہ مین علم شرعی معتبر ہو وہ ادلہ فقہ یعنی کتاب اللہ تعالی و سنت رسول اللہ صلعم و اجماع امت و آخر مین قیاس مجتہد ہو اور قیاس کے معنی یہ ہین کہ ظاہر کرنا بدلیل کہ اس صورت و مسئلہ مین حکم اللہ تعالی کا نکلتا ہو اور یہ معنی نہین ہین کہ قیاس کرکے مجتہد خود کوئی حکم بنادے حتی کہ اگر مجتہد کو کسی مسئلہ مین کوئی حکم الٰہی ظاہر نہو تو وہ خاموش رہے اور نیز واضح رہے کہ بہت سے امور ایسے ہین کہ انمین عقل کو مجال نہین جیسے نمازون کی رکعات اور مثلاً عید کے دن روزہ حرام ہو اور جیسے دارمی وغیرہ کی روایت مین ثابت ہوا کہ کچھ لوگ مسجد نبوی صلعم مین ایک حلقہ کرکے بیٹھے اور اسی طرح ذکر کرنے کا طریقہ نکالا کہ سب کے سب سبحان اللہ پڑھو پھر سب کے سب الحمد للہ پڑھو اسی طرح پس عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسکو بدعت قرار دیا اور ان لوگون نے کہا کہ یہ تو فقط یاد الٰہی ہو مگر آپ نے ملامت کی اور فرمایا کہ ابھی اتنا زمانہ نہین گذرا کہ حضرت صلعم کے برتن ثابت موجود ہین مگر تمنے بدعتین نکالین راوی کہتا ہو کہ مین نے دیکھا کہ اکثر انمین سے خارجیون کے ساتھ مارے گئے بالجملہ جو امور توقیفی ہین انپر کوئی اصل نہین باندھی جاتی ہو اور یہ سب مفصل علماء اصول فقہ رحمہم اللہ نے بیان کردیا ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی ایسے شخص کے حق مین جو رائے سے کوئی مسئلہ بیان کرے دلیل شرعی سے سزا دینا ظاہر فرماتے تھے اور یہ بھی کتب مین مذکور ہو بالجملہ آیت مین مشرکون پر ملامت کی کہ کون علم شرعی تمہارے پاس ہو جس سے تم یہ تحریم و تحلیل کا حکم ظاہر کرتے ہو حالانکہ سوا دلیل شرعی کے کوئی علم و فن ہو وہ قطعی درباره غیب کے نہین ہو پھر اسی طرح دوسری قسم یعنی باقی چار ازواج کے بارہ مین فرمایا وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ اور اونٹ سے نر و مادہ دو وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ و گائے سے نر و مادہ پیدا کئے قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ یعنے انمین بھی از جانب ذکورت حرمت ہو تو سب نر اور از جانب انوثت ہو تو سب مادہ اور اشتمال رحم ہو تو دونون حرام ہین حتی کہ چھوٹے سے بڑے تک اور ماسوائے انکے جو تمکو میسر ہین انمین بھی یہ بات تم نے کس اصول شرع پر قرار دی ہو مشرکون پاس اسکا جواب کہان تھا وہ تو شیطان کی شرع مانتے تھے اور اسی کے وسوسے سے اللہ تعالے پر افترا کرتے پھر افترا و باطل سب بے بنیاد ہین وہ کہان تک چل سکتے ہین سلامحالہ لاجواب ہوئے پھر انکو اور بھی تبکیت کی اور شرمندہ کیا بقولہ اَمْ كُنْتُمْ اسے بل كنتم شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا علم وحی تو نہین ہو بلکہ یہ کہو تم وہان حاضر موجود تھے جب اللہ تعالے نے تمکو اس تحریم کی وصیت فرمائی پس تمنے اسپر اعتماد کیا اور کہنے لگے کہ اللہ امرنا بہا اللہ تعالے نے ہمکو اسکا حکم کیا ہو حاصل آنکہ یہ سب تو کچھ نہین پس ضرور تم اس دعوے مین جھوٹے ہو افترا باندھتے ہو اور ڈرو اللہ تعالے سے کہ خواہ مخواہ مروگے اور مرتے ہی عذاب مین پڑوگے واضح ہو کہ بعض کو وہم ہوا کہ شرع مین بعض امور توقیفی ہین کہ جہانتک بتلائے گئے ہین انھین تک واقفیت ہو اسپر قیاس نہین ہوسکتا لہذا مشرکین اپنے افترا کی

Marfat.com

تحریم و تحلیل کو بھی توقیفی کہہ سکتے تھے پس رد کیونکر ہوا تو جواب اس وہم کا یہ ہے کہ مشرکین نے اسکو اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا تھا اسکو رد کر دیا کہ تم علم شرع سے بتلاؤ کہ چار ازواج ضان و معز میں اور چار ازواج ابل و بقر میں تمنے کس شرع ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام سے یہ تحریم و تحلیل بحیرہ و سائبہ جانا کیونکہ حضرت اسمٰعیلؑ کے وقت میں نہ تھا تو کسی قیاسی قاعدہ سے نکالا ہوگا کیونکہ توقیفی تو ثابت نہیں پس علت بھی ذکورت و انوثت و اشتمال رحم کی باطل علاوہ بریں انعام میں سے فقط ابل کے ساتھ یہ خصوصیت کس جہت سے ہے پس جب توقیفی نہیں اور نہ کوئی اصل شرعی ہے تو شاید تمنے خود حاضر ہوکر سنا ہوگا یہ بالفرض باطل پس خواہ مخواہ تم جھوٹے ہوا ور امام فخر رازی نے کبیر میں معنی آیت میں دو وجہ دیگر لکھیں ایک یہ کہ یہ کلام انکے قول کا باطل ہونا ثابت کرنے پر استدلال نہیں بلکہ استفہام انکاری ہے یعنے تم کسی نبی کی نبوت کا اقرار و اعتراف نہیں کرتے تو کیونکر کہتے ہو کہ یہ حلال ہے اور وہ حرام ہے اور دوم آنکہ اللہ تعالےٰ نے انعام کے آٹھ ازواج بیان فرمائے تو تمنے بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و حام کی تخصیص فقط جنس اونٹ سے کیونکر کہی اور باقی تین اقسام میں کیوں چھوڑی ہے **قال المترجم** رازیؒ نے ان دونوں وجہوں کو اپنی طرف منسوب کیا۔ ولیکن مترجم کے نزدیک دونوں وجہیں بہت ضعیف ہیں اور شاید یہ گریز فقط اسی وہم سے ہے جو مترجم نے بیان کر دیا اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ جس طرح مترجم نے دفع وہم میں بتوفیق الٰہی تقریر کر دی ہے اب کسی کو وہم کی گنجائش نہوگی والحمد للہ رب العالمین۔ بالجملہ ثابت ہوا کہ مشرکوں نے شیطانی احکام کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا لہذا فرمایا فَمَنْ اَظْلَمُ ای لا احد اظلم مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا کوئی نہیں بڑھکر ظالم ایسے شخص سے جسنے اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا در وغ ان تحریم و تحلیل مذکور میں لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ تاکہ گمراہ کرے لوگوں کو بدون علم کے یعنی جہالت سے **قال الخطیب فی السراج المنیر** یعنی بدون علم شرعی کے لوگونکے گمراہ کرنے کے واسطے اللہ تعالےٰ پر جھوٹ باندھا تو اس سے زیادہ کوئی ظالم نہیں ہے جیسے عمرو بن لحی تھا جسنے سب سے پہلے بحیرہ کرنا اور سائبہ چھوڑنا نکالا اور دین ابراہیم علیہ السلام کو بگاڑا اور اسی وعید میں ہر وہ شخص بھی شامل ہے جو عمرو بن لحی کے طرز پر ہو یا نئی نکالے کوئی ایسی بات جسکا حکم اللہ تعالیٰ نے یا اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا اور اسکو اللہ تعالےٰ کا حکم بتادے یعنی شرعی بات بتلادے پس وہ بھی ظالم ہے اور اس وعید میں داخل ہے کیونکہ لفظ عام ہے تو تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ہے پس جس کسی نے داخل کی دین اسلام میں ایسی کوئی بات جو اس دین میں نہیں تو وہ اس وعید میں داخل ہے انتہی ترجمہ قول الخطیبؒ اور اسی طرف **شیخ حافظ ابن کثیرؒ** نے اشارہ کیا ہے۔ بالجملہ بالاجماع سلامتی کی راہ یہ ہے کہ آدمی ظاہری احوال میں انکو بہت کافی سمجھے جو صحابہ رضی اللہ عنہم و سلف صالحین کے وقت میں تھیں اور ایسے اپنے نفس کی اصلاح کرکے راہ شریعت سے مقصود طریقت تک پہونچنے کی اللہ تعالےٰ سے دعا کرے اور شیطان کے وسوسہ و اوہام سے بچ جاوے اور حدیث صحیح میں ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کو چھین نہیں لیگا بلکہ علماء اٹھ جاوینگے یہانتک کہ جب لوگ جاہلوں کو پیشوا بنا وینگے تو خود گمراہ اور دوسرونکو گمراہ کرینگے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اللہ تعالےٰ ہدایت نہیں دیتا تو منجملہ ظلم کے یہ ہے کہ عالم کی بات نمانے کیونکہ نفس پر گراں ہوگی اور شیطان کے مخالف ہوگی اور مان لے جاہل کی بات جو عالم و درویش کی صورت میں ہوتے ہیں اور نتیجہ اسکا یہ کہ گمراہ ہو جاوے نعوذ باللہ منہ **فی العرائس** قولہ تعالےٰ ومن الانعام حمولۃ و فرشا اشباح و ارواح و قلوب و عقول و اسرار کے واسطے رزق علیحدہ ہے پس اشباح کا رزق وہ ہے جو عالم فعل میں موافق علم کے اُسکے واسطے پاکیزہ و حلال ہو اور رزق ارواح مشاہدہ تجلی صفات ہے اور رزق وہ انوار غیوب ہیں جو اسکو منکشف ہوں رزق عقول وہ انوار آیات جو اسکو لائح ہوں۔ رزق اسرار وہ دیدار ذات ہے جو علوم خاص اسکو نصیب ہوں۔ استادؒ نے فرمایا کہ رزق وہ ہے جس سے انتفاع حاصل ہو اسکی دو قسمیں ہیں

Marfat.com

رزق ظواہر اور رزق سرائر پس اول تو وجود نعمت غیر متناہی ہر اور دوم شہود کرم ہر بلکہ عدم میں گمنام ہو جانا یعنی خودی سے فانی ہو جانا اور قلب کیواسطے رزق ہر اور وہ عرفان کی دلیل سے تحقیق حاصل کرنا اور روح کے واسطے رزق ہر اور وہ محبت اسطرح کہ سچائی سے تمام موجودات عالم سے احتراز کرے اور سر باطن کے واسطے رزق ہر اور وہ ایسا شہود ہر کہ اسی کے قریب معاینہ و دیدار ہر یعنے جو قیامت میں حاصل ہوگا دیدار اسرار اسکا نمونہ ہر واللہ اعلم بالصواب پھر جب اللہ تعالیٰ نے اہل جاہلیت کے طریقہ کا جہالت و گمراہی ہونا بیان کر دیا تو بیان صحیح اسکے پیچھے فرمایا کہ تحلیل و تحریم بدون وحی آسمانی نہیں ہو سکتی ہر۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ

تو کہہ میں نہیں پاتا جس حکم میں کہ مجھکو پہونچا کوئی چیز حرام کھانے والے کو جو اُسکو کھاوے مگر آنکہ وہ مردہ ہو یا لہو پھینک دینے کا یا گوشت سور کا کہ وہ

رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ناپاک ہر یا گناہ کی چیز جسپر پکارا اللہ کے سوائے کسی کا نام پھر جو کوئی عاجز ہو نہ زور کرتا نہ زیادتی تو تیرا رب معاف کرتا ہر مہربان

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا اے شیأ محرّما یعنے کوئی چیز میں حرام نہیں پاتا اس کلام میں جو مجھپر وحی کیا گیا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ کسی کھانے والے پر جو اسکو کھاوے خواہ مرد ہو یا عورت ہو۔ برخلاف اپنی رائے و ہوائے نفسانی سے گڑھنے والے جاہل مشرکون کے کہ وہ بعضی چیزیں مردون پر حلال و عورتون پر حرام کرتے تھے اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً بعض نے یکون بیاء تحتیہ اور میتۃ کو رفع پڑھا اور اکثر قرائنے نصب پڑھا۔ اور بعض یعنے ابن کثیر و حمزہؒ نے تکون بتاء فوقانیہ پڑھا ہر یعنی اسکے استثناء ہین پس مستثنیٰ منہ یا تو لفظ عام مقدر ہر جیسا کہ مفسرؒ نے اشارہ کیا یعنے کوئی چیز محرّم نہیں پاتا یا مراد آنکہ ان اشیاء بحیرہ و سائبہ وغیرہ سے جنکو مشرکین حرام کرتے تھے کوئی چیز حرام نہیں پاتا مگر آنکہ ہووے وہ چیز مردار اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا یا خون روان بخلاف اسکے جو روان نہو مانند جگر اور تلی کے یا گوشت سے مخلوط کہ وہ حلال ہر اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ یا سور کا گوشت ہو فَاِنَّهٗ رِجْسٌ کیونکہ وہ ناپاک یعنی حرام ہر۔ لحم کی خصوصیت بوجہ قولہ طاعم یطعمہ کے ہر کیونکہ گوشت ہی کھایا جاتا لیکن سور کا گوشت حرام ہر تو دیگر اشیاء بدرجہ اولیٰ حرام ہین اور فانہ کی ضمیر بعض نے خنزیر کی طرف راجع کی یعنے فان الخنزیر رجس کیونکہ سور نجس ہر پس اسکی بالکلیہ حرمت ثابت ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ نجس العین ہر اَوْ فِسْقًا یا فسق ہو جسکی یہ صفت ہے کہ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ غیر خدا کے واسطے اسکا اہلال کیا گیا ہو یعنے غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو قال النیشاپوری ذبیحہ حلال ہونے مین دو شرط ہین ایک تو اسپر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے اور دوم اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کے واسطے ذبح کیا جاوے پس مشرکین بعض کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرتے اور بعض پر بت کا نام لیتے اور تقرب کسی مین نہ تھا فسقاً عطف ہر لحم خنزیر پر اور درمیان مین جملہ معترضہ ہر اور بعض نے کہا کہ جائز ہر کہ اہل کا مفعول لہ ہو یعنی اہل لغیر اللہ بہ فسقا۔ اور بعض نے کہا کہ محل مستثنیٰ پر عطف ہو سکتا ہر یعنے الا ان یکون او الا فسقا فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو شخص مضطر ہو یعنی اضطرار ہو بسبب شدت بھوک کے ان مذکورات مین سے کسی چیز کے کھانے کیطرف پس اُسنے کھائی غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ اسکی تفسیر گذر چکی ہر فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ مفسرؒ نے کہا کہ جو محرمات مذکور ہوے اُنکے ساتھ سنت سے لاحق کیے گئے ہین ہر درندہ جانور اور ہر پرند شکاری کہ انکا گوشت بھی حرام ہر واضح ہو کہ ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و عائشہ رضی اللہ عنہم سے و مذہب مالکؒ سے روایت کیا جاتا ہر کہ جو کچھ اس آیت مین مذکور ہر وہی حرام ہر۔ مؤلف فتح البیان نے کہا کہ یہ قول ساقط اور مذہب نہایت ضعیف ہر کیونکہ یہ مستلزم ہر کہ سوائے انکے جو بعد کو قرآن اترا اس سے اہمال ہوا اور جو نبی صلعم سے ثابت ہوا کہ آپنے بعد نزول اس آیت کے

حرام فرمایا اسکا اہمال ہو **قال المترجم** یہ جواب شافی نہین ہو کیونکہ استدلال ابن عباسؓ وغیرہ کا انحصار اس آیت سے ہو کیونکہ جب مستثنیٰ منہ عام مقدر ہوا تو محرمات کا انحصار انھین چیزون مین ہوگیا جو آیت مین مذکور ہین اور جواب یون بہتر ہو کہ فیما اوحی الی - کی قید ہو پس مکہ مین اسوقت تک جو وحی ہوئی تھی اسمین سوا اسقدر محرمات کے اور نہ تھین اور اس سے یہ الزام نہین کہ بعد کو اور محرمات نہونگی پس آنحضرت صلعم نے جو حدیث سے حرام فرمائین اور جو مابعد مین کلام مجید سے حرام ہوئین وہ سب حرام ہین **قال المترجم** بہتر ہو کہ تفصیل اسکی **تفسیر ابن کثیرؒ** وغیرہ سے ترجمہ کرون قولہ تعالیٰ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الخ بعض نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ لا اجد شیئا مما حرمتم حراما فیما اوحی الی سوی ہذہ **مترجم** کہتا ہو کہ مفسرؒ نے اتقان مین بعض مشائخ متاخرین شافعیہ سے یہ قول نقل کیا کہ اسمین مختار قول مالکؒ ہوتا اگر شافعیؒ نے یہ استدلال کیا ہوتا کہ پہلے مشرکون کے اپنے نفس سے گڑھے ہوے محرمات بیان کرنے کے بعد انکو رد کر دیا کہ مین ان چیزون مین سے جنکو تم حرام جانتے کوئی الٰہی وحی سے حرام نہین پاتا سوا اُن چیزون کے **قال المترجم** اسمین شک نہین کہ یہ قول نہایت سنجیدہ و پسندیدہ ہو کیونکہ سیاق صرف مشرکون کے محرمات کا رد ہو نہ بیان طریقہ تحلیل و تحریم تمام و کمال کما لا یخفی فتامل اور بعض نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ لا اجد فی الحیوانات شیئا حراما سوی ہذہ اس بنا پر جو تحریمات بعد اسکے سورہ مائدہ وغیرہ مین نازل ہوئی ہین اور احادیث صحیحہ مین وارد ہوئی ہین وہ اس آیت کے مفہوم کی اٹھانے والی ہونگی اور بعضے اسکو نسخ کہتے ہین اور متاخرین مین سے بہتیرے اسکو نسخ نہین کہتے کیونکہ یہ از باب رفع اباحت اصلی ہو واللہ اعلم و**قال المترجم** اور مین نے ایک جواب اور بھی اوپر ذکر کر دیا اور بعد تامل کے مرجح واحد ہو ابو مجلز و قتادہ نے گوشت مین مختلط خون مباح ہونے کا فتوی دیا عمرو بن دینار نے کہا کہ مین نے جابر بن زید سے پوچھا کہ لوگ زعم کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے پالتو گدھون کے گوشت کے زمانہ خیبر مین منع فرمایا تو کہا کہ یہ بات تو ہمارے پاس حکم بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ بصرہ مین کہتے تھے لیکن اس سمندر یعنے ابن عباس نے اس سے انکار کیا اور یہ آیت پڑھی قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الآیہ - رواہ البخاری وغیرہ - اور ایک روایت مین ابن عباس سے بعد آیت پڑھنے کے یون ہو کہ پس جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا وہ حلال ہو اور جو حرام کیا وہ حرام ہو اور جس سے سکوت کیا وہ عفو ہو رواہ الحاکم و ابو داؤد وغیرہ اسمین دلیل ہو کہ اصل اشیا مین اباحت ہو اور یہ مرفوع و موقوف و آثار روایات سے ثابت ہو اور بخاری وغیرہ مین حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی مری بکری کی کھال لیکر دباغت کر لینے کی آنحضرت صلعم سے اجازت بلکہ حکم دینا مذکور ہو اور یہی آیت پڑھکر فرمایا کہ اسکا گوشت کھانا حرام فرمایا گیا ہو اور ابن عمرؓ نے قنفذ کھانے کے مسئلہ کے جواب مین یہ آیت پڑھ دی پھر ایک نے بروایت ابوہریرہؓ آنحضرت صلعم سے بیان کیا کہ آپ نے قنفذ کے حق مین فرمایا کہ وہ خبائث مین سے ایک خبیث ہو تو ابن عمرؓ نے کہا کہ اگر آنحضرت صلعم نے ایسا فرمایا تو یون ہی ہو جیسا حضرت صلعم نے فرمایا - رواہ ابو داؤد و سعید بن منصور - بالجملہ سورہ مائدہ مین منخنقہ و موقوذہ و متردیہ و نطیحہ وغیرہ کی حرمت بعد کو نازل ہوئی اور کتون وغیرہ کی حرمت بھی صحیح ثابت ہو بالجملہ اگر آیت مین محرم سے عموم حیوانات ماکولہ کا ہو تو اسکے بعد جو تحریم اس بارہ مین نازل ہوئی وہ اسکے ساتھ ملائی جاویگی اور اگر حیوانات وغیرہ حیوانات کے مطعومات کا عموم مراد ہو تو جملہ مطعوم کی حرمت لاحق کیجائیگی پھر واضح ہو کہ میتہ سے مراد وہ جسکو عرف مین مردار کہتے ہین یعنے خود مر جاوے ورنہ فسقا کا عطف ہو اور وہ بھی شرعا مردار ہو اگر کہا جاوے کہ آیت مکیہ سے تحریم مابعد مین جمہور کو الحاق کی کیا حاجت ہوئی بسبب آنکہ مکہ مین یہی وحی تھی تو جواب یہ کہ سورہ بقرہ مدنیہ آیت مین بھی بقولہ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الآیہ یہی چار چیزین بلفظ حصر انما مذکور ہین پس مدنیہ آیت مطابق مکیہ ہوئی پس جمہور کے نزدیک حصر نہین بلکہ جو بنص کتاب و سنت حرام ہو مانند بلی و کوے و چیل و ہدہد و خفاش وغیرہ کے اور جو محرمات کے ذیل مین لاحق ہین بنا بر بیان اصول کے سب حرام ہین

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ
اور یہود پر ہمنے حرام کیا تھا ہر ناخن والا اور گائے اور بکری مین سے حرام کی چربی مگر جو لگی ہو پشت پر
اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۡ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ
یا آنتون مین یا ملی ہو ہڈی کے ساتھ یہ ہمنے انکو سزادی تھی انکی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہین پھر اگر تجکو جھٹلادین توکہہ تمھارے رب کی مہر مین
وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ○
بڑی بڑی سمائی ہے اور پھرتا نہین ہے اُسکا عذاب گنہگار لوگون سے

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا یعنی یہود پر خاصۃً اور تقدیم ظرف اسواسطے کہ انھین کے ساتھ اسکا اختصاص ثابت ہو حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وہو مالم تتفرق مین اصابعہ کالابل والنعام ذی ظفر یعنے ناخن والا ہر وہ چوپایہ و پرندہ ہے جسکے اصابع مین تفرق نہو جیسے اونٹ ونعامہ وغیرہ۔ وقیل ذی ظفر ہر پرندہ چوپایہ جسکے ایک اصبع ہو اور اسمین حافر وخف ومخلب بھی داخل ہے پس اونٹ وگائے وبکری ونعامہ وبطہ وغیرہ سب داخل ہین اور نیز ہر چوپایہ جسکے حافر ہو اور پرند جسکے مخلب ہو شامل ہے لیکن حافر وخف کو ظفر کہنا مجاز ہوگا اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ذی الظفر وہ جو منفرج الاصابع نہو خواہ بہائم مین سے ہو یا پرندون مین سے اور مجاہدؒ نے فرمایا کہ جس بہیمہ کے قوائم مین انفراج نہو اور جسکے قوائم مین انفراج ہو اسکو یہود کھاتے ہین۔ شاید یہود کا ذکر باعتبار مخصوص حرمت کے ایک اصل وقاعدہ پر ہے بخلاف مشرکین مکہ کے کہ انھون نے اپنے وہم پر بدون کسی اصل کے نکالا تھا وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ الثروب وشحم الکلی۔ ثروب جمع ثرب اور کلی جمع کلیہ یعنی گردہ پس کہا ہے کہ ثرب وہ شحم رقیق جو کرش یعنے اوجھ وآنتون پر لپٹی ہوتی ہے۔ اور یہی قاموس مین مذکور ہے اور یہ تفسیر بنظر لغت ہے اور مراد یہان فقط وہ چربی ہے جو اوجھ پر ہو جیسا کہ علامہ قرطبیؒ نے تفسیر کی ہے اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ سوائے اسکے جو متعلق ہو اسمین سے ان دونون کے ساتھ مین یعنی سوائے اس چربی کے جو گائے وبکری کی پشت سے لگی ہو وہ روا ہے اور سدی وابوصالح نے کہا کہ دنبہ کی چکتی بھی منجملہ اُسکے ہے جسکو پشت اُٹھائے ہوئے ہے اور ابن جریجؒ نے کہا کہ چکتی کی چربی ہے کہ مختلط ہے عصعص سے وہ حلال ہے اور جملہ قوائم وپہلو وآنکھ وسر وما نند اسکے اور جو ہڈی سے مختلط ہو وہ حلال ہے کما قال تعالے اَوِ الْحَوَايَآ اور حلت الحوایا وہی الامعاء جمع حاویاء اور حاویہ یا اسکو امعاء اٹھائے ہون اور حوایا جمع حاویاء کی یا جمع حاویہ کی ہے بمعنی آنت اور اولی انکو کہا جاوے حوایا بمعنی مباعر جمع مبعر ہے یعنے جسمین مینگنیان جمع ہوتی یعنے جانورون کی آنتین پس جو چربی انپر ہو وہ یہود یون پر حرام نہ تھی اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہے اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ یا جو چربی کہ ہڈی سے مختلط ہو اور وہ چکتی کی چربی ہے کہ وہ انکے واسطے حلال ہوئی تھی۔ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ اے ذلک التحریم جزیناہم بسبب ظلمہم بما سبق فی سورۃ النساء یہ تحریم تھی کہ ہمنے اس سے جزا دی تھی یہود کو بسبب انکے ظلم کے جو سورۂ نساء مین مذکور ہو چکا وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ یعنی جو چیزین ہمنے فرمائی ہین اور جو وعدہ و وعید ہم دیتے ہین الخ ہم سچے ہین وقال الحافظ فی قولہ ذلک جزیناہم الخ یعنی یہ تنگی وتحریم جو ہمنے انپر لازم کردی یہ انکے افعال ظلم کی سزا تھی کہ انھون نے بغاوت ومخالفت کی کما قال تعالی فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم طیبات احلت لہم الآیہ۔ اور قولہ وانا لصادقون۔ یعنے ہمنے جو انکو جزاء وسزادی اسمین ہم عادل ہین اور ابن جریرؒ نے فرمایا کہ یعنے اے محمد جو ہمنے تجکو خبر دی کہ یہود کی مخالفت ونافرمانی سے ہم نے انپر یہ چیزین حرام کردین یہی صحیح ہے اور وہ لوگ جو بہتان کرتے ہین کہ حضرت یعقوب نے حرام کرلی تھین یہ غلط ہے اور قولہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الاما حرم اسرائیل علی نفسہ الآیۃ کی تفسیر مین مفصل گذر چکا ہے پھر واضح ہو کہ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ کو خبر پہونچی کہ

Marfat.com

سمرہؓ نے شراب فروخت کی ہے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سمرہ کو قتل کرے کیا اسکو یہ نہین معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ یہود پر کہ چربی انپر حرام کی گئی تھی اسکو انھون نے پگھلا کر فروخت کیا۔ رواہ البخاری ومسلم۔ واضح ہو کہ سمرہؓ سے اجتہاد مین خطا ہوئی کہ شراب کی بیع جائز سمجھے حالانکہ سلف وخلف نے اُسکے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہے مگر آنکہ بعض سے اسطرح اجتہاد مین خطا ہوئی جسکو اُنھون نے ترک کیا۔ جابر بن عبد اللہؓ سے سال فتح مکہ مین آنحضرت صلعم کا حکم مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول نے شراب و مردار و سور و بتون کی بیع حرام فرمائی تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ مردار کی چربی سے آگاہ فرمائیے کہ اس سے کھالین چکنائی جاتی اور کشتیون پر ملا کیا جاتا ہے اور لوگ اس سے چراغ روشن کرتے ہین تو فرمایا کہ نہین وہ حرام ہے پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود کو قتل کرے انپر چربیان حرام ہوئی تھین اسکو انھون نے پگھلا کر فروخت کر کے اُسکا ثمن کھایا۔ رواہ الجماعۃ من طرق عنہ۔ عن ابی ہریرہ مرفوعاً اللہ تعالیٰ یہود کو قتل کرے انپر چربیان حرام ہوئین اسکو بیچکر اسکے دام کھائے رواہ البخاری ومسلم وفی روایۃ عن ابن عباس مرفوعاً اسکے دام کھائے اور اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر کوئی چیز حرام کر دی تو اسکے دام کھانا بھی حرام کر دیا ہے **قال المترجم** اصل لفظ مین اختصار ہے بقولہ ان اللہ لم یحرم علی قوم اکل شئی الا حرم علیہم ثمنہ۔ رواہ ابن مردویہ وابو داؤد والامام احمد۔ اس سے ایک کلیہ اصل ثابت ہوئی کہ جس قوم پر جو چیز حرام ہے تو اُسکے دام بھی حرام ہین **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ فقہ حنفیہ مین چیتے و بلی وغیرہ کی بیع جائز ہے حالانکہ یہ چیزین کھانا حرام ہے تو جواب یہ ہے کہ اگر ان چیزون کا گوشت فروخت کرین تو حرام ہے ورنہ زندہ بغرض پالنے کے فروخت ہوتی ہین اور بعض نے کہا کہ بلی کے دام بھی حرام ہین اور یہی احوط ہے واللہ اعلم فَإِنْ كَذَّبُوكَ فیما جئت بہ فَقُلْ لہم رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ حیث لم یعاجلکم بالعقوبۃ وفیہ تلطف بدعائہم الی الایمان پھر اگر کافر لوگ تجھکو جھٹلا دین اس چیز مین یعنے اصل چیز شرع مین جو تو انکے پاس لایا تو کہدے انکے کہ تمھارا پروردگار وسیع رحمت والا ہے کیونکہ تمکو اس جھٹلانے پر جلد ماخوذ کر کے عذاب نہین دیا بلکہ مہلت وتاخیر دی ہے کہ غور وسمجھ کے بعد ایمان لاؤ۔ اسمین مہربانی ہے انکو ایمان کی طرف بلاتے ہین پھر تہدید فرمائی وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ اذا جاءہم اسے عذاب عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ یعنے نہین رد ہوتا عذاب الٰہی گنہگار قوم سے جسوقت آجاتا ہے یعنی قوم گنہگار اگر راہ پر نہ آئے تو جب عذاب آگیا تو پھر نہین مہلت ہوتی ہے **فی العرائس** قولہ فان کذبوک نقل الخ اسمین آنحضرت صلعم کے دل کو تسلی فرمائی اور طمع دلائی کہ جسکے حق مین عنایت ازلی کے ساتھ ایمان مقدر ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے باب لطف وعفو وکرم کی طرف رجوع لاویگا اور بخشا دیگا اگرچہ فی الحال امتحان کی صورت مین خوار پڑا ہو اور قولہ ذو رحمۃ واسعۃ اسے تمام مخلوقات پر اسکی رحمت پھیلائی ہوئی ہے کہ باوجود نافرمانی سرکشون کے حلم فرماتا ہے اور اس تمام نعمت سے جو مخلوق فرمائی ہے انکے اجسام کی معیشت عطا فرماتا ہے اور جو بندے اسکی درگاہ کی طرف رجوع لاتے ہین انکے قلوب کو لطف خطاب سے تربیت کرتا ہے اور انوار جمال سے منور فرماتا ہے اور نیز اسمین جمہور کے ساتھ لطف ہے کہ باوجود اس حال خراب کے جسمین پڑے ہین اسکی درگاہ کی طرف رجوع لاوین اور ساحل لطف وکرم پر پہنچکر نجات پاوین اور نیز آنحضرت صلعم کی مواسات ہے کہ اگر ان لوگون نے جھٹلایا تو کہدے کہ اللہ تعالیٰ رحمت والا ہے مجھکو تمھارے پڑوس سے چھڑا کر اپنی جوار مین لاویگا **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ اسمین آنحضرت صلعم کو اشارہ کیا گیا کہ جسنے تجھسے اعراض کیا اسکو تو میری طرف رغبت دے تو جو میری طرف راغب ہوگا وہی تجھسے رغبت کریگا اور کوئی رغبت نہ کریگا انکو رحمت مین طمع دے اور اپنے قلب کو اُنسے منقطع مت فرما۔ استادؒ نے کہا کہ اسمین اشارہ یہ ہے کہ اولیاء کو مخصوص رحمت سے سرفراز کیا اور اعداء کو مخصوص طرد ولعنت سے پس صورت انسانیہ مین دونون کی گنجائش ہے اور وہ ہیچ ہے اور قسمت ازلی سے دونون کو تمیز وانفصال کر دیا حاصل آنکہ واسعہ رحمت مین

Marfat.com

شمول ہے اور خاصہ رحمت سے اولیاء اللہ فقط مخصوص ہین۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم

اب کہینگے مشرک اگر اللہ چاہتا تو شریک نہ ٹھہراتے ہم اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام کر لیتے کوئی چیز اسیطرح جھٹلایا کیے ان سے اگلے

حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ۝ قُلْ

جب تک چکھا ہمارا عذاب تو کہہ کچھ علم بھی ہے تم پاس کہ ہمارے آگے نکالو کیا بری اٹکل پر چلتے ہو اور سب تجویزین کرتے ہو تو کہہ

فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ

پس اللہ کا الزام پورا ہے سو اگر چاہتا تو راہ دیتا تم سب کو تو کہہ لاؤ اپنے گواہ جو بتادین کہ اللہ نے حرام کی ہے یہ چیز

فَإِن شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

پھر اگر وہ کہہ بھی دین تو تو نہ کہہ انکے ساتھ اور نہ چل انکی خوشی پر جنھون نے جھٹلائے ہمارے حکم اور جو یقین نہین رکھتے آخرت کا

وَهُم بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝

اور وہ اپنے رب کی برابری کرتے ہین

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا یہ ایک شبہ ہے مشرکین اپنے شرک و کفر مین چپٹے ہین اور وہ بولے کہ مشرکون وغیرہ کے کفر و فسق سے اللہ تعالی مطلع ہے وہ چاہے تو متغیر کر دے اور ایمان دیدے اور کفر سے روک دے تو جب متغیر نہ فرمایا تو مشرکین نے دعوی کیا کہ وہ ہمارے افعال پر راضی ہے قال البیضاوی یہ زمانہ آیندہ کی خبر ہے اور اسی کے موافق واقع ہونا دلیل اعجاز ہے اور یہ واقع ہوا چنانچہ مشرکون نے کہا کما فی قولہ تعالے وقالوا لو شاء الرحمن ما عبدناہم الآیۃ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا ای اشرکنا نحن وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ پس ہمارا شرک کرنا اور تحریم مذکور سب اسکی مشیت سے ہے پس وہ اسپر راضی ہے فی السراج ان لوگون کی مراد یہ تھی کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا۔ کو اپنے شرک پر قائم رہنے کی حجت لاوین بایںطور کہ کہتے تھے کہ اللہ تعالی قادر ہے کہ جس حال پر ہم ہین اسکے اور ہمارے درمیان مین حیلولت کر دے حتی کہ ہم اسکو نہ کرین پس اگر وہ راضی نہوتا تو ضرور متغیر کر دیتا پس اللہ تعالی نے اُن لوگونکو جھٹلایا بقولہ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم رسلہم حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا عذابنا یعنے جیسے ان لوگون نے تجھکو جھٹلایا ایسے ہی جھٹلایا انسے پہلے لوگون نے اپنے رسولون کو یہانتک کہ ہمارا عذاب چکھا فی السراج فرقہ معتزلہ وغیرہ جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ بندہ اپنے افعال مین قادر و مختار ہے بلکہ اسی آیت سے استدلال لاتے ہین کہ اگر کفر و شرک وغیرہ فقط اللہ تعالی کی مشیت پر ہوتا تو ان لوگون نے بھی کہا تھا کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا پس اللہ تعالی انکو نہ جھٹلاتا اور رد نہ فرماتا حالانکہ رد فرمایا بقولہ کذلک کذب الذین من قبلہم پس معلوم ہوا کہ شرک و ایمان مشیت پر نہین بلکہ بندہ کے اختیار مین ہے اہل سنت رحمہم اللہ نے اسکا جواب دیا کہ جھٹلانا و رد کرنا مشرکون کو انکے قول لو شاء اللہ ما اشرکنا مین نہین ہے یہ قول تو صحیح ہے بلکہ انکی مراد مین کہ جو اس سے نتیجہ نکالا کہ اللہ تعالے ہمارے اس فعل پر راضی ہے اور کبھی کہا کہ ہمکو اسی نے حکم دیا ہے پس اسکو رد کر دیا چنانچہ فرمایا۔ قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء۔ اور دلیل اس بات کی کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا کہنے پر رد نہین بلکہ انکے نتیجہ نکالنے مین ہے یہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کذلک کذب الذین بتشدید از تکذیب فرمایا اور اگر انکے قول مذکور کے دروغ ہونے کی خبر ہوتی تو کذب بتخفیف از مصدر کذب ہوتا یعنے یہ لوگ اپنے قول مین جھوٹے ہین حسین بن الفضل نے کہا کہ اگر مشرکین اس قول کو بطور تعظیم و اجلال الٰہی کہتے تو اللہ تعالی ہرگز انکا عیب نہ کرتا کیونکہ خود اللہ تعالے فرماتا ہے ولو شاء اللہ ما اشرکوا اور فرماتا ہے وما کانوا لیؤمنوا الا ان یشاء اللہ اور مومنین اسکو کہتے ہین اور عیب نہین لیکن مومنین کی وہ مراد نہین جو مشرکین کی مراد ہے

Marfat.com

کیونکہ مشرکین نے جدال و غیر معرفت سے ایسا کہا اسی پر رد کر دیا اور فرمایا ہے مالہم بذلک من علم ان ہم الا یخرصون۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی
کہ حکم الٰہی امر ہے اور مشیت و ارادہ الٰہی اور ہے پس بندہ پر واجب ہے کہ اسکے حکم کی پابندی کرے اور اسکی مشیت سے نہ پلٹے کیونکہ وہ اسکے علم سے
خارج اور اسکی حکمت اسکے فہم سے باہر ہے اور مشیت سے تعلق رکھنا کچھ عذر نہوگا اور کیونکر کسی کو اسکی مشیت معلوم ہوتی لہذا فرمایا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ
مِّنْ عِلْمٍ کہدے بھلا تمہارے پاس کچھ علم ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں سے راضی ہے اگر کہتے ہو کہ ہے فَتُخْرِجُوهُ لَنَا تو اسکو ہمارے
سامنے نکالو حاصل آنکہ تمہارے پاس کچھ بھی علم نہیں اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ نہیں پیروی کرتے ہو تم اس بارہ میں مگر فقط گمان کی وَاِنْ اَنْتُمْ
اِلَّا تَخْرُصُوْنَ اور نہیں ہو تم کسی حال میں مگر اس حال میں کہ تخمینہ و اٹکل لگاتے ہو یعنی جھوٹ بولتے ہو کیونکہ جناب باری تعالیٰ کے امور کو اٹکل
سے پہنچیگی خواہ مخواہ جھوٹ ہوگی قال ابن کثیر مشرکین کی یہ جاہلانہ گفتگو محض باطل تھی اگر صحیح ہوتی تو کیوں اللہ تعالیٰ اگلوں کو عذاب
کرتا اور فضیحت کر کے رسولوں و مومنوں کو قوت و نصرت دیتا اور البتہ رد کر دیا کہ تم جو لگا لیتے ہو کہ ہمارے فعل سے اللہ تعالیٰ راضی ہے تو
تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی مشیت و رضا معلوم کرنے کا کوئی علم ہے بلکہ کچھ بھی نہیں تم فقط وہم و گمان کی پابندی کرتے ہو ورنہ اگر کوئی علم
ہے تو لاؤ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ای قل اذا لم تکن لکم حجۃ فللہ الحجۃ البالغۃ یعنی جبکہ تمہارے واسطے کوئی حجت کبھی ثابت نہیں تو اللہ تعالیٰ ہی
کے واسطے حجت بالغہ ہے یعنی حجت تامہ و کاملہ ہے فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ پس اگر وہ چاہتا تمہاری ہدایت پر ہونے کو تو البتہ
تم سب کو ہدایت دیتا یعنی لیکن نہیں چاہا پس جو کچھ ہے اسکی قدرت و مشیت و اختیار کے تحت میں مسخر ہے کسی کو اس سے تجاوز و عدول کی مجال
نہیں اور وہ تعالیٰ باوجود اسکے مومنین سے راضی ہے اور کافروں سے بغض فرماتا ہے وقد قال تعالیٰ ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدیٰ اور فرمایا
ولو شاء ربک لآمن من فی الارض جمیعا۔ اور فرمایا۔ ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقہم وتمت
کلمۃ ربک لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین ضحاک بن مزاحمؒ نے فرمایا کہ کسی نافرمانی کرنیوالے کی کوئی حجت نہیں اللہ تعالیٰ پر ولیکن اللہ تعالیٰ
کے واسطے اپنے بندوں پر پوری حجت ہے۔ ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ برائی مانند شرک وغیرہ کے تقدیر الٰہی سے نہیں ہے
تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہمارے اور قدریہ کے درمیان یہی آیت حاکم ہے علی بن زیدؒ نے فرمایا کہ اس آیت پر قدریہ فرقہ کی حجت مٹ گئی
واضح ہو کہ جس طرح اس آیت سے مشرکین کا رد ہوا ویسے ہی قدریہ و جبریہ دونوں کا رد ہو گیا اور مومن نہیں جب تک تقدیر پر ایمان نہ لا دے
قدریہ شیطانی وسوسہ دلاتے ہیں کہ ہم تمام برائیوں کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں تو ہم اچھے ہیں حالانکہ یہ نہیں سمجھتے کہ نسبت کرنے کے
یہ معنی لیتے ہیں کہ برائیاں ہم اپنے اختیار سے پیدا کرتے ہیں پس یہ خبیث اپنے آپ کو بھی فی الجملہ خالق قرار دیتے ہیں اور یہ نہایت بدتر شرک ہے
اور مخلوق ہو کر اپنے آپ کو خود مختار قرار دیا اور یہ صرف وہم و قیاس ہے کہ جیسے چیزیں بنانے والا وہم کرتا ہے کہ میں نے بنائی ہیں حالانکہ وہ چیز
خود مختار نہیں ہوتی اور یہ اپنے متبوع شیطان کے موافق قیاس کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی تجاوز کیے ہوئے ہیں اللہم اہدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیہم۔ کاش یہ لوگ اسمیں بحث نہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے اور منہیات سے باز رہتے تو شاید جب
دل میں کچھ نور و صفائی ہوتی تو سمجھ جاتے ورنہ عجیب بات ہے کہ نہایت روشن راہ میں ایسے گمراہ ہیں اور یہ تقدیر العزیز الحکیم ہے فسبحان اللہ وبحمدہ
وسبحان اللہ العظیم اسی اوہام و قیاسات نے سوائے اہل ایمان کے سب کو گمراہ کر دیا خصوص اس زمانہ میں اپنی رائے پر تامل نہ
کرنے والے عقل سے بے بہرہ بہت کثرت سے ظاہر ہیں ہر ایک نے وہی طریقہ اختیار کر لیا جو سب سے اول شیطان کا تھا اور بعد
میں مشرکوں و کافروں یعنے شیطان کے مریدوں نے اختیار کیا اور بدوں اسکے کہ تمام علم قرآن مجید پر سمجھ حاصل کریں اور غور و فکر کریں

صرف اپنی راے پر اعتماد کر لیتے ہین اور اسکو بہت مضبوط سمجھتے ہین حالانکہ وہ مکڑی کے جالے سے زیادہ ضعیف و سست ہی پھر ایک جاہل نے راے نکالی اور کثرت سے جاہل لوگ اسکی راے پر آفرین کرتے ہین اور اندھے گمراہ چلے جاتے ہین جیسے مشرکین عرب مین عمرو بن لحی نے بحیرہ و سائبہ وغیرہ تحریم و تحلیل نکالی اور پیچھے اور زیادتی کرنے والے بت وغیرہ لانے والے اور نئی رسمین نکالنے والے ہوتے گئے اور بکثرت اندھے جاہل اسکی پیروی کرنے لگے حتی کہ وہی جہالت تمام پھیل گئی یہانتک کہ روشن دلائل و عقلی علوم و مجمع ساطعہ کوئی ان اندھون مین اثر نہین کرتی تھی اور یہ تقدیر الٰہی ہی اور تعالی جل جلالہ اگر چاہتا تو ہدایت پاتے ولیکن اللہ تعالے نے نہین چاہا اللہ تعالی قادر مختار ہی اسی کی حکمت بالغہ ہی جو چاہے کرے جو کیا عین عدل و صواب ہی اور جو امر ہی عین حکمت ہی پھر مشرکون کو ملامت فرمائی قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا واضح ہو کہ ہلم اسم فعل ہی جسمین مذکر و مؤنث اور واحد و تثنیہ و جمع یکسان ہی اور یہ اہل حجاز کے نزدیک ہی اور قرآن مجید انھین کی زبان مین غالب ہی اور اہل نجد اسمین ہلما و ہلموا و ہلمی بھی لاتے ہین جیسے دیگر افعال مین ہی ولیکن قرآن بزبان حجاز ہی و منہ قولہ تعالے والقائلین لاخوانهم ہلم الینا اور معنی اسکے اس مقام پر یہ کہ لا تو ہم و احضروہم اور سدی نے کہا ای اردنی شہداءکم۔ اور اول اظہر ہی اور وہی مفسر نے اختیار کیا المعنی تو کہدے کہ حاضر لاؤ اپنے شہدا کو جو شہادت دیتے ہین کہ اللہ تعالے نے اسکو حرام کیا یعنے تمنے جنکی تقلید کی ہی انکو حاضر لاؤ اور انکے پاس کیا دلیل ہی۔ سوائے اسکے کہ تعصب و جہالت کے سرغنہ ہین اوہام شیطانی و دروغ و بے ایمانی پر شہادت دینے لگین تو آنحضرت صلعم کو خطاب کیا اور اہل ایمان کو منع کیا کہ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ای یعدلون بربہم۔ یعنی برابر کرتے ہین اپنے پروردگار کے ساتھ غیر کو پس یعدلون از عدل ہی بقرینہ تعدیہ بحرف با اور عدول سے نہین ورنہ عن ربہم ہوتا پھر عدل و برابر کرنا اس بات مین کہ تحلیل و تحریم مین غیر کا قول مانتے اور عبادت جو مخصوص بجناب باری تعالی ہی اسمین غیر کی شرکت لگاتے ہین یہان سے تنبیہ ہونا چاہیے کہ اہل ایمان پر فرض ہی کہ کسی کی تحلیل و تحریم کو نہ مانین بلکہ جو اللہ تعالے و اسکے رسول پاک صلعم نے بوحی الٰہی حکم دیا اسی کو مانین اور علماء مجتہدین رحمہم اللہ کی جو تقلید کیجاتی ہی تو اسوجہ سے نہین کہ انکا قول مانا جاوے بلکہ یہ عالم باعمل تھے اللہ تعالی انکو اچھا مرتبہ دیوے انھون نے اللہ تعالے و اسکے رسول پاک صلعم کے احکام کو شرح بیان کر دیا ہی لہذا اگر کسی عالم کو ایک مجتہد کی دلیل نہ معلوم ہوا اور دوسرے کی معلوم ہو تو اسپر عمل کر سکتا ہی اور خود مجتہد ہو تو اُسپر غیر کی تقلید حرام ہی اور یہ مشرکون کے مانند تقلید نہین ہی کیونکہ وہ تو بلادلیل کے غیر کا قول قبول کرتے تھے اور یہی اصلی تقلید ہی جیسے مذکور ہو چکا کہ تحلیل و تحریم مین فقط شیطانی باتون کو مانتے تھے اور اہل اسلام تو علماء و مجتہدین سے انکو عالم دینی سمجھکر اللہ تعالے و اسکے رسول کا حکم بدلیل شرعی پوچھ لیتے ہین بلکہ عوام اہل اسلام تو جس عالم سے فتوی لیتے ہین اسی کو جانتے ہین اور وہی عالم اگر جھوٹ یا گمراہی کی بات یا جس مین فساد اب یا آیندہ پیدا ہو گا بتلاوے تو وہ قیامت مین سخت عذاب پاویگا جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہی واللہ اعلم اللہم اصلح العلماء برحمتک وانت ارحم الراحمین ف

فی العرائس قولہ قل فللہ الحجۃ البالغہ مترجم کہتا ہی کہ شیخ رحمۃ اللہ نے اس کلام کے اشارہ مین لطیف بات یہ بیان کی کہ ظاہر کلام تو مشرکون کا رد ہی کہ اُنکے پاس کوئی حجت نہین پھر جو لوگ مومن ہوے اُنکے پاس اللہ تعالی کا کلام حجت ہوتا ہی اور خود انکو اللہ تعالی مراتب قبول مین صاحب حکمت و فراست فرماتا ہی لیکن انکے اسرار کو خود علم کی قدرت ذرا بھی نہین ہی اسی واسطے تو دیکھتا ہی کہ اکابر اولیاء اللہ بعضے حنفی تھے بعضے شافعی اور بعضے خود مجتہد تھے یعنی انکو معرفت سے علم شرعی حصول نہین ہو سکتا چنانچہ شیخ رحمہ اللہ نے اپنے کلام مین اشارہ کیا جسکا ترجمہ لکھتا ہون اس کلام پاک سے ظاہر ہوا کہ زبان اسرار چاہیے کیسے ہی فصیح ناطق ہون ایسی حکمتین بیان کرین جو الہام غیب اور مناجات

حق تعالےٰ سے انکو حاصل ہوئی ہین لیکن جتھارے قدم یعنے علوم حق واحکام شریعت کے مقام مین اخرس یعنے گونگے ہین اور نیز لطائف خطاب
وعتاب مین از خود رفتہ ہین حاصل آنکہ اُسی پاک پروردگار عزوجل کے واسطے حجت کاملہ ہو جو خطرات کی زبانین کاٹ دیتی ہو بروقت وضوح
بیان کے اسرار مین اور ان معنی کو کوئی نہین جانتا سوائے اس بندۂ خاص کے جو شہود وغیب مین انسانی صفات سے درگزرا ہو نصرآبادیؒ
نے فرمایا کہ تمام خلق کو شدت حاجت نے دیدار معانی حجت سے روک دیا ہو اور اگر ایسے حاجات کو ساقط فرمایا تو البتہ انکو براہین حجت کھلنے
حسینؒ نے کہا کہ ہر حجت کے اندر حکم وامر ونہی وبیان وسر وعلم ومعرفت ومشیت ہو پس ہر مقام مین اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل کرو ہر ساعت
تیسر تجلی فرمادیگا شیخ جنیدؒ نے فرمایا کہ مشیت ہدایت کے جو آثار ہین وہ اہل ہدایت کے لیئے تنبیہ ہین **قال المترجم** معنی اسکے واللہ اعلم یہ ہین کہ امر
خیر کی توفیق ہونا اور اس توفیق کی ظاہر پاک کرنیوالی چیزون پر تنبیہ ہونا اور تشبیہ پر قبولیت کے خطرہ سے مثلاً متنبہ ہونا اور آخر اخلاص عمل مین اسکا
ہیچ ہونا اور اخلاص کا خود واصل نہونا اور حدوث قدم تک خود پہونچنا ممتنع ہونا اور آخر زبان شکر کشادہ ہونا اور اسکے اندر بھی مراتب ہونا اور مانند
اسکے یہ اہل ہدایت کے لیئے خود تنبیہات ہین اور **مترجم** کو ان مقامات مین لیاقت نہین واللہ اعلم بمراد عبادہ جب تک بیدار نہو تو زیادہ بیان اسرار مفید
نہین اس سے تو ارشاد بمقامات کی طرف توجہ مقصود ہو تاکہ افعال کی تصویر مین پڑے نہ رہو واللہ الہادی وہو المفضل ونعوذ باللہ من الضلالۃ
واہل الضلال قولہ تعالےٰ فلو شاء لہدٰکم اجمعین اسمین علم بیان وہدایت عرفان کو اپنی مشیت ازلی کی طرف منسوب فرمایا پس جس بندہ کو چاہتا ہو
علم بیان وحجت وبرہان سے مخصوص فرماتا ہو اور استعداد ایقان مین زیادت فرماتا ہو **قال المترجم** کما قال کذٰلک نری ابراہیم ملکوت السمٰوٰت
والارض ولیکون من الموقنین۔ اور جسکو استعداد رویت وحجت ووصل نہوا سکو کوئی حجت نہین ہوتی اہل حقائق کے بیان دقائق کے وقت اور
اظہار علوم غیب کے وقت پس اہل ایمان واولیا کو اسکی حجت ظاہر ہوتی ہو اور جو لوگ تکلف سے بنے ہوئے ہین انپر الہام وبیان
مبہم ومختلط ہوتے ہین **قال المترجم** بعد اتمام حجت اور تبکیت مشرکین کے اللہ تعالےٰ نے انکو اصول افعال خیر کی ہدایت فرمائی واحق
کہ انکا پابند واصل بکمال ہو۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ
تو کہہ آؤ مین سنادون جو حرام کیا ہو تپر تمھارے رب نے کہ شریک نکرو اسکے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ سے نیکی اور مار نہ ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی سے
نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا
ہم رزق دیتے ہین تمکو اور انکو اور نزدیک نہو بیحیائی کے کام سے جو کھلا ہوا اُسمین اور جو چھپا اور مار نہ ڈالو جان جسکو حرام کیا اللہ نے مگر
بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○
حق پر یہ تمکو کہہ دیا شاید تم سمجھو

قُلْ تَعَالَوْا ابن الشجریؒ نے کہا کہ اصل وضع فعل تعالوا سے جسکو حکم دیا گیا گویا وہ بیٹھا تھا کہ اسکو کھڑے ہوکر آگے بڑھنے کا حکم دیا پھر اسمین
وسعت دیدی اور کھڑے ہوئے وچلتے ہوئے تک مین بولنے لگے۔ حاصل قول ابن الشجری یہ کہ مادہ فعل تو علو اور بلندی پر ہو پس گویا اصل مین
بیٹھے ہوئے کو اُٹھانے وآگے بڑھنے کے واسطے موضوع ہوا **قال الزمخشری** فی الکشاف ما حاصلہ اصل مین یہ او نچے پر موجود شخص ایسے
شخص سے کہے جو اس سے نیچے ہو پھر عام ہوگیا۔ المعنی کہدے ای محمد صلعم مشرکون سے کہ آگے آؤ یعنے پست زدمایہ شیطانی ہمت کے
اوہام وظنون کی پیروی چھوڑو اور ادھر متوجہ ہو کر سنو اَتْلُ اقرأ مین پڑھ دون مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ جو تمھارے پروردگار نے

Marfat.com

تم پر حرام کیا۔ ما موصولہ عام ہے اقوال و افعال کو پھر حرف اَن مفسرہ سے اسکی تفسیر بیان فرمائی اَلَّا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـــًٔا مت شرک کرو اپنے رب کے ساتھ یعنی کسی قول و فعل و اعتقاد مین اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت بناؤ۔ فی السراج۔ اگر کہا جاوے کہ اسمین بیان اُن چیزون کا ہے جو اللہ تعالے نے تحریم فرمائین اور محرم مین شرک ہے نہ ترک شرک پس قولہ لاتشرکوا کے کیا معنی ہونگے جواب دیا جاوے کہ اَن مفسرہ کا موضع رفع ہے ای ہو ان لاتشرکوا۔ اور بعض نے کہا کہ موضع نصب ہے پس اسکی توجیہ مین اختلاف ہے بعض نے کہا کہ معنی اسکے یہ کہ حرم ربکم علیکم ان تشرکوا۔ اور لا زائدہ صلہ ہے جیسے قولہ تعالی ما منعک ان لاتسجد اذ امرتک ای ما منعک ان تسجد۔ اور بعض نے کہا کہ ما حرم ربکم پر کلام تمام ہوگیا اور علیکم ان لاتشرکوا سے شروع ہوا یعنی تم پر واجب ہے کہ شرک مت کرو۔ زجاج رح نے کہا کہ جائز ہے کہ یہ معنی پر محمول ہو ای اتل علیکم تحریم الشرک اور جائز ہے کہ بدین معنی ہو کہ اوصیکم ان لاتشرکوا ابن کثیر رح نے کہا کہ گویا کلام مین حذف ہے ای اتل ما حرم ربکم علیکم و اوصاکم ان لاتشرکوا اور بیضاوی وغیرہ نے ما استفہامیہ بھی تجویز کیا کہ ای شئی حرم ربکم یعنی متوجہ ہو کہ مین پڑھ سناؤن تمکو کہ کیا چیز تمھارے پروردگار نے تم پر حرام فرمائی ہے پھر تفسیر کر دی کہ ان لاتشرکوا۔ ایک یہ کہ تم اہل شرک مت کرو۔ اور اتل مین اشعار ہے کہ یہ خبر تحقیقی از جانب پروردگار ہوئی خالص وامر الٰہی ہے کچھ اٹکل و گمان سے نہین ہے۔ صحیح مسلم مین عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو مرا در حالیکہ شرک نہین کرتا تھا اللہ تعالے کے ساتھ کسی چیز کو تو وہ جنت مین داخل ہوا حضرت عثمان و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس باب مین احادیث کثیرہ مروی ہین اور حدیث ابوذر رض مین ہے کہ جبرئیل نے آکر بشارت دی کہ آپ کی امت سے جو مرا در حالیکہ نہین شرک کرتا تھا (یعنے نہ اعتقاد مین اور نہ عمل مین نہ ذات مین نہ صفات مین) تو وہ جنت مین داخل ہوگا۔ ابوذر رض کہتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ اگرچہ اسنے زنا کیا اور چوری کی ہو تو فرمایا کہ ہان اگرچہ زنا کیا اور چوری کی ہو۔ اسکو تین مرتبہ پوچھا اور تینون مرتبہ یہی جواب دیا اور آخر مین کہا کہ اگرچہ خاک آلودہ ہو ناک ابوذر رض کی۔ کما فی حدیث الصحیحین یعنی ضرور وہ جنت مین داخل ہوگا اور چونکہ ابوذر رض نے اسکی زنا و چوری سے جنت مین داخل ہونے کا استبعاد کیا تھا تو بول چال محاورہ کے طور پر کہدیا کہ ابوذر رض ترا استبعاد کیا کرے کیونکہ بخشنے والا تو اللہ تعالی ہے اور معنی حدیث کے یہ ہین کہ جنت حرام ہے کافرون و مشرکون پر کہ کبھی اسمین داخل نہونگے پھر جسنے شرک چھوڑا تو حرمت جاتی رہی اب اگر وہ زنا و چوری وغیرہ بھی نہین کرتا تھا بلکہ متقی و پرہیزگار تھا تو مرتے ہی جنت مین داخل ہوگا اور اگر زنا کار وغیرہ تھا اور بلا توبہ مرگیا تو بعد عذاب جہنم کے داخل جنت ہوگا کذا قال العلماء۔ اور روی ابن مردویہ من حدیث عبادۃ ابن الصامت و ابی الدرداء مت شرک کرو اللہ تعالے کے ساتھ کچھ اگرچہ تم پارہ پارہ کیے جاؤ یا سولی دیے جاؤ یا جلائے جاؤ۔ وفی الصحیح من حدیث ابی ہریرۃ ای ابوہریرہ مت شرک کیجیو اللہ تعالے کے ساتھ اگرچہ تو قتل کیا جاوے یا جلایا جاوے وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا اور بھلائی کرو والدین کے ساتھ پوری بھلائی۔ والدین تو اولاد بالذات ہین اور اجداد و جدات اسمین تبعًا داخل ہین۔ فی السراج اسمین لاتسیئوا الی الوالدین یعنی مت برائی کرو والدین کے ساتھ کہ وہ حرام ہے بیان بجاے اسکے واحسنوا بالوالدین احسانا فرمایا اسمین نہایت مبالغہ ہے اور نیز دلالت ہے کہ والدین کے حق مین برائی نہ کرنا ہی کافی نہین بلکہ نیکی کرنی چاہیئے بخلاف اور برادران اسلام کے کہ انکے ساتھ برائی کرنا حرام ہے **قال المترجم** جو سراج مین ذکر کیا وہ صحیح ہے کیونکہ یہان بیان ان چیزون کا ہے جو پروردگار نے بندون پر حرام کر دی ہین اور احسان کرنا والدین کے ساتھ فرض ہے اور انکے ساتھ برائی کرنا اگرچہ بلفظ اُف وغیرہ سے ترشروئی ہووے حرام ہے۔ وہذا من المعجزات التی استوثق بہا علی الامم وقد قال تعالی ولقد اخذنا میثاق بنی اسرائیل لاتعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا الآیہ وقد اکد الامر فی غیر آیۃ۔ اور صحیحین مین ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ مین نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ کون عمل افضل ہے فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر ادا کرنا مین نے کہا کہ پھر کون تو فرمایا کہ والدین سے بھلائی کرنا الحدیث وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ مِّنۡ اِمۡلَاقٍ ای من اجل فقر تخافونہ نَحۡنُ نَرۡزُقُكُمۡ وَاِيَّاهُمۡ یعنے مت قتل کرو

Marfat.com

اپنی اولاد کو بمحبت خوف محتاجی یعنے ترک کیے ہم رزق دیتے ہیں تمکو اور انکو۔ فی الصحیحین عن ابن مسعودؓ یا رسول اللہ کون گناہ بڑا ہے فرمایا کہ یہ کہ تو اجرم ہو کہ تو اللہ تعالٰے کا شریک بناوے حالانکہ اسنے تجھکو پیدا کیا ہے میں نے کہا کہ پھر کون تو فرمایا کہ اپنی اولاد کو قتل کرے بخوف اسکے کہ تیرے ساتھ رزق میں شریک ہوگا۔ الحدیث۔ املاق کی تفسیر فقر و محتاجی سے حضرت ابن عباسؓ و قتادہ و سدی وغیرہ سے مروی ہے اور شیخ حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ مراد اس سے فقر جو بالفعل حاصل ہو یعنے مت قتل کرڈالو بمحبت فقر کے جو بالفعل تمپر طاری ہو اور سورۂ اسرا میں عام لیا کہ طاری ہو یا اسکا خوف ہو وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ جمع فاحشہ یعنے کبائر مانند زنا وغیرہ کے پھر تعمیم فرمائی مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ علانیہ و پوشیدہ سب طرح کے گناہوں کے پاس مت پھٹکو۔ عن ابن مسعودؓ مرفوعًا کوئی زیادہ غیرت والا اللہ تعالٰے سے نہیں اسی سبب سے حرام کیا فواحش ما ظہر و ما بطن کو۔ الصحیح۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ سعدؓ کی غیرت سے تعجب کرتے ہو قسم اللہ تعالٰی کی کہ میں سعد سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ تعالٰے مجھسے زیادہ غیرت والا ہے اسی سے اُسنے فواحش ما ظہر و ما بطن کو حرام کر دیا۔ رواہ البخاری و مسلم **وقال ابن عباس** زمانہ جاہلیت والے خفیہ زنا کرنے میں مضائقہ نہیں سمجھتے تھے پس اللہ تعالٰے نے پوشیدہ و علانیہ سب حرام کر دیا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ کالقود و حد الردۃ و رجم المحصن۔ مانند قصاص کے اور مرتد ہونے کی حد کے اور محصنہ عورت یا محصن مرد کے سنگسار کرنے کے۔ اور یہ تاکید ہے ورنہ فواحش ظاہرہ و باطنہ میں یہ بھی داخل تھا اور جس نفس کو اللہ تعالٰی نے محرم کر دیا ہے یعنے پیدا کر کے ممنوع کر دیا کہ کسی بندہ کو روا نہیں کہ بدون حکم الٰہی کے کسی نفس کو قتل کرے اور صحیح مسلم میں ابن مسعودؓ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے سوائے کوئی معبود نہیں کہ مرد مسلمان کا خون حلال نہیں مگر تین باتوں میں سے کسی بات کے ساتھ یا تو ثیب ہو پھر زنا کرے یا کسی نفس کو ناحق قتل کیا ہو یا دین کو چھوڑ کر جماعت سے مرتد ہوا ہو۔ وعن عثمانؓ نحوہ یوم الدار تم نا و قسم ہے خدا تعالٰی کی کہ میں نے زمانہ جاہلیت یا اسلام میں کبھی زنا نکیا اور نچاہا کہ دین بدلوں اور نہ میں نے کسی نفس کو قتل کیا پھر تم لوگ مجھے کیوں قتل کرتے ہو رواہ احمد وعن ابی ہریرۃؓ مرفوعًا جسنے کسی معاہدی ذمی کو قتل کیا تو اسنے اللہ تعالٰی کا ذمہ توڑا پس وہ جنت کی خوشبو نپاویگا حالانکہ اسکی خوشبو پچاس خریف تک ملتی ہے رواہ الترمذی وصححہ ذٰلِكُمْ ای ذلک المذکور یہ جو مذکور ہوا وَصَّاكُمْ بِهِ وصیت کی تمکو اسکے ساتھ یعنے اسکے حفظ و نگہداشت کے ساتھ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ تدبر دل تم سوچ کر پند و وعظ سے سمجھ حاصل کرو۔

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا

اور پاس نجاؤ یتیم کے مال کے مگر جسطرح بہتر ہو — جب تک وہ پہونچے اپنی قوت کو — اور پوری کرو ناپ اور تول — انصاف سے — ہم کسی پر نہیں رکھتے

إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

جو اسکو مقدور ہو — اور جب بات کہو تو حق کہو — اگرچہ وہ ہو اپنے ناتے والا — اور اللہ کا قول پورا کرو — یہ تمکو کہدیا ہے — شاید تم دھیان رکھو

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اور کہا یہ راہ ہے میری سیدھی سو اسپر چلو — اور مت چلو کئی راہیں — پھر تمکو بچلادینگے اُسکی راہ سے — یہ کہدیا ہے تمکو — شاید تم بچتے رہو

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي ای الا بالخصلۃ التی هِيَ أَحْسَنُ اور مت پاس پھٹکو مال یتیم کے مگر ایسی خصلت کے ساتھ جو بہت بہتر ہو۔ وہی ما فیہ صلاحہ۔ اور یہ خصلت احسن وہ ہے جسمیں یتیم کے حق میں بہتری ہو اور اسکے مال میں بڑھتی ہو حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ باینطور کہ اسکو احتلام ہو یعنی حکم یتیم کے مال کا اس اصلاح کے ساتھ اسوقت تک کہ وہ بالغ ہو جاوے بعد بلوغ کے وہ یتیم کے حکم میں نہیں رہتا

[^1]: سعدؓ نے کہا تھا کہ اگر اپنی جورو کے پاس کسی کو دیکھوں تو صاف تلوار سے کردوں ۱۲ م

[^2]: رواہ النسائی والترمذی وابن ماجہ ۱۲ م

[^3]: یعنی جو بک مسلمانوں کی حمایت میں امان لیکر رہتے ہیں اور جو تاجر وغیرہ امان لیکر داخل ہوا ۱۲ م

مراد آنکہ جب رشد کو پہونچ جاوے تو اسکو اسکا مال سپرد کردو اور یہ معنی نہیں کہ اسوقت اُس سے تعرض کرو بس حتی بانتہا ہی اُسکے مال میں صلاح
واجب ہونے کی کہ وہ تا مرتبہ اشد ہی اور اشد میں بعض نے کہا کہ اسم جمع ہی اسکا واحد نہیں اور سیبویہ نے کہا کہ شدہ اسکا واحد ہی اور جوہری نے اسکی تحسین
کی اور بعض نے کہا کہ اشد وہ قوت شباب کا استحکام ہی۔ عبد الرحمن بن زید بن اسلم اور مالک اور شعبی سے جو مروی ہوا وہ دلالت کرتا ہی کہ بلوغ
اور سن تکلیف کا مرتبہ ہی اور قولہ تعالے وابتلوا الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح الآیۃ میں تفصیل گزر چکی اور مختار یہ ہی کہ مال سپرد کرنے کے واسطے
بعد بلوغ کے اسکا رشد بھی شرط ہی کہ ہوشیار کمانُہو اور آوارہ بہاؤ نہو وَاَوْفُوا الْكَيْلَ پیمانہ سے ناپنا وَالْمِيزَانَ ترازو سے تولنا بِالْقِسْطِ
عدل کے ساتھ بدون اسکے کہ گھاٹ کرو لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا یعنے نفس کی طاقت بھر ہم ہر نفس کو تکلیف شرعی دیتے ہیں پس اگر
کسی آدمی نے باوجود نیت درست رکھنے کے ناپ و تول میں خطا کی یعنی چوک گیا اور اللہ تعالے اُسکی نیت درست ہونے کو جانتا ہی
تو اسپر مواخذہ نہوگا جیسا کہ ابن مردویہ کی روایت مرسل میں سعید بن المسیب سے یہ معنی مذکور ہیں اور اسناد اسکی حسن ہی وَإِذَا قُلْتُمْ اور جب تم
بات کہو چاہے کوئی حکم ہو کسی مقدمہ میں یا کوئی اور قسم کی بات ہو فَاعْدِلُوا تو عدل کرو یعنے سچائی کے ساتھ انصاف کی بات کہو جو موافق
شرع ہو وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ اگرچہ جسکے نفع یا ضرر کے واسطے تمنے بات کہی وہ تمہارا قرابت والا ہو حاصل آنکہ ہر بات کو انصاف و عدل سے
کہو اور اسمیں حکم حق کی رعایت کہو اور قرابت داری وغیرہ کسیکی رعایت مت کرو پس اگر غیر کو تمہارے حکم حق سے نفع ہوتا ہو اور قرابت والے پر ضرر عائد ہوتا ہو تو قرابت ہی کی
جانب داری مت کرو اور سچا حکم دو وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا اور عہد الٰہی کو وفا کرو اور اصل یہ تھا کہ اوفوا بعہد اللہ پس بعہد اللہ کو تعظیم
و اہتمام کے واسطے مقدم کیا اور مراد اس سے نماز و روزہ وغیرہ ہیں اور وفا کرنا تمام عہدوں کا واجب ہی ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُونَ بتشدید دال و کاف ہی یعنے پند و نصیحت حاصل کرو اور حفص و حمزہ و کسائی کی قراءۃ میں بتخفیف ذال و سکون ہی وَأَنَّ بالفتح کی قراءۃ
میں بتقدیر لام ہی اور بالکسر جیسا کہ حمزہ کی قراءۃ میں ہی جملہ مستانفہ ہی هَٰذَا یعنے یہ سب جس سے تمکو وصیت کی ہی صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا
میری راہ ہی درحالیکہ وہ مستقیم ہی فَاتَّبِعُوهُ اسی کی پیروی کرو وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ تفرق میں ایک تا کا حذف ہی
تتفرق بکم اسی سبیل ہم سے تمکو جدا کا دین اور سبل جمع سبیل کی مختلف راہیں جو راہ حق سے مخالف اور ٹیڑھی ہیں حاصل آنکہ مت پیروی کرو مختلف ٹیڑھی
راہوں کی کہ تمکو راہ راست و دین حق سے مائل کر دیں اور بہکا دیں۔ علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہ آیت اور مانند قولہ ان
اقیموا الدین ولا تتفرقوا الآیۃ میں اللہ تعالے نے مومنوں کو جماعت و اتفاق کا حکم دیا اور انکو اختلاف و پھوٹ سے منع کیا اور آگاہ کیا کہ تم سے
اگلے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے اللہ تعالے کے دین میں جھگڑے اور تحتین نکالیں۔ اور ایسا ہی مجاہد رحمہ اللہ اور
دیگر سلف صالحین سے مروی ہی کذا ذکرہ الحافظ ابن کثیر **وقال المترجم** اس زمانہ میں افسوس ہی کہ مسلمانوں میں باہم وہابی و بدعتی وغیرہ کا
سخت اختلاف پیدا ہوگیا اور باہم دین کے معاملہ میں جھگڑنے لگے اور ظہور اسمیں فساد علما ہی کہ دنیا کی خواہش و جاہ و مال و ریاست کی
طلب میں دین میں تہاون کیا اور خواہش نفسانی و جہال کی دلجوئی اور عوام کی خوشی کے واسطے ایسے ایسے مفسدہ دین میں برپا کیئے اور امر بالمعروف
و نہی عن المنکر سے آنکھ بند کرلی کاش اگر علما بدباطن متفق ہوتے ولیکن جو امر تقدیر میں جاری ہوا وہ پورا ہوگا اللہم اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ یعنے تقویٰ رکھو اس چیز سے جس سے منع فرمایا یعنے
مختلف راہوں اور گمراہی کے طریقوں سے بچو۔ ابن عطیہ نے فرمایا کہ یہ راہیں عام ہیں جو یہودیت و نصرانیت و دیگر ملتوں کو اور اسلام کے
مبتدع فرقوں کو اور ہر ملت گمراہی و ضلالت کو جنکی بنیاد ہوا ے نفسانی و اپنی خواہش کی باتوں پر ہی شامل ہیں اور نیز فروع میں جو

Marfat.com

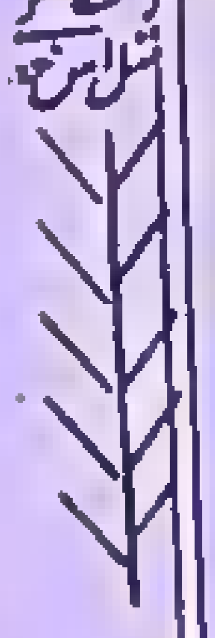

شاذ ہین اور جو لوگ علم جدل و علم کلام مین ڈوبے ہوئے ہین وہ بھی انکے مصداق ہین اور یہ سب بد اعتقادی و لغزش کا نشانہ ہین قتادہ رحمہ اللہ
نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو آگاہ رہو کہ سبیل الٰہی تو ایک راہ مستقیم ہے وہ جماعت الہدیٰ ہے اور خاتمہ بخیر اسکا جنت مین پہونچ جانا اور ہوشیار رہو
کہ ابلیس نے متفرق راہین نکالین وہ جماعت ضلالت ہین اور انکی انتہا دوزخ مین ہے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے
اپنے مبارک ہاتھ سے ایک سیدھا خط کھینچا (سیدھی لکیر کھینچی) پھر فرمایا کہ یہ تو راہ الٰہی عزوجل ہے جو راست و مستقیم ہے پھر اس خط کے داہنے بائین بہت سی لکیرین کھینچین
پھر فرمایا کہ یہ بہت سی ٹیڑھی راہین ایسی ہین کہ انمین سے کوئی راہ خالی نہین جسپر ایک شیطان نہو اور وہ اس راہ کج کی طرف بلاتا ہے پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھی ان ہذا صراطی مستقیما الآیۃ رواہ الامام احمد والنسائی والحاکم وصححہ وعبد بن حمید والبزار وابن المنذر وابن ابی حاتم
وابو الشیخ وابن مردویہ وعن ابن مسعودؓ فرمایا کہ جسکو خوش آوے کہ وہ ایسے وصیت نامہ کو دیکھے جسپر آنحضرت صلعم کی مہر ہے تو وہ ان آیات کو پڑھے
رواہ الترمذی وحسنہ اور ایک روایت مین ہے کہ جو ارادہ کرے کہ رسول اللہ صلعم کی وصیت کو دیکھے جس پر آپکی مہر ہے تو وہ ان آیات کو پڑھے
قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الآیات - ذکرہ الحافظ فی تفسیرہ - وعن ابن عباس رضہ فرمایا کہ سورۂ انعام مین آیات محکمات
ہین وہ ام الکتاب ہین پھر پڑھا قولہ تعالےٰ قل تعالوا اتل الآیات. رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد - اور صحیحین مین
عبادہ بن الصامت کی حدیث کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے بیعت کرو کہ مت شرک کرو اللہ تعالےٰ سے
کچھ بھی تا آخر حدیث جس مین امور ارشاد بیان ہین اور نیز حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ تم مین کون شخص مجھ سے بیعت کرتا ہے ان تین آیتون پر پھر پڑھا قولہ تعالےٰ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الآیات
پھر فرمایا کہ سو جس نے انکو پورا کیا اُس کا اجر اللہ تعالےٰ پر ہے اور جس نے اُن مین کچھ قصور کیا اور اللہ تعالےٰ نے اُس کو دنیا مین
گرفت کیا تو اس کے واسطے کفارہ ہو جائیگا اور جس کو اللہ تعالےٰ نے آخرت تک چھوڑ رکھا تو اُسکا امر بجانب الٰہی عزوجل ہے چاہے
اس سے مواخذہ کرے اور چاہے اسکو عفو کرے رواہ ابو الشیخ وابن مردویہ وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی والترمذی
وحسنہ والحاکم وصححہ من حدیث سفیان بن حسین والذی فی الصحیحین من حدیث عبادہ ہو ایضاً من روایۃ سفیان بن حسین فلا ینسب فی
احدہما الے الوہم کذا فی تفسیر الحافظ فافہم اور ابن ابی شیبہ وابن الضریس وابن المنذر نے کعب احبار سے روایت کی کہ اول
جو توریت مین نازل ہوئین دس آیتین ہین اور یہ وہی دس ہین جو آخر سورہ انعام مین نازل ہوئین قل تعالوا الآیات الثلث
اور ابو الشیخ نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عدی بن الخیار سے روایت کی کہ کعب احبار نے ایک شخص کو پڑھتے سنا کہ وہ پڑھتا
تھا قولہ تعالےٰ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم الآیات تو کعب نے کہا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین کعب کی جان ہے کہ یہی توریت
مین پہلی آیت ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الے آخر الآیات مترجم کہتا ہے کہ کعب احبار نے زبان توریت کا ترجمہ اسطرح
ذکر کیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قل تعالوا الخ کیونکہ ظاہر ہے کہ توریت بزبان عربی نہین تھی لیکن یہ ترجمہ بلفظ عبارات نہین ہے کیونکہ ادائے معانی زبان
عربی بصورت ترجمہ بلفظ عبارات کے ایسا حاوی و اقید و اشمل و احسن نہین ممکن جیسا کہ اوتعالےٰ عزوجل نے کلام پاک مین بیان فرمایا ہے اور
مؤلف فتح البیان نے انکو ترجمہ کر کے لکھا چنانچہ کہا کہ مراد اس سے توریت کی دسون وصیتین ہین اول آنکہ مین ہی رب ہون تیرا معبود جس نے
تجھکو زمین مصر سے بیت عبودیت سے نکالا تیرا کوئی معبود نہین میرے سوائے - اور منجملہ ان وصایا کے یہ ہے کہ تکریم کر اپنے باپ ماں کی تا کہ
تیری عمر بڑھے اس سرزمین مین جو تجھکو تیرا پروردگار معبود دیویگا - مت قتل کر - مت زنا کر - مت چوری کر - مت گواہی دے اپنے ناتے دار کیلیے

Marfat.com

جھوٹی گواہی اور ست شہوت سے دیکھ اپنے ناتے دار کی لڑکی اور ست خواہش کر اپنے ناتے دار کی جورو کی اور نہ اُسکے غلام کی اور نہ
اُسکی باندی کی اور نہ اُسکے بیل کی اور نہ اُسکے گدھے کی اور نہ ایسی کسی چیز کی جو تیرے ناتے دار کی ہے یہودیون کو ان وصیتون کی طرف
بڑی عنایت ہے اور اسکو زبور والون نے اپنے زبور کے آخر مین اور انجیل والون نے اپنی انجیل کے اوّل مین لکھا ہے - ابو السعودؒ نے اپنی تفسیر مین
کہا کہ یہ دسون احکام امتون وزبانون کے اختلاف سے مختلف نہین ہوئے **قال المترجم** تصدیق اسکی آیات مابعد مین موجود ہے ولیکن
قبل اسکے اشارات عرائس البیان ذکر کرون ف **فی العرائس** قولہ تعالیٰ ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن - فواحش تو عرائس دنیا
ہین اور ان عرائس مین ظاہری تو دنیا کی زینت وتازگی ہے اور باطنی دنیا کی دوستی اور ریاست وجاہ ومنال کی خواہش ہے - حارث محاسبیؒ
نے فرمایا کہ فواحش وہ چیزین ہین جنسے غیر اللہ تعالیٰ مراد ہو بعض نے کہا کہ فواحش افعال جو ظاہر ہین وہ زنا وغیرہ ہین اور جو باطن ہین وہ
جھوٹے دعوے ہین قولہ تعالےٰ واذا قلتم فاعدلوا جب تم مقام ولایت کی خواہش کرو تو سچائی کرو بایںطور کہ اپنے نفوس کو بلا ومحنت
ومشقت مین ڈالو کیونکہ ولایت مقرون ببینہ ہے - نیز جب مجھسے تمکو ربانی خبر پہونچے تو دل سے میرے پاس حاضر ہو اور جب تم نے
مجھکو ظاہر سے ذکر کیا تو باطن مین میرے مشاہدہ سے شاہد ہو اور جب تم میرے بندون کے عیب مشاہدہ کرو جبکہ معائب انکو تبلائے گئے ہین تو امر بالمعروف
مین تمکو کوئی خوف وخیال لاحق ہو اور بُری باتون سے منع کرنے مین تمکو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہو بلکہ اسمین عدل و
انصاف سے برتاؤ کرو اور جو حدود مین نے اپنی شرع مین مقرر فرمائے ہین انسے تجاوز مت کرو - ابو سلیمانؒ نے اس آیت کے اشارہ مین کہا
یعنے جب تم بات کرو تو میرے ذکر کو بیان کرو - محمد بن حامدؒ نے فرمایا کہ کلام مین عدل یہ ہے کہ ایسی بات کہے جس سے فی الحال یا انجام کار مین
اسپر ضرر اور وبال عائد نہو - قولہ وبعہد اللہ اوفوا - عہد الٰہی وفا کرنا اسطرح ہے کہ قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف محبت وشوق کے ساتھ متوجہ کرے
ہرگز نہ پھیرے یہانتک کہ اس تک واصل ہو اور سوائے حضرت باری تعالےٰ کے کسی چیز پر توجہ نہ کرے جس سے محجوب نہو جاوے
اور اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی چیز کو اختیار نہ کرے - جوزجانیؒ نے فرمایا کہ عہد بہت ہین اور سب سے بڑھکر وفا کرنے کے لائق یہ عہد ہے
کہ جن باتون کے کرنے کا شرع مین حکم ہے خواہ فرض و واجب یا سنت و مستحب سب کو بیان کرے اور نصیحت کرے اور جن باتون سے
شرع مین ممانعت ہے خواہ حرام ہین یا مکروہ تحریمی یا مکروہ وغیرہ سب سے منع کرے بالجملہ امر بالمعروف ونہی از منکر کے بجا لانے کا عہد وفا کرنا
سب سے ضروری و بڑھکر ہے پس اول اپنے نفس کو معروف کا حکم کرے اگر وہ قبول کر لے تو خیر بہتر ورنہ اسکو بھوک دیکر اور بیخواب رکھکر
بہت یاد الٰہی سے راضی کر اور صالحین کی صحبت مین بیٹھ تاکہ وہ معروف شرع کی طرف رغبت کرے پھر اسکے بعد اپنے سوائے غیرونکو
ان بھلی باتون کا حکم دے اور پہلے اپنے نفس کو بُری باتون سے منع کر پس اگر وہ مان جاوے تو بہتر ورنہ اسکو اسطرح تادیب وسزا دے
کہ روئے زمین پر سفر اختیار کر اور مفسد چیزون سے اسکو الگ کر اور تنہائی مین بیٹھ اور کم باتین کر اور صبر کو لازم کر لے تاکہ نفس باز رہے
پھر جب تیرا نفس خود باز رہے تو لوگونکو منکر باتون سے ممانعت کر **قال المترجم** اس امر کی ملامت ہے کہ آدمی اور ون کو نصیحت کرے
اور خود فضیحت ہو لہذا شیخؒ نے ایسا طریقہ تبلایا کہ آدمی خود بھی عامل ہو اور دوسرونکو بھی نصیحت کرے اور ثواب جمیل حاصل کرے لیکن یہ واضح
رہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر شخص پر واجب ہے مع شرائط وتفصیل کے جیسا کہ اپنے مقام پر مذکور ہوا پس اگر خود کوئی شخص آراستہ
نہو تو اُسکے ذمہ سے یہ واجب ساقط نہو گا اور یہ مسئلہ مفصل گزر چکا ہے فتذکر **قال الشیخ** پھر جب اللہ تعالےٰ نے راہ شریعت وحقیقت
اور احکام عبودیت ووصایائے معرفت بیان کردین تو اسکے بعد عقد حقیقت وعرفان کی تاکید فرمائی لقولہ ان ہذا صراطی مستقیما الآیۃ

Marfat.com

اوتعالی کی صراط مستقیم یہی شریعت توحید وراہ سنت وتحقیق ہے جسمین اسکی معرفت کے طلب کے واسطے عبودیت اداکرے اور اُسکے کلام پاک کی اقتدا کرے جیسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا او دالہام کی متابعت کرے اور جملہ اغیار سے خاطر پاک ہونے کے وقت اسکے مشاہدہ کا خواستگار ہو جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا کہ راہ ہی قلب سے اللہ تعالےٰ کی طرف بانیطور کہ ماسوائے الٰہی سے اعراض ہوا ور سُبُل سے یہان اشارہ ہے کہ خطرات مذمومہ اور ہواجس نفسانیہ اور وساوس شیطانیہ کسی پیراہین ہون سب گمراہی ہین کیونکہ وہ سب تاریک ہین اور مریدین کی راہ مارنے والے اور جہنم کی راہ یا اس راہ پر پہونچانیوالے ہین راہ حقتعالیٰ فقط راہ ہدی ہے اور ہدی یہ ہے کہ کدورات مخلوقات سے جو دل پاک ہین انکی نظرون مین جلال آیات کے نہایت روشن آفتاب نظر آوین جنکا مرجع عین صفات سے ذات پاک تعالیٰ وتقدس ہے **قال المترجم** تجھکو یاد ہوگا کہ اوتعالےٰ عزوجل نے مشرکین عرب کے انواع جہالات وضلالات کو جو انہون نے نفس وشیطان کی پیروی ودنیا و اسکی چیزون کی محبت اور مودت سے غفلت مین اور اپنے نفس کے کمال سے جاہل بلکہ اندھے بہرے جانورون کے مانند بلکہ اُنسے بدتر پڑے رہنے پر راضی ہوکر ان انواع جہالات وگمراہیون کو اختیار کیا تھا بیان فرماکر اور اپنی عجائب صنعت وعظیم قدرت اور عظمت وجلال اور ظاہر آیات ولطیف اشارات سے نصیحت وہدایت وارشاد کرنے کے بعد راہ راست کو واضح وروشن کر کے مجری کلیہ احکام کہ اصول دین وایمان وارشاد بتحقیق وعرفان ہین واضح بیان فرمایا اور تفسیر مین گزرا کہ یہ اصول شرائع زمانہائے سابق اور امم مختلفہ مین نہین بدلے اور مذکور ہوا کہ یہین توریت وزبور پر بطور حاصل واہتمام خاص انکی وصیت تھی اور اہل انجیل نے بھی انکو لکھا ہے والاشارۃ الی القصۃ بعد ذلک فیما قال تعالےٰ

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ

پھر دی ہمنے موسیٰ کو کتاب پورا فضل نیکی والے پر اور بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور مہر شاید وہ لوگ اپنے رب کا ملنا

٩ ع ٦ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ

یقین کرین اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہمنے اُتاری برکت کی سو اسپر چلو اور بچتے رہو شاید تم پر رحم ہو اسواسطے کہ کبھی کہو کتاب جو اُتری تھی

عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ

سو دو ہی فرقون پر ہمسے پہلے اور ہمکو اُنکے پڑھنے پڑھانے کی خبر نہ تھی یا کہو اگر ہمپر اُترتی کتاب

لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ

توہم راہ چلتے اُنسے بہتر سو آچکی تم کو تمہارے رب سے شاہدی اور ہدایت اور مہربانی اب اُس سے بے انصاف کون جو جھٹلاوے اللہ کی آیتین

اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝

اور اُنسے کتراوے ہم سزا دینگے کترانے والونکو ہماری آیتونسے بُری طرح کی مار بدلا اُس کترانے کا

ثُمَّ اٰتَيْنَا یعنے پھر ہم تمکو آگاہ کرتے ہین کہ عطا فرمائی تھی ہمنے مُوْسَى الْكِتٰبَ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب توریت۔ واضح ہو کہ ثم جو ترتیب کے واسطے آتا ہے تو وہ کبھی خبر دینے کی ترتیب بیان کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ زبان عرب مین معروف وشائع ہے اور ایسا ہی آیت کریمہ مین ہے اور زمانہ کی تراخی کے لیے نہین کیونکہ ظاہر ہے کہ موسیٰ کو بہت مدت پہلے توریت عطا ہوئی تھی اور عطا کرنے مین اشارہ ہے کہ یہ محض فضل الٰہی تھا کیونکہ نبوت محض فضل ورحمت الٰہی ہے جسکو ازل مین برگزیدہ کیا اسکو ملتا ہے اور اوتعالیٰ علیم حکیم ہے وہی خوب دانا ہے

اُسکو رسول فرمایا اسمین کچھ بڑی عبادت وغیرہ کو دخل نہین ہی۔ الف لام کتاب پر عہد کا اور مراد توریت ہی تَمَامًا عَلَی الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ
کاہر تماما للنعمۃ علی الذی احسن بالقیام بہ یعنی تام نعمت کا ہر ایسے بندہ پر جو اچھا برتاؤ کرے اس کتاب پاک پر قائم ہوکر نصب تماما کو اگر اسوجہ
کہ مفعول لہ ہی تو معنی یہ کہ اس فائدہ کے واسطے کہ تمام و پوری ہو نعمت ہر اُس شخص پر جسنے اُس کتاب کے موافق اچھی طرح برتاؤ کیا۔ اور
اگر اسوجہ سے کہ مصدر ہی تو معنی آنکہ تم ذلک تماما۔ پوری ہوئی یہ نعمت جو وصایائے مذکورہ بالا میں ہی ہر اُس شخص پر الخ۔ یا تمام بمعنی اتمام ہی
ای اتممنا اتماما۔ اور اگر اسوجہ سے کہ حال ہی تو معنی آنکہ عطا کی ہمنے موسیٰ کو کتاب درحالیکہ وہ پوری کرنیوالی ہی رحمت کو ہر ایسے شخص پر جو اسپر خوبی
سے عمل کرے وَتَفۡصِیۡلًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ وَّہُدًی وَّرَحۡمَۃً درحالیکہ تفصیل ہی ہر چیز کے واسطے اور ہدایت و رحمت ہی یا تفصیل
کی پوری تفصیل اور ہدایت کی پوری ہدایت کرنا اور رحمت کی پوری رحمت کرنا جو قوم موسیٰ کے لیے مقدر تھی یا واسطے تفصیل اور واسطے
ہدایت و رحمت اُس قوم بنی اسرائیل کے لَعَلَّہُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّہِمۡ یُؤۡمِنُوۡنَ شاید بنی اسرائیل ایمان و یقین لاوین اپنے رب کی ملاقات
قولہ بلقاء ربہم متعلق یومنون ہی اور مقدم کردیا گیا بغرض تمام اہتمام کے اور جو شخص ایمان لایا اس بات پر کہ بعث و حشر ہو کر وہ قیامت کے
میدان مین لایا جائیگا اور اپنے اعمال پر ثواب و عذاب پائیگا تو وہ سب وصایائے مذکورہ پر عمل کرنے مین اہتمام کریگا بلکہ قیامت تو جب ہو
اسکو موت کے لیے بہت اہتمام ہوگا کیونکہ جو مرا اسکی قیامت قائم ہوگئی۔ کما فی الحدیث الصحیح کیونکہ اسی وقت سے آثار مترتب ہو جاتے
ہین اور کوئی آدمی نہین جو موت پر یقین نہ رکھتا ہو پھر اللہ تعالے آنکھون سے غفلت دور فرماوے اور واضح ہو کہ اللہ تعالے
کو ہر قوم کا قطعی علم ہی کہ جو اسکا انجام ہو گا اور کیونکر نہین کہ سب اسی کی ذرہ ذرہ مخلوق ہی اسکو انکی ماہیت و حقیقت تمام و کمال بالکل ہی
معلوم ہی پس اسکو خوب معلوم تھا بلکہ مقدر فرمایا تھا کہ توریت سے بنی اسرائیل کا کیا انجام ہوگا پھر جو لعل فرمایا جسمین امید کے معنی ہین تو وہ
ان لوگون کے واسطے ہی کیونکہ ہر شخص پر احکام الٰہی بجالانا واجب ہی اور اسکی مشیت و تقدیر سے متعلق ہونا نچاہیے کیونکہ کسی کو اسکی
مشیت و تقدیر معلوم نہین ہوسکتی ہان اگر کافر مرجاوے تو معلوم ہوجائیگا کہ یہی مقدر تھا لہذا ہر ایک کو مقام امید مین رکھا قال الحسن
و مجاہد المین محسن اور غیر محسن دونون تھے پس توریت تمام نعمت تھی محسن یعنی مومنون پر واضح ہو کہ تفصیل کل شئی سے مراد انکی ہدایت
و شرایع کے متعلق ہر شئی کی تفصیل تھی۔ اگر کہا جاوے کہ اس آیت مین بنی اسرائیل پر تمام نعمت ذکر فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ نعمت تو
انپر تمام ہوئی بہرحال اور ہمارے اوپر ناقص ہوگی جواب یہ ہی کہ تمام نعمت اس شخص پر جسنے اس کتاب پر ٹھیک عمل کیا پس جسقدر اس کتاب کی
نعمت کا پورا ہونا مقدر تھا اسی قدر حاصل ہوگا اور خلاصہ یہ ہی کہ تمام ہونا ہر چیز کے لائق مختلف ہوتا ہی مثلا جو سامان کہ وزیر کے مکان کے
واسطے لائق ہی وہ اسکے حق مین تمام ہی حالانکہ وہ امیر کے اور سلطان کے لیے تمام نہین پس مطلق تمام نعمت انپر نہ تھی بلکہ جو انکے لائق ہی اور
ذکر کتاب توریت کے فافہم و سیاق الکلام فیہ۔ اور بہتر تفسیر اس مقام پر علامہ حافظ ابن کثیر کا خلاصہ یہ ہی کہ قولہ ثم آتینا موسی الکتاب ابن جریر
نے کہا بدلیل قولہ قل تعالوا الخ کے معنی یہ کہ ثم قل یا محمد عنا انا آتینا موسی الکتاب الخ ابن کثیر نے فرمایا کہ اسمین نظر ہی اور بات یہ کہ ثم یہان
عطف خبر بعد خبر کے واسطے ہی نہ ترتیب کے لیے کما قال الشاعر ؎ قل لمن ساد ثم ساد ابوہ ؂ ثم ساد قبل ذلک جدہ ؂ یہان جبکہ پہلے قرآن
سے خبر فرمائی بقولہ وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ۔ پھر عطف کیا بمدح توریت۔ اور اکثر اوقات اللہ تعالے نے دونون مین اقتران فرمایا ہی کقولہ
ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ۔ وہذا کتاب مصدق لسانا عربیا۔ اور جیسے بعد قولہ قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسی الآیۃ کے فرمایا
وہذا کتاب انزلناہ مبارک الآیۃ۔ اور جیسے بعد نقل مقولہ مشرکین کے بقولہ وقالوا لولا اوتی مثل ما اوتی موسی فرمایا اولم یکفروا بما اوتی موسی من قبل

Marfat.com

قالوا سحران تظاہرا - اور بیان فرمایا تماما علی الذی احسن - ای تماما جامعا کاملا لما یحتاج الیہ فی شریعتہ لقولہ وتفصیلا لکل شیٔ جیسے فرمایا -
وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیٔ الآیہ اور قولہ علی الذی احسن یعنی جزاءً علی احسانہ کیونکہ طاعات وعبادات مین اسنے حکم کی فرمانبرداری کی -
کما فی قولہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان اور جیسے فرمایا واذا ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن - اور ربیع بن انس نے فرمایا ای احسن
فیما اعطاہ اللہ جو اسکو اللہ تعالیٰ نے دیا اسپر عمل کرنے مین وہ مرتبہ رکھا جو احسان کا مرتبہ ہے قتادہ نے کہا کہ جسنے مرتبہ احسان کے
موافق فرمانبرداری کی آخرت مین اُسکے واسطے اجر پورا کیا - ابن جریر نے علی الذی احسن بمعنی علی احسانہ اختیار کیا شاید الذی کو مصدریہ
قرار دیا کما فی قولہ وخضتم کالذی خاضوا اے خضتم کخوضہم - ابن رواحہ نے کہا ہ وثبت اللہ ما اٰتاک من حسن ہ فی المرسلین ونصرا
کالذی نصروا - یعنی نصر اکنصرہم - اور دیگر علماء نے کہا کہ الذی یہان بمعنی الذین ہے ابن جریر نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود سے حکایت
کیا گیا کہ انکی قرارت مین تماما علی الذین احسنوا تھا اور ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کی کہ قولہ علی الذی احسن یعنی علی المحسنین یا المؤمنین
ایسا ہی ابو عبیدہ سے مروی ہے بغوی نے کہا کہ محسنون وہ انبیا ومؤمنین ہین یعنی ہمنے اسکی فضیلت اُن لوگون پر ظاہر کر دی **قال الحافظ**
اور مین کہتا ہون کہ علی ہذا یہ مانند قولہ تعالیٰ یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی الآیہ ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے سردار رسول اللہ محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء وخلیل سے افضل ہو جاوین بسبب اسکے کہ دیگر دلائل اس پر دلالت
کرتے ہین وَھٰذَا اور یہ قرآن کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ کتاب ہے جسکو ہمنے اتارا ہے مُبٰرَکٌ مبارک ہے یعنی کثیر البرکۃ ہے فَاتَّبِعُوْہُ
پس اُسکی پیروی کرو اے اہل مکہ باینطور کہ جو احکام ونصائح اسمین ہین انپر عمل کرو کیونکہ جب وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے بہت
برکت کی کتاب ہے تو انپر تمکو عمل واجب ہے پس اسکی پیروی کرو وَاتَّقُوْا اور کفر وانکار سے پرہیز رکھو لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ شاید رحم
کیے جاؤ یعنے ایسا کرنے کے بعد اﷲ تعالے جل جلالہ سے رحمت کے امیدوار ہو اور نہین ناامید ہو رحمت الٰہی سے گمراہی جو کافر ہے
اَنْ تَقُوْلُوْٓا فراء وکسائی نے کہا ای واتقوا ان تقولوا یا اہل مکہ - اور بچو اس بات کے کہنے سے ای مکہ والو - اور بصریون نے کہا انزلناہ
کراہۃ ان تقولوا ہمنے اسکو نازل کر دیا بسبب کراہت اس امر کے کہ تم لوگ کہو اور کوفیون نے اور شیخ ابن جریر نے کہا ای انزلناہ
لئلا تقولوا ہمنے اس کتاب کو نازل کر دیا تیرا تاکہ تم یون نہ کہو کہ اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْکِتٰبُ عَلٰی طَآئِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا یہی ہوا تھا
کہ اتاری گئی کتاب ہمسے اگلے دو گروہون پر وَاِنْ کُنَّا عَنْ دِرَاسَتِہِمْ لَغٰفِلِیْنَ البتہ ہم اُنلوگون کی قراءۃ سے غافل رہے کیونکہ ہم
اسکو نہین جانتے تھے بوجہ اسکے کہ وہ ہماری زبان مین نہ تھی طائفتین سے مراد یہود ونصاریٰ ہین کہ انپر توریت وانجیل نازل ہوئی
اور رہی زبور تو وہ احکام توریت کی پابندی کے ساتھ فقط نصائح ومواعظ تھے واللہ اعلم پس اہل زبور وہی اہل توریت مین پس جملہ
دو ہی گروہ یہود ونصاریٰ ہوئے اور یہی ابن عباس ومجاہد وسدی وقتادہ وبہتون سے مروی ہے کہ یہود ونصاریٰ مراد ہین - ان کنا
ای انا کنا پس ان تشدید سے مخفف اور اسم محذوف ہے حاصل آنکہ قیامت مین تم یہ عذر پیش نہ لاؤ کہ ہمپر کوئی کتاب نہین بلکہ یہود ونصاریٰ پر غیر زبان مین اتری جسکی درس سے ہم
غافل تھے **قال الحافظ** یعنی ہم نہین سمجھتے تھے کہ وہ لوگ کیا کہتے ہین کیونکہ وہ لوگ ہماری زبان نہ بولتے تھے اور باوجود اسکے ہم اس خبر سے غافل تھے جسمین وہ تھے
وقال المترجم اصل مورد یہ ہے کہ اس لغت کا نجاننا کچھ عذر نہین بلکہ اُنسے دریافت کر لیا ہوتا اور شیخ ابن کثیر نے اسکے دفع کیطرف اشارہ کیا اور
مترجم کے نزدیک توضیح یہ ہے کہ قیامت مین یہ عذر نہ کرین کہ کتاب آسمانی تو ہمسے اگلے دو گروہ پر نازل ہوئی اور ہم اس سے محروم تھے اور
وہ ہدایت انھین دو گروہ کے ساتھ مخصوص تھی کچھ عموم بعثت نہ تھی کہ ہر شخص پر اسکا علم ومعرفت حاصل کرنا فرض ہوا اور اپنی ابتدا کیواسطے حاصل کرنے مین یہ دقت

Marfat.com

تھی کہ وہ زبان دان دونون گروہ کی قراءۃ ہماری سمجھ مین آتی نہ تھی باوجودیکہ ہمکو اس ارسال و انزال کتب سے غفلت محض تھی اور نیز اپنی مشغولی مین غفلت تھی باوجودیکہ ایسے گروہ پر نازل ہوئی جنکو تحریف و تبدیل مین غلو تھا اور ارشاد و ہدایت سے بے پروائی تھی یعنے انکا ہمکو درس دینا اور سمجھانا بالکل نہین پایا گیا ہم اس سے بالکل غافل رہے کہ انھون نے ہمکو کبھی سمجھایا ہوتا پس ہم معذور ہین اَوْ تَقُوْلُوْا یا یون کہو کہ لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ اگر ہمارے اوپر کتاب اتاری جاتی تو ان لوگون کی بہ نسبت زیادہ ہدایت پر ہوتے خواہ اسوجہ سے کہ ہمارے ذہن اچھے تھے ہم کتاب سے خوب سمجھ حاصل کرتے یا ہم اسپر خوب عمل کرتے اور لوگون کو درس دیتے اور سمجھاتے اور عموماً لوگون کو ہدایت کی راہ بتلاتے فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ یعنے بیان مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ یعنے آگیا تمھارے پاس بیان تمھارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت و رحمت حتی کہ جو شخص اسکی پیروی کرے وہ راہ پاوے اور اسپر اللہ تعالے کمال رحم فرماوے پس جب ایسا واقع ہوا تو اب خوف کرو کہ تمھارے پاس کوئی عذر نہین کہ تم راہ راست چھوڑکر گمراہ پھرو اور اس بیان یعنے قرآن مین خوض نکرو اور اس سے ہدایت و رحمت حاصل نکرو اور یہ بڑا ظلم اپنے اوپر کرتے ہو کہ کمال ہدایت تو در کنار تم اس سے منکر ہوتے اور مُنھ موڑتے ہو فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ پس کون زیادہ ظالم ہے یعنے کوئی زیادہ ظالم نہین ہے اُس شخص سے کہ جسنے جھٹلایا آیات الٰہی کو وَصَدَفَ عَنْهَا اور مُنھ موڑا ان آیات سے پس جو ایسے ظلم کا برتاؤ کرے وہ چند روزہ زندگی بھر بچا رہیگا وہ بھی اگر اللہ تعالے کو منظور ہو ورنہ وہ قابل سخت سزا کے ہے حتی کہ اگر اسی کفر و انکار پر مرا تو غضب مین پڑا سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ عنقریب ہم بدلے مین دینگے ان ظالمونکو جو منھ موڑتے تھے ہماری آیات سے بُرا عذاب یعنے سخت عذاب بسبب اُن لوگون کے اعراض و مُنھ موڑنے کے اعوذ باللہ من عذاب اللہ و بلائہ۔ قولہ کذب بآیات اللہ وصدف عنہا۔ سدی نے ابن عباس و مجاہد و قتادہ سے روایت کی کہ معنی یہ ہین کہ لوگون کو اُس سے موڑا اور روکا اور خود اعراض کیا اور ابن کثیرؒ نے اسکو قوی کہا ہے ف فی العرائس قولہ ثم آتینا موسی الکتاب الآیہ یعنے موسی علیہ السلام کو وہ چیزین دین جنسے وہ مخصوص ہوا چنانچہ مناجات مین اسکو کلام قدیم سنایا جس سے معارف قدم و کشف ذات و صفات کی راہین ظاہر فرمائین اور ایک وقت خاص مین اسپر تجلی فرمائی پھر توریت عطا فرمائی جو عموم عوام کے لیئے و خواص کے لیئے شریعت تھی اور عبودیت کی کشادہ راہون کا بیان تھی کیونکہ عوام لوگ اس بات سے بہت دور تھے کہ گوش خاص سے کلام و خطاب خاص کو مشاہدہ جلال مین سن سکین قال المترجم بیان ہوا کہ اللہ تعالے نے قرآن مجید کو توریت سے افضل و اشمل نازل فرمایا اور تمام نعمت فرمائی اور یہ تمام کرنا کامل بہ نسبت سب کے ہے اسی واسطے قرآن مجید کی دعوت عام اور آنحضرت صلعم کی رسالت بھی عام ہے اور اس سے اعراض کرنے والی کوئی قوم ہو اسکو عذاب شدید سے وعید فرمائی اور نیز بیان واقعی کے ساتھ اہل غفلت و انکار کو تہدید فرمائی بقولہ

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ

کاہیکی راہ دیکھتے ہین لوگ مگر یہی کہ آئین ان پر فرشتے یا آوے تیرا رب یا آوے کوئی نشان تیرے رب کا جسدن آویگا ایک نشان

رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝

تیرے رب کا کام نہ آویگا ایمان لانا کسی کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان مین کچھ نیکی نہ کی تھی تو کہہ راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہین

هَلْ يَنْظُرُوْنَ نظر بمعنی انتظار ہے حاصل آنکہ انپر حجت قائم ہوئی اور کتاب بھی نازل فرمائی گئی اور رسول پاک صلعم بھیجے گئے اور نہایت

Marfat.com

حسن اسلوب سے ارشاد و ہدایت کیگئی لیکن وہ اپنی جہالت و ضلالت سے نہیں پھرتے ہین تو یہ باقی رہا کہ کیا انتظار کرتے ہین اس بات کا کہ اِلَّآ اَنۡ تَاۡتِیَهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ آوین ان کے پاس ملائکہ یعنی انکی روح قبض کرنے کو ملائکہ آجاوین اور وقت فرصت ہاتھ سے جاتا رہے کیونکہ اُسوقت ایمان لانا کچھ نافع نہوگا ایسے شخص کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا - اور بعض نے کہا کہ معنی یہ کہ عذاب لیکر ملائکہ انپر آوین اَوۡ یَاۡتِیَ رَبُّكَ یا آوے تیرا رب اے محمد صلعم جیساکہ کفار مانگتے ہین بقولہم لولا انزل علینا الملائکۃ او نری ربنا لقد استکبروا فی انفسہم وعتوا عتوًا کبیرا یعنی کافرون نے کہا کہ کیون نہین اتارے گئے ہمپر ملائکہ یا دیکھین ہم اپنے رب کو البتہ بڑے تکبر والے بنگئے اپنے نزدیک اور سرکشی مین حد سے بڑھ چلے بڑا بڑھ چلنا اور بعض نے کہا کہ مضاف محذوف ہے او یاتی امر ربک - ای عذاب ربک یعنی یا آوے عذاب تیرے پروردگار کا - بہرحال اسمین مول دلایا کہ حضرت او تعالی جل جلالہ کا آنا ہولناک بات ہے اور مراد اس سے عذاب ہے حذف مضاف زبان عرب مین شائع ہے اور یہان اسکے حذف سے ہول زیادہ ہوگیا پس یہ بلاغت مقام ہے جیسے قولہ واشربوا فی قلوبہم العجل - یعنے پلائے گئے انکے دلون مین بچھڑا یعنے انکے دلون مین محبت بچھڑے کی جذب ہوگئی جیسے پانی جذب ہو جاتا ہے پس حذف مضاف مبالغہ ہے کہ ایسی محبت بھر گئی تھی کہ گویا وہ گوسالہ خود انکے دلون مین بیٹھ گیا تھا اور یہ بلاغت پاکیزہ ہے - بعض نے کہا کہ قیامت کے روز او تعالے جل جلالہ کا فیصلہ خلائق کے واسطے آنا مراد ہے کما فی قولہ وجاء ربک والملک صفًّا صفًّا - اور یہی تفسیر حضرت ابن مسعود و قتادہ و مقاتل سے مروی ہے اور بعض نے فرمایا کہ کیفیت آنے کی فہم و خیال و تصور بشری بلکہ تمام مخلوق کے وہم سے خارج ہے کیونکہ او تعالے عزوجل ہر ایک کے وہم و خیال سے بالاتر ہے پس اسقدر ایمان لانا چاہیے کہ او تعالے جل جلالہ قادر ہے کہ آوے جیسا کہ فرمایا اور اسکی کیفیت و صورت وغیرہ ہماری عقل سے باہر ہے ہم بندے ہین جو اُسنے فرمایا اسپر ہمارا ایمان ہے اور مفسر نے فہم عوام سے قریب ہونے کی جہت سے قولہ ہل ینظرون الخ مین تفسیر اختیار کی کہ کیا انتظار کرتے ہین جھٹلانے و مُنھ موڑنے والے اس بات کا کہ آوین اُنپر ملائکہ اسواسطے کہ انکی روحین قبض کرکے عذاب مین لے اوین یا آوے تیرا پروردگار یعنے حکم پروردگار یعنے پروردگار کا عذاب آوے اَوۡ یَاۡتِیَ بَعۡضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ یا آوین بعض نشانیان تیرے پروردگار کی - یعنے تیرے پروردگار نے جو نشانیان قیامت کی مقدر فرمائی ہین انمین سے بعض نشانیان آجاوین پھر فرمایا کہ یَوۡمَ یَاۡتِیۡ بَعۡضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ جسدن کہ آجاوینگی بعض نشانیان تیرے پروردگار کی تب لَا یَنۡفَعُ نَفۡسًا اِیۡمَانُهَا لَمۡ تَكُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ نہین نفع دیگا کسی نفس کو اسکا ایمان لانا جو کہ نہین ایمان لایا تھا پہلے اس نشانی سے اَوۡ كَسَبَتۡ فِیۡۤ اِیۡمَانِهَا خَیۡرًا ایسے نفس کو جسنے نہین کمائی تھی اپنے ایمان لانے مین کوئی بھلائی - واضح ہو کہ بعض آیات سے مراد یہ کہ جب مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا اور یہ قبل قیامت ہوگا اور جو عوام مین مشہور ہے کہ بارہ برس پہلے ہوگا یہ غلط ہے ہان دجال وغیرہ کے بعد ہوگا اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین قایم ہوگی قیامت یہانتک کہ طلوع کرے آفتاب مغرب سے پھر جب لوگ اُسکو دیکھینگے تو روئے زمین کے لوگ مسلمان ہوجاوینگے لیکن یہ وہ وقت ہے کہ نہین نفع دیگا کسی نفس کو اسکا ایمان لانا جو کہ نہین ایمان لایا تھا پہلے اس نشانی سے - رواہ البخاری وبقیۃ الجماعۃ وغیرہم اور ایک روایت بخاری مین ہے کہ پھر آنحضرت صلعم نے یہی آیت پڑھی - اس سے ظاہر ہے کہ جو اسوقت سے پہلے ایمان لایا ہوگا اسکو اسکا ایمان نفع دیگا یعنی مقبول ہوگا اور یہی تفسیر اس آیت کی مفسرؒ نے موافق جمہور مفسرین کے اختیار کی ہے - کمالین مین لکھا کہ بعض مفسرین نے کہا کہ بعض آیات سے مراد کوئی آیت ہو خواہ دخان یا دجال یا دابہ وغیرہ اور صحیح قول اول ہے **قال المترجم** آیت مین یہ تعمیم کہ کوئی سی آیت ہو بے شک غلط ہے کیونکہ منصوص بعض آیات ہین اور اگر طلوع

Marfat.com

آفتاب از مغرب کے سوائے بھی بعض آیات کو عام لیا ہوتا تو اسکی وجہ بھی ہو سکتی تھی چنانچہ ابن جریرؒ نے باسناد جید حضرت ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تین باتیں ہیں کہ جب وہ ظاہر ہونگی تو کسی نفس کو اسکا ایمان نافع نہوگا جو نہیں ایمان لایا تھا پہلے سے یا کسب کیا تھا اپنے ایمان میں کسی بھلائی کو۔ وہ طلوع آفتاب ہے مغرب سے اور نکلنا دجال کا اور نکلنا دابۃ الارض کا ہے۔ و قد رواہ احمد و مسلم والترمذی و ابن مردویہ۔ و فی الکمالین عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں عبد اللہ بن ابی اوفی رضہ سے روایت کی کہ لوگوں پر ایک رات بقدر تین راتوں کے آویگی کوئی نہیں پہچانیگا سوائے اُن لوگوں کے جو تہجد پڑھنے اُٹھتے ہیں پس آدمی اٹھکر اپنا وظیفہ پڑھکر سو رہیگا پھر اُٹھکر اپنا وظیفہ پڑھکر سو رہیگا پھر اُٹھیگا پس ایسا وقت ہونے پر لوگ آپس میں آواز دیکر ملکر مسجدوں میں جاوینگے یہانتک کہ جب صبح کی نماز پڑھکر بیٹھیں گے کہ ناگاہ آفتاب مغرب کی طرف سے نکل آویگا یہانتک کہ جب درمیان میں پہنچیگا تو واپس ہو جائیگا **قال الحافظ ابن کثیر** و قد رواہ ابن مردویہ و ہو حدیث غریب۔ ابن مردویہ نے حذیفہؓ سے مرفوع روایت کی کہ رات بقدر دو رات کے دراز ہو جائیگی۔ بعض روایات میں ہے کہ آفتاب تین روز تک مغرب سے نکلیگا اور امام نوویؒ نے فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ ایک ہی روز ایسا ہو کر پھر اور دنوں کے مانند نکلا کریگا فی تفسیر الحافظ۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے مغرب سے آفتاب نکلنے سے پہلے توبہ کی اُسکی توبہ قبول ہوگی۔ رواہ ابن جریر و لیس فی الکتب الستۃ و اسنادہ جید۔ عن حذیفہ ابن اسید الغفاریؒ ہم لوگ قیامت کا ذکر کرتے تھے کہ ناگاہ رسول اللہ صلعم نے غرفہ سے طلوع فرماکر کہا کہ قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ تم دس نشانیاں دیکھو آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور دخان۔ اور دابۃ الارض۔ یاجوج ماجوج کا نکلنا عیسی بن مریم کا اُترنا اور دجال کا نکلنا اور تین خسف ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک جزیرۂ عرب میں آگ نکلنا عدن کے غار سے جو لوگوں کو ہانک لیجاویگی جہاں رات گذارینگے وہاں رات کو ساتھ رہیگی اور جہاں دوپہر کو ٹھہرینگے ساتھ ہوگی۔ رواہ احمد و مسلم و اہل السنن الاربعہ ابو سعید خدریؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قولہ یوم یاتی بعض آیات ربک آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ مغرب سے آفتاب کا نکلنا ہے رواہ احمد رواہ الترمذی موقوفاً۔ حدیث ابوامامہؓ میں مرفوعاً ہے کہ نشانیوں میں اول وہ طلوع آفتاب از مغرب ہے حدیث صفوان میں مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ تعالے نے مغرب میں ایک دروازہ کھولا جسکا چوڑان ستر برس کی راہ ہے وہ توبہ کے واسطے ہے وہ بند نہوگا یہانتک کہ مغرب سے آفتاب نکلے۔ رواہ النسائی و صححہ الترمذی و ابن ماجہ اور اول آیت طلوع آفتاب ہونا حدیث عبد اللہ بن عمرو میں بھی بروایت احمد و مسلم و ابو داؤد و ابن ماجہ مروی ہے۔ ساویہ و عبد الرحمن بن عوف و عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہجرت دو خصلت ہیں ایک تو گناہوں سے ہجرت یعنی گناہ چھوڑنا اور دوم یہ کہ سب چھوڑکر اللہ تعالے و اسکے رسول کیطرف ہجرت کرے اور یہ ہجرت منقطع نہوگی جب تک کہ توبہ قبول ہو اور توبہ برابر قبول ہوگی یہانتک کہ آفتاب اپنے مغرب سے طلوع کرے پھر جب مغرب سے طلوع ہوا تو ہر دل پر مہر ہو جائیگی جو کچھ اسمیں ہے اور کفایت ہوگا لوگوں کو عمل **قال الحافظ** رواہ احمد باسناد حسن و لم یخرجہ احد من اصحاب الستۃ۔ عن ابن مسعودؓ کہا کرتے تھے کہ آیات قیامت جو مذکور ہوئیں ان میں سے سوا سے چار کے سب گذر گئیں اور چار جو باقی ہیں وہ طلوع آفتاب از مغرب اور خروج دجال و دابۃ الارض و خروج یاجوج ماجوج ہیں اور کہتے تھے کہ جس آیت پر اعمال ختم ہونگے وہ مغرب سے طلوع آفتاب ہے **قال المترجم** نزول عیسی علیہ السلام ملاصق خروج دجال ہے اور آیات قرب قیامت بہت ہیں انمیں سے بڑی آیات دس ہیں۔ پھر واضح ہو کہ قولہ او کسبت فی ایمانہا خیرا میں خیر سے مراد عمل صالح ہے اور مفسرؒ نے کہا کہ خیر و طاعت سے مراد یہ کہ اسکو اسکا توبہ کرنا نافع نہوگا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے **قال فی الکمالین** زمخشریؒ نے

[illegible]

ظاہر آیت سے استدلال کیا تھا کہ خالی ایمان بدون عمل کے نافع نہیں ہے اور مفسرؒ نے اسکو دفع کر دیا کہ عدم نفع ایمان اس سے ظاہر نہیں ہوتا
بلکہ او کسبت بمعنی لا ینفع نفسًا لم تکن کسبت فی ایمانہا خیرا ای توبۃ ہے یعنے اسوقت کسی مومن کو اسکے گذشتہ جرم پر توبہ کرنا نفع نہ دیگا۔ وفی تفسیر
ابی حفظ قولہ تعالے لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن الخ یعنی اگر اس روز کسی کافر نے نیا ایمان حاصل کیا یعنی ایمان لایا تو اس سے مقبول نہوگا
اور اگر وہ اس سے پہلے مومن تھا تو دو حال سے خالی نہیں یا تو نیکوکار تھا تو وہ بہت خوب حال مین ہے اور اگر نیکوکار نہ تھا اور اُسنے
جدید توبہ کی تو اسکی توبہ قبول نہو گی جیسا کہ احادیث متقدمہ دلالت کرتی ہین پس اسی پر محمول ہوگا قولہ او کسبت فی ایمانہا خیرا۔ واضح ہو کہ قولہ
تعالے لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا مین کسبت کو آمنت پر عطف کرنے سے اشکال پیش آتا ہے وہ یون کہ
کہ ایمان سابق ہو تو ضرور خیر ہوگی کیونکہ بدون ایمان کے خیر کچھ نہیں ہے اور اگر خیر مع الایمان مراد ہے تو جملہ ثانیہ مین تکرار ہے اور نیز وجود ایمان اگر عدم
خلود کے واسطے کافی ہے تو عدم ثانی کی کیا ضرورت۔ اور اگر ثانی پر کافی ہے تو وجود اول سے کیا نفع ہوا۔ مؤلف فتح البیان نے حصل لاطائل
طول کلام کے بعد لکھا کہ ظاہر آیت جو مقتضی ہے کہ خالی ایمان بدون عمل کے نافع ہے دیگر دلائل صحیحہ کتاب وسنت سے اسکے معارض ہین
کہ نہیں نفع دیتا ایمان مگر عمل خیر کے ساتھ پس یہی وجہ قوی ہے اور بعد اسکے ایک لاطائل تقریر کی جسمین لوگون پر تشنیع ہے کہ انھون نے فقط
حمایت مذہب کی وجہ سے آیت مین تاویل کی ہے مترجم کو ان زبان درازیون سے تعجب ہوتا ہے اور مہمل باتون کو اس کتاب مین
درج کرنا پسندیدہ نہیں ورنہ مین پورا کلام لاتا لہٰذا اس سے اعراض کر کے مؤلف مذکور کا اسقدر جواب دیتا ہون کہ مجرد ایمان نافع نہونے سے
مؤلف مذکور کی مراد کیا ہے پس اگر یہ مراد ہے کہ کافرون کے مانند خلود فی النار سے رہائی مین فی الجملہ بھی نافع نہیں تو صریح غلط اور خلاف صحیح
احادیث وآیات ہے بلکہ جماعت امت سے مخالفت ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ کامل نافع نہوگا تو یہان اس تخصیص مین کلام نہیں ورنہ مؤلف مذکور
پر اثبات لازم ہے اور نیز اگر مجرد ایمان نافع نہو تو تصدیق توحید رکھنے والا اور معتقد شرک وکفر مین کوئی فرق نہوگا حالانکہ فرق ظاہر ہے بالجملہ
مؤلف مذکور کی ایسی مفسدانہ باتون سے اللہ تعالے محفوظ رکھے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر توضیح مقام یہ ہے کہ قولہ لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن
آمنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا مین کسبت عطف ہے آمنت پر اور دو شق بحرف او مردد ہین یعنے نہ نفع دیگا کسی نفس کو اسکا ایمان
لانا جسکی یہ صفت ہو کہ وہ پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان مین خیر نہ کمائی ہو پس نافع نہونا اُس نفس کو ہے جسمین دونون باتون مین سے
کوئی بات ہو لیکن اول شق کی نفی یہ ہے کہ وہ ظہور آیت سے پہلے ایمان لایا ہو مگر خیر نہیں کمائی پس اگر ظہور آیت سے پہلے ایمان لایا ہے تو اسکو
اسکا ایمان نافع ہوگا اگرچہ خیر نہ کمائی ہو اور جب شق اول کی نفی سے یہ بات ثابت ہوئی تو دوسری شق کے معنی لا ینفع نفسا لم تکن کسبت
فی ایمانہا خیرا نہیں نفع دیگا کسی نفس کو جسنے نہیں کمایا اپنے ایمان مین خیر کو۔ ظاہر مین جو نفی شق اول سے ثابت ہوا اس سے متعارض پڑتے
ہین اور جواب یہ کہ شق دوم کے معنی یہ ہین کہ اسکی توبہ ان اعمال بد کے بارہ مین قبول نہوگی جنکو کر چکا ہے اور اگر وہ مراد ہوتی جو مؤلف فتح البیان
نے نادانی سے اپنے نفس کی تبعیت کی ہے یعنے ایمان بدون عمل خیر نافع نہوگا تو شق اول بیکار ہوتی فقط شق دوم لازم تھی اور جسقدر مین نے
ذکر کر دیا اس سے متعین وثابت ہے کہ جو تاویل حضرت ابن کثیرؒ کی تفسیر سے موافق دیگر مفسرین نے نقل کر دی ہے وہی صحیح ہے اور جو مؤلف
فتح البیان نے لکھی وہ غلط وبیجا وہم وتقلید باطل ہے فافہم قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ کہدے تم بھی اُنمین سے کسی بات کے منتظر رہو ہم بھی منتظر ہین۔
اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ
جنھون نے راہین نکالین اپنے دین مین اور ہوگئے کئی فرقے تجھکو اُنسے کچھ کام نہین انکا کام حوالے اللہ کے پھر وہی جتا دیگا انکو

Marfat.com

بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا

جیسا کچھ کرتے تھے جو کوئی لایا نیکی اسکو ہو اسکے دس برابر اور جو لایا برائی سو سزا پا دیگا تو اتنی ہی

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

اور انپر ظلم نہ ہوگا

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ یعنی دین کو اسطرح تفریق کر ڈالا کہ اسمین پھوٹ ڈالی اور اختلاف کر کے کچھ لیا اور کچھ چھوڑ دیا وَكَانُوا شِيَعًا یعنے فرقًا اور وہ جمع فرقہ ہی یعنے ٹکرے ٹکرے ہو گئے اور ایک قراۃ حمزہ و کسائی مین فارقوا دینہم ہی یعنے جدا ہو گئے اس دین سے جسکا حکم دیے گئے تھے اور یہ لوگ یہود ہین جیسا کہ مجاہدؒ سے مروی ہی و فی تفسیر الحافظ کہا مجاہد و ضحاک و قتادہ و سدی رحمہم اللہ نے کہ یہ آیت دربارہ یہود و نصاری نازل ہوئی ہی اور ایسا ہی ابن عباسؓ سے مروی ہی اور ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اس امت کے گمراہ فرقون کے بارہ مین ہی اور ابو امامہؓ نے کہا کہ حروریہ یعنی خارجی فرقہ انھین مین ہی اور حدیث مرفوع اسمین کہ یہ آیت اصحاب ہوا کے حق مین ہی ثابت نہین ہوئی لیکن اقوال سلف رضی اللہ عنہم سے ثابت ہی اور توفیق یہ ہی کہ اولًا تو یہود و نصاری کے حق مین ہی اور ثانیًا و شمولًا تمام اہل ہوا و بدعت و ضلالت کے حق مین ہی خواہ یہود و نصاری ہون یا اس امت کے فرقے مبتدعین مانند معتزلہ و روافض و خوارج کے ہون بالجملہ جسنے توحید الٰہی و سنت رسول اللہ صلعم سے اور جماعت سلف صالحین کے طریقہ سے انحراف کیا وہ اسی حکم مین داخل ہی پس آیت مین دلیل ہی کہ مسلمانون کا ایک کلمہ چاہیے اور جماعت رہین اور تفریق و پھوٹ نہ ڈالین فی السراج و المعالم وغیرہما معاویہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ہم مین کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا کہ آگاہ رہو کہ تم سے پہلے اہل کتاب تو بہتر فرقے ہو گئے اور یہ امت عنقریب تہتر فرقہ ہو جائیگی جسمین سے بہتر فرقہ دوزخ مین جائینگے اور ایک فرقہ جنت مین جائیگا اور وہ فرقہ جماعت ہی ۔ رواہ ابو داؤد و الترمذی ۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بہتر فرقہ ہوے وہ سب دوزخ مین جاوینگے سواے ایک فرقہ کے اور میری امت کے تہتر فرقہ ہو جاوینگے وہ سب دوزخ مین جاوینگے سوائے ایک فرقہ کے تو لوگون نے عرض کیا کہ وہ کون فرقہ ہی تو فرمایا کہ جو اس طریقہ پر ہوگا جسپر مین اور میرے اصحاب ہین ۔ رواہ الترمذی و قد اخرج الحاکم و صححہ عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ہمکو صبح کی نماز پڑھائی پھر ہمکو ایسی پاکیزہ نصیحت فرمائی کہ آنکھون سے آنسو روان ہوے اور دل ڈہل گئے پس ہم مین سے کسی کہنے والے نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ تو وداع کرنے والے کی سی نصیحت ہی پس آپ ہمکو کچھ وصیت فرمادین تو فرمایا کہ مین تمکو وصیت کرتا ہون کہ تقوی رکھو اللہ تعالے سے اور سمع و طاعت رکھو اگرچہ کوئی حبشی غلام ہو کیونکہ جو کوئی تم مین جیئیگا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھیگا پس اسوقت تمپر لازم ہی کہ میری سنت اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو اور دانتون سے اسکو مضبوط پکڑ لو اور خبردار بچے رہو ایسے امور سے کہ جنکو تم بدعت نکالو کیونکہ ہر نئی بات نکالی ہوئی بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی و ہذا الحدیث فی الصحاح ۔ بالجملہ جن لوگون نے دین مین پھوٹ ڈالی اور فرقہ فرقہ ہو گئے اُنسے اللہ تعالے نے اپنے رسول صلعم کو بری فرمایا بقولہ لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ حاصل آنکہ تجھکو انسے کچھ تعلق نہین ہی تو انسے بالکل بری ہی ولذلک **قال المفسر** اے فلا تتعرض لہم پس تو انسے کچھ تعرض مت کر إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ یعنے اللہ تعالے ہی خود انکے امر شدید کا متولی ہی اور یہ سخت تہدید ہی کیونکہ شفاعت وغیرہ سے بالکل محروم کردیا تو لامحالہ سخت عذاب مین پڑین گے ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ یعنی پھر آخرت مین انکو انکے افعال سے خبردار فرمادیگا یعنی انکو سزاے سخت دیگا **قال المفسر** یہ منسوخ ہے

Marfat.com

حکم جہاد سے۔ اور اولی یہ ہو کہ آیت محکم ہو اور قولہ لست منہم فی شئ سے فقط یہ مراد ہو کہ تجھپر صرف ابلاغ ہو اور انکے افعال سے تجھپر کچھ لازم نہو گا پھر انکا معاملہ اللہ تعالے کی طرف ہو چکا ہے اُنکے حق مین دنیا مین حکم کرے چنانچہ آخر جہاد کا حکم ہوا۔ پھر قیامت مین انکو خبردار کریگا کہ تم کیا کرتے تھے چنانچہ جو جزیہ پر اڑے رہے وہ قیامت مین عذاب شدید کفر و شرک کا پاوینگے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ ای لا الٰہ الا اللہ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا تو اسکے لیئے جزا ہو برابر دس گونہ اُسکے ایک جماعت نے کہا حسنہ سے مراد کلمۂ لا الٰہ الا اللہ ہو یہی ابن مسعود و ابن عباس و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہو اور دیگر مفسرین نے کہا کہ یہ کلمہ طیبہ افضل الحسنات ہو اور مراد عام ہو جیسا کہ عموم لفظ دلالت کرتا ہو اور حدیث صحیح مین ہو کہ تمہارا پروردگار عزوجل رحیم ہو جسنے قصد کیا کسی نیکی کا پھر اسکو ادا نکیا تو اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہو اور اگر اُسنے ادا کیا تو دس گونہ سے سات سو سے بہت گونہ تک نیکیان لکھی جاتی ہین اور جسنے کسی بدی کا قصد کیا پھر اسکو نہ کیا تو اُسکے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہو پھر اگر اسکو کرگزرا تو اُسپر ایک بدی لکھی جاتی ہو یا اللہ تعالی اسکو محو کر دیتا ہو۔ کما رواہ البخاری ومسلم والنسائی۔ حدیث ابوذرؓ مین منجملہ حدیث قدسی کے ہو اور جسنے زمین بھر کی خطائین کین پھر مجھسے ملا اس حال مین کہ وہ میرے ساتھ کچھ شرک نہین کرتا تھا تو مین اسکے برابر اسکے واسطے مغفرت دیتا ہون۔ کما رواہ مسلم واحمد وابن ماجہ۔ اور ابو یعلی نے مانند حدیث اول کے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہو **قال الحافظ** واضح ہو کہ کسی گناہ کو چھوڑنے والا تین قسم کا ہو ایک وہ کہ جسنے اللہ تعالے عزوجل کے واسطے واسکے خوف سے گناہ کو چھوڑا پس اُسکے باز رہنے پر اللہ تعالی اسکے لئے واسطے نیکی عطا فرماتا ہو اور یہ اس بندہ کی طرف سے عمل و نیت ہو چنانچہ بعض الفاظ صحیح مین یہ بھی آیا ہو کیونکہ اُسنے اس گناہ کو میری ہی وجہ سے چھوڑا ہو دوم وہ کہ جسنے نسیان و ذہول سے چھوڑ دیا تو ایسے شخص پر نہ عذاب ہو نہ اسکو ثواب ہو کیونکہ اسنے نہ بھلائی کی نیت کی اور نہ کوئی برائی عمل مین لایا اور سوم وہ کہ جسنے اس بدی کے بجا لانے اور اسکے اسباب و سامان مین کوشش کی لیکن کسل کی وجہ سے یا عاجز ہو کر بیٹھ رہا تو ایسا شخص بمنزلہ اس بدی کو عمل مین لانے والے کے ہو اسی واسطے حدیث صحیح مین ہو کہ جب دو مسلمان تلوارین لیکر بھڑے تو قاتل اور مقتول دونون دوزخی ہین لوگون لوگون نے عرض کیا کہ قاتل تو قاتل ہوا مقتول کا کیا حال ہو تو فرمایا کہ اسواسطے کہ وہ اپنے ساتھی کو قتل کر ڈالنے پر حریص تھا حاصل آنکہ اُسنے کوشش مین دریغ نہین کیا پس وہ بمنزلہ قاتل کے ہو **قال الحافظ** خریم بن فاتک الازدیؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آدمی چار صفت کے اور اعمال چھ طور پر ہین پس آدمیون کی حالت یہ کہ بعض کے حق مین تو دنیا و آخرت دونون مین وسعت ہو اور بعض کے لیئے دنیا مین وسعت ہو اور آخرت مین محتاج ہو اور بعض دنیا مین محتاج اور آخرت مین وسعت والا ہو اور بعض دنیا و آخرت دونون مین شقی ہو۔ اور اعمال کی یہ تفصیل ہو دو موجب ہین اور مثل بمثل اور دس گونہ اور سات سو گونہ پس دو موجب یون ہین کہ جو مسلمان مومن مر گیا درحالیکہ اللہ تعالی کے ساتھ کچھ شرک نہ کرتا تھا تو اسکے واسطے جنت واجب ہوئی اور جو کافر مرا اسکے لیئے دوزخ واجب ہوئی اور جسنے نیکی کا قصد کیا اور بجا نہ لایا اور اللہ تعالی کو معلوم ہو کہ اسکے دل مین کھپ گئی تھی اور حریص تھا تو اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جائیگی اور جسنے برائی کا قصد کیا اسپر نہین لکھی جائیگی اور جسنے برائی کر لی اسپر ایک ہی لکھی جائیگی اور کئی گونہ نہین ہوگی اور جسنے ایک نیکی کر لی اسکے واسطے دس گونہ لکھی جائیگی اور جسنے راہ خدا مین کچھ خرچ کیا تو سات سو گونہ اجر لکھا جائیگا۔ رواہ احمد وقد رواہ الترمذی والنسائی بالبعض۔ اور اسیواسطے آیا ہو کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کفارہ ہو اپنے درمیان کا اور تین روز زائد تک کا کیونکہ دس گونہ ثواب ہو پس سات روز جمعہ تک اور تین روز زیادہ سے پورے دس ہو گئے اور ایسے ہی ایک روزہ دس دن کے برابر اور تین روزے پورے مہینہ کے برابر ہوئے اسی واسطے حدیث ابوذرؓ مین آیا کہ جسنے ہر مہینہ مین تین روزے رکھے اُسنے گویا تمام دہر روزہ رکھے۔ رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ والترمذی تمام دہر تمام سال یا ہمیشہ کیونکہ کوئی مہینہ

خالی نہین تو تمام سال خالی نہین ہے وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا چنانچہ احادیث مذکورۂ بالا سے اسکی تفسیر ظاہر ہوگئی **وقال الحافظ** قولہ ومن جاء بالحسنة حضرت ابن مسعودؓ نے کہا یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ لایا - اور قولہ ومن جاء بالسیئة یعنی کوئی شرک لایا - اور ایسا ہی ایک جماعت سلف رضی اللہ عنہم سے مروی ہوا ہی حاصل آنکہ جسنے کوئی بدی کی اسکو اسکے مثل جزا دیجائیگی اور اسپر زیادتی نہوگی پس شرک کو خلود دوزخ کی جزا دیجائیگی اور یہ موجب ہی یعنے ضرور اسکو یہ جزا و سزا ملیگی بسبب قطعی وعید کے اور سواے اسکے دیگر معصیات مین جو جسکی جزا و سزا مقدر کر دہ معلوم اور جسکی مقدار بیان نہین ہوئی اسمین اسکی مثل سزا ملیگی لیکن سوائے شرک کے دیگر سیئات مین اگر اللہ تعالیٰ نے عفو نہ فرمایا اور اسکی حسنات بہ نسبت اسکے سیئات کے زیادہ نہوئی تو یہ سزا جو مذکور ہوئی یعنی برابر اپنی برائی کے بدون زیادتی کے سزا پاویگا اور اگر تو بہ کی تو خواہ شرک ہو یا کوئی گناہ ہو تو تعالیٰ ارحم الراحمین عفو فرماتا ہی وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ای لا ینقصون من جزاءہم شیئاً - جو انکی جزا ہی خواہ نیکی کا بدلا یا بدی کا بدلا اسمین اپنر ظلم نہوگا **في العرائس** قولہ ان الذین فرقوا دینہم - اسکے اشارہ مین وہ لوگ داخل ہین جو اپنی ارادت مین فتور کرنے لگے اور طریقۂ حق سے دوسری طرف مائل ہوگئے حالانکہ اپنر واجب یہ تھا کہ اس راہ مین اپنے نفس کو قربان کرین اور مجاہدہ و ریاضت سے اسکو زیر کرین پس جب انھون نے راہ حق سے تفریق کی اور اسکو چھوڑا تو میدان ضلالت و بطالت مین جا پڑے پس باطل دعوی کرکے ہلاک ہوئے - بعض تو زرق و مکر مین پڑے اور بعض طرار ہوئے اور بعضون نے اولیاء اللہ کے سے کپڑے پہن لیئے اور بعضون نے اولیاء کے مانند باتین بنانی شروع کین - فارس رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ لوگ راہ الٰہی مین ایک وتیرہ پر نہین رہے **قولہ** من جاء بالحسنة فلہ عشر امثالہا - جو شخص اپنے اعمال پر نظر رکھتا ہی اسکا اجر اسکے گمان کے موافق ہی یعنے عالم حادث مین سے اعلیٰ مقام جنت کی نعمتون سے اسکو اجر ملیگا اور جسنے اپنی نظر اپنے اعمال سے اُٹھائی اور حضرت باری تعالیٰ کی درگاہ پر نظر کر کے اپنے اعمال سے خجل ہوا تو اسکا اجر بغیر حساب ہی اور وہ لطف لقا عرفان اور موائد ایقان ہی - اور حسنہ یعنی نیکوئی اصلی یہ ہی کہ ظہور ربوبیت کے وقت اخلاص سے عبادت کرے اسی واسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ احسان یہ ہی کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اس حال سے کہ گویا تو اسکو دیکھتا ہی - یہ مرتبہ احسان ان عارفون کے واسطے ہی جنکا اجر مشاہدہ الٰہی عز و جل بلا نہایت ہی بعض نے کہا کہ جسنے حسنہ کو اپنے نفس سے لحاظ کیا تو اسکو دس گونہ ثواب ہی اور جسنے حسنہ کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے خیال کیا تو وہ ایسا بندہ ہی کہ اسپر ملائکہ صلوٰۃ بھیجتے ہین اور اللہ تعالیٰ ہر بندہ کو اپنی رحمت سے جو جسکے واسطے مقدر ہی اسکو عطا فرماتا ہی اور جسکا اجر چاہتا ہی بہت گونہ بے حساب دیتا ہی **قال المترجم** ایک حدیث شریف نقل کر دون کہ جس سے یہ اشارات ماخوذ ہو سکتے ہین اگرچہ معلوم ہی کہ راہ خدا مین جہاد والے کے نفقہ کا اجر بے حساب آیا ہی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلعم جمعہ مین تین قسم کے لوگ حاضر ہوتے ہین ایک وہ کہ جمعہ مین آیا اور لغو فعل کرتا ہی تو جمعہ سے یہی اسکا حصہ ہی - دوم وہ کہ حاضر ہوا اور دعا کرتا ہی پس اسنے دعا کی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہے اسکو دیوے اور چاہے نہ دیوے - سوم وہ شخص جو جمعہ مین انصات و سکوت کے ساتھ حاضر ہوا اور کسی مسلمان کی گردن سے قدم بڑھاتا ہوا تجاوز نہین کر گیا اور کسی کو ایذا نہین دی تو جمعہ اسکے لیئے کفارہ ہی اسکے بعد والے جمعہ تک اور زیادہ تین روز (علاوہ ثواب ۱۲) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی من جاء بالحسنة فلہ عشر امثالہا الآیہ

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ

تو کہہ مجکو تو سجھائی میرے رب نے راہ سیدھی دین صحیح ملت ابراہیم کی جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا شرک والون مین تو کہہ میری نماز

وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

اور قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ کی طرف ہی جو صاحب سارے جہان کا ہی کوئی نہین اسکا شریک اور یہی مجکو حکم ہوا اور مین سب سے پہلے حکم بردار ہون

Marfat.com

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ہدایت متعدی بمفعول دوم بواسطہ بھی ہوتا ہے جیسے یہاں الی صراط مستقیم ہے جبکہ مراد ایک چیز کی طرف
راہ بتاتی ہو اور کبھی متعدی بلا واسطہ ہوتا ہے جیسے اہدنا الصراط المستقیم جبکہ تا حاصل کرنا مقصود ہو کیونکہ ہدایت بدون اسکی عنایت کے نہیں ہے پس یہاں
صراط مستقیم محل نصب میں ہے بنا برآنکہ مفعول دوم ہو اور بدل اسکا منصوب فرمایا دِیْنًا قِیَمًا یعنے مستقیما مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ
مگر اسکی تفسیر گذر چکی قال الحافظ ابن کثیرؒ اور یہ بمانند قولہ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین۔ اور آنحضرت صلعم
جبکہ ملت ابراہیم حنیفیہ کے اتباع کا حکم کیے گئے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ابراہیم علیہ السلام بہ نسبت آنحضرت صلعم کے اکمل ہوں کیونکہ آنحضرت صلعم
اس ملت کو بتکمیل تمام ادا کیا کہ سابقین میں سے کوئی اس مرتبہ کو نہیں پہونچا اسی واسطے خاتم الانبیاء اور سید اولاد آدم علی الاطلاق اور صاحب
مقام محمود ہوئے کہ تمام خلائق حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی آنحضرت صلعم کی طرف رغبت کرینگے انتہی اور اسمیں مشرکوں پر تعریض ہے جو شرک کرتے
اور دین ابراہیم کا دعوی کرتے تھے قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ یہاں رسم الخط صلوٰۃ کا بالف ہے اور مراد نماز ہے وَنُسُكِیْ عباداتی من حج وغیرہ۔ یعنی نسک
جمع نسیکہ اور مراد اس سے عبادت ہے حج ہو یا کوئی اور ہو وعلی ہذا تعمیم بعد تخصیص ہوئی کیونکہ صلوٰۃ بھی عبادت ہے وقال الحافظ اللہ تعالیٰ نے
حکم دیا کہ مشرکوں کو خبر دے جو لوگ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے غیروں کے بتوں وغیرہ کی عبادت کرتے اور غیر کے نام پر ذبح کرتے پس انکو آگاہ کرد
کہ میری نماز بھی اللہ تعالے ہی کے واسطے فقط مخصوص ہے اور میرا نسک بھی اسی کے نام پر ہے اور یہ بمانند قولہ تعالے فصل لربک وانحر کے
قال مجاہد نسک یعنی حج وعمرہ میں قربانی کرنا یہی سعید بن جبیر وسدی وضحاک کا قول ہے وعن ابن عباسؓ آنحضرت صلعم نے عید النحر کے روز دو مینڈھے
ذبح کیے اور وقت ذبح کے یوں دعا پڑھی انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی الی آخرہ
وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ یعنے میری حیات وموت لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ یعنے حقیقت میں اسکا کوئی شریک نہیں تو ان امور میں بھی
کوئی اسکا شریک نہیں ہے وَبِذٰلِكَ یعنے اسی توحید بجا لانے کا اُمِرْتُ مجھے حکم کیا گیا ہے وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ یعنے اس امت میں سے
میں ہی اول مسلم ہوں کذا قال قتادہ رحمہ اللہ فی العرائس قولہ تعالیٰ قل اننی ہدانی ربی الخ۔ صراط مستقیم اس مقام پر نہایت نادر طریقہ
معارف کا اشعر میں ہے اسی طریقہ سے اپنے نبی صلعم کو اپنی طرف ہدایت فرمائی کیونکہ آنحضرت صلعم اس طریق کے ساتھ تمام خلائق میں سے
مخصوص ہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ قولہ قل اننی ہدانی ربی کہے کیونکر خاص اپنے نفس کی ہدایت بیان فرمائی اور یہ وقوع اسرار منازل انوار اور
طیران آپ کی روح کا منازل ملکوت وجبروت میں ہے جبکہ مقام دنو الداز کو بوصف رویت کبری مشاہدہ کیا اور مناجات اعلی میں پہنچے
جیسا کہ قولہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنے فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفواد ما رای سے اشارہ ہے و قولہ ما کذب الفواد
ما رای یعنے بسبب علت حدوث کے راہ قدم سے تجاوز نہیں کیا کیونکہ بسبب رعایت ازلی وعنایت ابدی کے محفوظ ومعصوم
تھے پس صفات کی راہوں میں سے بہت اقوم راہ پر اور مشاہد ذات میں سے نہایت مستقیم راہ پر پہونچ گئے چنانچہ اشارہ فرمایا بقولہ دینًا
قیمًا یعنی بہت مستقیم جو کہ بشریت کی کجی ونقص تو ہین وغیرہ سے منزہ وپاک ہے کیونکہ یہ کشادہ راہ محبت وخلت تھی جس سے جذبات ازل کمالات
ابد نے آپ کو کھینچ لیا تھا۔ وقد قال تعالی ملۃ ابراہیم حنیفا یعنی طریق محبت ملت ابراہیم کا انکی خلت ودوستی میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام
خلائق کے درمیان سے نہایت نادر طریقہ محبت وخلت سے مخصوص تھے انکو حنیفیہ کے ساتھ موصوف کیا کیونکہ وہ اس راہ میں ماسوائے
حبیب کے سب چیزوں سے منہ موڑنے والے تھے جو انکی راہ چلا وہ انکے حبیب تک پہونچ گیا کیونکہ وہ شرک وقطیعت سے پاک
صاف راستہ ہے وقد قال تعالے وما کان من المشرکین راہ محبت وخلت ایک ہی راہ ہے دربارہ اقتدا کرنے کے کیونکہ معدن ان

Marfat.com

دونون کا وہی عین قدم ہی جو ہر علت سے منزہ پاک ہی شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ صراط مستقیم یہ ہی کہ اقتدا کرے اور اتباع کرے اور ہوائے نفس سے ترچھی ڈگر
اور کوئی بدعت نہ نکالے بھلا تو نہین دیکھتا کہ فرمایا وما ینطق عن الہوی بعض نے قولہ دیناً قیماً - کے اشارہ مین کہا کہ دین قیم وہ ہی جو کجی اور
ہوا جنس سے پاک ہو اور اپنی مراد کی لذت سے بھی بری ہو اور جب آنحضرت صلعم کا وصف بیان کردیا کہ او تعالی عز وجل کے جمال و
جلال کی ہدایت پائے اور جمیع خلائق سے اپنے خالق کی عبادت کی طرف منہ موڑے ہین تو حکم دیا کہ اپنے حال بلند و مقام احمد سے
لوگون کو آگاہ فرمادین کہ تمام مخلوقات سے منہ موڑے ہوئے ہین پس فرمایا - قل ان صلاتی ونسکی الآیۃ نماز اسکی وصل ہی اور سجود اُس کا
قرب ہی اور شہود اسکا مشاہدہ ہی اور رکوع وجد اور قیام حیرت ہی اسی واسطے فرمایا - قرۃ عینی فی الصلوٰۃ - میری دونون آنکھون کی ٹھنڈک نماز مین ہی
کیونکہ اسی مین کمال ظہور مشاہدۂ الٰہی ہی اور واردات جلال وجمال کا ہجوم ہی یہانتک کہ مروی ہی کہ نماز پڑھتے تھے اور سینہ مین آپکے جوش
تھا مانند جوش دیگ کے - اور یہی نماز اللہ تعالے کے واسطے ہی کیونکہ اسمین غیر کی طرف نظر نہین ہوئی اور نیز یہی نماز اللہ تعالی کے واسطے بایں معنی
ہوئی کہ اس نماز کا ادا کرنیوالا تمام خلائق سے افضل ہی اور نیز اسوجہ سے کہ اورون کی نماز و جمیع عبادت تو بالغرض ہی سوائے اس نماز کے
کیونکہ اسمین قدم مین حدوث کا فنا ہی اور نیز اسمین روح اول کو دروازہ ازل پر محبت و عشق کی تلوار سے قربان کیا گیا اور یہی معنی ہین
قولہ ونسکی - پھر جب اپنے وجود کو ازل کے لیئے قربان کردیا تو حیات قدیم سے زندہ ہوا پھر سطوات عزت کے ظہور مین فنا ہوگیا اسکے لیے
اسکی حیات فی موت تھی پس ایسی زندگی و موت و قربان و نماز البتہ ہوسکتا ہی کہ اللہ تعالی کے واسطے ہو کیونکہ یہ سب علت حدوث و نسیان
بشری سے پاک ہی واسطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ کا بیان دوسری آیت کریمہ یعنی قولہ للہ ما فی السموات و ما فی الارض سے ظاہر ہی
پس جسنے عبادت کو اپنے نفس سے لحاظ کیا وہ شکستہ حال ہی اور جسنے اس سے بیزاری کرلی اور بالکل الگ ہوا تو وہ عنایت قدیم مین
معصوم ہی اور کب کسی کو روا ہی کہ اپنے نفس سے اُلٹی بات خیال کرے بعض نے فرمایا کہ جسنے یقین کیا کہ وہ بفضل الٰہی موجود ہی تو یقین کرلیگا
کہ وہ اللہ تعالی ہی کے واسطے ہی پس جب اپنے نفس کو جان گیا تو اسمین غیر الٰہی عز وجل کا کوئی حصہ نہین رہا پس وہ حکم الٰہی پر گردن جھکادیگا
ہوگا اور تقدیر الٰہی پر کچھ بھی اعتراض نہ کریگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اسی وصف کے ساتھ تھے جو ہم نے بیان کیا کیونکہ اللہ تعالے
کی فردانیت کے واسطے منفرد تھے اسی سے اپنے نفس کو اللہ تعالے کے واسطے منفرد کیا کہ سوائے حق عز وجل کے کوئی انکی نظر مین
نہ تھا چنانچہ او تعالے نے فرمایا لاشریک لہ جب قلب سے آفتاب جلال کا ظہور ہوا تو درمیان مین کسی غیر کا وجود نہین رہتا جسپر
نظر رہے قولہ وبذلک امرت - وہی پاک پروردگار تعالی عز جلیل ہی اسی کی شان ہی کہ اسکے قدم کو حدوث سے منفرد سراہا جاوے
اور اسکے سوائے کوئی بھی اس لایق نہین کہ کسی امر مین نظر رکھنے کے واسطے ملحوظ ہوسکے تو عبادت وغیرہ کا کیا ذکر ہی پھر جبکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی اور اس قابلیت پر او تعالے عز وجل نے پیدا کیا تھا تو یہی بات ہی کہ ابتدائے فطرت مین آپ کے جوہر
کو مخصوص فرمایا جسنے ظہور تجلی الٰہی و کشف ہیبت عزت کے وقت ہی سب سے اول و اعلی طور پر انقیاد کیا اسی واسطے قولہ بذلک
امرت کے بعد ہی فرمایا وانا اول المسلمین - اسمین اشارہ ہی کہ آنحضرت صلعم کی روح و آپ کا جوہر مقدم تھا پھر جملہ موجودات کا ظہور ہوا
اور آنحضرت صلعم سب سے پہلے درگاہ عزت و کبریا عز وجل مین مخاطب بولایت و محبت و رسالت و خلت وغیرہ ہوچکے پس اول الاول
مین حضرت ازل و ابد قدیم عز وجل کا انقیاد کیا اور جن لوگون نے استقام پر اوہام کو دخل دیا انھون نے وہمی و تصوری باتون پر مدار رکھا
اور یہ سخت گمراہی ہی اللہ تعالے و رسول اس سے پاک ہین تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیرا - اور جو بات ہی اسکا اشارہ خود

Marfat.com

حضرت صلعم نے فرمایا بقولہ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین مترجم کہتا ہی کہ یہ معنی صحیح ہین اور صحیح حدیث سے ثابت ہین بعض نے فرمایا کہ قولہ و انا اول المسلمین یعنے او تعالے عزوجل کے تصاریف قدرت پر جس طرح وجس تقدیر کے ساتھ جاری ہون مین ایمان لایا اور گردن جھکائی اور اپنی طاقت وقوت سے بیزار ہون اور یہ تسلیم جو درحقیقت علت ہی مراد اس سے اظہار قدرت ہی کہ جس تصاریف تقدیر پر مین مطیع ومنقاد ہون یہ منجملہ اسیکی رحمت خاص ہی فافہم واللہ اعلم

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ

تو کہہ اب مین سوائے اللہ کے تلاش کرون کوئی رب اور وہی ہی رب ہر چیز کا۔ اور جو کماوے سو اسکے ذمے پر اور بوجھ نہ اٹھاویگا ایک شخص دوسرے کا

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ

پھر تمہارے رب پاس ہی رجوع تمہاری سو جتاویگا جس بات مین تم جھگڑتے تھے   اور اسی نے تمکو کیا ہی   نائب   زمین مین   اور بلند کیے تم مین

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع ۲۰

درجے ایک کے ایک پر کہ آزماوے تمکو اپنے دیے حکم مین تیرا رب   شتاب کرتا ہی عذاب   اور وہ بخشنے والا   مہربان ہی۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا مفعول کو مقدم کرکے اسی پر ہمزہ استفہام انکاری داخل کیا کیونکہ انکار اسی پر ہی اور رب بمعنی الٰہ ہی جسکی عبادت لائق و واجب ہی اور معنی آنکہ غیر اللہ کو رب نہین تلاش کرتا اور اشارہ ہی کہ اللہ تعالے امعبود و رب ظاہر ہی اسکو چھوڑکر غیر کو رب بنانے والا خود مشرک بننے کو مین نہین چاہتا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ اور حال یہ ہی کہ وہی پاک پروردگار رب یعنی مالک و خالق ہی ہر چیز کا وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ذنبًا اِلَّا عَلَيْهَا اور نہین کماتی کوئی نفس کسی گناہ کو مگر اپنے ہی اوپر یعنی اسکا وبال اسی پر ہے فَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ای ولا تزر نفس وازرۃ ای اثمۃ وزر نفس اخری۔ اور نہین اٹھائیگی نفس وازرہ یعنی گناہ کرنے والی کسی دوسرے نفس کے گناہ کو۔ واضح ہو کہ وزر اصل مین بمعنی گرانی وبوجھ ہی کسی تکلیف سے ہو یا کسی وجہ سے ہو اور اسی معنی کر فرمایا ووضعنا عنک وزرک یعنی جو گرانی تجھپر تھی وہ ہمنے تجھسے اٹھادی اور تیرے اوپر سے گرادی۔ اور اس سے گناہ کے معنی نہین کیونکہ آنحضرت صلعم گناہ سے پاک تھے اور مبتدع ومردود فرقون کے قول پر لحاظ نہ کرنا چاہیے جو انبیاء کو گنہگار بتلاتے ہین پھر یہان وزر سے مراد گناہ ہی اور اس معنی مین بھی مستعمل ہی ابن عباسؓ نے تفسیر کی یعنی کوئی نفس کسی دوسرے کے گناہ مین ماخوذ نہوگا اسمین رد ہی مشرکون جاہلون کا جو ایسا کرتے تھے کہ ایک شخص کے مواخذہ مین اسکے عزیز قریب کو ماخوذ کرتے تھے حتی کہ قبیلہ مین سے ایک شخص کو ماخوذ کرتے تھے اور نیز اسمین نصاریٰ کا رد ہی جو یہ زعم کرتے ہین کہ تمام نصرانی جو گناہ چاہین کیا کرین حضرت عیسیٰ نے ان سب کے گناہ اٹھالیے ہین اور یہ عجیب جہالت ہی۔ اور نیز اس سے رد ہوا عوام جاہل مسلمانون کا جنھون نے یہ طریقہ نکالا ہی کہ مردہ بہت سے گناہ کرکے مرگیا بعد مرنے کے اسکے وارثون نے کچھ لوگون مفلسون کو کچھ مال اس شرط سے دیا کہ مردے کے تمام گناہ تمہارے اوپر ہین اور یہ مال اسکے عوض تمہارا ہی یا بلا شرط مال دیا اور ان لوگون نے اسکے گناہ اپنے اوپر قبول کرلیے پس یہ محض باطل ہی اور گناہ مردے پر رہینگے مگر آنکہ لوگ اسکے واسطے مغفرت کی دعا کرین اور اللہ تعالے مغفرت فرماوے پھر درصورتیکہ شرط کرکے یا بیع کے طور پر مال دیا ہی تو مال واپس کیا جاوے اور درصورتیکہ بلا شرط ہبہ کیا ہی تو مال انکو حلال ہی اور مردے پر گناہ اسکے برقرار رہینگے پھر اس بارہ مین کہ ہر نفس اپنے گناہ کے سوائے دوسرے کے گناہ مین ماخوذ نہوگا بہت آیات ہین مانند قولہ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ الآیۃ اور یہ جو وارد ہوا کہ خدا

ہم سب ماخوذ ہو جاوینگے اور زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم ہلاک ہونگے حالانکہ ہم مین نیکوکار ہونگے تو فرمایا کہ ہان جبکہ زناکاری بہت ہو جائیگی - تو دوسری حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا مین مصرح ہی کہ نیکوکار اس گناہ مین ماخوذ نہونگے بلکہ اپنی اپنی نیت ہی اور یہ عذاب انکے حق مین حین ثواب ہوگا - اور رہا قولہ تعالے ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم الآیۃ تو اس سے مراد یہ کہ گمراہی پر چلنے والا اپنے گناہ لادیگا اور جن لوگونکو گمراہ کیا تو وہ اپنے گناہ لادینگے اور اسپر بھی انکے مثل گناہ لدیگا اس بات کا کہ اسی نے انکو گمراہ کیا کما ثبت من قولہ لیحملوا اوزارہم کاملۃ یوم القیمۃ ومن اوزار الذین یضلونہم بغیر علم الآیۃ اور یہی مراد اس حدیث مین ہی کہ جسنے کوئی بدعت نکالی تو اسپر اُسکا گناہ لیا اور قیامت تک جو لوگ اس سے گمراہ ہوتے جاوینگے سب گناہ اسپر لدیگا یعنے انکے گمراہ کرنے کا - اور اسی طرح جو حدیث صحیح مسلم سے ثابت ہوا کہ قیامت مین بہت سے توحید والے اہل اسلام بہت بھاری گناہ لادے ہوئے آوینگے اللہ تعالے انکے گناہون کو یہود ونصاری پر ڈالیگا - پس فقہ حدیث یہی ہی کہ اُنکی گمراہی سے یہ لوگ دیکھ دیکھکر گناہ مین مبتلا ہوے لیکن دین توحید پر باقی رہے اور یہی ہوسکتا ہی کہ کوئی نفس دوسرے کا گناہ خود نہین اُٹھا سکتی ہان اللہ تعالی عزوجل کو اختیار ہی کہ رد ڈالدے اور رہا یہ کہ قتل خطا مین جو دیت وغیرہ کو عاقلہ ومددگار برادری برداشت کرتی ہی تو درحقیقت اس سے معارض ہی نہین آیا تو نہین دیکھتا کہ بردہ آزاد کرنا خود خاطی کے مال پر ہی **وقال الحافظ فی التفسیر** - قولہ تعالے ولا تزر وازرۃ وزر اُخری - اللہ تعالی نے اس سے واقعہ روز قیامت کی خبر فرمائی کہ اسکے حکم وعدل سے نفوس کو انھین کے اعمال پر جزا ملیگی اگر بھلے ہین تو بھلائی اور اگر بُرے ہین تو بُرائی پہونچیگی اور کسی کے خطیہ دوسرے پر نہوگی کما قال تعالی وان تدع مثقلۃ الی حملہا لایحمل منہ شئ ولو کان ذا قربی الآیۃ - وقد قال تعالے کل نفس بما کسبت رہینۃ الا اصحاب الیمین الآیۃ اسکے معنی یہ ہین کہ ہر نفس اپنے اعمال بد کے مواخذہ مین گرو ہی سوائے اصحاب الیمین کے جو نہایت نیکوکار مغفور بندے ہونگے پس انکے اعمال نیک کی برکت البتہ انکی ذریات کی طرف پہونچیگی چنانچہ قولہ الذین آمنوا واتبعہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریاتہم الآیۃ مین مصرح کردیا یعنی جو نیکوکار بندے اصحاب الیمین ہین انکی ذریات جو ایمان کے ساتھ انکے تابع رہی انکو درجات بلند امین ہم انکے مقام پر اپنے فضل وکرم سے پہونچا دینگے اگرچہ ان اعمال بزرگ مین یہ ذریات انکے برابر نہون **قال المترجم** اور البتہ ثابت ہوا اور تحقیق گزرچکی کہ - المرء مع من احب - مع آیت کریمہ کے جو لوگ نیکوکارون سے محبت رکھتے ہین وہ بھی جس سے محبت رکھتے ہین اسکے ساتھ ہونگے حتی کہ جنکو کافرون سے محبت ہی وہ کافرون کے ساتھ ہونگے اور البتہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تمنا کی کہ آنحضرت صلعم وابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی محبت رکھتا ہون اور تمنا کرتا ہون کہ انکے ساتھ ہون اگرچہ مین نے انکے اعمال حسنات کے مثل عمل نہین کیے ہین **وقال المترجم** قولہ الحقنا بہم ذریاتہم مین صریح دلیل ہی کہ حضرات اہل بیت حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن وحسین علیہما السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونگے وہذا کلام وقع فی البین والمقصود انما ہو تفسیر قولہ ولا تزر وازرۃ وزر اُخری وفیما ذکر کفایۃ **وقال فی السراج** یہ جواب ہی مشرکون کے قول کا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم - یعنے مسلمانون سے کہتے کہ تم ہماری راہ کی پیروی کرو اور ہم تمھارے گناہون کو اُٹھا لینگے اور رد ظاہر ہی کہ جو جیسا کرے وہی خود برداشت کرے گا دوسرا اُسکا گناہ نہین اٹھا سکتا ہی ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ مَّرۡجِعُکُمۡ فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ قیامت مین جو حق پر ہی اور جو باطل پر ہی سب ظاہر ہو جائیگا اور اسمین مبطلون کو تہدید ہی کہ وہ اپنے افعال کے عوض عذاب شدید اُٹھاوینگے وَهُوَ الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ الۡاَرۡضِ یعنی اسی خلائف فی الارض - اور خلائف جمیع خلیفہ ہی اور معنی یہ کہ یخلف بعضکم بعضا فیہا بعض تمھارے بعض کے خلیفہ ہوتے ہین

روے زمین پر یا یعنی کہ امم ماضیہ کے تم خلیفہ ہوے کما قال السدیؒ یا معنی یہ کہ اس نوع انسانی کو اللہ تعالیٰ نے زمین مین اپنا خلیفہ کیا۔
وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ یعنے مال وجاہ وعلم وشرف وغیرہ مین بعض کو بعض پر فوقیت دی چنانچہ بعض کو غریب ومفلس
وضیع ودبلے پڑھا وغیرہ کیا اور یہ کچھ اسوجہ سے نہین کہ اوتعالیٰ عزوجل کی درگاہ مین کوئی کمی ہو یا نعوذ باللہ بخل یا انکے حال سے نادانی ہو
کیونکہ اسکی درگاہ کبریائی ہر ایسی بات سے پاک ہے جو نقص وعیب کہی جاوے بلکہ یہ سب اسواسطے لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ تاکہ تمکو امتحان کرے
اس چیز مین جو تمکو عطا فرمائی ہے پس مطیع وعاصی ظاہر ہو جاوے اور علم الٰہی خوب محیط ہے کہ کون عاصی ہے اور کون مطیع ہے اور اسکا کیا انجام ہو
پس یہ امتحان خود ہر ایک بندہ کے واسطے ہے اور پارہ دوم مین یہ بحث مفصل گزر چکی ہے اِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ یعنے جو نافرمانی کرے
اور اسکو عذاب دینا چاہے تو لمحہ بھر کسی وجہ وسبب سے تاخیر نہین ہوسکتی یعنے کوئی چیز بھی مانع نہین ہوسکتی ہے وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ
اور البتہ اوتعالیٰ غفور رحیم ہے ان بندون کے واسطے جنھون نے توحید اختیار کی اور شرک سے تقوی کیا اور اللہ تعالیٰ کے رسول پاک
محمد مصطفےٰ صلعم کی تصدیق کی ہے پس جو شخص کہ بدون تصدیق حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے توحید کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے اسواسطے کہ وہ توحید کو جان ہی
نہین سکتا اور اعتقاد توحید کے بدون آنحضرت صلعم سے سیکھنے کے کبھی نہین معلوم ہوسکتے پس جو صفات حضرت باری تعالیٰ عزوجل کے
واسطے شایان ہین اور جو نہین شایان ہین مومن کو چاہیئے کہ انہین آنحضرت صلعم سے اور آپ کی حدیث شریف سے اور سلف صالحین کی فہم
نورانی سے سیکھے اور اپنی ذہنی رائے وقیاس کو جسکو وہ عقل کہتا ہے دور رکھے ورنہ گمراہ ہوگا واعوذ باللہ من الغباوۃ والجہالۃ والضلالۃ
واسئلہ الہدایۃ وہو ربی حسبی ونعم الوکیل **قال الحافظ**۔ اور ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دنیا ہری بھری
میٹھی میٹھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمکو اسمین خلیفہ کرنے والا ہے دیکھے تو تم اسمین کیسے عمل کرتے ہو پس تم بچے رہو دنیا سے اور بچے رہو عورتون
سے کہ پہلا فتنہ بنی اسرائیل کا عورتون سے شروع ہوا۔ رواہ مسلم۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ اگر مومن جانے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک عقوبت ہے تو کوئی بھی اسکے جنت کی طمع نہ کرے اور اگر کافر جانے کہ کیا اللہ تعالیٰ
کے نزدیک رحمت ہے تو کوئی بھی جنت سے مایوس نہو اللہ تعالیٰ نے سو رحمت پیدا فرمائین اور انمین سے ایک کو مخلوق کے درمیان
رکھ دیا اسی سے آپس مین رحم وشفقت کرتے ہین اور ننانوے رحمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہین۔ رواہ احمد اور ایک روایت مین
ہے کہ قیامت مین رحمت دنیا کے ساتھ انکو جمع فرماویگا۔ رواہ الترمذی ومسلم۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اسی ایک جزو رحمت سے یہ ہے کہ باہم
مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتے ہین یہانتک کہ جانور اپنا کھر اپنے بچہ پر سے اٹھا لیتا ہے اس خوف سے کہ اسکو صدمہ نہ پہونچے۔ رواہ مسلم
مترجم کہتا ہے کہ قیامت کی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے پس بشارت ہے ان لوگون کو جو ایمان پر پاک صاف مرین اس حال مین کہ اللہ تعالیٰ کے
ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرتے تھے اللہم اجعلنی منہم بفضلک العظیم وانت ارحم الراحمین **ف فی العرائس** قولہ قل اغیر اللہ ابغی ربا چونکہ
آنحضرت صلعم اوتعالیٰ کی درگاہ پاک مین تمام خلائق سے پہلے سے بندہ محبوب تھا اور اوتعالیٰ جل جلالہ عزت وکبریائی وربوبیت کی
حضور مین گردن جھکائے مطیع ومنقاد تھا اور کمال متناہی معرفت سے عارف تھا تو اب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تو اپنی پاک ذات
کو حدوث کی علتون سے مقدس وبرا ہو گئی ہے بھجوا دے تاکہ ہر سچا بندہ اسکو پہچان لے اور ہر محب وولی اسکے دل وجان
سے اطاعت کرے اور اسکے حکم پر جان فدا کرے پس فرمایا قل اغیر اللہ ابغی ربا یعنی مین تو مشاہدہ قدم الٰہی عزوجل مین ہون
بھلا مین کسی اور کو اسکے مشاہدہ پر اختیار کرونگا ہرگز نہین ہرگز نہین اعوذ باللہ منہ سبحانہ تعالیٰ شانہ تمام جہان مین کسی غیر کی کوئی ہستی ہے

Marfat.com

کچھ بھی نہین کچھ بھی نہین سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم جوزجانی نے معنی آیت مین کہا یعنے بھلا سوائے اوتعالے کے کوئی حافظ وحفیظ وکیل اور تلاش کرون۔ وہو رب کل شئ۔ اور اُسی نے مجھکو ہموم سے کفایت فرمائی اور راشد ہدایت مجھکو الہام فرمائی کما قال قل افغیر اللہ تامرونی اعبد ایہا الجاہلون۔ بالجملہ عارف سے کیونکر ہو سکتا ہے کہ دامن رحمت مین ہو کر غیر کی عبادت کرے **قولہ** ولا تکسب کل نفس الا علیہا۔ اسمین اشارہ ہے جریان تقدیر کی طرف ای لا تعمل نفس الا ما الزمت علیہا فی الازل یعنی کوئی نفس ہو وہ نہین کریگا مگر وہی کام جو ازل مین اسپر لازم کردیا گیا ہے پھر جب اسنے یہ کام کیا تو اسی نفس پر راجع ہوا اور خالق تعالے اس سے منزہ و پاک ہے بعض نے کہا کہ نہین کماتی کوئی نفس کچھ بھلائی و برائی کو مگر وہ کمائی اسی پر ہے چنانچہ اگر برائی کو کمایا تو وہ ماخوذ ہے اور اگر بھلائی کو کمایا تو اس سے سچی نیت مطلوب ہے یعنے قصد صحیح ہے اور ریا و عجب نفس کی خواہش و زینت و افتخار و اسپر اعتماد اور احسان سے خالی ہو پھر جب اسکو حاصل کیا تو اسی کے اوپر لازم پاویگا اور وہ کچھ اللہ تعالے کے واسطے نہین کہ اسکی طرف عائد ہو **قولہ** وہو الذی جعلکم خلائف الارض اوتعالٰی نے خزائن معرفت و محبت و کمالات پر خلیفہ فرمایا اور جو اسقدر زمانہ دراز گزرنے و نبوت و رسالت سابقہ و اول الاول مین انکشاف ہوئے وہ تمکو سب اگلون کی خلافت مین منکشف ہوئے اور اسپر اور مقامات مزید بسبب شرف تمہارے نبی صلعم کے عطا ہوئے جو اگلون کو نہ تھی **قال المترجم** شیخ اکبر ابن العربیؒ نے ایک دراز کلام سے بیان کیا ہے کہ انکشاف بعض مقامات خاص کا استیان آنحضرت صلعم کو جو حاصل ہوا وہ سابق مین کسی کو نہین ہو سکتا تھا اور اسی سے انبیاء اولو العزم تمنا کرتے تھے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سے ہون اور ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ شیخ نے کہا کہ اس امت کو بھی سبقت ہے اور آخر مین ہونے کا بھی بھید ظاہر ہوا اور حدیث سے یہ مضمون ثابت ہوا کہ ہم لوگ پیچھے پیدا ہوئے اور ہم کو آخرت مین سب پر سبقت ہے۔ اور اس آیت مین خلافت بعض بعض بھی بیان ہے چنانچہ سابق مین تفصیل گزر چکی کہ اولیاء و عرفاء و نجباء و اوتاد و ابدال وغیرہ مین مختلف مراتب ہین اور جب ایک کا انتقال ہو جاتا ہے تو دوسرے گروہ مین سے ایک اُسکا خلیفہ ہوتا ہے یعنے بجائے اسکے قائم ہوتا ہے اور انکے درجات متفاوت ہونے کی تصریح کردی بقولہ ورفع بعضکم فوق بعض درجات بعض انکے بعض کی اقتدا کرتے ہین اور وہ امانت و امان و حجت و برہان ہین عالمین کے واسطے اور عالمین کو انسے مستقل تعلق نہین بلکہ بایںمعنی کہ احکام الٰہی سے انکو شرف ہے اور یہ احکام اہل عالم کے حق مین ہوتے ہین اور نیز انکے درجہ باعتبار کمالات کے مختلف ہین پس بعض کا درجہ تو معاملات ہین اور بعض کا حالات بعض کا مقامات بعض کا مکاشفات بعض کا مشاہدات اور بعض کا فراسات اور بعض کا کرامات بعض کا مواجید و واردات اور بعض کا حکمیات اور بعض کا دعیات بعض کا معرفت بعض کا توحید۔ اور بعض کا تلوین اور بعض کا تمکین بعض کا یقین بعض کا فناء اور بعض کا بقاء بعض کا حیرت اور بعض کا ولہ اور غیبت بعض کا سکر۔ اور بعض کا صحو بعض کا انصاف اور بعض اتحاد۔ اور بعض کا ربوبیت اور بعض کا عبودیت اور ایسے ہی علم عام اور علم خاص اور علم العلم اور معرفت العلم و معرفت السر و معرفۃ علم المجہول وغیرہ ہین اور اس سے اوپر علم کا کوئی مرتبہ نہین ہوتا ہے ہان رسم مندرس و طریق منطمس ہے یعنے ہر حادث فناء ہے کیونکہ وہان کنہ قدم کا ظہور ہے اور قدم کے ساتھ سوائے قدم کے کسی چیز کو بقاء نہین ہے پس بندون کو جو ان مختلف مقامات مین مبتلا کیا تو اسواسطے کہ انکو امتحان فرماوے تاکہ علت حدوث کو قدم مین فنا کرین۔ اور جو شخص ان مقامات مین سے نعت ربوبیت کے ساتھ نکل بھاگا اور مدعی ہوا تو وہ مار ڈالا جاوے سولی دیا جاوے قتل کیا جاوے جلا دیا جاوے جیسا کہ حسین بن منصور کے ساتھ کیا گیا اور اللہ تعالے اسکی مغفرت فرمائے۔ اور جو شخص کہ ان خلاف

Marfat.com

مین بیت عبودیت رہا اور بندگی پر مستقیم رہا جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہمیشہ ہی آپ کے کلام سے ثابت ہوا کہ جناب باریتعالیٰ مین التجا فرمائی کہ مین بندہ ہون اور نہین کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے تو وہ سکر کے حال مین معصوم رہا اور راہ طریق مین جو خطرات آگئے ہین وہ بخشے جاوینگے بسبب قول حضرت باری تعالیٰ کے کہ فرمایا ان ربک سریع العقاب وانہ لغفور رحیم۔ اور بعض مشائخ نے کہا کہ ولی کا خلیفہ ولی ہو اور صدیق کا صدیق ہو اور بعض کے درجہ کو بعض پر بلند کیا اور بعض کے درجہ کو بعض کے واسطے سے بلند کیا تاکہ روئے زمین حجت اللہ عزوجل سے اور امان سے خالی نہ رہے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ بعض کے درجات کو بعض دیگر پر اسواسطے بلند فرمایا کہ جو نیچے مرتبہ پر ہو وہ اوپر والے کی اقتدا کرے اور جو مرید ہو یعنے خود ارادت کے ساتھ حضور حق مین رسائی چاہتا ہو وہ ایسے بندہ کی پیروی کرے جو ازل مین حضرت باری تعالیٰ کے فضل سے مراد ہو چکا ہو چنانچہ امتیان محمدی حضرت محمد صلعم کی پیروی و اقتدا کرین تاکہ درجہ مقصود کو پہونچین۔ فافہم واللہ اعلم

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَخَمْسٌ اَوْ سِتٌّ اٰيَاتٍ

سورہ اعراف مکیہ اور وہ دوسو پانچ یا دوسو چھ آیات ہین

وفی السراج اس سورہ کے کلمات تین ہزار تین سو پچیس ہین اور حروف چودہ ہزار تین سو دس ہین پھر یہ سورہ مکیہ ہو سوائے آٹھ آیتون کے یعنی قولہ واسألہم عن القریۃ التی۔ تا قولہ واذ نتقنا الجبل فوقہم الآیۃ۔ یہی ابن عباس و ابن الزبیر سے مروی ہو اور یہی حسن و مجاہد و عکرمہ و عطا و جابر بن زید کا قول ہو اور یہ سب سورہ محکمہ ہو اور بعض نے کہا کہ قولہ تعالیٰ واعرض عن الجاہلین کا حکم منسوخ ہوا اور باقی محکمہ ہو **قال المترجم** پہلے مذکور ہو چکا کہ اعراض صفح وغیرہ کے مانند احکام داخل نسخ اصطلاحی نہین ہین وقد فصلہ المفسر فی المقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہون مین خدا کے نام سے کہ وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓصٓ ۝ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ

یہ کتاب اتری ہو تجھکو سو اس سے تیرا جی نہ رکے کہ خبردار کرے تو اس سے اور نصیحت ہو ایمان والونکو چلو اسپر جو اترا

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝

تمکو تمہارے رب سے اور نہ چلو اسکے سوائے اور رفیقون کے پیچھے تم کم دھیان کرتے ہو

الٓمّٓصٓ اللہ اعلم بمرادہ بذلک۔ اس کلام سے جو مراد ہو اسکو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہو اور کسی کو نہین معلوم ہو **قال المترجم** مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تمام تفسیر مین یہی اختیار کیا کہ اسکی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہو اور اتقان مین اسکی بابت ایک بحث طویل لکھی اور ظاہر کلام مین اسی قول کو مرجح رکھا اور مترجم نے ابتدا سورۂ بقرہ مین بحوالہ بعض متاخرین کے لکھدیا کہ تاویل و تفسیر مین فرق ہو یعنے تاویل اسکی بمعنی مایؤول الیہ الامر کو کوئی نہین جانتا سوائے حق تعالیٰ کے اور اسی معنی کر جنت مین کھانا پینا وغیرہ بھی ابھی باعتبار تاویل کے کوئی نہین جانتا اگرچہ یہ قطعاً معلوم ہو کہ واقع ہوگا اور رہی تفسیر یہ بمعنی کہ راسخین فی العلم کچھ اشارات جانتے ہین تو یہ بعض سلف سے مروی ہوا

چنانچہ ابن عباس سے المص کی تفسیر مین آیا کہ معنی اسکے انا اللہ افصل یعنی مین ہو اللہ خوب فیصلہ کرنیوالا۔ رواہ ابن ابی حاتم وکذا قال سعید
بن جبیرؒ۔ اور کہا کہ اللہ تعالے کے نامون مین سے نام ہو جس سے قسم کھائی ہو اور سدیؒ سے مروی ہو کہ۔ ہو المصور۔ محمد بن کعب نے
کہا ہو اللہ الرحمن الصمد ضحاک نے کہا انا اللہ الصادق۔ اور دیگر اقوال ہین جنکو مفسرؒ نے اتقان مین ذکر کیا اور حق یہ ہو کہ محصول سور
اور اصل مراد کو رسوخ علم سے سمجھکر اسکے موافق کچھ اشارات سمجھے اور یہ تفسیر صوفیہ سے زیادہ مشابہ ہو اور عموماً اولی یہ ہو کہ یہ سر القرآن
ہو اور بعض متاخرین نے تحقیق کیا کہ عارف کو یہ سر معلوم ہو سکتا ہو مانند علم روح کے اور ممتنع نہین مانند علم ذات وکنہ صفات کے
واللہ اعلم کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ یہ خبر اور مبتدا اسکا ای ہذا کتاب مقدر ہو اور خطاب آنحضرت صلعم کو ہو فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْهُ
یعنے تیری طرف کتاب اُتاری گئی پس ہرگز نہو تیرے سینہ مین حرج اس سے یعنی تنگی اس کتاب سے باین طور کہ تو ابلاغ کریگا تو تجھکو
لوگ جھٹلاوینگے یا ایذا دینگے کیونکہ او تعالی تیرا حافظ و ناصر ہو اور بعض نے کہا کہ تنگی اسطرح نہو کہ لوگ کتاب الٰہی کو سنکر ایمان نہ لائین اور
سخت عذاب مین اسوجہ سے گرفتار ہووے کہ بعد حق بات پہونچنے کے کفر کیا کیونکہ تجھپر پہونچانا واجب ہو اور کچھ غرض نہین ہو۔ اور
مجاہد و قتادہ وغیرہ سے مروی ہو کہ حرج یہان بمعنی شک ہو کیونکہ شک کرنیوالے کا سینہ بھنچا ہوا ہوتا ہو اور معنی یہ ہونگے کہ تو اسمین شک
مت کر کہ یہ کتاب اللہ تعالے کے یہان سے نازل ہوئی ہو لیکن اس صورت مین یہ بھی بمعنی تعریض امت ہوگی کیونکہ آنحضرت صلعم کے
حق مین تو شک متصور نہین دو وجہ سے ایک تو آپ نبی معصوم تھے اور دوم آنکہ وحی نازل ہوتی تھی پس لامحالہ امت کو تنبیہ ہو کہ انمین
سے کسی کو شک نہونا چاہیئے پس قول اول پر تقدیر یہ ہو حرج منہ فی ابلاغہ ضیق نہو اس کتاب سے اسکے پہونچانے مین اور قول دوم
پر تقدیر یہ ہو حرج منہ فی انزالہ شک نہو اسکے نازل ہونے مین۔ پھر انزال کا فائدہ تلایا یعنے نازل کی گئی لِتُنْذِرَ بِہٖ یعنی سو اسطے نازل کی گئی کہ تو اس سے
گنہگارون و مشرکونکو عذاب سے ڈراوے تحقیقی خبر کے ساتھ وَذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور واسطے نصیحت حاصل کرنے مومنون کے یا مومنونکو نصیحت دیوے اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ
اِلَیْکُمْ یعنی قل لہم ذالک مفسرؒ نے قل لہم مقدر کیا اور شاید اشارہ ہو کہ یہ حکم مومنونکو ہو یعنی مومنونکو کہدے کہ اتباع کرو ما انزل الیکم کی اور ظاہر یہ ہو کہ کلام مستانفہ ہو
کیونکہ مومنین کی تخصیص تو ذکری للمومنین سے ہو گئی کیونکہ نصیحت پند یقین کو حاصل ہو گئی اور یہان عام حکم دیا جسمین ہر مکلف شامل ہو مِّنْ رَّبِّکُمْ یعنی اتباع کرو
اُس چیز کا جو اُتاری گئی تمہارے رب کیطرف سے اور وہ قرآن ہو اور بیضاویؒ نے کہا کہ وہ قرآن وسنت دونون کو شامل ہو اسواسطے
کہ او تعالے نے فرمایا۔ ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی یعنی رسول نہین بولتا اپنی خواہش سے بلکہ وہ وحی ہو جو اسکی طرف ایحا ر
کیجاتی ہو پس حدیث بھی وحی خفی ہو کہ اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوئی تفسیر کبیر مین ہو کہ ما انزل الیکم شامل ہو کتاب وسنت دونون کو
اور یہی دیگر مفسرین نے کہا ہو اور انزل الیکم فرمایا حالانکہ وہ رسول اللہ صلعم کی طرف نازل ہوا تو اسوجہ سے کہ وہ خطاب سب کو ہو اور
سب پر فرمانبرداری اسکے بواسطۂ رسول علیہ السلام کے فرض ہو چنانچہ فرمایا ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا یعنی جو تمکو رسول
دیوے وہ لیلو اور جس سے منع کرے اُس سے باز رہو پس کتاب الٰہی کی فہم حاصل ہونے پر ہر ایک پر اتباع فرض ہو اور اس سے
یہ مراد نہین کہ قرآن بغیر موجودگی رسول کے نہین لیا جا سکتا بلکہ مراد یہ کہ قرآن کی اتباع فرض ہو جو رسول اللہ صلعم کے واسطے سے تمکو
پہونچا اور حضرت صلعم نے اسکی اتباع پر سخت تاکید فرمائی اور خود اللہ تعالی نے فرمایا وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ای لا تتخذوا غیر اللہ
اولیاء تطیعونہم فی معصیۃ اللہ۔ یعنے مت بناؤ غیر خدا کو ولی و متبوع جنکی پیروی کرو اللہ تعالے کی نافرمانی مین ورنہ اگر اللہ تعالے
کی فرمانبرداری مین ولی بناوے تو جائز ہو حتی کہ آنحضرت صلعم کی اتباع فرض ہو۔ زمخشریؒ نے کہا کہ مراد یہ کہ شیاطین جن وانس ہین

کسی کو ولی مت بناؤ جو تم کو خواہش نفسانی و بدعتوں پر آمادہ کرین **وقال الرازی فی الکبیر** اس آیت مین دلالت ہو کہ قرآن مین جو عمومات ہین انکو قیاس سے خاص کرنا نہین جائز ہو کیونکہ عموم قرآن تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو اور اللہ تعالیٰ نے اُسکی پیروی واجب کر دی ہو پس اسپر عمل کرنا واجب ہو تو ایسی حالت مین قیاس پر عمل کرنا منع ہوا ورنہ تناقض لازم آویگا **وقال المترجم** اگر یہ مراد ہو کہ باب عقائد مین جو عام جسطرح ہو اسکو قیاس سے خاص کرنا نہین جائز ہو تو صحیح ہو ورنہ قیاس خود مثبت نہین بلکہ مظہر حکم الٰہی ہو اور ایسی حالت مین کوئی تناقض نہین کیونکہ عموم مذکور بحیثیت مآول عمل واجب ہو اور وہ بعد تخصیص از قیاس ہو فافہم۔ مالک بن دینار نے لاتبتغوا پڑھا از ابتغار یعنی مت طلب کرو سوائے حق کے کسیکو ولی قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ یعنی تذکرون قلیلا ما۔ بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو اور ایک قراۃ مین تذکرون بتخفیف ہو اور ما زائدہ ہو تاکید قلت کے واسطے آیا ہو حاصل آنکہ باوجود اس فہمائش وسیع وکثیر کے تمکو بہت کم تذکر ہوتا ہو **قال الحافظ** اور یہ بمانند قولہ وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین یعنی اگر تو حرص کرے تو بھی بہتیرے لوگ مومن نہین **ف فی العرائس قولہ المص** شیخ نے بیان رسوخ علم سے بعض اشارات کو ذکر کیا اور کہا کہ گویا ان حروف تہجی سے آنحضرت صلعم کو اشارہ ہو یعنے اللہ تعالےٰ نے جب چاہا کہ اپنے رسول علیہ السلام سے اپنے انبیاء سابقین کے قصے وماجرے اور انکے ساتھ اسرار وشرائع وحقائق گذشتہ کو بیان کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص شریعت وطریقت سے مخصوص وممتاز فرماوے اور گذشتہ وآیندہ حال سے آگاہ کرے تو حروف تہجی سے آگاہ فرمایا اور اُسکے بھید سے محض اشارہ و اسرار خطاب سے آگاہ فرمایا اور اوتعالیٰ جانتا ہو کہ رسول اللہ صلعم اس اشارہ سے مراد الٰہی کو سمجھ جائیگا اور اوتعالیٰ جانتا ہو کہ باقی امت اسکو نہین سمجھینگے پس ایک طویل سورت کو ان چھوٹے سے حروف مین تعبیر فرمایا اور خاصان امت مانند صحابہ وتابعین واولیاء متقدمین کے کبھی کہین کہین بعض اشارہ کو سمجھ جاتے ہین پس منجملہ اسکے یہ کہ حروف مقطعات رموز قرآن ہین جنکو بعض علماء ربانی سمجھتے ہین پس اس مقام پر الف اشارہ ہو آدم سے چنانچہ آدم کے اول مین الف موجود ہو پس الف سے اشارہ آدم کے حال وقصہ وابتداء خلقت و ملائکہ پر پیش ہونا اور جنت مین جانا اور وہان سے باہر آنا وغیرہ حالات کی طرف ہو وہ اصل خلقت ہین اور دیگر جو انسے شاخین نکلین وہ ذکر مین آدم کے تابع ہین اور الف کا اشارہ علم الاسماء کی طرف ہو بقولہ وعلم آدم الاسماء۔ اور اس اسماء مین علم ذات وجمیع صفات اور نعوت وافعال کا ہو اور علم گذشتہ وآیندہ کا ہو پس آنحضرت صلعم کو اس الف سے تمام وہ علم سکھلا دیا جو آدم علیہ السلام کو جمیع اسماء کے علم سے حاصل ہوا تھا کیونکہ آنحضرت صلعم تمام اولین وآخرین سے زیادہ لطیف تھے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک زیادہ بزرگ تر اور زیادہ مقرب تھے پس موافق قرب کے اشارہ بھی زیادہ لطیف فرمایا جو اوروں پر زیادہ خفی ہوگیا لام سے اس مقام پر قصہ تجلی موسیٰ علیہ السلام وکوہ طور کی خبر فرمائی اور ان احوال ماضیہ سے آپ کو آگاہ کیا میم سے شان موسیٰ واول سے آخر تک انکے واقعہ کی خبر دی اور حرف ص سے قصص نوح وہود وصالح وشعیب ولوط اور تمام ماجرا انکا ابتدا سے آخر عمر تک جو کچھ گزرا ہو اس سب سے آگاہ فرمایا اور اسی حرف صاد مین انکے صبر وتحمل اور شفقت وبلاء الٰہی اور صدق محبت بوفاداری وصدق باعمال واقوال کا بیان ہو اور تصدیق اس بات کی کہ حروف کے تحت مین پوری کتاب مندرج ہوتی ہو وہ حدیث ہو جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے آدم کو حروف تہجی عطا فرمائی اور ہر حرف ایک کتاب تھا اللہ تعالےٰ کی طرف سے آدم کے واسطے **قال المترجم** حرف حتی کہ نقطہ مورث علوم ومعرفت ہو کچھ بھی بعید نہین وقد مر فی تفسیر البسملۃ عن بعض التابعین مایشیر الی ہذا بل هو

Marfat.com

نص صریح ثم المراد ههنا کانه عرفان مع العلم لا تصویر باللفظ والا فقد بین فی مواضع من الکتاب العزیز وظاهر کلام الشیخ یدل علی ذلک فافهم والله اعلم
اور نیز حرف الف سے او تعالیٰ نے صفت قدم سے خبر دی اور اپنی ذات پاک کی وحدانیت کو بتلایا جو افتراق و اجتماع سے منزہ و پاک ہی
اور جمیع مخلوقات کو اسی نے صادر فرمایا ہی کیونکہ تمام موجودات و وجود کا صدور اسی پاک پروردگار تعالیٰ سے ہی جیسا کہ مصدر جمیع الحروف کا
اور نیز حرف الف سے سر الاسرار اور صرف الانوار کی خبر دی اور جو کچھ تمام حروف مین علم اولین و آخرین تھے سب اسمین ظاہر کیے اور یہ
نہایت دقیق اشارہ بجانب آنحضرت صلعم ہی پھر حرف لام سے اسکو واضح کیا بغرض ترفہ خاطر و زیادت ادراک کے ۔ پھر حرف میم سے
خطاب صریح کر دیا پھر حرف صاد سے حروف کے خواص بیان فرمائے کیونکہ اسمین وصف جمیع حروف ہی پھر علوم مین تعمیم فرمائی اور
تمام سورہ سے عموماً مخلوق کو علم دیدیا کیونکہ علم اسرار مین انکو ادراک و معرفت نہین ہی اور جسقدر مضمر و مضمر ہوتا جاوے انکی فہم سے بالا ہو جائیگا
اور نیز الف لام سے اسرار الٰہیت اور ازلیت کو بیان فرمایا تو نہین دیکھتا کہ کیونکر الف کو لام سے نسق کیا بغرض اخفار اشارہ کے تاکہ
قدم مین حدیث عدم باقی نہ رہے اور ظاہر ہی کہ جو لام و الف یعنی عدم ہی وہ کیونکر اشارہ قدم ہوگا پس ایک کو دوسرے سے نسق کر دیا
تاکہ نفی کی بات نہ ہو جاوے کیونکہ نفی ایک عنت ہی جو حوادث پر واقع ہوتی ہی حالانکہ حوادث کا ذکر قدم مین نہین ہی پس الف سے احدیۃ الالٰہیۃ
سے خبر دی اور لام سے ازلیت سرمدیہ کی خبر دی پھر میم سے محبت قدمیہ کی خبر فرمائی اور صاد سے صفات قائمہ بالذات کی خبر دی
الف سے ذات مین ذات کی خبر دی جو واحد ہی پھر لام و میم و صاد سے شمول صفات قدمیہ کی خبر فرمائی ۔ الف از ذات اور میم از صفت
ازل اور صاد از صفت محبت ہی اور صاد مین جمیع صفات کی خبر ہی ۔ محمد بن عیسی الهاشمی نے کہا کہ مین نے ابن عطاؒ سے سُنا کہ حبب اللہ تعالیٰ
نے حروف کو پیدا کیا تو انکے واسطے ایک سر باطن قرار دیا پھر جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اسمین اس سر مخفی کو مندمج کیا اور ملائکہ مین
اس بھید کو منتشر نہین فرمایا تھا پس یہ حروف حضرت آدم کی زبان پر بفنون جریان و فنون لغات جاری ہوے جنکی اللہ تعالیٰ نے صورتین
پیدا کر دین **قال الحسین** الالف تو الف المالوف ہی اور اللام لام الالاء ہی ۔ المیم میم ملک ہی والصاد صاد صدق ہی اور فرمایا
کہ قرآن مین ہر چیز کا علم ہی اور علم قرآن کا حروف مقطعات مین ہی اور علم حروف کا لام الف مین ہی اور علم لام کا الف مین ہی اور علم الف کا
نقطہ مین ہی اور علم نقطہ کا معرفت اصلیہ مین ہی اور معرفت اصلیہ کا علم ازل مین ہی اور علم ازل کا مشیت مین ہی اور علم مشیت کا غیب الہو
مین ہی اور غیب الہو وہی ہی کہ نہین مثل اسکے کوئی چیز لیس کمثلہ شیٔ مترجم کہتا ہی کہ بحمد اللہ تعالیٰ کہ مترجم کو یقین ہی کہ جملہ علوم اس کتاب مجید
مین ہین اور عدم العلم مستلزم عدم نہین اگر کسی کو معلوم ہوتا تو وہ اپنے اوپر نفرین کرے کہ اسقدر کدورات مین کیون مبتلا ہو اور قد ثبت
فی غیر آیۃ ان الکتاب العزیز یحوی علم کل شیٔ بل ہو تبیان لکل شیٔ ومنہا قولہ تعالیٰ وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض
ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین شیخ ابو محمد الجریری نے کہا کہ ہر لفظ و ہر ہر حرف کے واسطے ایک مشرب فہم خاص ہی جس سے
اسکی معرفت ہوتی اور دوسرے کی معرفت اس سے نہین ہوتی اور اس مشرب کے واسطے جداول خاص مین سنا ہی کہ فرمایا المص
پس الف کے واسطے انکے نزدیک ایک فہم ہی اور فہم کے واسطے انکے مغفر مین استماع ہی بجانب حسن مخرج و مذاق شیرین جو موجب
ہی بنظر متکلم اور اسی طرح لام کے واسطے حسن استماع و مخرج سوائے مخرج الف کے اور مذاق فہم موجود ہی اسی طرح میم کے واسطے
حسن استماع از مخرج غیر لام و طعم فہم موجود ہی اور صاد کے واسطے حسن استماع بجانب حسن مخرج و طعم فہم موجود سوائے میم کے ہی پس
یہ سب متکلم کے ملاحظہ سے ممزوج ہوا ہی **قال الحسین** الالف الف ازل ہی اور اللام لام ابد ہی اور میم ان دونون کے درمیان ہی

Marfat.com

اور صاد اتصال اُس شخص کا جو متصل ہوا اور انفصال اُس شخص کا جو منفصل ہوا اور حقیقت مین نہ اتصال ہی اور نہ انفصال ہی مگر یہ الفاظ بسبب عبارات جاری ہوتے ہین کہ کچھ فہم و بیان حاصل ہو حالانکہ درگاہ حق تعالیٰ جملہ الفاظ و عبارات سے مصئون محفوظ ہی **قولہ** کتاب انزل الیک پہلے مذکور ہوا کہ حروف اسرار کتاب ہین اور تصدیق اُسکی یہ کہ بعد المص کے فرمایا کتاب انزل الیک۔ یعنی یہ حروف المص کی کتاب اسرار ہین جو تیری طرف نازل ہوئے ہین **قال المترجم** ہر چند کہ ہر ایک انمین سے کتاب ہی تو بمقتضائے ظاہر کتب انزلت ہوتا اگر ایسا تھا لیکن پردہ نزول مین صورت امتزاجی سے کتاب واحد ہوئی یا کتاب جنس ہی فتامل **قولہ** فلا یکن فی صدرک حرج منہ۔ یعنے تیرے سینہ مین انکی عدم شناخت کی تنگی نہو اور انکے ادراک مین نافہمی سے دل گرفتگی نہو یعنے مت خوف کر اس بات کا کہ تو اسمین ہمارے اشارات کو نہین سمجھے گا۔ کیونکہ تو مخصوص بعلم لطائف و حقائق ہی اور تیرا سینہ بسبب کشایش نور تجلی جمال کے بہت کشادہ ہی پس اسمین مقام قبض و گرفتگی کو دخل نہین ہی اور تصدیق اسکی قولہ انزل الیک ہی یعنی ان اسرار کو سوائے تیرے کوئی اور برداشت نہین کرسکتا۔ یہ تیرے ہی واسطے مخصوص اور تجھی کو اسکے فہم کی استعداد عطا ہوئی ہی پس انکی ہیبت سے تیرے سینہ مین کچھ بھی گرفتگی طاری نہو کیونکہ انکی سمجھ تجھپر آسان ہوجائیگی **ابن عطاؒ** نے قولہ کتاب انزل الیک مین کہا کہ یہ ایک عہد خاص ہی جس سے دیگر انبیاء علیہم السلام کے درمیان آنحضرت صلعم کو مخصوص فرمایا یعنی تو خاتم الرسل ہی اور تیرا عہد تمام عہود کا خاتم ہی تاکہ اس سے تیرا سینہ کشادہ ہو اور تیری آنکھین ٹھنڈی ہون۔ **جنیدؒ** نے کہا کہ قولہ فلا یکن فی صدرک حرج منہ۔ یعنی تیرا دل اُسکے اُٹھانے اور اُسکے بوجھ سے تنگ نہو کیونکہ صفات کا برداشت کرنا بہت بھاری ہوتا ہی مگر اُسی شخص پر جو قبول مشاہدہ سے تائید کیا گیا ہی **قال النوری** رح ابو الحسن انوار حقائق جب سر باطن پر وارد ہوتے ہین تو انکی برداشت کرنے سے بہت بوجھ کے تنگ ہوتا ہی جیسے آفتاب کی شعاعین اسکی نہایت کے ادراک سے مانع ہین **قال القرشی** رح اللہ تعالیٰ نے اس سورہ مین قصہ پیغمبر کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام کا بیان کیا تو معلوم تھا کہ قلب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اسکے واسطے حرکت و جنبش کریگا تو حکم دیا کہ فلا یکن فی صدرک حرج منہ۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام سے طور پر کلام ہوا اور تجھسے ہر چیز و صورت سے باہر کلام ہوا اور اسکو مشاہدہ سے محرومی ہوئی اور تجھکو نصیب ہوا **قال الاستاد** کتاب احباب تحفہ الحبیب اور غم دوری و فراق سے شفا ہی اور قولہ فلا یکن فی صدرک حرج مین اشارہ ہی کہ ہر قبض سے سینہ تیرا حفظ الٰہی مین محفوظ ہی اور صدرک فرمایا اور قلبک نہین فرمایا کیونکہ قلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجلی شہود مین تھا اور اسی واسطے فرمایا ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون اور یہان بھی قلبک نہین فرمایا اور اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ رب اشرح لی صدری اور آنحضرت صلعم کے واسطے فرمایا الم نشرح لک صدرک کیونکہ قلب محل شہود مین دائمی ہی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تنام عینای ولاینام قلبی یعنی میری آنکھین سوا کرتی ہین اور دل میرا نہین سوتا ہی اور کہا کہ اسمین ایصال لذت ہی کہ مجھکو ایک لذت پہونچتی ہی اور صاحب لذت کو حرج و ضیق نہین ہوا کرتی **قال المترجم** پہلے اتباع کا عموماً حکم دیا پھر شروع فرمایا کہ اگلی امتون کو بسبب نافرمانی و اعراض حق کے کیا مصیبت عذاب پہونچی تھی

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ

اور کتنی بستیان ہمنے کھپا دین کہ پہونچا اُنپر ہمارا عذاب راتون رات یا دوپہر کو سوتے پھر یہی تھی انکی پکار جب پہونچا انپر

بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

ہمارا عذاب کہ کہنے لگے ہم تھے گناہگار سو ہمکو پوچھنا ہی اُنسے جن پاس رسول بھیجے تھے اور ہمکو پوچھنا ہی رسولون سے

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ○

پھر ہم احوال سنا دینگے اُنکو اپنے علم سے اور ہم کہین غائب نہ تھے۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ کم خبریہ مفعول ہی ایسے فعل کا جو حذف ہوا بشرط تفسیر چنانچہ اہلکنا اسکی تفسیر کرتا ہی اور بعض نے کہا کہ مبتدا ہی اور اہلکنا اسکی خبر ہی اور اول ارجح ہی اور قرآن مجید مین من تاکید کثرت کے ساتھ وارد ہوتا ہی اور قریہ وہ جگہ جہان لوگ مجتمع ہوتے ہون اور معنی یہ کہ اور بہت سے قریہ۔ اور مراد قری سے اہل قری ہین بسبب قول مابعد اَهْلَكْنٰهَا ہمنے انکو ہلاک یعنی وہان کے لوگونکو ہلاک کیا۔ وفی السراج اور بعض نے کہا کہ تقدیر مضاف یعنی اہل کی کچھ حاجت نہین ہی کیونکہ قریہ خود بھی تباہ و برباد ہو جاتا ہی جیسے قریہ والے تباہ ہوتے ہین اور اہلاک اپنے حقیقی معنی پر بھی ہو سکتا ہی اور مفسرؒ نے ارجح یہ قرار دیا کہ اہلکنا کے معنی یہ کہ ہمنے انکے ہلاک کا ارادہ کیا بقرینہ قول مابعد فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ای فجارہا عذابنا لیلا اوہم نائمون بالظہیرۃ والقیلولۃ استراحۃ نصف النہار وان لم یکن معہا نوم ای مرۃ جارہا لیلا ومرۃ جارہا نہارا یعنے آیا انپر ہمارا عذاب رات مین یا درحالیکہ وہ سوتے تھے دوپہر دن کو وقت سخت گرمی کے اور قائل بمعنی قیلولہ کنندہ از قال یقیل قیلولۃً اور قیلولہ دوپہر دن کے وقت استراحت لینے کو کہتے ہین اگرچہ نیند نہ آوے اور حاصل آنکہ انپر عذاب ہمارا کبھی رات مین آیا اور کبھی دن مین آیا یعنی کسی قوم پر رات مین جیسے قوم لوطؑ پر اور کسی قوم پر دن مین جیسے قوم شعیبؑ پر آیا۔ اور انھین دونون وقتون کو اسواسطے خاص کر بیان فرمایا کہ یہ اوقات استراحت وغفلت ہین پس انمین عذاب طاری ہونا نہایت فظیع ہی کما قال تعالی افامن اہل القری ان یاتیہم باسنا بیاتا وہم نائمون اوامن اہل القری ان یاتیہم باسنا ضحی وہم یلعبون پس کافرون کو تہدید و وعید ہی گویا کہا گیا کہ امن واحب کے اسباب تم کو مہیا کر دیے گئے انپر مغرور مت ہو کیونکہ عذاب الٰہی جب اترتا ہی تو دفعۃً نازل ہو جاتا ہی **قال البیضاوی** - قولہ اوہم قائلون معطوف ہی بیاتا پر گویا یون کہا گیا فجارہم باسنا بائتین اوقائلین پس ہم قائلون بحذف واو حال اسواسطے آیا کہ دو حرف عطف کا اجتماع لازم نہ آوے کہ ثقیل ہی کیونکہ واو حالیہ دراصل واو عطف ہی جو وصل کے واسطے مستعار لیا گیا ہی اور ضمیر پر اکتفا کرنا نہین کہ غیر فصیح ہی۔ اور ان دونون تعبیر مین انکی غفلت وعذاب سے بیخوفی مین مبالغہ ہی فَمَا كَانَ دَعْوٰهُمْ ای قولہم یعنی دعوی یہان بمعنی قول ہی وقال البیضاوی - ای فما کان دعاوہم اواستغاثتہم - یا دعوی بمعنی ادعار ہی اور مصدر مجہول ہی یعنی جسکو اپنے دین مین ادعاء کرتے تھے اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ یعنے بروقت عذاب آنے کے انکا دعا یا دعار واستغاثہ کچھ نہ تھا اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ مگر یہی کہ کہنے لگے کہ ہم ظالم ہین یعنی رسولؐ کی اور حکم تنزیل کی اتباع نہ کرنے مین اپنے ظالم ہونے کا اقرار کیا حاصل آنکہ ایسے وقت اقرار کیا کہ اسوقت بھی مفید نہین اسواسطے کہ ایمان تو استدلال غیب پر ہی اور اسوقت ایمان کچھ نہین جبکہ معائنہ ہو گیا۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم نہین ہلاک ہوئی یہانتک کہ خود انکا اقرار ثابت ہو گیا کہ ہمنے واقعی ظلم کیا ہی۔ ابن سنان نے کہا کہ مینے عبد الملک بن میسرہ سے پوچھا کہ یہ کیونکر ہی فرمایا کہ اس آیت سے فما کان دعوہم اذ جاءہم باسنا الا ان قالوا انا کنا ظلمین۔ اس حدیث کو ابن جریرؒ نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث وآیت مین واضح تطابق ہی پھر اوتعالے عز وجل نے جملہ مکلفین کو شمول کر کے پھر منکرونکو عذاب دنیاوی سے تہدید کرنے اور اسکے ضمن مین مومنون کو استثنار کر لے کے بعد پھر منکرون وکافرون کو عذاب اخروی سے سخت وعید فرمائی بقولہ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ فا ترتیب ہی یعنے بعد عذاب دنیاوی کے اگر واقع ہوا ہو جیسے مشیت ہو پھر ضرور آخرت مین یہ واقعہ ہوگا اور لام قسم ہی یعنے ضرور ہم پوچھینگے ان لوگون کو جنکی طرف ارسال کیا گیا کہ اُنھون نے رسول کو کیا جواب دیا اور

اسکے ابلاغ پر کیا عمل کیا۔ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ اور ضرور ہم رسولون کو پوچھینگے کہ کیونکر رسالت کو پہونچایا۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ تم
مین سب راعی ہین اور سب اپنی رعیت سے سوال کیے جاوینگے پس امام پوچھا جائیگا رعیت سے اور رعیت کا مرد پوچھا جائیگا اپنے اہل خانہ
وعیال سے اور جورو پوچھی جائیگی کہ شوہر کے گھر مین کیا برتاؤ کیا اور غلام سے پوچھا جائیگا کہ اپنے آقا کے مال مین کیا کیا۔ لیث نے کہا
کہ مجھ سے ابن طاؤس نے ایسی ہی حدیث بیان کی پھر یہ آیت پڑھی فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین اصل حدیث بدون زیادت
استدلال آیت کے صحیحین مین موجود ہے وحاصل التفسیر کما قال ابن عباسؓ کہ اللہ تعالیٰ لوگون کو سوال مین ماخوذ کریگا کہ رسولون کو کیا جواب دیا
اور رسولون کو پوچھیگا کہ رسالت کیا پہونچائی ہے اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لا یسئل عن ذنوبہم المجرمون۔ مشرکون سے انکے گناہون کی
پوچھ نہوگی یعنے سیدھے دوزخ مین بھیجے جاوینگے تو جواب یہ ہے کہ رسولون کی اجابت دعوت اور ایمان پر اعمال ہین اور مشرکون نے جب قبول
نہ کیا تو جملہ اعمال انکے نیست ہین کیونکہ انمین سے کوئی عمل عبادت نہین ہو سکتا پس صرف یہ پوچھا جائیگا کہ رسول کو مانا یا نہین مانا پھر جب اعمال کا
وقت آویگا تو مشرکون کے اعمال کی کچھ پوچھ گچھ نہوگی بلکہ قطعاً جہنمی ہین حاصل یہ کہ اوقات مختلف ہین اور سوال بھی مختلف ہین جیسا کہ ظاہر ہے بالجملہ
مشرکون سے پرسش ہوگی کہ ہمارے رسول کا کیا جواب دیا اور رسولون کے ابلاغ رسالت کو بھی پوچھ لیا جائیگا تاکہ مشرک یہ دعوی نہ کرین کہ انھون
نے ہمکو پیغام نہین پہونچایا پھر مشرک انکار بھی کرینگے جیسا کہ گذرا اور ان شاء اللہ تعالیٰ آویگا اور عالم الغیب والشہادۃ کے حضور مین یہ انکار کیا
چل سکتا ہے چنانچہ فرمایا فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ پھر ہم خبر دینگے انکو جو کچھ انھون نے کیا ہے اپنے علم پاک قدیم سے وَمَا كُنَّا غَائِبِيْنَ
اور ہم تو غائب نہ تھے جبکہ رسولون نے اللہ تعالیٰ کی رسالت کو پہونچایا اور گذری اُمتون نے جو کچھ اعمال کیے یعنے سب کچھ ہمارے
علم مین نہایت صحیح وتحقیق کے ساتھ حاضر ہے اور یہ سوال تو فقط عدل وانصاف کی تحقیق کے واسطے ہے واضح رہے کہ ان دونون سوالونمین
بڑا فرق ہے خصوص کافرون کے رسولون پر رسالت نہ پہونچانے کی تہمت لگانے کے وقت رسولون سے سوال ہونا درحقیقت کافرون پر غضب
مزید ہے **ف فی العرائس** قولہ فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین۔ اس سوال مین ایمان لانے والے بندے بھی آوینگے کیونکہ
انکی طرف بھی رسالت پہونچی پس اُنسے خطاب کے سمجھ لینے اور حرمت واحترام وعظمت کے ساتھ اسکے قبول کرنے اور متابعت و
سر جھکانے کے ساتھ اسپر عمل کرنے کا مضمون بھی شامل ہے **قال المترجم** غفرانک اللہم غفرانک سبحانک انک انت الغفور الرحیم [illegible]
استغفرک واتوب الیک۔ شیخ نے کہا کہ رسولون سے ادائے رسالت کا سوال ہوگا ایسے کلام سے جو بقدر عقول ہو اور یہ امت پر شفقت ہے
قال المترجم معنی یہ ہین کہ رسولون نے معرفت وتوحید بقدر عقول بشری پہونچائی پس بالاتر معرفت وتحقیق معرفت جو مجال بشری سے باہر ہے
اس سے ازراہ شفقت معذور فرما کے جاوینگے اور یہ محض رحمت ہے اللہم لک الحمد انت ارحم الراحمین شیخ ابو حفص نے کہا کہ جن لوگونکی
طرف رسالت بھیجی گئی اُنسے سختی وخشم وعذاب دہی کا سوال ہے اور جنکو رسالت لیکر بھیجا یعنے رسولون سے انکی تشریف ومرتبہ بڑھانیکا سوال ہے
قولہ فلنقصن علیہم بعلم وما کنا غائبین۔ اسمین اشارہ ہے کہ بندگان مشتاق جنکا یہ حال ہے کہ منہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ یہ سب حضور
الٰہی عزوجل مین ہین اور تعالیٰ انکو خبر دیگا کہ ہماری ملاقات کے شوق مین انکا کیا حال تھا اور نیز جو لوگ کفر وشرک مین لتھڑے ہوئے اور مدہوش
بنکر بھاگے جاتے ہین انکا حال بھی درگاہ کبریائی مین بیان ہوگا کہ انسے درگاہ عظمت وجلال پاک ہے اور نیز انپر حال ظاہر کیا جائیگا کہ جو انپر جاری
ہوا وہ اسکے حقائق سے نادان جاہل تھے اور قہر ولطف وموجود ومعدوم کے حقائق ظاہر ہونگے اور قولہ ما کنا غائبین مشتاقون کے
درد اشتیاق اور عارفون کے جوش باطن اور عاشقون کے آنسو بہانے سے اور کافرون ومشرکون وغیرہ کے تکبر مین پاؤن پھیلانے سے

Marfat.com

اور تعالیٰ کو غیبت نہیں بلکہ سب کو وہ دیکھتا ہے حتیٰ کہ جب یہ موجودات عدم میں تھے تب ہی سے اسکے علم قدیم میں ہی علم ہے جسمین ذرہ برابر تفاوت نہیں ہو سکتا فسبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم۔ ابن عطاؒ نے کہا کہ قولہ فلنقصن علیہم بعلم یعنی انکے حال عدم وجود کے علم قدیم سے سب اخبار ہوگا **قال المترجم** بالجملہ یہ پوچھنا وخبر دینا تحقیق عدل کے واسطے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ خوب دانائے نہان وآشکارا ہے۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ

اور تول اس دن ٹھیک ہے پھر جنکی تولیں بھاری پڑیں سو وہی ہیں جنکا بھلا ہوا اور جنکی تولیں ہلکی پڑیں سو وہی ہیں

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۝

جو ہارے اپنی جان اسپر کہ ہماری آیتوں سے زبردستی کرتے تھے

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ای والوزن الحق کائن یومئذ یعنی قیامت کے روز وزن حق ہونیوالا ہے یعنی سوال مذکور کے روز وزن عدل ہوگا کہ کسی نفس پر ذرا ظلم نہ ہوگا۔ کما قال تعالیٰ ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین یعنی رکھینگے ہم میزانہائے عدل کو روز قیامت میں پس کسی نفس پر کچھ ظلم نہیں کیا جائیگا اور اگر رائی کے دانہ برابر ہوگا تو ہم اس کو لا دینگے اور ہمارا حساب کرنیوالا ہونا کافی ہے اور ذکر میزان کا بہت سی آیات میں آیا منجملہ انکے قول اللہ تعالیٰ فاما من ثقلت موازینہ فہو فی عیشۃ راضیۃ۔ اور قولہ فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسہم فی جہنم خالدون۔ اور احادیث اس باب میں بہت کثرت سے ہیں جو صحاح وسنن ومسانید میں مروی ہیں بالجملہ میزان حق ہے اسپر وزن ہوگا فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ پس جنکے موازین گران ہونگے نیکیوں سے فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ پس ایسے ہی لوگ مفلحین ہونگے یعنی فوز عظیم انہیں کو حاصل ہوگا وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ اور جنکے موازین ہلکے ہونگے بسبب گناہوں کے فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ پس یہی لوگ ہیں جنھوں نے خسارہ میں ڈالا اپنی جانوں کو بسبب اسکے کہ لے گئے اسکو دوزخ میں بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ بسبب ہماری آیات کے ساتھ ظلم کرنے کے یعنے بسبب کفر وانکار آیات الٰہی کے فـ موازین جمع ہے اور ہر شخص کے واسطے ایک میزان ہوگی پس جمع کے معنی کیا ہیں تو جواب یہ ہے کہ زبان عرب میں اہتمام خبر میں کبھی واحد کی جگہ جمع لاتے۔ اور بعض نے کہا کہ ہر بندہ کے واسطے میزان علیحدہ ہوگی حسن بصریؒ نے کہا کہ حق ہے اس ترازو پر جسمین نیکیاں رکھی جاویں یہ کہ جھک جاوے اور حق ہے اس ترازو پر جسمین برائیاں رکھی جاویں یہ کہ ہلکی ہو جاوے اور بعض نے کہا کہ ترازو میں دو پلہ و زبان و بانٹ ہوتا ہے اور وزن بدون ان سب کے تمام نہیں لہذا جمع کر دیا۔ اور بیضاوی نے جواب دیا کہ بسبب موزونات مختلف ہونے اور متعدد وزن ہونے کے جمع فرمایا پس وہ جمع موزون ہے یا جمع میزان ہے۔ اور بعض نے کہا کہ وزن ومیزان بمعنی عدل وقضا ہے اور بجائے انکے وزن ومیزان کا ذکر کرنا ضرب المثل کے طور پر ہے جیسے بولتے ہیں کہ یہ کلام اس وزن پر ہے اور یہی مجاہدؒ سے روایت کیا جاتا ہے اور زجاج نے کہا کہ زبان عرب میں ایسا بول چال شائع ہے اور یہی معتزلہ نے اختیار کیا جیسے کہ معتزلہ کی عادت ہے کہ جو بات انکی عقل میں جسطرح آتی ہے اسیطرح اسکو اختیار کرتے ہیں اور یہاں تو خیر زبان محاورات سے بھی اتفاقاً مطابقت ہوگئی۔ زجاجؒ نے کہا کہ اتباع یہاں بھی اس چیز کا چاہیئے جو صحاح ومسانید میں وارد ہوا یعنے میزان بمعنی حقیقی اور قشیریؒ نے کہا کہ اسمین زجاجؒ کا قول درست ہے کیونکہ صراط کا لفظ دین حق پر اور جنت ودوزخ وارد ات ارواح پر سوائے اجسام کے اور شیاطین وجن کا لفظ اخلاق مذمومہ پر اور ملائکہ کا لفظ قوی روحانیہ پر نہیں محمول کیا جاتا اور صدر اول سلف وخلف صالحین نے اس امر پر اجماع کیا کہ ان ظواہر کو بدون تاویل کے لینا واجب ہے اور تاویل

سے منع کرنے پر اجماع کیا پس بظاہر مذکورہ نصوص ہو گئے - یہ قول نہایت صحیح ہے اور مجاہدؒ سے قول تاویل صحت کو نہیں پہونچتا اور جن بدعتیوں نے تاویل کی انکی تاویل کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کیا وہ لوگ اس امر کو اللہ تعالےٰ کی قدرت سے باہر جانتے ہیں کہ وہ میزان حقیقی عدل کی قائم کرے اور اگر یہ نہیں ہے تو پھر یہ کہنا کہ عقل میں نہیں آتا محض جھوٹ ہے یا دیوانگی وجہالت ہے اور اگر ان جاہلوں کی عقل میں نہیں آتا تو ہمکو ان جاہلوں کی عقل کا اعتبار نہیں ہے جو عقول صافی وپاکیزہ ہیں انمیں کچھ بھی بعید نہیں معلوم ہوتا آیا تو نہیں دیکھتا کہ نورانی عقول حضرات صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خوب یقین سے قبول کیا اور برابر مومنین اسی پر اہل حق تھے یہانتک کہ ایک زمانہ کے بعد ان جاہلوں کے منھوں سے جہالت کا دھواں نکلا اور اسنے تمام جہان کو تاریک کر دیا پس بچا وہ جسکو اللہ تعالےٰ نے ازل میں بچایا ہے اور گمراہ ہوا وہ جو شقی تھا اور کیونکر اسطرح مصرح آیات اور صحاح احادیث کی تاویل روا ہے اور بہت سی احادیث صحیحہ مشہورہ ہیں جنمیں تاویل کی گنجائش نہیں اور اگر خوف طوالت نہوتا تو میں ان احادیث کو نقل کرتا کیونکہ بعضے جہلا اس زمانہ میں اہل ایمان کو وہم میں ڈالتے ہیں او شقی وبدبخت لوگ انکے دنیاوی عروج کو دیکھکر دام فریب میں آجاتے ہیں لیکن اثنا بحث میں بضرورت جو آجائیگا وہی کافی ہے از انجملہ مفسرؒ نے کہا کہ وزن ایسی میزان سے ہوگا جسکے زبان اور دونوں پلے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے بیان اسیقدر پر اکتفا کیا اور بدور السافرہ وتغیر وبعض رسائل میں گونہ بسط کیا ہے - حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میزان قائم کیجاویگی اسکی زبان دو پلہ ہیں اگر ایک پلہ میں آسمان وزمین اور جو انمیں ہے سب رکھا جاوے تو سماجائے رواہ اللالکائی فی السنۃ وابن المبارک فی الزہد وقد رواہ ابو الشیخ عن ابن عباس بمثلہ موقوفاً - پھر جب صحیح ہوا کہ وزن ومیزان سے حقیقی معنی مراد ہیں تو پھر بیان وزن کو مطلق فرمایا ہے پس آیا اعمال کا وزن ہوگا یا ان صحیفوں کا جن میں اعمال درج ہیں یا اس شخص کا جسکے اعمال **قال الحافظ** وغیرہ بعض نے کہا کہ اعمال رکھے جاوینگے اور اعمال اگرچہ اس جہان میں اعراض ہیں لیکن یہ تسلیم نہیں کہ درحقیقت وہ اعراض ہیں علاوہ برین اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ بصورت جواہر آوین اور قلب ماہیت ممتنع ہونے پر کوئی دلیل عقلی نہیں قائم ہے اور نہ یقینی بالضرورۃ ہے اور نیز جو اس جہان میں عرض ہے جائز ہے کہ اس جہان میں خود قائم ہو جیسے فلاسفہ کے نزدیک ذہن میں صورت جواہر کی جوہر ہوتی اور قائم بذہن ہوتی ہے لیکن اسپر اعتراض ہے کہ جب خارج میں پائی جاوے تو لافی موضوع ہوگی پس وجود ذہنی میں قائم بالغیر ہے اور وجود خارجی میں خود قائم ہے ایسے ہی اعراض اعمال وغیرہ اس جہان میں قائم بالغیر ہیں اور جہان آخرت میں وہ خود قائم ہوں اور تحقیق ثابت ہوا کہ ماہیات انکے واسطے خود ثابت ہیں **قال فی المعالم** اور ابن عباسؓ سے یہی قول مروی ہے اور صحیح میں حدیث آئی جسمیں سورہ بقرہ وآل عمران کے فضائل میں ہے کہ انہما یاتیان یوم القیامۃ کانہما غمامتان او غیابتان او فرقان من طیر صواف الحدیث اور اول سورہ مذکورہ میں گزر چکی ہے اور نیز قرآن کے فضائل اور صاحب قرآن کے حق میں آیا کہ یاتی صاحبہ فی صورۃ شاب شاحب اللون فیقول من انت فیقول انا القرآن الذی اسہرت لیلک واظمأت نہارک الحدیث - اور حدیث براء بن عازبؓ میں دربارہ سوال قبر کے آیا فیاتی المومن شاب حسن اللون طیب الریح فیقول من انت فیقول انا عملک الصالح - یعنی قبر میں مومن کے پاس ایک نوجوان خوبصورت جس سے خوشبو آتی ہوگی آویگا پس مومن کہیگا کہ تم کون ہو وہ کہیگا کہ میں آپ کا عمل صالح ہوں اور اسکے برعکس کافر ومنافق کے اعمال کی نسبت آیا ہے پس ظاہر ہوا کہ اعمال کے واسطے صورت جوہری ہیں اور وہ وزن ہونگے اور بعض نے کہا کہ نامۂ اعمال تولے جاوینگے وابن عبد البر وقرطبی نے اسی کو ترجیح دیا اور دلیل اس قول کی حدیث بطاقہ ہے

Marfat.com

چنانچہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ میری امت مین سے ایک شخص پکارا جائیگا مجمع قیامت کے روبرو پھر اُسکے واسطے ننانوے سجل کھولے جاوینگے جنمین سے ہر ایک کی درازی بقدر مد البصر ہوگی جتنی دور نظر پہونچتی ہی پس اللہ تعالیٰ عزّ وجل کی طرف سے حکم ہوگا کہ بھلا تو اسمین سے کچھ انکار کرتا ہی بھلا تجھپر میرے فرشتگان کاتبین نے کچھ ظلم کیا ہی پس وہ کہیگا کہ میرے پروردگار نہین تو پھر فرماویگا کہ بھلا تجھے کچھ عذر ہی یا تیری کوئی نیکی ہی پس وہ ہیبت ناک ہو کر کہنے لگے گا کہ کچھ بھی نہین ای پروردگار پس اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ نہین بلکہ تیری ایک نیکی ہمارے نزدیک ہی اور آج کے روز تجھپر کچھ ظلم نہین پس اسکے واسطے ایک بطاقہ نکالا جائیگا جسمین اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ہوگا پس وہ عرض کریگا کہ ای میرے پروردگار بھلا یہ بطاقہ بمقابلہ ان سجلات کے کیا چیز ہی تو اس سے کہا جائیگا کہ ای شخص تجھپر کچھ ظلم نکیا جائیگا پس وہ بطاقہ ایک پلہ مین رکھا جائیگا اور سجلات دوسرے پلہ مین میزان کے رکھے جاوینگے پس سجلات کا پلہ چڑھکا اونچا ہو جائیگا اور بطاقہ کا پلہ بوجھ سے جھک جائیگا رواہ البیہقی وابن مردویہ وابن ماجہ واخرجہ ابن حبان فی صحیحہ ورواہ احمد باسناد حسن ورواہ الحاکم وصححہ والترمذی وقال حسن صحیح۔ واضح ہو کہ اکثر بداعمال وگناہون کے ساتھ تصدیق مین فتور ہوتا ہی پس اُس شخص کا حال غریب ہی کہ باوجود ان اعمال کے اسکی تصدیق قوی رہی اور شاید اسی وجہ سے حدیث شریف مین اسکا بیان ہی واللہ اعلم بالجملہ اس حدیث سے نامۂ اعمال تولے جانے کا ثبوت ہوتا ہی اور بعض نے کہا کہ عمل کرنیوالا تولا جائیگا اور اسی پر دلالت کرتی ہی حدیث صحیح از ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مرد موٹا قوی ہیکل آویگا دن قیامت کے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اسکا وزن نہوگا پھر پڑھی آیت فلا نقیم لہم یوم القیمۃ وزنا الآیۃ۔ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کے مناقب مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ عبد اللہ کی پتلی پنڈلیون سے تعجب کرتے ہو قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ البتہ اسکی دونون پنڈلیان میزان مین کوہ احد سے زیادہ گران ہین۔ ویؤید الاول ما فی خاتم صحیح البخاری حضرت صلعم نے فرمایا کہ دو کلمہ ہین کہ ہلکے ہین زبان پر اور بھاری ہین میزان مین اور محبوب ہین حضرت الرحمٰن کو وہ سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم ہین **قال الحافظ** ان سب احادیث وغیرہ مین جمع واتفاق یون ممکن ہی کہ یہ سب اپنے اپنے معنی پر صحیح ہین پس کبھی تو اعمال تولے جاوینگے اور کبھی نامۂ اعمال اور کبھی فاعل اعمال تولے جاوین **قال المترجم** ورنہ توفیق بدون اسکے بھی ممکن ہی۔ واضح ہو کہ اس مسئلہ مین اختلاف ہی کہ کفار کے واسطے وزن ہوگا یا نہوگا بلکہ مخصوص مسلمانون ہی کے واسطے ہی پس اکثرون کے نزدیک وزن مخصوص مسلمین ہی اور کفار کے اعمال حبط ہو نگے اور یہی ظاہر آیات ہی اور بعض نے کہا کہ کفار کے اعمال باشارہ قولہ فلا نقیم لہم یوم القیمۃ وزنا تولے جاوینگے اگرچہ خفت ہو اور جواب یہ کہ نکرہ تحت نفی بالکل وزن سے خالی ہی اور قرطبی نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ تولے جاوینگے بغرض تخفیف عذاب جیسا کہ ابوطالب کے حق مین آیا کہ بسبب پاسداری آنحضرت صلعم کے پانون مین آگ کی دو جوتیان پہنائی جاوینگی جس سے ابوطالب کا دماغ ابلیگا سخاویؒ نے کہا کہ معتمد یہ ہی کہ یہ ابوطالب کے حق مین مخصوص ہی فافہم واللہ اعلم ف ۲ **فی العرائس** قولہ والوزن یومئذ الحق حق سبحانہ تعالیٰ کی میزانین ہین جنسے احوال واعمال وزن کیے جاتے ہین پس میزان اخلاص سے معاملات کا وزن ہوتا ہی اور میزان صدق سے حالات کا وزن ہوتا ہی پس جو عمل کہ عوض کے واسطے یا اس عمل پر نظر رکھکر یا غیر حق سبحانہ کی طرف نظر رکھکر کیا گیا وہ مرتبہ قبولیت سے ساقط ہی اور ہر حالت کہ جس سے اس حالت والا موجب ہی وہ درجہ وصول سے ساقط ہی۔ پس بنا بعد دراصل میزان معاملات ہین اور صدق میزان حالات ہی پس ہمین سے ہر شخص اپنے نفس کو میزان ریاضت ومجاہدہ سے وزن کرے

لہ والعجب من مؤلف فتح البیان حیث قال الحافظ ویؤیدہ ما اخرجہ البخاری مرفوعا کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان ۱۲ م

Marfat.com

اور قلب کو بمیزان مراقبہ وزن کرے اور عقل کو میزان اعتبارات یعنی عبرت حاصل کرنے کے ساتھ وزن کرے اور روح کو بمیزان
مقامات اور سر کو میزان محاضرات ومطالعہ غیبیات وزن کرے اور اپنی صورت کو ایسے ترازو سے معاملہ سے وزن کرے جسکے
دونون پلہ حقیقت وطریقت ہین اور زبان اُس کی شریعت اور عمود اُسکا عدل وانصاف ہے پس جو شخص یہان اپنے آپ کو اسطرح
وزن سے سنجیدہ رکھیگا وہ قیامت مین اپنے نفس کو میزان شرف مین اور قلب کو میزان لطف مین اور عقل کو میزان نور مین اور روح کو
میزان سرور مین اور سر باطن کو میزان وصول مین اور صورت کو میزان قبول مین تلا ہوا پاویگا پس جب اسکے موازین یعنے جملہ میزانون کا
پلہ بھاری اُترا تو اُسکے نفس کا بدلا یہ کہ فراق سے امن پاویگا اور قلب کو شوق مین وہ ملیگا جسکا شوق تھا اور عقل کا بدلا مطالعہ صفات ہے اور
روح کا بدلا کشف انوار ذات ہے اور سر باطن کا بدلا کشف اسرار قدم ہے اور صورت کا بدلا وصال ابدین قیام ہے۔ نیز اہل حق کے واسطے
یہان اور میزانین ہین میزان ارادہ میزان محبت میزان شوق میزان عشق میزان معرفت میزان الیقین میزان توحید پس یہ سات میزانین ہین
پس مرید کو چاہیے کہ ہر دم اپنے نفس کو میزان ارادت مین تولے اور محب ہر دم اپنے نفس کو میزان محبت مین اور مشتاق اپنی عقل کو
میزان شوق مین اور عاشق اپنی روح کو ہر دم میزان عشق مین اور عارف اپنے سر باطن کو ہر دم میزان معرفت مین اور یقین والا ہر دم
اپنے انفاس کو میزان الیقین مین اور موحد ہر دم اپنے وجود کو میزان توحید مین تولے پس مرید اپنے ہر دم تولنے سے اپنے نفس کو انقیاد حق مین برد
قضا وقدر جاری ہونے کے پورا کرے اور محب میزان محبت مین اپنے قلب کو شہود درگاہ مین بدون خطرات مذمومہ کے نیات صافیہ
کے ساتھ پورا کرے اور مشتاق میزان شوق مین اپنی عقل کو جولانی شواہد مین واسطے طلب عرفان مشاہدات کے بدون فتور ورعونت کے
پورا کرے اور عاشق میزان عشق مین اپنی روح کو پرواز ملکوت مین واسطے طلب جبروت کے پورا کرے اور عارف میزان معرفت مین
اپنے سر باطن کو صفت شہود کے ساتھ کشف انوار غیب کے واسطے پورا کرے اور یقین والا میزان الیقین مین معارف رب مین بلا ہواجس
یقین و غبار وسواس کے صعود کو پورا کرے اور موحد میزان توحید مین تمام اپنے وجود کو انوار کبریا وقدم وتسبیحات ازل وابد
مین فنا و مضمحل ہونیکو پورا کرے پس جس شخص کی یہ میزانین گران ہین وہ پردہا کے امتحانات سے فلاح پا گیا اور صاف رہا ہوا اور
پورا اترا پس وہ کل کے روز جب کہ حضور مین میزان عدل تولے جاوین گے تو انوار صفات ولطائف ذات وکرامات قرب
سے اسکی میزان بھاری ہوگی پس وہان فلاح عظیم حاصل ہوگی اور وہ اہل اللہ مین سے ہے کیونکہ وہ موازین صفات وانوار ذات کے
محاسبہ مین معرفت وتوحید ومحبت کے ساتھ پورا اترا خلاصہ آنکہ منشا خلقت جو معرفت ہے اسنے پوری پائی اور فوز عظیم حاصل کیا پس
قولہ تعالیٰ طوبیٰ لہم وحسن مآب اسکے حق مین راست آیا۔ شیخ ابو عبد الرحمٰن السلمیؒ نے اس مقام پر بیان کیا کہ جسنے اپنے نفس کو میزان عدل مین تولا
وہ محبین مین سے ہے اور جسنے خطرات انفاس کو میزان حق مین تولا اسکو مشاہدہ سے کفایت ہوگی اور میزانین مختلف ہین میزان نفس
وروح ہے اور میزان قلب وعقل ہے اور میزان معرفت وسر باطن ہے پس نفس وروح کے ترازو امر ونہی ہے اور اسکے دونون پلے
کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ہین اور قلب وعقل کی ترازو ثواب وعقاب ہین اور اسکے دونون پلے وعدہ ووعید ہین اور میزان
معرفت وسر کی رضا وخشم ہے اور دونون پلے اسکے طلب کرنا اور گریز کرنا۔ استادؒ نے کہا کہ انکے اعمال کا وزن بمیزان اخلاص ہوگا
اور احوال کا بمیزان صدق ہوگا پس جسکے اعمال ریاکاری کے ساتھ ہونگے وہ قبول نہونگے اور جسکے احوال مین عجب وغرور
ہوگا اسکے احوال نہ لیئے جاوینگے اور واضح ہو کہ قیامت مین اعمال تولے جانے مین ایک یہ حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ بندون کو

Marfat.com

ظاہر کریگا کہ قبل پیدائش کے بندون کے حق مین جو قضا و قدر و رضا و خشم و شقاوت و سعادت کہ لوح محفوظ مین لکھی تھی وہ بمقابلہ اس
چیز کے جو ملائکہ کے لکھے ہوے صحائف مین بندون پر دنیا مین جاری ہوے مرقوم ہین کیسے راست درست ہین کہ سر مو انمین تفاوت نہین ہی
تاکہ یقین کامل و برہان عیان حاصل ہو جاوے اس بات کی کہ اوتعالیٰ عزوجل کا علم ہر چیز کو محیط ہی اور تاکہ لوگون پر حجت قائم ہو جاوے
جبکہ دونون مین توافق برآمد ہوا اور واضح ہو کہ یہ شبہہ نہونا چاہیئے کہ اعمال اعراض ہین پھر وہ کیونکر وزن کیئے جاوینگے پس تو اس شبہہ مین
نہ پڑنا مقبول و مردود کرنا اللہ عزوجل کے اختیار مین ہی اور اوتعالیٰ قادر ہی کہ اعراض کو جواہر کی صورت مین کردے پس وہ ضرور
میزان الٰہی مین تولے جاوینگے جو قیامت کے روز بندون پر ظاہر ہوگی اور یہ زبان شرع سے ثابت ہوا اور اسپر ایمان لانا فرض ہی۔
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نیکیان و برائیان ایسی ترازو مین تولی جاوینگی جسکے دونون پلے اور زبان ہی۔ اور مومن کا یہ حال ہوگا کہ
اسکے اعمال ایک نہایت اچھی صورت مین لائے جاوینگے اور میزان کے ایک پلہ مین رکھے جاوینگے اور یہ وزن حق ہی پس اسکی نیکیان
بہ نسبت اسکی برائیون کے بھاری ہوجاوینگی پس اسکا عمل جنت مین رکھا جائیگا پس عمل سے وہ پہچانا جائیگا اور یہی قول الٰہی عزوجل ہی
فمن ثقلت موازینہ فاولٰئک ہم المفلحون۔ اور وہ لوگ جنت مین سے اپنے اپنے ٹھکانے کو اس سے زیادہ پہچانینگے جیسے نماز جمعہ سے
پھر کر آدمی اپنے گھر دن کو پہچان لیتا ہی اور رہے کافر لوگ تو انکے اعمال نہایت قبیح بری بھونڈی صورت مین لائے جاوینگے اور پلہ ترازو
مین رکھے جاوینگے اور یہ عمل باطل ہی پس اسکا وزن نہایت خفیف ہوگا یہانتک کہ وہ دوزخ مین رکھے جاوینگے پھر کافر سے کہا جائیگا
کہ جا کر اپنے اعمال سے مل **قال المترجم** پھر اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمت و بندونکی ناشکری اور باوجود مخلوق ہونے اور اپنی ماہیت نہ جانتے
کے پھر حکمت الٰہی مین بیجا قیاس دوڑانے اور ظاہر کی مضرت و دشمن شیطان کے غرور کی برائی دفع نہ کرنیکو بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ
ع وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ
اور ہمنے تمکو جگہ دی زمین مین اور بنادین اسمین تمکو روزیان تم تھوڑا شکر کرتے ہو اور ہمنے تمکو پیدا کیا پھر صورت دی
ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ
پھر کہا فرشتونکو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا سوائے ابلیس کے نہ تھا سجدہ والون مین کہا تجھکو کیا مانع تھا کہ سجدہ نہ کیا
اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ
جب مین نے فرمایا بولا مین اُس سے بہتر ہون مجھکو تونے بنایا آگ سے اور اُسکو بنایا خاک سے کہا تو اتر یہان سے تجھکو یہ نہ ملے گا
اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ قَالَ
کہ تکبر کرے یہان سو نکل تو ذلیل ہی بولا مجھکو فرصت دے جسدن تک لوگ جی اٹھین کہا تجھکو فرصت ہی بولا
فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ
تو جیسا تونے مجھے بے راہ کیا ہی مین بیٹھونگا ان کی تاک مین تیری سیدھی راہ پر پھر انپر آؤنگا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے
وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ
اور بائین سے اور نہ پاوے گا تو اکثر ان مین شکر گزار کہا نکل یہان سے مردود ملعون ہو کر جو کوئی انمین تیری راہ چلا
لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
مین بھر دونگا دوزخ تم سب سے اکٹھے

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ اور البتہ ہمنے تمکو متمکن کیا زمین مین۔ یہ خطاب اولاد آدم کو ہی بتقریب مابعد اور یہ اپنا احسان ظاہر فرمایا اور زمین پر تمکن کرنا خود قدرت و احسان ہی حالانکہ اسمین سکونت و تصرت و زراعت وغیرہ کے واسطے قابو دیا وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ اور کر دیے تمھارے نفع کے واسطے زمین مین معایش یعنے ایسے اسباب جس سے تم زندگی بسر کرو قال المفسرؒ معایش مین حرف چہارم یاء تحتیہ ہی وقال البیضاوی اور نافعؒ سے مروی ہوا کہ انھون نے اسکو ہمزہ کی آواز مین پڑھا اسوجہ سے کہ اسکو تشبیہ دی ایسے الفاظ کے ساتھ جو اس وزن پر یاء زائدہ ہین مانند صحائف وغیرہ کے قال الحافظ اور جمیع قراء وغیرہ نے بدون آواز ہمزہ کے پڑھا سوائے عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج کے کہ اس بزرگ نے اسکو باواز ہمزہ پڑھا اور صواب وہی جمہور کا قول ہی کیونکہ معایش جمع معیشۃ ہی از عاش یعیش عیشا و معیشۃ پس کسرہ یاء پر ثقیل دیکھکر عین کی طرف نقل ہوا پھر جب جمع کیا گیا تو حرکت مذکورہ پھر یاء کی طرف واپس ہوئی بسبب زوال استثقال کے پس معایش بر وزن مفاعل آیا کیونکہ یاء مذکور اس کلمہ مین اصلی ہی بخلاف مدائن و صحائف و بصائر وغیرہ کے کیونکہ یاء زائدہ ہی لہذا افعائل پر جمع آتی ہی اور اسی وجہ سے مہموز ہو جاتی ہی قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ یعنے اس احسان پر تم بہت کم شکر گزاری کرتے ہو حالانکہ جسپر مزید احسان ہو اسکو زیادہ مطیع ہونا چاہئیے اور شکر منعم بیان یہ تھا کہ جو نعمتین دی ہین انکو منعم کی طاعت مین صرف کرتے قلیل کے معنی کم اور ترجمہ بہت کم اسوجہ سے کہ ما زائدہ بغرض تاکید قلت ہی فی السراج اسمین دلیل ہی کہ انسان کبھی شکر کرتا ہی کہ نعمت یاد کر کے بعض اوقات شکر کرتا ہی اور حقیقت شکر کی یہ ہی کہ نعمت یاد کرے اور ظاہر کرے اور برخلاف اس کے کفران ہے وہ نعمت کو فراموش کرنا اور اُس کو چھپانا وقال المترجم شاید مراد قلیل شکر سے ان بندون کا شکر ہو جو ایمان لائے ہین اسواسطے کہ شکر عباد تہی اور وہ کافر سے صحیح نہین ہی۔ اگر کہا جاوے کہ بعض اخبار سے ثابت ہوا کہ آدمیون کے دل اس بات پر مجبول ہین کہ جو انکی طرف احسان کرے اسکی طرف مائل ہون حالانکہ یہان اسقدر احسان پر میلان نہین تو جواب یہ ہی کہ مجبول ہین مگر ظہور اس جبلت کا فرض نہین اور نیز کافرون کی جہالت تھی کہ بعض کو غیر کیطرف سمجھاتے جیسے مشرکون نے روز اُحد مین اپنے غلبہ کو ہبل بت سے تصور کیا اور نیز کفر بڑی فراموشی ہی جو نعمتون کے فراموش کرنے کو شامل ہی اور جبلت کا اثر جب ظاہر ہو کہ یاد رکھے فافہم فت فی العرائس قال فی الآیۃ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے بندون پر احسان رکھا کہ انکو زمین مین تمکن دیا اسطرح کہ انپر اپنی عبودیت آسان کر دے بوجہ ایسی قدرت کے جو انمین ہر فعل حاصل کرنے کے واسطے اس فعل کو پیدا کرنے کے وقت ظاہر کر دے بعد ازانکہ انکو عبادت کے واسطے مکلف فرمایا اور زمین مین اُنکے بدنون کے لیئے غذا مخلوق فرمائی اور انکے قلوب کے واسطے غذائے ذکر دیدی اور عقل کے لیے غذا یہ دی کہ اوتعالے عزوجل کی قدرت و صنعت مین غور و فکر کرین اور روح کے واسطے ہر درخت و سرسبزی سے ظہور انوار جلال کے دیدار سے غذا مقرر کی یہ سب اسواسطے کہ حضرت پاک منعم قدیم عزوجل کی معرفت حاصل کرین اور جانین کہ ہم اسکے شکر سے عاجز ہین پھر اور زیادہ انپر احسان اسطرح کا کہ انکو خلقت لطیف و خوبصورت مین پیدا کیا بقولہ تعالے وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ اور البتہ ہمنے تمکو پیدا کیا پھر تم کو صورت دار کر دیا پھر ہمنے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ فی تفسیر الحافظ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ فرمایا مردون کی پشت مین مخلوق ہوئے اور عورتون کے رحم مین مصور ہوئے۔ رواہ الحاکم و صححہ یہ معنی خود صحیح ہین لیکن اس مقام پر لفظ ثم جو ترتیب و تراخی کے واسطے ہو دلالت کرتا ہی کہ پہلے خلقت ہوئی پھر تصویر ہوئی پھر ملائکہ کے سجدہ کا حکم دیا گیا اور جواب ہو سکتا ہی کہ ثم کبھی بمعنی واو بھی ہوتا ہی اور یہی بیان ہی وقال الحافظ اور ابن جریرؒ نے یہ اختیار کیا کہ مراد اس سب مین آدم علیہ السلام ہین اور کہا کہ جمع اسواسطے کہ آدم علیہ السلام

Marfat.com

تمام بشر کے باپ ہین اور ایسا خطاب آتا ہی چنانچہ جو بنی اسرائیل کہ زمانہ آنحضرت صلعم مین تھے انکو فرمایا وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم
المن والسلوی حالانکہ مراد ان لوگون کے دادا ہین جو زمانہ موسیٰ علیہ السلام مین تھے **قال المترجم** اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا چنانچہ کہا
ای خلقنا اباکم آدم ثم صورناہ وانتم فی ظہرہ یعنی ہمنے پیدا کیا تمھارے باپ آدم کو پھر اسکی تصویر بنائی درحالیکہ تم اسکی پشت مین تھے
وقال البیضاوی یعنے ہمنے پیدا کیا تمھارے باپ آدم کو گیلی مٹی بدون تصویر کے پھر اسکی تصویر کردی اسمین آدم کی خلقت و
تصویر کو بمنزلہ کل کے خلق و تصویر کے قرار دیا ہی یا یہ معنی کہ ہمنے ابتدا کی تمھارے خلق کی پھر تصویر کی بایطور کہ آدم کو پیدا کرکے مصور
کیا اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ ہمنے تمکو پیدا کیا آدم کی پشت سے پھر ہمنے تمھاری تصویر بنائی جبکہ تمسے عہد و میثاق لیا اسی قول
کو نحاسؒ نے مستحسن جانا۔ ولیکن دفع اشکال مین فی الجملہ تاویل کی ضرورت ہوگی پس مختار وہی ہی جو مفسرؒ نے اختیار کیا اور مراد سجدہ
ملائکہ سے یہ کہ سجدۂ تحیت یعنے انحنا اور پشت خم کرکے ادا کرین اور پیشانی زمین پر رکھکر عبادت کا سجدہ مراد نہین اور اب ہماری
شریعت مین سجدة التحیة بھی حرام ہی بالجملہ بعد خلق و تصویر کے ملائکہ کو سجدۂ تحیت کا حکم کیا فَسَجَدُوٓا اِلَّآ اِبۡلِيۡسَ لَمۡ يَكُنۡ مِّنَ السّٰجِدِيۡنَ
یعنے ملائکہ مامورین نے فرمانبرداری کی سوائے ابلیس کے کہ وہ ساجدین مین نہ تھا اور یہ ابلیس جنون کا باپ ہی جو ملائکہ کے درمیان
تھا پس اسوجہ سے استثنا کیا گیا ورنہ وہ ملائکہ کی جنس سے نہین ہی قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسۡجُدَ فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو سجدہ
کرے وعلی ہذا لا زائدہ ہی۔ اور بعض نے کہا کہ تاکید جحد کے واسطے آیا اور **ابن جریرؒ** نے دونون کو رد کردیا اور خود یہ اختیار کیا کہ منعک متضمن
معنی فعل دیگر ہی کیونکہ جو کسی چیز سے ممنوع ہو وہ اسکے خلاف مین مضطر ہوتا ہی پس گویا کہا کہ ما اضطرک ان لا تسجد کس چیز نے تجھے محتاج
ومضطر کیا کہ تو سجدہ نہ کرے اِذۡ اَمَرۡتُكَ جسدم مین نے تجھکو حکم کیا پس ملائکہ کو حکم دینا اسکو بھی شامل تھا **قال البیضاوی**
اسمین دلیل ہی کہ مطلق امر واسطے وجوب کے اور فی الفور بجا لانے کیلیے ہوتا ہی اور رد کیا گیا کہ یہان امتثال خلقت کے قرینہ سے
فی الفور وجوب ثابت ہوا وفیہ تامل وتمام البحث فی الاصول قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ یعنے ابلیس نے جواب دیا کہ مین اس سے
بہتر ہون پھر اپنے قول کی قیاسی دلیل لایا کہ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا اور اسکو مٹی سے
پیدا کیا عن عائشۃ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ملائکہ نور سے پیدا ہوئے اور ابلیس شعلہ زن آگ سے پیدا ہوا اور آدم علیہ السلام جس سے
پیدا ہوا وہ قرآن مین تمکو بتلا یا گیا۔ رواہ مسلم اگر کہا جاوے کہ انا خیر الخ جواب ہی حالانکہ یون جواب دینا کہ مجھے فلان چیز نے روکا جواب
دیا جاوے کہ اسنے من حیث المعنی جواب دیا کہ میرا اس سے بہتر ہونا مانع ہوا پس اسنے استبعاد کیا کہ فاضل مامور ہو مفضول کے سجدہ کیلیے
قال البیضاوی اسی نے تکبر و غرور کی راہ نکالی اور نیز وہی پہلے پہل اسکا قائل ہوا کہ کسی چیز کا بھلا ہونا و برا ہونا عقل سے ثابت
ہوتا ہی یعنے خلاف حکم مشروع کے آگ کو نورانی جوہر وافضل از خاک سمجھا **وقال البعض** حالانکہ اس خبیث نے غلطی کی کیونکہ
بہت سی باتون مین مٹی بہتر ہی چنانچہ رزانت وسکون و دیر تک باقی رہنے اور اسمین اناءة وصبر وحلم وحیا و تثبت ہونے مین مٹی افضل
ہی کیونکہ آگ خفیف مضطرب جلد نا بود ہونے والی طیش والی گردن اٹھائے حدت والی ہی علاوہ برین جنت مین مٹی موجود آگ ندارد
اور وہ مسجد و طہور ہی مٹی سامان عمارت ہی اور آگ مظنہ افنا و خیانت اسی مٹی مین امانت اور اسمین سے نور ہوتا ہی اور وہ آگ کو بھی
بجھا دیتی ہی پس ان فضائل سے غافل ہوکر اس خبیث نے باطل قیاس کیا **قال الحافظ** یہ جواب قیاسی اسکا بدتر از گناہ ہی کہ
اسنے اعتراض کیا اور منشا اسکا ظاہری یہی شیطانی قیاس ہی عن الحسن البصریؒ کہا کہ قولہ خلقتنی من نار الخ ابلیس نے قیاس کیا

Marfat.com

اور یہ پہلا شخص ہی جسنے قیاس کیا۔ رواہ ابن جریر باسناد صحیح وعن ابن سیرینؒ اول جسنے قیاس کیا وہ ابلیس ہی اور انھین قیاسون ہی سے چاند
سورج کی پوجا ہونے لگی۔ رواہ ابن جریر باسناد صحیح ایضاً **قال النسفی فی المدارک** ابلیس کا قیاس کرنا امر منصوص سے عناد اور
خارج از صواب تھا کیونکہ نص موجود ہوتے ہوئے قیاس کرنا مردود ہی **قال البیضاوی** شیطان خبیث نے قیاس مین غلط پر غلط کیا
کہ بالکل فضیلت کو عنصر پر تصور کیا اور اس فضیلت سے غافل رہا جو باعتبار فاعل کے ہوتی ہی چنانچہ سورۂ ص مین قولہ تعالیٰ ما منعک ان تسجد
لما خلقت بیدی مین اشارہ ہی یعنے ایسی مکرم چیز جسکو مین نے بلا واسطہ پیدا کیا اور نیز جو باعتبار صورت کے ہوتی ہے جیسا کہ قولہ ونفخت فیہ من روحی
فقعوا لہ ساجدین۔ واقع سورۂ حجر مین اشارہ ہی اور نیز جو باعتبار غایت کے ہوتی ہی اور یہی ملاک الامر ہی اور وہ معرفت اسمار وصفات ہے
اسی واسطے ملائکہ کو حکم سجود دیا جبکہ انپر ظاہر کر دیا کہ آدم انسے زیادہ عالم ہی اور اسمین ایسے خواص ہین جو ان مین نہین ہین ثم قال البیضاوی اس آیت
مین دلیل ہی کہ کون وفساد واقع ہی یعنے کوئی چیز پیدا ہو جانا اور کوئی بگڑنا و مٹ جانا۔ اور نیز دلیل ہی کہ شیاطین اجسام مخلوق موجود ہوئے
اور شاید کہ انسان کی خلقت کی نسبت مٹی کی طرف اور شیطان کی نسبت آگ کی طرف باعتبار جز غالب کے ہی **قال المترجم** صحیح یہی
کہ شیطان صرف آگ سے مخلوق ہین قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا بہت مفسرین نے فرمایا کہ ضمیر راجع ہی جنت کی طرف یعنی حکم دیا کہ پھر تو جنت سے نیچے کو جا
اور بعض نے کہا کہ سموات کی طرف راجع ہی اور بعض نے کہا کہ ملکوت علی کی طرف جہان وہ موجود تھا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا
یعنے نہین سزاوار ہو سکتا کہ تو یہان غرور و تکبر کرے اگر کہا جاوے کہ فار دلالت کرتی ہی کہ بعد جواب کے تکبر پر ملامت کی حالانکہ اللہ تعالیٰ کو
علم تھا تو جواب آنکہ اس سے یہ تکبر و بیجا قیاس اور اسکا خود اقرار و تکبر کی مذمت ظاہر فرمانے کو اس سے سوال کیا اگر کہا جاوے کہ فیہا
مین قید ہی کہ یہان تجھسے تکبر نہین روا ہی حالانکہ کہین جائز نہین۔ جواب آنکہ علم الٰہی مین اسکا تکبر دنیا مین ثابت تھا اور نیز یہ قید نہین ہی۔ **قال
البیضاوی** اسمین تنبیہ ہی کہ تکبر کرنا جنتی بندون کی شان نہین۔ اور نیز تنبیہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے محض نافرمانی پر ابلیس کو نہین راندا بلکہ
نافرمانی بھی اور تکبر بھی تھا **قال المترجم** حدیث صحیح مین جنتی و دوزخی لوگون کی پہچان آئی ہی چنانچہ اہل جنت کو فرمایا کہ ہر ضعیف متضعف
کہ اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھاوے تو اللہ تعالیٰ اسکی قسم پوری کر دے اور دوزخیون کی پہچان فرمائی کہ کل عتل جواظ مستکبر۔ ہر نافرمان سرکش
بدزبان تکبر و غرور کرنے والا۔ رواہ البخاری ومسلم۔ واضح ہو کہ قصۂ ابلیس مین سورۂ حجر و سورۂ ص وغیرہ مین کلام متنوع و متفنن اور ہر مقام
کے مناسب اسکا جرم بیان ہی اور اس سے دلالت ہی کہ ابلیس خبیث نے ایک مین تین جرم درج کیے مخالفت حکم صریح کی اور
جماعت ملائکہ سے پھوٹ جانے کی اور غرور و تکبر مع تحقیر حضرت آدمؑ کی اور ان چیزون کی شاخین بہت ہین اور بیشمار خرابیان انھین
باتون سے پیدا ہین اور خود ابلیس نے سر تسلیم جھکانے کی جگہ نافرمانی و غرور کے ساتھ اعتراض ملا ہوا جواب دیا اور ادب ترک کیا
اور حکمت الٰہی جاری تھی ورنہ وہ کیا چیز تھا اور عنقریب حرالٹس مین بیان آویگا بالجملہ اسکو جنت سے راندہ اور نکال دیا اور موکد فرمایا
فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ یعنی جنت سے نکل تو ذلیلون مین سے ہی جنکو اللہ تعالیٰ نے خوار و مردود کیا ہی۔ فی الحدیث جسنے
اللہ تعالیٰ کے واسطے تواضع کی اللہ تعالیٰ اسکو بلند کرتا ہی اور جسنے تکبر کیا اللہ تعالیٰ اسکو گراتا ہی۔ رواہ البیہقی وغیرہ
قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ یعنے شیطان نے عرض کی کہ اے رب مجھے تاخیر دے اسدن تک کہ لوگ اٹھائے جاوینگے
یعنے قیامت تک مجھے موت و عذاب سے مہلت دے قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ فرمایا کہ تو مہلت دیا ہوا ہی اور سورۂ
حجر مین ہی کہ الی یوم الوقت المعلوم۔ یعنے وقت بعث تک نہین بلکہ نفخۂ اولیٰ تک یعنی اول صور پھونکے جانے تک کہ جس وقت

تمام خلائق مرجاوینگی ۔ اگر کہا جاوے کہ یہ دشمن تھا آدم و اولاد آدم کا اسکو مہلت ملی تاکہ گمراہ کرے جواب دیا گیا کہ اسکی درخواست پوری
کرنے مین تنبیہ ہی کہ بعد نافرمانی کے اوتعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہو کہ وہ ارحم الراحمین ہی اور شیطان نے خود شیطانی درخواست کی
اور اسکی درخواست منظور ہوئی اور خود اسمین حکمت ہی کہ بندونکو امتحان مین لیا جاوے کہ کون شیطان کی پیروی کرتا ہی اور کون اللہ تعالیٰ
عزوجل کی فرمانبرداری کرتا ہی اور جو جیسا کرے اپنی ذات کے واسطے کرے قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِي زمخشری نے جملہ مستانفہ و باء سببیہ ۸
قرار دی اور شاید یہ مذہب اعتزال کے موافق احتراز ہی کہ اضلال از جانب باری تعالیٰ نہو ۔ او ظاہر یہ ہی کہ باء قسمیہ ہی کیونکہ اغواء و
اضلال بخلق باری تعالیٰ ہی یعنی قسم تیرے اغوا کرنے کی مجھکو لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ البتہ مین تیری راہ مستقیم پر گھات لگا بیٹھونگا
یعنے آدم کی اولاد کو اُس راہ چلنے نہ دونگا جس سے تجھ تک واصل ہون ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ
وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ یعنے ہر راہ سے انکو بہکاؤنگا اور راہ مستقیم پر چلنے نہ دونگا اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ جہت فوق سے نہین آسکتا
تاکہ بندہ اور رحمت الٰہی کے درمیان حائل نہو ۔ ایسا ہی مجاہد وغیرہ سے مروی ہی اول دونون مین حرف من اسوجہ سے کہ ہر دو جہت
کا آنے والا مانند متوجہ کے ہوتا ہی اور اخیر دونون مین حرف عن اسلیئے کہ آنیوالا مانند منحرف کے ہوتا ہی اور نظیر اسکی تولہم قعدت
عن یمینہ ۔ اور شیطان کے وسوسہ کو اسکے آنے سے تشبیہ دی اور آنحضرت صلعم کا نماز مین شیطان کو پکڑنا دلیل ہی کہ وہ درحقیقت آسکتا ہی
اگرچہ بعض کو نظر نہ آوے ۔ بالجملہ دونون احتمال ممکن ہین کسی مین کچھ استبعاد نہین ہی اور حقیقی معنی پر محمول کرنا اصوب ہی واللہ اعلم اور
ابن عباس رض سے روایت ہی کہ من بین ایدیہم یعنی دنیا کی طرف سے اور من خلفہم یعنے آخرت کی طرف سے اور عن ایمانہم یعنی نیکیون
کی طرف سے اور عن شمائلہم یعنے بُرائیون کی طرف سے اور ایک روایت مین ابن عباس رض سے ہی کہ سامنے سے یہ کہ امر آخرت مین
انکو شک دلاؤنگا اور پیچھے سے یہ کہ دنیا مین انکو رغبت دلاؤنگا اور دائین سے یہ کہ انکے امر دین کو ان پر مشتبہ کرونگا اور بائین سے یہ کہ گناہون
کی انکو لذت دلاؤنگا ۔ مانند اسکے قتادہ رح سے بھی مروی ہے اور ابن جریر رح نے یہ اختیار کیا کہ مراد اس سے سب بھلائی کی راہین و برائی کی راہین
ہین پس بھلائی کی راہون سے روکیگا اور برائی کی راہون مین زینت و خوبی دکھلاویگا عن شقیق البلخی رح کوئی دن نہین گزرتا مگر آنکہ شیطان میرے
لیئے چار راہین روکنے بیٹھتا ہی ایک تو میرے سامنے آتا ہی اور کہتا ہی کہ تو خوف مت کر کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم تو مین یہ آیت پڑھتا ہون
وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحًا الآیہ ۔ دوسرے میرے پیچھے آتا ہی اور خوف دلاتا ہی کہ تیری اولاد تیرے پیچھے فقر و فاقہ سے
ہلاک ہوگی کچھ کمائی کر لے تو مین پڑھ دیتا ہون وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا ۔ اور تیسرے میرے دائین سے ثنا و صفت
کرتا آتا ہی تو مین پڑھتا ہون ۔ والعاقبۃ للمتقین ۔ اور چہارم میرے بائین سے شہوتون کی راہ لاتا ہی تو مین پڑھتا ہون وحیل بینہم وبین ما یشتہون
کذا فی السراج اور اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کے مناسب امور مختلف مین جنسے فریب دیتا ہی اور حاصل آنکہ اسنے کہا کہ اولاد آدم
کو ہر راہ سے بہکاوسن و گمراہ کرونگا وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ اور تو اولاد آدم مین سے بہتون کو شکر گزار نہ پاویگا یعنے ایمان
لانے والا نہ پاویگا اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ اپنی توحید کرنے والا نہ پاویگا ۔ اگر کہا جاوے کہ ابلیس خبیث نے یہ کہان سے جانا
تو ابن کثیر رح نے لکھا کہ اسنے یہ بات محض گمان و وہم اور انانیت سے خود دلی ہوئی کہی تھی اور اتفاق سے وہ موافق واقع پڑی
چنانچہ اوتعالیٰ نے فرمایا ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المومنین وما کان لہ علیہم من سلطان الا لنعلم من یومن بالآخرۃ
ممن ہو منہا فی شک وربک علی کل شیء حفیظ ۔ اور اسی واسطے حدیث مین شیطان کی ہر طرح و ہر جہت کے تسلط سے پناہ مانگنا وارد ہوا

چنانچہ ابن عباسؓ نے آنحضرت صلعم کی یہ دعا روایت کی اللہم انی اسالک العفو والعافیۃ فی دینی ودنیای واہلی ومالی اللہم استر عوراتی وآمن روعاتی
واحفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذ بک اللہم ان اغتال من تحتی ۔ رواہ البزار باسناد حسن وقد رواہ احمد وابوداؤد
والنسائی وابن ماجہ والحاکم عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا فرمایا کہ نکل اے شیطان جنت سے مَذْءُومًا بہمزہ یعنے عیب کیا گیا
یا ذلیل کیا گیا مَدْحُورًا ملعون کیا گیا اور رحمت سے دور کیا گیا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ بفتح لام جو اسمین ابتدائیہ ہے یا موطئۃ القسم ہے اور منہم کی ضمیر
راجع بجانب اولاد آدم ہے پس اگر لام موطئۃ القسم ہے یعنے قسم محذوف کے جواب کو مقرر کرتی ہے اور ایذان کرتی ہے کہ جو جواب اسکے بعد ہے وہ قسم
ماقبل پر مبنی ہے شرط پر مبنی نہین ہے تو جواب اسکا قولہ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ پس منکم سے مراد شیطان مع ذریت اسکی اور اولاد آدم
جو اسکی پیروی کرین پس اسمین حاضر کی غائب پر تغلیب ہے یعنی شیطان حاضر تھا اور اسکے پیرو لوگ حاضر نہ تھے غائب تھے لیکن منکم بلفظ خطاب
فرمایا ولیکن اسمین تسرحم کو تامل ہے اسواسطے کہ حضور وغیبت حضرت باری تعالی مین یکسان ہے اور اگر یون کہا جاوے کہ مخلوق عدم سے
وجود مین خارج کیے ہوا سے اور غیر خارج دونون کو خطاب ہے تو صحیح ہے ولیکن باب تغلیب قوت ہے فافہم ۔ اور اس جملہ مین معنی جزا
من شرطیہ مین ای من اتبعک اعذبہ یعنی حاصل معنی یہ ہین کہ جسنے تیری اتباع کی ہین اسکو جہنم مین عذاب کرونگا ف فی العرائس قولہ
ولقد خلقناکم ثم صورناکم یعنی تمہارے اشباح کو آدم مین مجموع پیدا کیا پھر حوا مین تمہاری تصویر بنائی ۔ نیز تمکو شکل مین پیدا کیا اور ارواح
کی تصویر بنائی ۔ نیز افعال سے پیدا کیا اور صفات سے مصور کیا ۔ نیز امر سے پیدا کیا پھر ظہور تجلی صفات سے مصور کیا پس وقوع امر سے
خلقت واقع ہوئی اور تجلی صفات سے ترتیب صورت ہوئی پس وجود صورت کا نعت صفات ہے اور ہیکل جسمی کا نعت افعال ہے اور
ارواح کا تجلی ذات ہے پس سب کے سب عدم سے بصفت قدم صادر ہوے کیا تو نہین دیکھتا کہ آنحضرت صلعم نے سر متشابہات کا
اسمین کیا اشارہ فرمایا بقولہ خلق اللہ آدم علی صورتہ پس اشباح کیواسطے تو راہ عبودیت قرار دی اور ارواح کیواسطے طریق عرفان ربوبیت قرار دیا اور عقول کیواسطے
طریق ملکوت رکھا اور قلوب کے واسطے طریق جبروت رکھا اور اسرار باطنہ کیواسطے طریق قدم وبقا رکھا بعض نے فرمایا کہ اوتعالی نے ہیکل یعنے اجسام کو پیدا
کیا اور انکو متعدد اخلاق ومختلف صورتون پر ظاہر کیا اور ہر ایک کے واسطے ایک معیشت قرار دی پس قلوب کا عیش تو شہود مین ہے اور نفوس کا وجود مین اور عیش
بندہ کا اسکا معبود ہے حواس کا عیش اسکا اخلاص ہے اور آخرت کا عیش اسکا علم ہے اور دنیا کا عیش یہ کہ جاہل ہو اور دنیا کے مال ومتاع سے مالامال ہو
اور اُسپر مغرور ہو پھر جب سب کو آدمؑ مین بصورت آدمؑ مصور کیا اور آدمؑ کو صفات کی صورت پر جو منزہ از مشابہت حدوثیت
مصور کیا مگر از راہ علم نہ از راہ نفس اور از راہ عشق نہ از راہ شباہت اور نہ از راہ توحید وجمع وتفرقہ نہ از راہ تشبیہ وتعطیل تب اسکو نور
صفات ونعت افعال سے مزین کیا اور انوار ذات کا لباس پہنایا اور پھر ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا بقولہ ثم قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم
اسواسطے کہ آدمؑ اس صورت مین قبلہ تجلی صفات وذات ہوا اور وہ مصور بصورت ملک در مقام ملکوت ہوا اور قلب اسکا
موضع استوار انوار ذات ہوا اور صورت اسکی موضع استوار انوار صفات ہوئی اور ہیکل جسمانی اسکا موضع استوار انوار افعال ہوا ۔
اور روح اسکی موضع استوار انوار محبت ہوئی اور سر باطن اسکا موضع استوار انوار علم ومعرفت ہوا پس آدم کو سجدہ کرو کہ وہ تمہارے
واسطے عبودیت مین واسطہ ہے اور معرفت ربوبیت اس واسطہ عبودیت سے حاصل ہے کیونکہ میری عبادت مین تمام جہان
لائق نہین ہے اور جو کچھ جہان مین جاندار وبے جان ہین سب کی عبودیت سے حضرت پاک تعالے وتقدس مستغنی ہے لیکن عشاق
ملائکہ کو مقام محبت وعشق مین داخل فرمایا پس آئینہ چہرہ آدمؑ سے انکو نور جمال کی تجلی دکھلائی تاکہ لذت محبت وعشق مین اُنکے دل

ازخود رفتہ ہون۔ اور اگر ابتدا ہین بدون التباس کے انوار ذات وصفات کی تجلی ہوتی تو اول ہی ظہور نور الوہیت مین فنا ہو جاتے پھر ابلیس نے سجدہ نہین کیا کیونکہ اس جمال وجلال سے محجوب تھا کیونکہ اپنے نفس پر نظر رکھتا اور جہالت سے قیاس بناتا تھا اسی طرح جسنے اپنے نفس کی طرف مستقل نظر کی تو اس نفس کے پروردگار سے محجوب ہوگیا **قولہ** الا ابلیس لم یکن من الساجدین۔ کیونکہ اس دیدار شہود صفات وانوار ذات کی اسمین لیاقت نہ تھی۔ ابوحفصؒ نے فرمایا کہ ملائکہ کو اظہار کردیا کہ درگاہ کبریائی انکی عبادت سے پاک بے پرواہ وہ غنی وحمید ہی اسی واسطے کہدیا کہ آدم کو سجدہ کرو اور اگر انکے سجدہ سے درگاہ الٰہی مین استغنا نہوتا بلکہ ذرہ برابر بھی قدر ہوتی تو سجود ملائکہ کو آدم علیہ السلام کی طرف نہ پھیرا جاتا اور یہ حکم نہوتا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو پھر کہا کہ ملائکہ اور تمام مخلوق کے سجدہ سے اسکی بادشاہت مین ایک ذرہ برابر بھی زیادتی نہین ہوتی ہی کیونکہ وہ اپنی بادشاہت مین عزیز ہی قبل اسکے کہ ان سبکو پیدا کیا اور بعد اسکے کہ ان سب کو فنا کریگا اور عزیز ہی جبکہ انکو مردہ کرکے زندہ فرماویگا۔ پھر ابلیس کو عدم سجود پر توبیخ فرمائی اور آدمؑ کی شرافت ظاہر کی بقولہ ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک۔ یعنے کس چیز نے تجھکو میری متابعت سے روکا حالانکہ درمیان مین غیر کا وجود نہین ہی حاصل آنکہ تجھپر میرا ہی قہر سابق وخذلان جو میری مشیت کے موافق جاری ہوا ہی وہی روکتا ہی ورنہ حوادث ومخلوقات کیا چیز ہین جو میری متابعت وحکم سے منھ موڑین حالانکہ درحقیقت انکو کوئی قدرت ومشیت حاصل نہین اور سب کے سب میرے قبضۂ قہر مین عاجز ہین لیکن جسکے حق مین شقاوت وبدبختی جاری ہوچکی وہ مراد پر سبقت نہین پاتا اگرچہ تمام جہان کی عبادت ساتھ لیکر درگاہ عزت کی طرف مسابقت کرے **واسطیؒ** نے کہا کہ جو مستصحب ہو ہر نسک کا دنیا وآخرت مین اور جہل اسکا وطن ہی اور اعراض اسکا عرض ہی اور اللہ تعالے کی طرف دوری اسکا سبب ہی تو وہ اس سے قرب نہین پاوے گا کیونکہ عبادات مقطوع از رعایات ہین اور نسک کا دیکھنا اپنے افعال ونفوس کا دیکھنا ہی اور زیادہ دلیر کوئی نہین بہ نسبت اُس شخص کے جسنے اپنے آپ کو پسندیدگی کی آنکھ سے دیکھا پھر جب اللہ تعالے نے قہر سلطنت سے عار دلایا تو اپنے خطاب سے اسکو جواب کی قدرت دیدی اور اگر یہ نہوتا تو خطاب قہر کے وقت اسکو کچھ بھی جواب نہ سوجھتا پس اسی قدرت سے اُسنے جواب دیا کما قال تعالے قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ہرگاہ اُس ملعون نے اپنے اوپر خطاب قہر حق کا لباس دیکھا تو۔ انا کا لفظ بولا جو اسکو اسی قوت سے حاصل ہوا ورنہ انا نہین کہہ سکتا تھا کہ اسکی انانیت سبب جلال حق سے معدوم ہوتی ابلیس ملعون نے جوہر آتش کی طرف نظر کی جو قہر عدم سے صادر ہوا پس قہر قدم کی طرف منسوب ہوا پس اُسنے اپنے آپ کو اچھا کہا اور اُسنے نظر معرفت سے اس مٹی کو نہ دیکھا جو لطف قدم ورحمت ازلی سے صادر ہوئی آگ اُسکے غضب سے ہی اور مٹی اُسکی رحمت سے ہی اور رحمت کو غضب پر سبقت ہی ابلیس نے ایک ہی صفت پر نظر رکھی اور دوسری صفت کو نہ دیکھا پس ایک صفت کے ساتھ دوسری صفت سے محجوب ہوا اور اگر وہ تمام صفات کو دیکھتا تو دیدار کبریا وعظمت کے تحت مین پگھل کر فنا ہوجاتا اور پھر کبھی انا نہوتا کیونکہ جسنے وصف قدم کو پہچانا وہ قدم مین عدم ہوگیا اگر ابلیس کو چہرۂ آدمؑ نظر آتا جیسے ملائکہ کو نظر آیا تو جہالت سے قیاس فاسد نہ کرتا اسی خاک سے اجسام انبیاء وصدیقین پیدا ہوئے ہین ابلیس باطنی علم سے تو جاہل ہی تھا ظاہری علم سے بھی جاہل تھا ورنہ نص صریح مقابلہ مین قیاس نہ کرتا کیونکہ نص ہر جہت سے قیاس پر غالب ہی بعض نے نکالا کہ اپنے جوہر وعبادت پر نظر کرنا ابلیس کی طرح موجب لعنت ہی۔ پھر ابلیس نے عداوت صریح ظاہر کی چنانچہ اُسکا قول حکایت فرمایا فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم یہ قسم ہی یعنی قسم ہی تیرے ارادۂ سابقہ کی ابلیس کے گمراہ کرنے مین اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ قسم تجھے اپنی عزت کی کہ مجھے گمراہ کردیا اب مجھے

Marfat.com

یہ قدرت دے کہ مین تیرے بندون کی راہ مستقیم پر گاڑا بیٹھون ورنہ انکے اسرار مین تیرے انوار تجلی کے سامنے مجھے بیٹھنے کی قدرت
نہین ہے۔ قولہ لاقعدن لہم مین ایک عجیب نکتہ ہے یعنے اسکنے لہم کہا اور علیہم نہین کہا حالانکہ لہم واسطے نفع کے اور علیہم واسطے ضرر کے ہوتا ہے پس
حاصل آنکہ وسوسہ شیطانی سے انکو شرافت زیادہ ہوگی جبکہ وہ میرے وسوسہ کو اپنے سینہ سے خوار وذلیل رد کرینگے اور انکا ایمان ویقین
غبار شک واضطراب سے خالی وخالص ہوجائیگا تو نے نہین دیکھا کہ جب صحابہؓ نے شکایت کی کہ ہم اپنے دلون مین ایسے وسوسہ پاتے
ہین کہ ہر ایک ہم مین سے اسکو زبان سے نکالنا بڑا عظیم گناہ تصور کرتا ہے تو فرمایا کہ یہ تو صریح ایمان ہے **قال المترجم** یعنے اس وسوسہ کو
نہایت برا اور گناہ عظیم تو جبھی جانا جائیگا کہ ایمان موجود ہو پس جب ایمان کے ساتھ اس وسوسہ کو برا جانکر رد کردیا تو بڑا شرف وثواب ہے
اور تمام خرابی تو ان لوگون کی ہے جنکو وہ وسوسہ ہی خوب معلوم ہوتے ہین۔ محمد بن عیسیٰؒ نے کہا کہ ابلیس اگر ظاہری ہلاکت سے بچا تو یہی
سے کہ اسنے اپنے کو مخلوق ہونے اور حق تعالیٰ کی قدرت سے گمراہ کیے جانے اور حق تعالیٰ کے رب ہونے کا اقرار کیا ورنہ وہ
فنا ر وسخت عذاب مین ڈالا جاتا **قال المترجم** یعنے ظاہر حال اسکا اس بات کے واسطے شاہد ہے ورنہ باطن مین تو حکمت الٰہیہ
اسمین مضمر ہے اور جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ واقع ہوتا ہے کہان حکمت الٰہی مین گفتگو کرنا خود جہالت ہے پھر ابلیس نے زیادہ جرأت کی اور کہا
ثم لآتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم الخ یعنے من بین ایدیہم تو نفس وہوائے نفسانی کی جہت سے اور من خلفہم یعنے شہوات وآرزو کی طرف سے
وعن ایمانہم یعنے دعویٰ خودی کی طرف سے اور عن شمائلہم یعنے وقت بلا ومصیبت کے شکوہ بیجا ظاہر کرنے کی جہت سے۔ نیز۔
اول تو طاعات کی جہت سے اور ثانی عوض پر نظر کرنے سے اور سوم راہ علم سے اور چہارم راہ جہالت سے۔ نیز۔ اول از راہ قلب
دوم از راہ عقل۔ سوم از راہ روح وچہارم از راہ صورت ونفس نیز اول از راہ اسلام ودوم از راہ ایمان وسوم از راہ عرفان
وچہارم از راہ ایقان واضح ہو کہ فوق وتحت کو نہین ذکر فرمایا کیونکہ تحت تو موضع فنا ہے یعنے حالت بندگی مین سجدہ کرکے فنا ہوجاوے
اسی واسطے سجود ہی کو نہایت محل قربت فرمایا اور یہ سجود تو شہود ہے اور وہ محافظت ورعایت حق کا محل ہے پس جہان اوتعالیٰ کی رعایت
ہے وہان کسی دوسرے کی مجال نہین کہ گزر جاوے اور رہا فوق یعنے اوپر کی جہت تو وہ محل کشف ومشاہدہ ہے اور وہین تجلی ظہور انوار
قدم ہوتا ہے اور وہان اگر تمام شیطان ایک سوئی کے ناکے برابر قریب ہون تو جلکر خاک ہوجاوین شیخ ابو عثمان مغربیؒ نے کہا کہ شیطان
آتا ہے بندۂ طاعت گزار کے روبرو سے پس امیدین سجھاتا ہے وکراموں کا وسوسہ دلاتا ہے اور پس پشت سے بدعتین دگر اہیان لاتا ہے
اور دائین سے طاعات لاتا ہے اور بائین سے شرک دکھلاتا ہے پس اگر کسی بندہ کے حق مین بدبختی ازلی جاری ہوئی ہے تو وہ شیطان کے
احکام مین فرمانبرداری کرجاتا ہے اور ویسی ہی طاعات بجالاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ جانے کہ اسکو شیطان کہان ہلاک کرڈالتے ہین اور
جنکے حق مین سعادت کی سرنوشت ہے وہ ان وسوسون کو رد کرتا اور اللہ تعالیٰ واسکے رسول صلعم کے احکام پر چلتا ہے پس شیطان کے
وسوسہ اسکے حق مین سودمند ہوجاتے ہین۔ قولہ ولاتجد اکثرہم شاکرین اکثر وہ لوگ ہین جو شیطان کے موافق طاعات بجالاکر ہلاک ہوے
اور کمتر وہ ہین جنکو سعادت نے نجات دیدی والحمد للہ علی ذلک **شیخ شبلیؒ** نے کہا کہ اوپر اور نیچے کی طرف اسوجہ سے نہین ذکر
ہو کہ اوپر کی جہت سے تو حضرت رب العزۃ کی نظر رحمت عارفون کے دلون پر ہے اور جہت زیرین موضع ساجدین ہے اور ان
دونون مقامون مین شیطان کو کوئی ٹھکانا وراستہ نہین ملتا ہے پھر فسادس شیطان اور اسکے مکر وفریب کا نمونہ اور جو اسکی عداوت
آدمیون کے باپ حضرت آدم علیہ السلام پر جاری ہوئی بیان فرمائی

Marfat.com

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ

اور اے آدم بس تو اور تیرا جوڑا جنت میں رہے پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہوگے

الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ

گنہگار پھر بہکایا انکو شیطان نے تاکھولے انپر جو ڈھکے تھے ان میں سے انکے عیب اور وہ بولا

مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ

تمکو جو منع کیا ہے رب تمہارے نے اس درخت سے مگر یہ کہ کبھی ہو جاؤ فرشتے یا ہو ہمیشہ جینے والے اور انکے پاس قسم کھائی

اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا

کہ میں تمہارا دوست ہوں پھر ڈھلالیا انکو فریب سے پھر جب چکھا دونوں نے درخت کھل گئے انپر عیب انکے اور لگے

يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ

جوڑنے اپنے اوپر پات بہشت کے اور پکارا انکو انکے رب نے میں نے منع نہ کیا تھا تمکو اس درخت سے اور کہا تھا تمکو

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ

کہ شیطان تمہارا دشمن صاف ہے بولے اے رب ہمارے ہمنے خراب کیا اپنی جان کو اور اگر تو نہ بخشے ہمکو اور ہمپر رحم نہ کرے تو ہم ہو جاوینگے

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝

نامراد کہا تم اترو ایک دوسرے کے دشمن ہوئے اور تمکو زمین پر ٹھہرنا ہے اور برتنا ہے ایک وقت تک

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝ ع

کہا اسمیں تم جیوگے اور اسمیں تم مروگے اور اسی سے نکالے جاؤگے

ع ۲ ۱۵ ۹

وَيٰٓاٰدَمُ اے وقال یا آدم۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم اُسْكُنْ اَنْتَ ساکن ہو تو ضمیر فصل سے تاکید اسواسطے کہ اسپر عطف کیا جاوے قولہ وَزَوْجُكَ حوا اور تیری زوج۔ یعنی حوا بالف ممدودہ جو کہ حضرت آدم کے ضلع الیسر سے مخلوق کیگئیں تھیں الْجَنَّةَ جنت میں یعنی ابلیس کو جنت سے نکالنے کے بعد آدم کو خطاب فرمایا کہ تو مع اپنی جورو کے جنت کو اپنا مسکن بنا۔ اسمیں اختلاف ہے کہ حوا قبل دخول جنت کے پیدا ہوئیں جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے اور یہی محمد بن اسحاق کا قول ہے اور بعض نے کہا کہ بعد دخول جنت کے پس خطاب باین معنی کہ اسکا موجود ہونا علم الٰہی میں ثابت تھا فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا پس کھاؤ دونوں جہاں سے تمہارا جی چاہے یعنی جو قسم چاہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ سورہ بقرہ میں وكلا براو فرمایا اور یہاں بفا جو مفید معنی واو یعنی مطلق جمع کو اور رمز معنی تعقیب کو ہے پس فخر رازی نے کہا کہ فا رکے معنی خاص ہوئے واو کے عام ہوئے لہذا کچھ منافات نہیں ہے۔ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور مت پاس پھٹکو اس درخت کے وہ گیہوں کا درخت تھا اور مراد یہ کہ اسکا پھل کھانے کے پاس نہ جا فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کہ ظالموں میں سے ہو جاؤ یعنے اسکے پھل کو کھاؤگے تو ظالم ہو جاؤگے یعنے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تجاوز کرنیوالے ہو جاؤگے یا اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہو جاؤگے۔ فتکونا جائز کہ عطف لاتقربا پر ہو اور جائز کہ جواب نہی ہو فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ پھر وسوسہ دلایا دونوں کو ابلیس نے وَسوسہ بالفتح اسم ہے مانند زلزلہ کے اور بالکسر مصدر ہے اور آواز خفی اور نفس کی

باتین چنانچہ بولتے ہین کہ وَسْوَسَتْ نَفْسُہٗ اسنے جی ہی جی مین باتین کین اور اکثر استعمال ایسی نفسانی باتون کا جو بُری و بے بنیاد ہون چنانچہ
باطل بات کو کہتے ہین کہ یہ اُسکے وسوسہ مین سے ہی اور واضح ہو کہ اسمین لوگون نے کلام کیا کہ ابلیس جنت سے خارج تھا اسنے کیونکر وسوسہ
دلایا حالانکہ یہ جہالت ہی حسن بصریؒ نے فرمایا کہ زمین سے آسمان تک وسوسہ دلا سکتا ہی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسمین یہ قابو دیدیا ہی۔ اور
بعضے لوگ جو خرافات لکھتے ہین کہ سانپ کے پیٹ مین گھسکر گیا اور مانند اسکے تو شیخ ابن کثیرؒ نے رد کر دیا کہ روایت کوئی صحیح نہین ہی شاید
بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ کی روایات ہین واللہ اعلم بالجملہ شیطان نے دونون کو وسوسہ دلایا بدین غرض کہ لِیُبْدِیَ لَهُمَا تاکہ کھول دے
ان دونون کے واسطے مَا وٗرِیَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وہ چیز جو درپردہ کی گئی تھی دونون سے اور وہ دونون کے سوآۃ تھے اور یہ
غرض انکی نافرمانی پر زیادتی ہی اور بعض نے کہا کہ لام لِیُبْدِیَ برائے عاقبت ہی یعنے انجام یہ ہو جاوے کہ دونون کے سواۃ کھل جاوین اور
بعض نے کہا لام کَیْ ہی اور لکھے یقع الابداء بعدہ یعنی پیچھے اسکے یہ ابداء واقع ہو وُوری ماضی مجہول از مواراۃ ہی اور معنی اسکے ستر و پوشیدگی
از طرفین ہی یعنے تاکہ کھل جاوے انکی سوآۃ جو دونون سے باہم ایک دوسرے سے پوشیدہ تھی اور سواۃ وہ چیز کہ سوء یعنے
عیب و ملال دیوے اور جسم پوشیدہ کو اسی سے سوآۃ کہتے ہین کہ اُسکا کھلنا ملال دیتا ہی اور آدم و حوا اس اپنے جسم کو نہین دیکھتے
تھے اور نہ ایک دوسرے کا جسم دیکھتا پس شیطان نے اس کشف سے انکو ملال دینا چاہا اس حیلہ سے کہ لباس نور سے انکا
جسم مستور ننگا کر کے رنج و ملال دے اور جو بعض نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ کشف عورت حرام و منکر ہی اور وہ عقلی مستقبح چلا آتا ہی
تو اس قول مین یہ صحیح ہی کہ کشف عورت بُرا ہی لیکن حرمت ثابت نہین ہوتی اور قبح عقلی کا اثبات غلط ہی بلکہ وہ بمقتضائے حیا ہی اور حیا
شعبہ ایمان ہی پس عقل سے اسکی قباحت ثابت کر کے انھون نے ملال نہین کیا بلکہ ایمان کامل کے مقتضائے بوجہ حیا کے خود غمناک
ہوئے کما سیاتی۔ پس شیطان نے آدم و حوا کو خلاف کرنے اور کشف عورت سے انکو رنج پہونچانے اور آیندہ ذریات مین مفاسد پیدا
ہونے کے لیے جو مشیت الٰہی مین جاری ہو چکے تھے انکو وسوسہ دلایا جسکا بیان یہ ہی کہ وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ
یعنے کہا ابلیس نے دونون سے کہ نہین منع کیا تمکو تمھارے رب نے اس درخت سے یعنے اسکا پھل کھانے سے اِلَّا کراہۃ
اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ مگر بغرض کراہت اس بات کے کہ تم دونون ملک ہو جاؤ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ہمیشہ رہنے والون مین سے ہو جاؤ
یعنے جنت مین یا زندگی مین ہمیشہ باقی رہو حاصل آنکہ اس درخت کے پھل کھانے کا یہ اثر ہی کہ وہ ملک ہو جاتا یعنے فرشتہ اور بکسر لام کی
قراءۃ پر معنی بادشاہ ہو جاتا ہی اور ہمیشہ باقی رہتا ہی جیسا کہ دوسری آیت مین مصرح ہی کہ قال ہل ادلک علی شجرۃ الخلد و ملک لا یبلیٰ
یعنے آدم سے بولا کہ بھلا مین تمکو راہ بتاؤن شجرۃ الخلد کی جسکے کھانے سے ہمیشگی ہوتی ہی اور ایسے ملک کی کہ کبھی اُسکو فنا نہین ہی۔
واضح ہو کہ اس مقام سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ملائکہ افضل ہین جبھی تو اسنے ملک ہو جانے کی ہوس دلائی بلکہ بایں معنی کہ تمکو فرشتون کی طرح
طعام کی خواہش نہو اور تمھارے عمر مانند فرشتون کے دراز ہو کیونکہ ماہیت نہ بدلنا تو ظاہر ہی اور نیز یہان تو ابلیس کے قول کی حکایت
ہی حتی کہ اسنے یہی اُلٹا فریب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے اس وجہ سے تمکو منع کر دیا ہی کہ اُسنے تمھارا ملک ہونا اور دائمی قائم رہنا بُرا جانا
وَقَاسَمَهُمَآ اقتعاسمہ باہم قسم کھانا اور یہان فقط ایک طرف سے ہی یعنے ابلیس نے دونون سے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ۔
اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ یعنے مین تم دونون کے واسطے بھلائی چاہنے والا ہون۔ قتادہؒ نے کہا کہ اُسنے اللہ تعالےٰ کی قسم
کھا کر انکو فریب و دھوکا دیا اور مومن اکثر اللہ تعالےٰ کی قسم پر دھوکا کھا جاتا ہی اور شیطان نے اُنسے کہا کہ مین تم سے پہلے پیدا ہوا

Marfat.com

اور تم سے زیادہ واقف ہون۔ فی السراج اسمین تنبیہ ہے کہ شیطانی آدمی کی قسم کا اعتبار نہ کرے اور قسم کھانے والا اکثر جھوٹا ہوتا ہے
اور خود بدگمانی سے قسم کھاتا ہے کہ سامع میری بات نہ مانیگا ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب وہ اپنے غلام کو اچھی طرح نماز روزہ کرتے
دیکھتے تو اسکو آزاد کر دیتے پس انکے غلام اسی خواہش سے ایسا کرتے تھے پس ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ یہ لوگ آپ کو دھوکا دینے کو
ایسا کرتے ہین تو فرمایا کہ جو کوئی ہمکو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکا دیوے ہم اسکے دھوکے مین آجاوینگے۔ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی
جھوٹی قسم کھانے والا پہلا شخص ابلیس ہے پس جب اسنے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی تو آدم سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم جھوٹی کوئی نہین کھاوے گا
پس فریب مین پڑگئے چنانچہ فرمایا فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ پس نیچے لٹکا دیا انکو بسبب غرور یعنی فریب کے تدلیہ اوپر سے کوئی چیز نیچے لٹکانا۔ ومنہ
قولہ فادلی دلوہ اپنا ڈول کنوئین مین لٹکایا۔ المعنی رتبہ عالی سے دونون کو گیہون کھانے کیطرف اُتارا اور بعض نے کہا کہ آسمان سے زمین
کی طرف اُتارا۔ وقال المفسر دریتفسیر یوسفی انکو انکی منزلت سے گرا دیا بذریعہ اس فریب کے غرور ایسی باتین جسمین بظاہر نصیحت ہو اور باطن مین کھوٹ ہو
فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ ای اکلا منہا۔ پھر جب درخت کے پھل سے کھایا۔ اسمین دلالت ہے کہ بہت ذرا سا کھایا تھا جسکو چکھنا کہا جاوے
بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا ای ظہر لکل منہما قبلہ وقبل الآخر ودبرہ وسمی کل منہما سوآۃ لان انکشافہ یسوء صاحبہ یعنی ظاہر ہوگئی دونون مین
سے ہر ایک کو اپنی شرمگاہ اور دوسرے کی شرمگاہ اور پائخانہ کا مقام حالانکہ وہ دونون قبل اسکے نہین دیکھا کرتے تھے اور اسکو
سوآۃ اسواسطے کہا گیا کہ اسکا کھلنا اس شخص کو غمگین کرتا ہے بطور ظہور عیب کے وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ
اور شروع کیا دونون نے کہ لپٹاتے اپنے اوپر پتے درختان جنت کے تاکہ اپنے سواۃ کو چھپاوین۔ ابی بن کعبؓ سے روایت ہے
کہ آدم مرد دراز قد تھے انکے سر پر بال بہت تھے پس جب وہ اس دھوکے مین پڑگئے جو شیطان نے کیا تھا تو انکا جسم مستور
کھل گیا حالانکہ پہلے اسپر نظر نہین کرتے تھے تو جنت مین بھاگے پس راہ مین ایک درخت جنت انکے سر مین الجھا اس سے کہا کہ
مجھے چھوڑ دے اسنے کہا کہ مین تجھے نہین چھوڑونگا پس پروردگار عزوجل نے آواز دی کہ ای آدم تو مجھسے بھاگتا ہے عرض کیا کہ نہین
ای پروردگار مین شرمندہ ہون۔ رواہ ابن جریر وابن مردویہ۔ ابن عباسؓ سے یہ قصہ مروی ہے اور اسمین ہے کہ جس سے انکا تمام بدن
ڈھکا تھا وہ دونون کے ناخن تھے اور جسکے پتون سے بدن ڈھانپتے تھے وہ انجیر کے پتے تھے کہ انکو آپس مین چپٹاتے تھے
پھر اللہ تعالیٰ نے آواز دی کہ کیا مجھسے بھاگتا ہے عرض کیا کہ نہین ای پروردگار و لیکن مجھکو حیا آتی ہے۔ فرمایا کہ کیا تجھکو کافی نہ تھا جو
مین نے جنت مین سے تجھے مباح وحلال کیا تھا کہ تو حرام کی طرف گیا عرض کیا کہ کیون نہین ای پروردگار وہ سب کافی وافی تھا
و لیکن قسم ہے تیری عزت وجلال کی کہ مین نے یہ نہین خیال کیا کہ کوئی تیری جھوٹی قسم کھاویگا۔ فرمایا کہ قسم مجھکو اپنی عزت کی کہ تجھکو
زمین مین اُتاردونگا پھر نہ پاویگا تو زندگانی مگر کمد پس زمین مین اُتارے گئے پس جنت مین تو طعام رغد کھاتے مین پھر غیر رغد کھانے لگے پس انکو لوہے کی
ساخت بتلائی گئی اور کھیتی سکھلائی گئی پس ہل سے کھیتی کی اور سینچا پھر کاٹ کر کھلیان کیا پھر پیسکر گوندھ کر روٹی پکائی پس پھر یہ
حالت جہانتک کہ پہونچی۔ رواہ عبد الرزاق عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ قولہ من ورق الجنۃ کہا کہ انجیر کے پتون سے اسنادہ صحیح
عن وہب ابن منبہ فی قولہ ینزع عنہما لباسہما کہا کہ آدم وحوا کی شرمگاہ پر لباس نور تھا کہ یہ اسکی شرمگاہ نہین دیکھتا اور وہ اسکی شرمگاہ
نہین دیکھتی پھر جب درخت سے کھایا تو انکے سوآۃ کھل گئے۔ رواہ ابن جریر باسناد صحیح وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَا اَلَمْ اَنْهَكُمَا
عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ یہ استفہام تقریری ہے۔ عن ابن عباسؓ جب آدمؑ نے

Marfat.com

درخت مذکور مین سے کھایا تو کہا گیا کہ تو نے اس درخت مین سے جس سے مین نے منع کر دیا تھا کیون کھایا تو کہا کہ مجھکو حوا نے کہا تو فرمایا کہ یہی اسکا انجام کہ حاملہ ہو تو کرہ یعنے تکلیف سے اور وضع حمل کرے تو تکلیف سے تب حوا باریک آواز سے روئین تو کہا گیا کہ یہ رونا تجھپر اور تیری اولاد پر ہے - رواہ ابن جریر ولعل اسنادہ صالا باس بہ - عن قتادہؓ آدمؑ نے عرض کیا کہ ای پروردگار اگر مین توبہ کرون واپنی حرکت سے مغفرت مانگون تو فرمایا کہ ایسی صورت مین تجھے جنت مین داخل کرونگا - اور رہا ابلیس تو اسنے توبہ کی درخواست نہ کی بلکہ مہلت مانگی پس ہر ایک کو وہ ملا جو اسنے مانگا رواہ عبدالرزاق باسناد صحیح اور ضحاک بن مزاحم سے روایت ہو کہ جو کلمات کہ آدم نے اپنے رب سے سیکھ پائے تھے وہ یہ ہین قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اس معصیت کے سبب سے وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ پس یہی کلمات ہین جنکو آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے پایا کما فی قولہ تعالے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ہو التواب الرحیم سراج مین ہو کہ انھون نے حق عبودیت مین اعتراف سے گناہ کا اقرار کیا اور در حقیقت وہ خلاف اولی ہو کیونکہ وہ بطریق نسیان تھا جیسا کہ سورۂ طٰہٰ مین منصوص ہو پھر بعض لوگون نے اسی آیت والسکے مانند سے استدلال کیا کہ انبیاءؑ سے گناہ صادر ہوتا ہو اور رد کر دیا گیا کہ رفعت وعلو اور معرفت مین انبیاءؑ کا سب سے بڑا درجہ ہو پس وہ ایسے چھوٹے چھوٹے امور سے بھی ماخوذ ہوتے ہین جنسے اور لوگ نہین ماخوذ ہوتے اور بسا اوقات ایسے امور پر معتوب ہوتے ہین جو بطریق تاویل صادر ہوتے ہین اسی سے وہ لوگ خوفناک و لرزتے رہتے ہین پس انکے بلند درجات اور اونچے مقامات کے بہ نسبت یہ امور گویا گناہ ہین اور یہ معنی نہین کہ ایسے گناہ ہین جیسے اورون کے ہوتے ہین پس باوجود انکے طہارت و پاکیزگی کے اور وحی سماوی و ذکر ی سے عمارت باطن کے اور اعمال صالحہ وغیرہ سے عمارت ظاہر کے یہ امور گناہ اور انکے احوال سے بعید ہین پس آدمؑ نے بھی مقربین کے مانند ان زلات کو بڑا گناہ اقرار کر لیا اور نیز انکی نبوت سے پہلے یہ امر انسے صادر ہوا تھا بالجملہ انبیاء علیہم السلام سے صدور گناہ کبیرہ کا قائل کوئی نہین ہو سکتا سوائے جاہل بیوقوف کے ونعوذ باللہ من الغباوۃ والجہالۃ قَالَ اهْبِطُوْا جملہ مستانفہ ہو جیسے جملۂ اول مستانفہ تھا یعنے حکم دیا کہ نیچے اترو تم سب یعنے آدم وحوا مع ذریات کے جو انکے اندر مضمر تھین بعض نے کہا کہ دونون مع ابلیس کے اترو بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ درحالیکہ بعض تمہارا بعض کا دشمن ہو یعنے اولاد آدم وابلیس مین عداوت تا قیامت رہے وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ یعنے زمین مین تمہارے واسطے جائے قرار اور تمتع ہو اسوقت تک کہ تمہاری موت آوے - فی السراج والمعالم جب آدم کی موت کا وقت آیا تو ملائکہ حاضر ہوئے پس حوا نے انکے گرد پھرنا شروع کیا تو فرمایا کہ میرے پروردگار کے ملائکہ کو آنے دے جو کچھ مجھکو پہونچا وہ تیرے ذریعہ سے پہونچا پھر جب انکا انتقال ہو گیا تو ملائکہ نے پانی مین بیری کی پتی جوش دیکر غسل دیا اور طاق کپڑون مین کفن دیا اور لحد بنا کر ملک ہند کی سرزمین سراندیپ مین دفن کیا اور اولاد آدم سے کہا کہ یہی طریقہ تمہارے واسطے مقرر ہوا - ابن عباس نے فرمایا کہ مستقر زمین کے اوپر اور زمین کے نیچے دونون ہین رواہ عنہ ابن ابی حاتم قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ زمین ہی مین زندہ رہو گے جب تک زندگی مقدر ہو اور اسی مین مروگے اور اسی سے نکلو گے جب کہ قیامت مین زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے تخرجون کے معنی نکلو گے بنا بر اسکہ صیغہ معروف ہو جیسا کہ حمزہؒ کی قراءۃ ہو اور باقیون نے مجہول پڑھا تو معنی آنکہ اسی سے نکالے جاؤ گے وہذا کقولہ تعالیٰ منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخری ف قال فی العرائس قولہ ویا آدم اسکن - اللہ تعالے نے جنت مین انکی سکونت

عیش مین ایک امتحان مضمر رکھا اور اگر اپنے جمال و وصال سے انکی زندگی رکھی ہوتی تو پھر امتحان سے محفوظ ہوتے کیونکہ اسکی درگاہ
مین حوادث کی سفرت نہین ہی۔ قولہ ولا تقربا ہذہ الشجرۃ ۔ ادلال بسوے فتنۂ امتحان ہی اور شجرہ مذکورہ مین تجلی تھی جو لطائف قدر سے
اسنکے سر الاسرار مین سمائی پس اسکے مشتاق ہوئے اور قریب ہونے سے جوش شوق ہوا حالانکہ اسمین علم سر الاسرار و علم الاقدار تھا
پس کھانے سے ان علوم سے بھر گئے اور جنت برداشت نہ کر سکے تو اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہوئے کیونکہ یہ اسرار ربوبیت مین
لہذا قولہ فتکونا من الظالمین کی مصداق ہوئے کیونکہ سبزہ زار ربوبیت مین جاکر اسرار ربوبیت لائے اور اگر اللہ تعالیٰ انکی زبانین نہ بند
فرماتا تو جہان مین علم اقدار پھیل جاتا اسی واسطے بعض مشرقین نے کہا کہ یہ درخت علم القضاء والقدر تھا جو جانا وہ اسکے اسرار سے عز الملک
وخلد مین پہونچا اسی واسطے ابلیس نے کہا کہ تجھے شجرۃ الخلد کی راہ بتاؤن۔ وہ جانتا تھا اور اسکو لیکر منازعت باستعداد فاسد چاہتا تھا
مگر نہ پانے سے بہت غمناک ہوا اور کنوز غیب اسمین مثمر پاکر آدم کو دلالت کی تاکہ خلق مین کوئی متمتع ہوکر اسمین منازع ہو پس آدم کو حسد سے
اُسمین ڈالا کیونکہ مقام خطر تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُنکو معصوم رکھا کہ اُنکے نفوس کو زمام قہر مین گرفتار کیا پس جب سحر و ساقط ہوکر
اپنا ضعف معلوم کیا تو کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ پس شیطان کا یہ ارادہ کہ بعد علم اسرار کے مدہوش سرمست ہوکر قبول احکام شریعت سے خارج
ہون اور محبت الٰہی عالم مین نہ رہے وہ برعکس ہو گیا کہ وہ عارف ہوکر درجۂ نبوت و رسالت پر رہے قولہ فوسوس لہما الشیطان الخ جب
اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو کشف اسرار چاہتا ہی تو شیطان اُسکو بہکاتا ہی اور وہ سبب انکشاف ہو جاتا ہی اور خود شیطان خوار ہوتا ہی جیسے آدم
علیہ السلام پر گذرا اور ابلیس انکے حسد مین خوار ہوا اور آدم زیادہ مقبول ہوئے لقولہ تعالیٰ ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ ۔ یعنے مکر بد اسی کو
ملتا ہی جسنے مکر کیا اور آدم کے حق مین فرمایا ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وہدی پھر دونون یعنی آدم و حوا نے بعد ظہور اسرار کے انکو ادب کے
پتون سے عبودیت مین مرعی رکھا کما یدل علیہ قولہ وطفقا یخصفان علیہما الخ ابو سلیمان دارانی نے کہا کہ شیطان نے برائی چاہی وہ
سبب علوم و بلوغ کمال ہوا کہ آدم نے کوئی عمل اس خطیئہ سے بڑھکر نہین کیا جسنے انکو ادب سے مقام حقائق مین ثابت رکھا اور
سجود ملائکہ وغیرہ سے اگر کچھ وحشت آئی تو برکت اسکے اول تخصیص خلعت دست قدرت کی طرف لقولہ ربنا ظلمنا الخ راجع ہو گئی ۔
قولہ وقاسمہما انی لکما الخ ابلیس نے مکر سے دشمنی کی وہ درحقیقت انجام کار نصیحت ہو گئی ابو بکر الوراق نے فرمایا کہ نصیحت اسی شخص کی
قبول کرنی چاہیے جسکے دین و امانت پر اعتماد ہو اور تیری نصیحت مین اسکا کوئی ہمدم متعلق نہو کیونکہ ابلیس کے مانند نصیحت کرنے والے
شیاطین الانس ہوتے ہین قولہ فدلاہما بغرور ۔ اس چیز سے کہ درخت مین اسرار ربوبیت ہین پس غرور اطلاع باسرار قدم مین ڈالا تاکہ مقربین
ملائکہ اور خازنان اسرار مین سے ہو جاوین اور یہ جذبہ شوق تقرب تھا جیسے عشاق ہر کس و ناکس کی بات سن لیتے ہین اور بعض نے
کہا کہ انکو بسبب قسم اللہ تعالیٰ کے فریب دیا ورنہ فریب نہ کھاتے قولہ فلما ذاقا الشجرۃ بدت الخ اسمین اشارہ لطیف ہی کہ یہ اسرار خاص
انھین دونون کو ظاہر ہوئے اور کسی کو ظاہر نہوئے اور ظہور مین انھین دونون کی تخصیص سے معلوم ہوا کہ اغیار کی نظر وہان نہین
پہونچی کیونکہ سوآۃ مقام کرامت و امانت و رسالت و نبوت و ولایت تھی انکو جنت وغیرہ سب سے مجرد کر دیا کیونکہ وہ تجرید توحید و افراد
قدم مین تھے وہان جنت وغیرہ کا گذر نہین ہی پھر جب شجرۂ عشق کا پھل چکھا اور منفرد ہو گئے تو خزائن علم اقدار انپر منکشف ہوئے اور
جمیع اشباح و ارواح کو اُنسے نکالا واسطیؒ سے پوچھا گیا کہ انبیاء کو جلد عقوبت کیون ہوتی ہی حالانکہ ابلیس خطا بلکہ غلط کر گیا ۔
تو فرمایا کہ نزدیکی مین سوء ادب ویسا نہین جیسے دور والا بے ادبی کرے بعض نے کہا کہ چیونٹی برابر بات پر انبیاء سے مطالبہ ہوتا ہی

Marfat.com

اور بڑی بات پر دوری والون پر کچھ مطالبہ نہین ہوتا بعض نے کہا کہ عصمت انکو ظاہر ہوا اور غیر کو ظاہر نہوا واسطیؒ نے کہا کہ آدم سے کسوت
عزت کو چھین لیا اور مواخذہ مین ڈال دیا تاکہ زوال نعمت کی قدر جانے پھر کسی نے نہ پہنائی تو یقین دلایا کہ وہ اپنے نفس سے کچھ نہین ہر جو کچھ
اسکو حاصل ہوگا خالص پروردگار کی رحمت سے ملیگا پس سب سے منقطع ہوکر اوتعالے کی طرف راجع ہوئے جب ہر دو بندگان خاص
ان میدان ناپیداکنار مین پڑے کہ علوم الاسرار والاقدار سے انتہا ہین تو ملاطفت سے اُنکو راہ بتائی ندامت کی بقولہ وناداہما ربہما الخ
ندا رمین لطف عتاب ہر کیونکہ اس شجرہ کے استحقاق سے انکو بعد تھا قرشیؒ نے کہا کہ آدمؑ کو جنت مین بھیجا اور شجرہ سے منع کیا جب
آدم نے کھایا تو پکارا قول تو قرب کے معنی مین ہر اور ندا کرنا بعد ودوری کے معنی مین ہر پھر جب دونون نے چاہا کہ غایت عشق سے
شجرہ مین سے کھلانے مین ہم نے خطار کی اور یہ ہمارا مقام نہین تو ظلم کو اپنی طرف نسبت کرکے کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ ظلم یہان یہی ہر
کہ مقام کی شناخت نہوا اور مشاہدہ حق مین حظ نفس کی خواہش ہوا سی واسطے دونون نے جہالت کا اقرار کیا اور اسوقت مین مقام تلوین
مین تھے اور اگر مقام تجرید و توحید یعنی مقام تمکین عرفان مین ہوتے تو نفس کا ذکر درمیان مین نہ لاتے اور نفس کو ملامت نہ کرتے کیونکہ نفس
پر نظر رکھنا اور اُسکی کسی قدرت کو مقام توحید مین دیکھنا شرک ہر کیا تو نہین دیکھتا کہ حضرت اُستادؒ نے کہا ہر کہ جسنے اپنے نفس کو ملامت
کی وہ مشرک ہر حسینؒ نے کہا کہ شرک وظلم یہ ہر کہ اوتعالے کی طرف سے کسی غیر کی طرف مشغول ہو۔ اور ابن عطارؒ نے کہا کہ ظلم یہان یہ کہ
حق تعالے کے سوائے جنت و اُسکی نعمت کی طرف بھی مشغول ہوئے تھے شیخ شبلیؒ نے فرمایا کہ انبیار علیہم السلام کے گناہ انکو کرامات
ومراتب پر پہونچاتے ہین جیسے کہ آدمؑ کے گناہ کا انجام یہ ہوا کہ مقام اجتبار واصطفار پر پہونچے اور اولیار کے گناہون سے کفارہ
ہوجاتا ہر۔ اور عوام کے گناہ اُنکو خواری وامانت مین ڈالدیتے ہین واسطیؒ نے کہا کہ حال طینت مین انکو کوئی خطرہ سوائے حق کے
نہ تھا پھر جب حضور مین حاضر کیا تو حضور سے غائب ہوئے پس غیر کے خطرہ سے ظلم کیا اور کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا۔ کیون نہین اتصال
کے ساتھ اتصال مین اسکو اتصال سے قطع کیا او نفس مین جو نفس سے تھا اُسکو نفس سے کیون نہین غائب کیا پس اللہ تعالی نے
اُسکو زیادہ سوزش وہیجان مین ڈالا کیونکہ شوق کو فراق سے ملادیا اور میثاق لے لیا تاکہ سفر عشق مین طرح طرح کی محنت ومشقت
اُٹھاوے اور حکم دیا کہ۔ اہبطوا پس آدم کو مقام بہجت سے عالم محنت مین اُتار دیا اور اہل عداوت کے درمیان پھنسایا اور بعد
وصل کے رنج فرقت چکھایا کیونکہ مقام عشق مین رنج وغم فراق اور ذوق وصال ساتھ ساتھ ہین عیش وصال مین جبیت کے ساتھ
صافی الحال بلاکدورت تھا نہ وہان غبار فراق تھی اور نہ بلار امتحان پھر فرقت کے ہاتھون امتحان مین پھنسا دیا اور باد حضرت اذیدہ
جنت وصال مین یہ طمع کرتے تھے کہ دوام بقار حاصل ہو پس غیرت کبریائی نے وہان سے نکال دیا۔ واضح رہے کہ یہ بھی رحمت ہی
کہ دوام بقار بعد فنار کا راستہ بتادیا بعض نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام رتبہ فضیلت وکرامت سے نہین گرے اگرچہ مقام جنت سے
نکل آئے ہین اسی واسطے فرمایا ثم اجتباہ ربہ پھر جب دونون کو منزل جنت سے نکالا اور میدان محنت یعنی زمین پر ڈالا تو آگاہ فرمایا کہ دونون
اس زمین پر بروح معرفت ورزق مشاہدہ زندہ رہینگے اور کنار شفقت ومکاشفہ مین رہینگے پس وہان سے بنعت توحید ومحبت
نکلینگے چنانچہ قولہ فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون سے اشارہ ہر یعنے طاعت باللہ سے زندہ اور فنار فی اللہ سے مردہ۔
اور بقار باللہ سے نکلوگے۔ اور بعض نے کہا کہ معرفت کے ساتھ زندہ ہوگے۔ اور جہالت رہی تو مردہ ہوگے اور جو تقدیر ومشیت
سابق جاری ہوچکی ہر اور جو احکام سعادت وشقاوت کے ہوچکے ہین انھین کے موافق وہان سے نکلوگے پھر آدمؑ کے لباس

جنت کے عوض اولاد آدم کو مختلف لباس ملے کما قال تعالیٰ

یٰبَنِیٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیْرٌ ؕ ذٰلِکَ

اے اولاد آدم کی ہمنے اُتاری تمپر پوشاک کہ ڈھانکے تمھارے عیب اور رونق اور کپڑے پرہیزگاری سو بہتر ہے

مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ۝

قدرتیں ہیں اللہ کی شاید وہ لوگ دھیان کریں

یٰبَنِیٓ اٰدَمَ اسمین بعض نعمت کی تذکیر ہی کہ لباس تن انسانی پر بہتر ہو اور لباس میں سے بہتر لباس تقویٰ ہی حتی کہ آدم سے لباس جاتا موجب اساءۃ ہوا اور لباس تقوی زائل نہیں ہوتا اور یہ تمہید ہو آیہ مابعد کے واسطے پس فرمایا کہ یا بنی آدم اے اولاد آدم اور بنین کو خطاب بسبب شرف مردون کے عورتون پر ہی اور شامل اسمین عورتین بھی ہین پس تغلیبا بنین فرمایا قد انزلنا علیکم ای خلقنا لکم البتہ ہمنے تمھارے واسطے پیدا کیا مینہ وغیرہ آسمانی اسباب اُتار کر لباسا یواری سوآتکم ایسا لباس کہ چھپاتا ہو تمھارے فروج یعنے شرمگاہون کو پس لباس کو انزلنا فرمایا تو اسی سبب سے آسمانی اسباب مینہ وغیرہ اُتار کر پیدا کیا گیا ہی یہ بعض مفسرینؒ نے خلقنا لکم سے تفسیر کی اور نظیر اسکا قولہ تعالیٰ وانزل لکم من الانعام ہی یعنی خلق لکم من الانعام اور ایسے ہی قولہ وانزلنا الحدید فیہ باس شدید یعنے لوہے کی نسبت اُتارنا فرمایا ہی ۔ اور بعض نے کہا کہ زمین کے جملہ برکات منسوب باسمان ہین یعنی جو زمین کے برکات ہین وہ آسمان سے اتری ہوئی کہی جاتی ہین اور یواری ای یستر سوآتکم تمھارے سواۃ کو ڈھکتا ہو وریشا عطف ہو لباسا پر اور جملہ صفت سے اشارہ ہو کہ ستر پوشی ہی اصل ہو اسی واسطے مفسرینؒ نے ریش کی تفسیر کی کہ وہ کپڑے ہین جسمین آدمی تجمل حاصل کرتا ہو اور بعض قراءۃ میں ریاشا جمع ریش ہو ۔ ابن عزیزؒ نے کہا کہ ریاش کلام عرب میں اثاث البیت خصوصا نئے کپڑے ہین یعنی جیسے ظاہر میں تجمل کیا جاوے پس لباس تو ضروری چیز ہو اور ریاش اسکا تکملہ و مزید چیز ہی ۔ بخاری نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ ریش یعنی مال ہی ۔ رواہ عنہ ابن ابی طلحہ اور یہی قول مجاہد و سدی و ضحاک و عروہ ابن الزبیر و بہتون کا ہی ۔ اور عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ریاش لباس عیش و نعمت ہی اور عمر بن الخطابؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے جب گردن تک پہونچے تو کہے کہ الحمد للّٰہ الذی کسانی ما اواری به عورتی واتجمل به فی حیاتی پھر پرانا کپڑا لیکر صدقہ کردے تو وہ زندہ و مردہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ و جوار میں اور اسکی رحمت میں ہوگا رواہ احمد و الترمذی و ابن ماجہ اور حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم جب نیا کپڑا پہنتے تو کہتے ۔ الحمد للّٰہ الذی رزقنی من الریاش ما اتجمل به فی الناس واواری به عورتی ۔ رواہ احمد ۔ سراج میں کہا کہ ثابت ہوا کہ زینت ایک غرض صحیح ہی جیسا قولہ تعالیٰ لترکبوھا وزینۃ الآیۃ سے ثابت ہے اور فرمایا ولکم فیہا جمال حین تریحون الآیۃ اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہی اور وہ جمال کو دوست رکھتا ہی ۔ رواہ الترمذی وغیرہ پس حتی آیت کے یہ ہین کہ اے اولاد آدم ہمنے اتارا تمپر ایسا لباس کہ تمھاری شرمگاہون کو چھپاتا ہی اور ایسا لباس کہ وہ تم کو زینت کا فائدہ دیتا ہی ۔ اور مروی ہی کہ عرب کے لوگ ننگے ہوکر خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور عورتین بھی ننگی ہوکر ہاتھ یا کچھ چیز شرمگاہ پر رکھکر رات میں طواف کرتین پس آیت نازل ہوئی **قال البیضاوی** شاید اوتعالیٰ سبحانہ نے قصہ آدم کو اسی حکم کے واسطے مقدم بیان فرمادیا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ پردہ شرم کھل جانا پہلی برائی تھی جو شیطان کی طرف سے آدمی کو پہونچی پس اولاد آدم کو شیطان نے اغوا کیا ہی جیسا اسنے آدم علیہ السلام کو دھوکے سے برہنگی کی برائی پہونچائی تھی **قال المترجم** اس آیت میں تفہیم و ارشاد ہی کہ برہنگی عیب ہے

اسکے دور کرنے کو اوتعالے نے نعمت لباس نازل فرمائی اور یہ زجر ہی مشرکین کو جو ایسا کرتے تھے ورنہ ننگے ہوکر طواف سے ممانعت
کرنے مین اصل قولہ تعالی یابنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیۃ ہی جو آیندہ آتی ہو **قال فی السراج** جب اللہ تعالی نے لباس
محسوس کو بیان کیا اور اسکی دو قسمین کین کہ ایک ضروری ہو کہ شرمگاہ کو چھپانے والا ہو اور دوسرا زینت وتجمل کے واسطے ہی تو اسکے پیچھے
اصل لباس معنوی کو بیان فرمایا بقولہ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ نافع وابن عامر وکسائی نے لباس التقوی بنصب پڑھا بنا بر آنکہ
لباسا پر عطف ہی یعنے اور نازل فرمایا ہمنے تمپر لباس التقوی اور وہ خیر ہی یعنے لباس ستر اور لباس زینت سب سے اچھا پس
ذلک مبتدا اور خیر اسکی خبر ہو اور جملہ بیان فضیلت لباس التقوی ہو اور باقی قرار رحمہم اللہ نے لباس التقوی برفع پڑھا پس یہ مبتدا ہو
اور جملہ ذلک خیر اسکی خبر اب رہا بیان اسکا کہ لباس التقوی جو استعارہ ہو تو کس چیز سے استعارہ ہو ورنہ کیا مراد ہو فقال الحافظ
فی التفسیر مفسرین نے اسکے کئی معنی بیان کیے ہین عن عکرمہ وہ لباس ہے جو قیامت مین متقیون کو ملیگا۔ رواہ ابن ابی حاتم
زید بن علی وسدی وقتادہ وابن جریج نے کہا کہ وہ ایمان ہو عوفی عن ابن عباس وہ عمل صالح ہو۔ وعنہ وہ ستودہ اخلاق ہین عن
عروہ بن الزبیر وہ خوف الٰہی محبت کے ساتھ ہو۔ عبدالرحمن بن زید اللہ تعالی سے خوف کرکے اپنی شرمگاہ ڈھکی رکھے یہ سب معانی
قریب قریب اور حضرت عثمانؓ سے روایت ہو کہ منبر پر خطبہ مین لوگون کو کتے مارنے کا حکم دیتے اور کبوتر بازی کرنے سے منع کرتے
پھر کہا کہ ای لوگو تم ان سرائرمین اللہ تعالے سے تقوی رکھو کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے
قبضہ مین محمد کی جان ہو کہ نہین چھپائی کسی نے کوئی سریرت مگر آنکہ اوتعالے اسپر علانیہ ایک چادر پہنا تا ہو اگر بھلی سریرت ہو تو بھلی
چادر اور اگر بری سریرت ہو تو بری چادر پہناتا ہی پھر یہ آیت پڑھی ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ اور کہا کہ وہ نیک
خصلت ہو۔ رواہ ابن جریر والطبرانی اور حسن بصریؒ نے اسکو حضرت عثمان سے سُنا ہی تو کتون کے قتل اور کبوترون سے بازی
نہ کرنے کو خطبہ مین حسنؒ کا حضرت عثمان سے سننا تو شافعی واحمد وبخاری فی الادب کی روایات بطریق صحیحہ سے ثابت ہو اور
یہ شاہد ہو باقی جزو روایت مرفوع کا واللہ اعلم ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ یعنی لباس تقوی یا یہ جملہ لباس نازل فرمایا آیات الٰہی سے
یعنی اسکی قدرت کے دلائل سے ہو لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ شاید اولاد آدم تذکر کرین یعنے نصیحت وپند حاصل کرین پس ایمان لے آوین
اسمین صنعت التفات ہو یعنے پہلے بحرف ندا رخطاب فرمایا تھا اور بیان بصیغہ غائب فرمایا پس خطاب سے غیبت کی طرف التفات
ہوا اور آیت مین دلیل ہو کہ ستر عورت ظاہری باب تقوی اور اعمال صالحہ جو باطنی خوش اخلاق وہیئت صادقہ سے ہون وہ اصل لباس
ہین پس اگر تمام دوشالے وغیرہ لادے ہوا ور باطن مین اخلاق مذمومہ واعمال ناپاک رکھتا ہو تو وہ ننگون سے بدتر ہو اور اگر باطنی
لباس تقوی سے آراستہ ہو تو پھٹا کپڑا اسپر کمال زینت ہو اور درحقیقت وہ آیات الٰہی مین سے ہو کہ اندھے اور بے ایمان اعتقاد
کو نظر نہین آیا **فتدبر فی العرائس** قولہ تعالے یابنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا۔ ہر گروہ کے واسطے لباس خاص ہی
پس عارفون کے واسطے لباس معرفت ہو اور محبین کے واسطے لباس محبت ہو اور مشتاقون کے لیئے لباس شوق ہو اور موحدین
کے لیے لباس توحید ہو اور زاہدون کے لیئے لباس زہد ہو اور متقیون کو لباس تقوی ہو اور اولیا کو لباس ولایت ہو اور
انبیا کو لباس نبوت ہو اور مرسلین کو لباس رسالت ہو اور انمین سے ہر ایک کیواسطے ظاہر وباطن ہو پس زینت باطن تو مشاہدہ
کی نظر رحمت کے واسطے ہو اور ظاہری زینت واسطے شریعت کے ہو پس جو اس زینت سے حقیقت مین آراستہ ہو وہ انوار قرب

[illegible] ۱۲

کی وجہ سے مخلوق کے درمیان مزین اور مہیب ہوجاتا ہی اور قولہ تعالے ولباس التقوی ذالک خیر یعنی بہتر سب سے لباس تقوی
ہی کیونکہ ہر لباس مین صرف نفس بندے کو حظ ملتا ہی اور لباس التقوی مین نفس کو کچھ حظ نہین ہی۔ اور یہ لباس تو عوام کے
ہین اور لباس تقوی وہی ہی کہ اللہ تعالی کی عزت وجلال مین فنا ہوگیا اور صفات الٰہی سے اسکو قوت حاصل ہوئی یعنی بدون
حلول وغیرہ وہمی وقیاسی باتون کے اسمین صفات الٰہی سے اتصاف ہوا جیسا کہ قرب نوافل مین جابجا مذکور ہوچکا پس لباس التقوی
مین ہر لباس فنا ہوجاتا ہی اور جو شخص اس لباس سے آراستہ ہوا وہ اللہ تعالی کی طرف سے تمام عالم کے واسطے قبلہ ہوگیا جو
اسپر نظر کرتا ہی وہ اللہ تعالے عزوجل کے انوار صفات کو پاتا ہی پس اسی لباس اتصاف کی طرف حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اشارہ فرمایا بقولہ من رآنی فقد رای الحق جسنے مجھکو دیکھا اسنے حق کو دیکھا **قال المترجم** اہل تصوف نے اس حدیث کے
معنی سے بھی اشارہ کے معنی نکالے ہین وقد مر مفصلا اور قولہ تعالے یواری سوآتکم اشارہ ہی کہ تم سب کے سب انوار قدم سے
ننگے اور حدوث کے عیبون سے ایسے ہو جیسے ننگے کے اعضاء شرم کھلے ہونے سے وہ معیوب ہوتا ہی پس تمکو چاہیے کہ حدوث
کی علتین اور عیوب کو لباس قدم سے ڈھکو باینطور کہ شریعت پاکیزہ پر ٹھیک چلو اور عقائد درست کرو اور حقیقت وطریقت پر چلکر
انوار حاصل کرو پس لباس علم سے شرمگاہ جہالت یعنی عیب جہالت کو چھپاؤ اور جو عیوب کے بندہ کو لازم ہین انکو صفات
ربوبیت سے چھپاؤ یعنے اخلاق الٰہی عزوجل سے آراستہ ہو **واسطی** نے فرمایا کہ سورۃ تو جہالت ہی اور سب سے
بڑھی ہوئی زینت یہ ہی کہ بندہ لباس تقوی سے آراستہ ہو یہ لباس ایسی زرہ ہی کہ اسکو کسی حسد کرنیوالے کا مکر نہین پھاڑ سکتا
کیونکہ وہ اصل مین دل کا لباس ہی اور ظاہری پرہیزگاری اسکی علامت ہی کہ ہر بات مین اللہ تعالے کے ساتھ ادب رکھتا ہی وہ
یون ہی کہ اللہ تعالے کے ساتھ کسی غیر کو نہ دیکھے پس تو غور کر کہ تو نے کون سا لباس پہنا ہی قمیص صدق ہی یا قمیص فسق ہی نصرآبادی
نے کہا کہ جملہ لباس سب حق تعالی کی مخلوق ہین جسمین سے لباس تقوی لباس حقانی ہی اور جو لباس کہ سوآۃ کو چھپاتا ہی وہ
لباس کرامت ہی اور لباس تقوی وہ لباس ایمان ہی اور وہ سب سے اشرف ہی بعض نے کہا کہ لباس الہدایہ تو عوام کے
لیے اور لباس التقوی خواص کے واسطے ہی اور لباس ہیبت عارفون کا لباس ہی اور لباس زینت دنیا والونکا لباس ہی۔
لباس لقاء ومشاہدہ وہ اولیاء کا لباس ہی اور لباس الحضرۃ انبیاء علیہم السلام کا لباس ہی **قال الاستاذ** قلب کے واسطے
لباس التقوی ہی اور وہ یون ہی کہ قصد سچا رکھے اور طمع کو دور کرے اور روح کے واسطے لباس تقدیس ہی یعنے علائق کو ترک
کرے اور عوائق (رد کرنے والی چیزین) کو درمیان سے دور کردے اور سر باطن کے واسطے تقوی سے ایک خاص لباس ہی وہ ہر ملاحظہ خطرات
کو دور کردینے سے حاصل ہوتا ہی۔ پھر اللہ تعالے نے اولاد آدم کو بھی اسی چیز سے ڈرایا اور پرہیز کرنا فرمایا جس سے آدم
علیہ السلام کو ہوشیار وپرہیز کرنیوالا رہنے کو فرمایا تھا یعنے ہر شہوات سے اور ہر ایسی چیز سے جسکو نفس چاہے اس سے پرہیز رکھو
قال فی السراج یہ آیت بیان لباس کے بعد ذکر واقعہ آدم علیہ السلام کے کہ انپر فریب شیطان سے برہنگی کی معصیت ہوپہنچی تھی
اسواسطے بیان فرمائی کہ نعمت لباس کا شکریہ ادا کرین اور بچا لیے پتون سے بدن ڈھانکنے کے اس لباس کی خوبی قیاس کرین
اور غور کرین کہ ننگے ہونے مین سوآۃ کے کھلنے سے کیا فضیحت واہانت ہی پس حضرت منعم عزوجل کے منت واحسان کے مقابلہ
مین تقوی اختیار کرین اور جو حکم انکو حضرت منعم جل جلالہ سے پہونچے اسکو مانین پھر شیطان دامکے امور سے پرہیز کرنیکا حکم دیا

Marfat.com

اور جو اُسنے اُنکے باپ آدم علیہ السلام کے ساتھ بدی و فریب بازی کا برتاؤ کیا تھا یاد دلایا قولہ

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ کَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ یَنۡزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوۡاٰتِهِمَا ؕ

اے اولاد آدم کی نہ بہکا دے تمکو شیطان جیسا نکالا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے اُتروا دے اُنکے کپڑے کہ دکھا دے اُنکو عیب اُنکے

اِنَّهٗ یَرٰىکُمۡ هُوَ وَقَبِیۡلُهٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَهُمۡ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ○

وہ دیکھتا ہے تمکو اور اُسکی قوم جہاں سے تم اُنکو نہ دیکھو ہمنے رکھے ہیں شیطان رفیق اُنکے جو ایمان نہیں لائے

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ اے اولاد آدم نہ فتنہ میں ڈالے تمکو شیطان یعنی نہ گمراہ کرے تمکو شیطان یعنی اے اولاد آدم تم مت پیروی کرو شیطان کی کہ تم بھی فتنہ میں پڑجاؤ کَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ جیسے اُسنے نکال باہر کیا تمہارے ماں و باپ کو اپنی فتنہ پردازی کے ساتھ جنت سے یَنۡزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا درحالیکہ اتار لیا ان دونوں کے بدن سے انکا لباس لِیُرِیَهُمَا سَوۡاٰتِهِمَا تاکہ دکھلا دے دونوں کو انکی شرمگاہیں واضح ہو کہ جملہ ینزع عنهما حال ہے پس بعض نے کہا کہ ابویکم سے حال ہے یا اخرج کے فاعل یعنی ابلیس سے حال ہے اور بجائے نزع ماضی کے ینزع مضارع اس فائدہ کے واسطے آیا کہ حکایت حال سے اسیوقت کا تصور ذہن میں سما جاوے تاکہ اولاد آدم کو شرم آوے اور شیطان کی پیروی سے شرم کریں اور اسکو دشمن جانکر اسکے کاموں دباتوں سے جدا ہو کر راہ حق کی پیروی اختیار کریں۔ اگر کہا جاوے کہ اخراج کرنیوالا اور لباس اتارنے والا شیطان نہیں کیونکہ اُسنے یہ حرکت اپنے ہاتھوں نہیں کی تو جواب یہ ہے کہ لباس کا چھن جانا اور جنت سے نکلنا اسی شیطان کے وسوسہ سے واقع ہوا اور اسی کا دھوکا دینا اسکا ظاہری سبب ہوا اسی سبب سے اسکی طرف نسبت کیا گیا پھر اسمیں اختلاف ہے کہ وہ کیا لباس تھا جو اُتر گیا تو ابن عباس و قتادہؓ سے مروی ہے کہ ناخن انکا لباس تھا اور بعد نزع کے ہاتھ پیروں میں نمونہ کے طور پر زینت و منفعت و یاد دلانے کو باقی رہگئے ہیں قال المترجم قد رواہ عبد الرزاق عنہ۔ اس روایت کے ثبوت میں کلام ہے اور شاید یہ بنی اسرائیل یعنی یہود وغیرہ کے بیان سے لی گئی ہے یا موقوف ہو بالجملہ یہ ضعیف ہے اور وہب بن منبہؒ سے ابن جریر نے باسناد صحیح روایت کی کہ لباس نور تھا جو انکی نظر کے درمیان حائل تھا اور مجاہدؒ نے فرمایا کہ لباس تقویٰ تھا اور یہ مناسب ہے اور بعض نے فرمایا کہ لباس جنت میں سے ایک لباس تھا اور یہ قول اقرب ہے سوائے اسکے کہ لباس اور اُسکا اُتارنا حقیقی ملبوس کے ساتھ اطلاق ہوتا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ مطلق لباس لیا جاوے جو ملبوس جنت یعنی حقیقی کو اور لباس تقویٰ کو دونوں کو شامل ہو حاصل آنکہ اے اولاد آدم تم فتنہ شیطان سے بچو وہ تمکو گمراہ نہ کرے جیسے تمہارے والدین کو جنت سے اس حال سے نکلوایا اِنَّهٗ یَرٰىکُمۡ هُوَ وَقَبِیۡلُهٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَهُمۡ یعنے تم بہت ہوشیار رہو شیطان کے مکر و فریب سے کہ اسکو آخرت میں حسب قطعی جہنم دی گئی ہے تو ایک مدت تک اسکی عبادت کا اور نیز وہ بھی مخلوق ہے اسکا عوض اسکو بسبب عموم رحمت کے دنیا میں یہ دیدیا گیا ہے کہ اول بار صور پھونکے جانے کے وقت تک زندہ رہے اور بہت سی قابو و قدرت اُسکو دیدی گئی ہے چنانچہ ایک یہ بیان فرمائی کہ انہ یراکم ہو الخ یعنے وہ شیطان دیکھتا ہے تمکو وہ خود بھی اسکے قبیل بھی اس حیثیت سے کہ تم اسکو نہیں دیکھتے یعنے ان شیطانوں کو پس وہ تمہارے دل میں و دماغ میں ایسے طور سے آکر وسوسہ ڈالیگا کہ تم اسکو نہ دیکھ سکوگے اور وہ تم کو دیکھیگا اور وہ اکیلا نہیں بلکہ مع قبیل ہے یراکم میں ضمیر فاعل راجع بجانب شیطان اسی ضمیر متصل کی تاکید لفظ ہو ضمیر منفصل سے کردی تاکہ قبیلہ کا عطف عمدہ ہو جائے قبیل جمع قبیلہ بمعنی ایسی جماعت مجتمعہ کہ انمیں بعضے بعض کے مقابل ہوں یعنے ایک جتھا جسمیں آمنے سامنے

ایک طرح کے مقابل لوگ ہون اور قبیلہ وہ قوم جو ایک دادا کی اولاد ہون مراد یہان اسکے قبیل سے شیطان کا لشکر ہی یہی مفسرؒ نے اختیار کیا۔ اور قتادہؒ نے فرمایا کہ وہ ایسے جن و شیاطین ہین کہ انھین مین سے ابلیس بھی ہی اور ابن عباسؓ نے کہا کہ مراد اس سے شیطان کی اولاد ہی اور یہ بنظر لفظ قبیل کے مناسب ہی اور لشکر شیطان سے تفسیر اشمل و ارجح ہی پھر یہ جو فرمایا کہ وہ تمکو اس حیثیت سے دیکھتے ہین کہ تم انکو نہین دیکھتے ہو۔ تو مفسرؒ و بیضاویؒ وغیرہ نے کہا کہ یہ بسبب اسکے کہ انکے اجسام بہت ہی خفیف و ہلکے ہین جیسے ہوا کہ نظر نہین آتے ہین یا اس سبب سے کہ انمین کوئی رنگ نہین ہی اور یہی معتزلہ کا قول ہی اور واحدیؒ و ابن الجوزیؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطانون کو ایسا کر دیا ہی کہ آدمیون مین انکے خون کے مانند روان ہین اور آدمیون کے سینے انکے رہنے کے ٹھکانے کر دیے ہین سوائے اُن آدمیون کے جنکو اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمایا کہ انکے سینون مین تو مسکن نہین کر سکتے ہین ورنہ اورون کے سینون مین مسکن رکھتے ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پناہ مانگنے کو سکھلایا بقولہ الذی یوسوس فی صدور الناس پس وہ لوگ آدمیون کو دیکھتے ہین اور آدمی انکو نہین دیکھتے ہین مجاہدؒ سے مروی ہی کہ ابلیس نے کہا کہ ہمارے واسطے چار باتین کر دی گئین ہم دیکھتے ہین اور دکھلائی نہین دیتے اور ہم تحت الثریٰ سے نکل آتے ہین اور ہمارے بوڑھے پھر عود کر کے جوان ہو جاتے ہین۔ ابن دینارؒ سے روایت ہی کہ جو دشمن تجھے دیکھتا اور تو اسکو نہین دیکھتا البتہ بڑی ہوشیاری و مشقت کا سامنا ہی مگر جسکو اللہ تعالیٰ بچالیوے مین کہتا ہون کہ اسی آیت کے آخر مین جنکو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے بچایا ہی وہ مذکور ہین یعنی مومنون کو اپنی رحمت سے بچا لیا ہی اللھم رب اجعلنی ممن عصمتہم من عبادک المومنین برحمتک وبفضلک وانت علی کل شیء حفیظ۔ واضح ہو کہ زمخشری وغیرہ نے اسی آیت کے سے استدلال کیا کہ شیاطین کا دیکھنا ممکن نہین ہی اور یہ قول مردود ہی اسواسطے کہ جیسے شیاطین مین اللہ تعالیٰ نے قوت پیدا کر دی کہ آدمیون کو ہر طرح دیکھ سکتے ہین ایسے ہی جسدم اللہ تعالیٰ آدمیون کی آنکھ مین ایسی قوت دیوے تو دیکھ سکتے ہین اور آیت مین انکا دیکھنا محال ہونے پر کوئی دلیل نہین کیونکہ آیت سے انتہا درجہ یہ نکلتا ہی کہ شیاطین ہمکو اس راہ سے دیکھتے ہین کہ جس راہ سے ہم انکو نہین دیکھتے پس اول تو نہ دیکھنے سے نہ دیکھ سکنا کیونکر ثابت ہوا مثلاً جو شخص آنکھین بند کیے ہو ہم اسکو کہسکتے ہین کہ زید کو نہین دیکھتا اور زید اسکو دیکھتا ہی لیکن یہ کہنا ٹھیک نہین کہ وہ شخص زید کو دیکھ ہی نہین سکتا ہی کیونکہ اگر آنکھ کھل جاوے تو دیکھ لیویگا۔ دوم یہ کہ نہ دیکھنا تو ایک راہ کر کے خاص ہی یعنی جس راہ سے وہ ہمکو دیکھتے ہین ہم اس راہ سے نہین دیکھ سکتے ہین پس جائز ہی کہ دوسری راہ سے ہم انکو دیکھ لین کیونکہ خاص کی نفی سے عام کی نفی نہین ہوتی اور بیضاویؒ وغیرہ نے کہا کہ یہ دیکھنا اسی حیثیت اور اسی راہ کر کے ہی کہ جب شیطان اپنی اصلی صورت پر ہو اور اگر کسی حیوان یا پرند وغیرہ کی صورت مین متمثل ہو تو اس راہ سے دکھلائی دیگا کیونکہ جنون کو متمثل ہونے کی قوت حاصل ہی اور یہ امر مشہور معروف ہی اور بسا اوقات شیطان بصورت پیر مرد کے اکثر عابدونکو یا سانپ کی صورت مین نظر آیا۔ مولوی روم نے کہا ہے ای بسا ابلیس آدم روے ہست ۔ پس بہر دستی نشاید داد دست ۔ اور اج مین لکھا ہی کہ ہمارے شیخ قاضی زکریاؒ نے کہا کہ حق صحیح یہ ہی کہ شیطان کا نظر آنا اور نہ آنا صرف اللہ تعالیٰ کی قوت پیدا کرنے پر ہی پس جسوقت کسی بندہ کے واسطے اللہ تعالیٰ نے نمایا ہے تو شیطان اپنی صورت پر اسکو نظر آتا ہی چنانچہ احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہی پس بعض اوقات مین بعض لوگونکو نظر آ دیگا **قال المترجم** شیخ زکریاؒ نے بہت صحیح و صواب بات بیان کی اور مدار امتحان اسی بات پر ہی کہ شیطان اگر نظر آوے تو ہر شخص اسکو جان لے اور وسوسہ مین نہ پڑے لہذا نظر پر پردہ ہی اگر پردہ اٹھ جاوے نظر آوے گا

Marfat.com

جیسے آنحضرت صلعم نے دیکھا بلکہ گرفتار کیا ہو پس آیت مین تو عدم امکان پر کچھ بھی دلیل نہین ہو۔ اور بعض نے جو کہا کہ احادیث صحیحہ اس آیت کی مخصص ہین تو یہ بر تقدیر تسلیم اس امر کے ہو کہ من حیث لا ترونہم سے یہ مراد ہو کہ انکے اصلی صورت پر بسبب جسم ناری لطیف ہلکے ہونے کے نہین دیکھ سکتے ہو ورنہ احادیث صحیحہ سے تخصیص کی کوئی ضرورت نہین ہو۔ واضح ہو کہ معتزلہ وغیرہ تمام امت کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہو کہ شیطان ایک جسم مخلوق ہو اور ایسا ہی جن بھی مخلوق ہین اور انکے وسوسے آدمیون کو اس طور سے پہونچتے ہین کہ آدمی کو یہ خبر نہین ہوتی کہ یہ شیطان نے القا کیا ہو حتی کہ اگر وہ کافر ہو تو اسکو قبول کرتا ہو مگر نہ اسطرح سمجھکر کہ شیطان کی بات ہو بلکہ اپنی رائے و فہم سمجھکر معتقد ہوتا ہو اور اگر مسلمان ہو پس اگر اللہ تعالے نے محفوظ رکھا تو یہ وسوسہ پہنچنے نہین پاتا وہ بعلم شریعت و توفیق الٰہی اسکو رد کر دیتا ہو ورنہ بہت سے جاہل و فاسق مسلمان ایسے وساوس کو خواہ شہوات فسق و فجور کے ہون یا اور کسی طرح کے ہون قبول کرتا اور بسا اوقات اسکے موافق کاربند ہوکر آخر متنبہ ہوتا ہو پس اگر توبہ کر لی تو خیر ورنہ بدکاری پر اصرار کیے اور الٰہ رہتا ہو لیکن شیطان پر لعنت کرنا تو عموماً زبانون پر چڑھا ہوا ہو اب اس زمانہ مین ایک گروہ پیدا ہوا ہو انھون نے شیطان کو بالکل ہی چھپا ڈالا اور کہنے لگے کہ شیطان کا کہین وجود ہی نہین ہو اگر ہوتا تو نظر آتا اور محسوس ہوتا حالانکہ یہ سخت ہی نادانی ہو روح و نفس وغیرہ قوی ہین جو نظر نہین آتی اور دوسرے کی روح اسکو محسوس نہین ہوتی ہو پھر کیا اس نظر نہ آنے سے دوسرے مین روح ہی نہین ہو پس اس گروہ نے قرآن مجید و احادیث و اجماع امت بلکہ جملہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ وغیرہ بلکہ عقل صحیح سلیم سب سے انکار کیا اور ایسی صورت مین کفر مین کوئی شک نہین پس افسوس ہو کہ ناحق بلا دلیل و حجت نقل و عقل کے انکار کرنا و کفر اختیار کر عقل سلیم نہین روا رکھتی ہو اور آیات مصرح ہین چنانچہ وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین وغیرہ بالکل صریح ہین پس اُس گروہ سے سخت تعجب و حیف ہو اور اللہ تعالے ہدایت فرماتا ہو جسکو چاہے شیطان جس سے وساوس و گمراہیان وغیرہ پھیلتے ہین اسکو درمیان سے نذارد کر دیا کہ لوگ اسپر لعنت کرتے ہین درمیان سے نذارد کر دو کہ وہ زبان خلائق سے بچے یہ کمال دوستی و اتحاد ہو۔ انا جعلنا الشیطین اولیاء للذین لا یؤمنون اللہ تعالے فرماتا ہو کہ ہمنے کر دیا ہو شیاطین کو اولیا ان لوگونکا آدمیون مین سے جو ایمان نہین رکھتے ہین اولیا جمع ولی کی یہان بمعنی اخوان ہو مددگار روگ یا قرناء بضم اوّل و فتح ثانی جمع قرین کی جو نہایت نزدیک ساتھی ہو جسکو ہمزاد بولتے ہین پس بے ایمانون کا ہمزاد شیطانون کو بنانا نہایت مناسب ہو کہ ملین ازراہ طبیعت کے سخت ہین اگرچہ صورت مین اتفاق نہو کذا فی السراج المنیر فی العرس قولہ یابنی آدم لا یفتننکم الشیطان یعنی شیطان تمکو امید ہائے دراز و طمع مال و جاہ و عمر دراز تک پہونچنے کی ہوسات سے فتنہ مین نہ ڈالے جیسے تمہارے باپ آدم کو جنت اور اسکے دوام کی طمع لائی کیونکہ اس سے آدمی مقام قدس و انس سے عالم کدورت و دہشت کی طرف خارج ہوتا ہو یعنے خاطر باطن پریشان ہو جاتی اور تکدر و ظلمت اُسپر چھا جاتی ہو اور عالم نور و سرور سے نکل جاتا ہو جیسے آدمؑ کا حال ہوا کہ وہ جنت خلد سے عالم دنیا دی مین نکالے گئے پس یہ چیزین نورانی لباس کو آدمی کے سر باطن سے اُتار دیتی ہین اور اسکو لباس تقوی سے جسکو اللہ تعالے نے یہان ذکر کیا ہو ننگا کر دیتی ہین جب بندہ اپنی ہوائے نفسانی و طمع شہوات شیطانی کا تابع ہوتا ہو اور ایسی خواہش و شہوت کو طلب کرتا ہو تو صفائے عبادت اس سے خارج ہو جاتی ہو اور نور درگاہ سے مجرد ہو جاتا ہو اور انسانی علتین اسپر غلبہ کر کے سامنے آتی ہین کیونکہ فراق کی بلائین یہی ہین یعنی انھین سے آدمی درگاہ جنت سے دور پڑ جاتا ہو۔ اور جنت سے نکالنے اور لباس اُتارنے کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی حالانکہ وہ درحقیقت اس ابتلا کا باعث ہو اور ظہور قہر مین واسطہ ہو تو اسی وجہ سے کہ جب بندہ کو دوری و مہجوری کی کوئی علامت ملنے کو ہوتی ہو تو امتحان مین

مواهب الرحمن

Marfat.com

بندہ اسی مطرود و مردود ابدی یعنی شیطان کے وسوسہ و اسکے مزخرفات کو قبول کرلیتا ہی پس اثر دوری و مہجوری ظاہر ہوتا ہی ور شیطان کو خود ذرا بھی قدرت نہین ہی کہ جسکو چاہے گمراہ کرسکے اور اضلال اسکے اختیار مین نہین ہی اور یہان انوار عنایت اور آتش محبت دونون مجتمع ہوئے تو بہان بندہ کے حال سے محسوس ہوتا ہی کہ وہ اس آتش محبت و انوار مودت مین جل جائیگا یعنے بسا اوقات فی الجملہ درد فراق چکھا دیا جاتا ہی جو درحقیقت ان بندہ پر رنجیت ہے۔ بعض مشائخ سے سوال کیا گیا کہ کس چیز نے مخلوق کو جنت سے نکالا جہان قرب حق حاصل تھا حالانکہ اس مخلوق کو معرفت حاصل تھی تو فرمایا کہ اتباع نفس و خواہش نفس و شیطان نے دور کردیا۔ ابن عطاؒ نے کہا کہ آدم علیہ السلام کا جنت سے نکلنا اور بہت گریہ و زاری کرنا اور اپنی عاجزی ظاہر کرنا اور انکی پشت سے انبیاء و رسولون کا ظہور ہونا یہ انکے واسطے جنت و اُسکی نعمت سے کہین بڑھکر ہی بعض نے کہا کہ قولہ ینزع عنہما لباسہما۔ اس سے انوار قرب و عزت مراد ہین یعنے لباس جنت سے جسطرح خارج ہوئے ویسے ہی ان انوار سے باہر ہوئے اور ابو سعید خرازؒ نے کہا کہ یہ لباس وہ نور قرب تھا جو انکو حاصل ہوا تھا نصرآبادی نے کہا کہ سب سے بہتر لباس حضرت آدم کو لباس قرب و حضوری تھا پھر جب خلاف حکم اُنسے واقع ہوا تو یہ لباس اُتار لیا گیا۔ بعض سلف نے کہا کہ جسنے سر الٰہی کی بے ادبی کی جو اسپر وارد ہوتا ہی تو اللہ تعالےٰ اُسپر اسکے عیوب نفس کو گویا کردیتا ہی استادؒ نے کہا کہ خواہش نفسانی مین نفس کی بات جسنے کان دھر کر سنی تو وہ ہواجس نفس و ہوس شیطان مین پڑجاتا ہی پس وساوس و ہواجس باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہین اور خواطر قلب اور زواجر علم اسکے مقابلہ مین آخرکار سست ہوجاتے ہین پس بہت تھوڑے عرصہ مین یہ وساوس و ہواجس تمام اُسکو گھیر لیتے ہین اور وہ شخص انھین لوگون کی لڑی مین گوندھ دیا جاتا ہی جو اپنی جی کی چاہت کے غلام بنے بیٹھے ہین پھر اسکی اس حالت سے اسکا قدم اُکھڑ آتا ہی اور آخر گناہ مین گرکر عذاب کی خندق کی طرف پھسلتا چلا جاتا ہی پھر اگر توبہ کی توفیق پہونچگئی تو تدارک کرکے اسکے ہاتھ کو تھام لیا اور اوپر نکال لیا بشرطیکہ اسنے بھلے کامون سے دو میل دور کردیا اور اگر یہ نہوا تو پھر چند روز مین اسکے دل پر سیاہی چھا جاتی ہی اور اسکو پتھر بنا دیتی ہی جب یہ حالت پہونچی تو حیات اس سے الگ ہوجاتی ہی اور بلائین اسپر پوری ہوجاتی ہین **قال المترجم** گویا یہ نکتہ ماخوذ ہی حدیث صحیح مسلم سے جسمین گناہ کرنے سے قلب پر ایک نقطہ سیاہ پیدا ہونے اور درصورت عدم توبہ کے بڑھکر تمام دل گھیرنے اور پھر اسمین بھلائی نہ سمانے کا حال مذکور ہی۔ فتدبر۔ پھر اللہ تعالےٰ نے بندون کو شیطان سے زیادہ تحذیر دلائی کہ وہ ایسا چور ہیکا اور دشمن دین ہی کہ ایسی راہ سے چوری کرلیتا ہی کہ آدمی اسکو دیکھتا نہین ہی کما قال تعالےٰ انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم۔ شیاطین تو اس ہیبت کو دیکھتے جدھر سے بندہ پر مقادیر امتحان آنے والے ہین اور وہ مشیت مین جاری ہوچکے ہین پھر جب شیاطین نے دیکھا کہ یہ حکم قضاء اسپر جاری ہوا ہی تو گمراہ کرنے کے قصد سے اسکے پیچھے پڑتے ہین کیونکہ وہ قضاء و قدر تو مقدر ہی نہین ٹل سکتی پس اسمین ہا اسکو موقع وساوس سے راہ مستقیم سے نکال باہر کرین اور اگر وہ ثابت قدم ہی تو قضاء مقدر کو باطن مین خوشی سے برداشت کریگا اگرچہ ظاہر مین اسکو رنج و کلفت پہونچے پس جب ایسا موقع پاکر شیطان اسکے پیچھے ہوے اور بندہ اسکو دیکھتا نہین ہی جب تک کہ وہ اپنی شہوات کی تاریکی اور اس سے حجاب مین پڑا ہوا ہی اور نیز شیطانون کو بھی نہین دیکھ سکتا جب تک کہ اپنی طبیعت کی تاریکی و حجاب مین گرفتار ہی پس شیاطین خوب قابو پاکر جو کچھ انکی حرکتین گمراہ و تباہ و برباد کرنے کی ہین سب اسکے ساتھ مناسب طور سے عمل مین لاتے ہین اور اگر بندہ اپنے نفس کی سیاہی اور خواہش نفسانی کی تاریکی سے درگاہ نورانی حضرت عزت عز وجل کی طرف رجوع لایا اور آسمان غیب کو دیکھا اور درگاہ مولی عز وجل مین اپنے نفس و شیاطین کے شر و فساد سے پناہ مانگی و ملتجی ہوا حتی کہ اسکو قرب حاصل ہوا تو اللہ تعالےٰ اُس کو

Marfat.com

نور بصیرت عطا فرماتا ہی جس سے شیطانون کو اور انکے مکر کو دیکھ لیتا ہی پس اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ وغیرہ سے اسکو آگ کے گرز دیتیر بیا
حاصل ہوجاتا ہی جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی تائید وقوت سے ان سب شیاطین کو ایک دم مین جلا ڈالتا ہی اور سب کو اپنی نظر سے دیکھکر
دور بھگا دیتا ہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید مین واضح دو آیتین فرمائی ہین جس سے صریح معلوم ہوا کہ بندہ نیک کی یہ حالت ہی کہ شیاطین
کو انکے مواقع حیلہ گری واشکال مین دیکھکر اپنے آپ کو اُنسے بعنایت الٰہی محفوظ کرتا ہی پس اول آیت تو قولہ تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا مسہم
طائف من الشیطان تذکروا فاذاہم مبصرون ۔ البتہ جو لوگ متقی ہوے جبکہ انکو کچھ وسواس شیطانی پہونچے تو یاد کرتے یعنی ہوشیار ہوجاتے ہین
بیاد الٰہی وآیات پاک کے پس وہ ناگاہ دیکھنے والے ہوجاتے ہین اور دوسری آیت قولہ تعالیٰ لا یسمعون الی الملا الاعلی ویقذفون من کل جانب
دحورا ولہم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب الآیۃ ۔ شیخ ذو النون رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر شیطان تجھے ایسی جگہ سے
دیکھتا ہے کہ تو اسکو نہین دیکھتا تو اللہ تعالےٰ تیرا پروردگار عزیز جلیل سبحانہ وتعالیٰ اسکو ایسی راہ سے دیکھتا ہی کہ وہ اللہ
تعالیٰ کو نہین دیکھتا پس تو اپنے پروردگار عزوجل سے استعانت طلب کر پس اسکی نظر رحمت کے سامنے بھلا شیطان واسکا مکر کیا چیز ہے
قال تعالیٰ ان کید الشیطان کان ضعیفا الآیۃ ۔ البتہ مکر شیطان بہت ضعیف ہی **قال المترجم** شیطان ہو یا فرشتہ ہو شیر ہو یا بھیڑیا کوئی
چیز ہو سب حکم الٰہی عزوجل کے تحت قدرت مین مسخر ہین کسی کو ذرہ برابر یعنے کچھ بھی خلاف کی مجال نہین ہی اگر صدق دل سے مومن ہو تو شیطان
کی کیا مجال ہی کہ جسکے واسطے نظر رحمت الٰہی جل سلطانہ ہو اسکی طرف آنکھ اُٹھا سکے وقد قال تعالیٰ وما کان لہ علیہم من سلطان الا لنعلم من یومن
بالآخرۃ ممن ہو منہا فی شک وربک علی کل شئی حفیظ الآیۃ پھر او تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے شیطان کو اپنے اولیاء یعنے مومن بندون سے
جو اسکی جناب مین عاجزی وبندگی کرتے ہین اور سوائے اسکے کسی کو شریک نہین لاتے بلکہ اسکی جناب پاک مقدس مین شرک کا جب کہین نشان
ہی نہین اور اس درگاہ عظمت مین اسکا امکان نہین تو شرک کی نفی کرتے ہوئے شرماتے ہین سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون بالجملہ اسکا کرم وفضل ہی کہ مومن بندون
سے شیطان کا منھ پھیر دیا اور اعدا یعنی کافرون ومشرکون کی طرف کردیا کہ وہ سب شیطان کے دوست ہوگئے اور یہ کافر ومشرک
مع شیطانون کے سب کے سب اہل ایمان کے دشمن ہوئے وقد قال تعالےٰ انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یومنون اسمین تصریح ہی
کہ یہ سب کچھ ہماری قدرت ومشیت سے ہی کسی اور کو یہان کوئی بات کرنے کی مجال نہین ہی پس جب بندہ کو ایمان نصیب ہوا تو وہ سب کچھ ایسا
دیکھتا ہی اور نعوذ باللہ تعالےٰ اگر کافر ومشرک [illegible]
علوا کبیرا سب چیز فقط اسی پاک پروردگار عزوجل کی قدرت کاملہ ومشیت محکمہ سے پیدا ہوئی ہی اسی نے مومنون کے دلون مین اپنی
الفت دیدی اور آپس مین وہ مومنین ایک جان دو قالب ہین اور اُسی نے فاسقون کافر ومشرکون کے دلون مین شیطان واُسکے تابعون کی
الفت دیدی کہ وہ مومنون کے دشمن ہین لیکن مومنون کو ان شیاطین کی عداوت سے کچھ ضرر نہین ہی اسواسطے کہ یہ لوگ حفاظت ازل مین
ان دشمنون کے شر وفساد سے محفوظ ہین **ابن عطا** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قولہ تعالےٰ انا جعلنا الشیاطین ۔ اور قولہ تعالیٰ انہم اتخذوا الشیاطین
اسمین حقیقی نسبت تو وہ ہی جو اپنی طرف اضافت فرمائی یعنے ہمنے ایسا کردیا اور جو انکی طرف نسبت کی ہی وہ معارف ہین اور یہی حال
تمام قرآن مین خطاب الٰہی کا ہی کہ اورون کی طرف جہان اضافت ہی وہ بطریق معارف ہے کہ عارف سمجھے گا ۔ فافہم ۔
وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ ۖ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝
اور جب کبھی کچھ بیحیائی کا کام کبین ہمنے دیکھا اسطرح کرتے اپنے باپ دادون کو اور اللہ نے ہمکو حکم کیا تو کہہ اللہ حکم نہین کرتا بیحیائی کے کام کو کیون جھوٹھ بولتے ہو اللہ پر جو معلوم نہین رکھتے ۔

Marfat.com

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً فاحشہ وہ گناہ کہ جسکی برائی وقباحت درجہ انتہا کو پہونچگئی ہو اور اکثر مفسرین نے کہا کہ مراد ننگے طواف کرنا ہی
ابن عباس وسدی وغیرہ کا ہی اور عطاؒ نے کہا کہ وہ شرک ہی اور مفسرؒ نے اختیار کیا کہ وہ عام ہی ہر فاحشہ کو شامل ہو خواہ شرک ہو یا ننگا طواف
ہو یا کوئی اور ہو اگرچہ اس حصہ کی کے نازل ہونے کا سبب ظاہری یہی واقع ہوا کہ ننگے طواف کرنے سے باز نہ آئے **قال الحافظ فی التفسیر**
مجاہدؒ نے کہا کہ مشرکین ننگے طواف کرتے اور کہتے کہ ہم ویسے طواف کرتے ہین جیسے ہماری ماؤن نے ہمکو جنا تھا پس عورت اپنی فرج پر کوئی
ٹکڑا چمڑے کا یا کوئی اور چیز رکھ لیتی اور طواف کرتے ہین کہتی جاتی ع الیوم یبدو بعضہ او کلہ ٭ وما بدا منہ فلا احلہ یعنے آج کا دن ہی کہ چاہیے
شرمگاہ تھوڑی کھلجاوے یا سب کھلجاوے پروا نہین ہی اور جو کچھ اسمین کھلجاوے اسکو مین حرام ہی رکھتی ہون حلال نہین کرتی ہون پس اللہ تعالی نے نازل
فرمایا واذا فعلوا فاحشۃ الآیۃ **قال الحافظ** تمام عرب والے سوائے قریش کے اُن کپڑون کو جنکو پہنا ہو پہنکر طواف نہ کرتے اور کہتے
کہ ہم ان کپڑون مین طواف نہین کرتے جنمین ہمنے اللہ تعالے کی نافرمانی کی ہو اور قریش جو حمس کہلاتے تھے البتہ اپنے کپڑون مین طواف کرتے
تھے اور احمسی نے اگر کسی کو کپڑا مانگے دیا تو اسمین یا نیا کپڑا ہوا تو اسمین طواف کرتا پھر پھینک دیتا کہ کوئی اسکا مالک ہوتا ورنہ ننگا طواف کرتا اور
ایسے ہی عورتون کا حال تھا لیکن عورتین اکثر رات مین طواف کرتین اور یہ بات ان لوگون نے اپنے نفس سے بوسوسہ شیطان نکالی تھی پس
اللہ تعالے نے اسکو منکر قرار دیا اور زجر کیا چنانچہ فرمایا۔ واذا فعلوا فاحشۃ۔ یعنی اور جب مشرکین کوئی فحش گناہ انتہا درجہ کا کرتے
ہین تو قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا کہتے ہین کہ ہمنے اپنے باپ دادون کو اسی فعل پر پایا پس ہمنے اُنکی اقتدا کی ہی وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا
یعنے اور یہ بھی ہی کہ اللہ تعالے نے ہمکو اس کام کا حکم کیا ہی حاصل آنکہ شرک و ننگے طواف و جانورون کی گت بنانا وغیرہ فحش باتین کرتے
اور جب تنبیہ کیے جاتے کہ یہ سب فحش و حرام ہی تو دو عذر کرتے ایک یہ کہ ہم نے باپ دادون کی تقلید کی ہی اور وہ بہر حال ہمسے اچھے تھے
اور دوم یہ کہ ہمکو اللہ تعالے نے یہی حکم دیا ہی اور شاید دوسرا عذر اسوجہ سے بیان کرتے تھے کہ باپ دادے جب اچھے تھے تو خواہ مخواہ
اُنھون نے اللہ تعالے کے حکم ہی سے کیا ہو گا پس یقین کر لیا کہ اللہ تعالی کا بھی حکم ہی **قال البیضاوی** مشرکون نے دو باتونسے حجت پکڑی ایک تو باپ
دادونکی تقلید کیساتھ اور دوم اللہ تعالی پر افترا باندھنے کے ساتھ پس پہلی بات کا باطل ہونا تو کھلا ہوا تھا اسکو ترک فرمایا اور دوسری بات کو رد کر دیا بقولہ
قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ کہدے کہ اللہ تعالی نہین حکم کرتا فحش باتونکا پس تم جو کہتے ہو کہ ہمکو اللہ تعالی نے حکم کیا ہی یہ تمہارا افترا ہی **قال البیضاوی**
یعنی عادت الٰہی عزوجل یون ہی جاری ہی کہ محاسن افعال (اچھے کام۱۲) و مکارم اخلاق (عمدہ خصلتین۱۲) کا حکم فرماتا ہی پس مع فحش باتونکا حکم نہین دیتا اور یہانسے جو بعض لوگون نے سمجھا کہ کسی فعل کا قبیح
ہونا اس معنی کر کے کہ آیندہ اسپر مذمت عائد ہو یہ عقل سے ثابت ہی کیونکہ عدم امر الٰہی بفحشا سے انکے افترا کو رد کیا اور انکے فعل کو فحش
قرار دیکر مذمت کی تو معلوم ہوا کہ یہ عقلی ہی تو بیضاویؒ نے رد کر دیا کہ اس کلام مین کچھ بھی دلالت نہین کیونکہ فاحشہ سے تو مراد یہان وہ فعل ہی
جس سے طبیعت نفرت کرے یعنے نہ وہ کہ عقل اسمین باعتبار ترتب مذمت فی حکم اللہ تعالے حکم کرے فافہم۔ اور بعض نے کہا کہ مشرکین نے
یہ دونون جواب دیے ہین گویا انسے کہا گیا کہ تمنے یہ فعل فاحشہ کیون کیا تو اُنھون نے کہا کہ وجدنا علیہ آباءنا پھر کہا گیا کہ تمہارے باپ دادون
نے کہان سے پایا تو کہا کہ اللہ امرنا بہا پھر بیضاویؒ نے کہا کہ بہر صورت تقلید کرنا جبھی ممنوع ہی کہ جب دلیل شرعی اسکے برخلاف قائم ہو اور
مطلقًا منع نہین ہی یعنی اگر تقلید سے کوئی فعل کیا پھر دلیل شرعی قائم ہوئی کہ یہ فعل یون نہین بلکہ اسطرح ہی تو اسوقت اسمین دلیل شرعی کی اتباع کرے
اور تقلید حرام ہی اور مطلقًا منع نہین۔ واضح ہو کہ اعتقادات مین تقلید کا کام نہین اور افعال جوارح مین یہ گفتگو ہی پس یہ صحیح ہی کہ جب دلیل
سے فعل تقلیدی خلاف ثابت ہو تو اس فعل مین ضرور تقلید چھوڑ دے اور لازم ہی کہ جہان کچھ اشتباہ ہو وہان مسئلہ مین تفتیش و تلاش کرے

Marfat.com

واللہ یہدی من یشاء وہو اعلم بالمہتدین۔ پھر مشرکون کے افترا باندھنے پر انکار کے ساتھ ملامت فرمائی بقولہ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کیا تم کہتے ہو اللہ تعالیٰ کی جناب مین وہ بات کہ تم نہین جانتے یعنے نہین جانتے کہ اوتعالےٰ نے فرمائی یا نہین۔ مگر جہالت سے کہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ نے ایسا حکم دیا ہو پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی جناب مین افترا باندھے وہ اسی ملامت کا مصداق ہو اور حدیث مشہور بلکہ متواتر مین ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی عمدًا مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنا لے اور بعض روایات مین ہو کہ اگر کوئی میرے ذمہ لگا دے وہ بات جو مین نے نہین کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنا دے لہٰذا مسلمان ایماندار کو روا نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بات کو بے جانے بوجھے نسبت کردے پس یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم نے یون فرمایا ہو یا فلان شخص سے یون سُنا ہو یا یہ چیز آپ کی ہو یا آپ نے ایسا کیا۔ یا آپ نے فلان شخص کو کرتے دیکھا۔ یا فلان شخص کو یہ خبر دی ایسے ہی بہت سے امور ہین کہ جب تک یقیناً یہ ثابت نہو کہ فلان حدیث سے ثابت ہو اور صحیح ہو تب تک زبان کو روکے ورنہ جہنمی ہو جانے کا خوف ہو واللہ سبحانہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو حکم فرمایا کہ مشرکین گمراہون کو را ■ عدل وصراط مستقیم جو تحقیق حکم الٰہی ہو سنا دے اور راہ ہدایت بتلا دے بقولہ تعالےٰ

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ
تو کہہ میرے ربنے فرمائی ہو دینداری　اور سیدھے کرو اپنے مُنھ ہر نماز کے وقت اور پکارو اُسکو نِرے اُسکے حکم بردار ہوکر　جیسے تمکو پہلے بنایا

تَعُوْدُوْنَ ۝ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
دوسری بار ہوگے　ایک فرقہ کو راہ دی اور ایک فرقہ پر ٹھہری　گمراہی　اُنھون نے پکڑے　شیطان　رفیق　اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝
اور سمجھتے ہین کہ وہ راہ پر ہین

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ کہدے کہ حکم دیا میرے رب نے بقسط یعنی عدل کے ساتھ یعنی عدل واستقامت رکھنے کا حکم دیا ہے وَاَقِيْمُوْا یہ معطوف ہو بالقسط کے معنی پر اسے بان اقسطوا واقیموا۔ عدل کرو اور اقامت کرو۔ یا اس سے پہلے اقبلوا مقدر ہو ای امر ربی بالقسط فاقبلوا واقیموا یعنی حکم دیا میرے پروردگار نے عدل کا پس اسکو قبول کرو اور قائم کرو راست و ٹھیک وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ اپنے چہرون کو ہر مسجد کے وقت مسجد مصدر میمی یعنی سجود ہو اور عند ظرف زمان ہو اور معنی یہ کہ خالص کرو اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے اپنے سجود کو وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اور عبادت کرو اسی کی درحالیکہ خالص کرنے والے ہو اسکے واسطے دین کو شرک سے قال الحافظ فی التفسیر ابن کثیر حاصل آیت آنکہ میرے پروردگار نے تمکو حکم دیا کہ عدل کرو اور اسکی عبادت کو اپنے موقع پر استقامت سے ٹھیک رکھو اور اسکی عبادت مین اخلاص کا برتاؤ کرو پس عبادت اپنے موقع پر یون ٹھیک ہوگی کہ رسول جو معجزہ سے تائید کیا گیا ہو وہ جو شرع اللہ تعالیٰ کے حکم سے لایا ہو اسمین پوری پوری اسکی پیروی کرو پھر اخلاص سے عمل کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ کسی نیک کام کو قبول نہین کرتا جب تک کہ یہ دونون باتین اسمین نہ پائی جاوین ایک یہ کہ شرع کے موافق ہو اور دوم یہ کہ شرک سے پاک خالص ہو كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ یعنے جیسے تمکو پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے ایسے ہی عود کروگے یعنی پھر تمکو قیامت کے روز زندہ کرکے اُٹھا دیگا حاصل آنکہ ہر فحش وشرک سے بچو اور روز جزا سے ڈرو اور وہ قیامت ہو اسکے منکر مت ہو جسنے تمکو ابتداءً

پیدا کر دیا کہ تمھارا کچھ بھی وجود نہ تھا وہ ضرور قادر ہی کہ پھر دوبارہ انکو زندہ کر دے پس ضرور تم قیامت کے لیئے اُٹھائے جاؤ گے
فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ یعنے ایک فریق کو تم مین سے ہدایت دی اور ایک فریق پر گمراہ ہونا ٹھیک کر دیا واضح
ہو کہ یہ تفسیر جو مفسرؒ نے ذکر فرمائی ہی یہی حضرت حسنؒ و قتادہؒ سے مروی ہی اور یہی حضرت مجاہدؒ کا ظاہر قول ہی کہ فرمایا یعنی بعد موت کے
تمکو زندہ فرما دیگا۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ معنی یہ کہ جیسے تمکو پہلے پیدا کیا تھا ویسے ہی تمکو آخر مین اعادہ فرما دے گا اسی قول کو
شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا اور اسی کی مؤید ہی حدیث جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا
اور فرمایا کہ اے لوگو تم حشر کیئے جاؤ گے اللہ تعالیٰ کی طرف ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ کیے ہوئے پھر پڑھی یہ آیت کما بدانا اول خلق
نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین رواہ البخاری ومسلم ایضًا اور سدیؒ نے یہ معنی بیان کیئے کہ کما بداکم تعودون یعنے جیسے تمکو ایک فریق ہدایت یافتہ
اور ایک گمراہ مقدر کیا ہی ایسے ہی اپنی ماؤن کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہو **قال علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس**ؓ اللہ تعالیٰ
نے اولاد آدم کی خلقت مین مومن و کافر لکھے ہین چنانچہ فرمایا ہو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن پھر روز قیامت کو جیسے پیدا کیا ویسے
ہی اعادہ فرمائیگا **قال الحافظ** اسکی تائید بحدیث ابن مسعودؓ ہی جسمین حضرت صلعم سے یون روایت ہی کہ بقسم اُس ذات پاک کی جسکے
سوائے کوئی معبود نہین ہی کہ آدمی اہل جنت کے کام کرتا ہی یہانتک کہ اسکے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہی پھر
اسپر تقدیر غالب ہوتی ہی پس دوزخیون کا کام کر گذرتا ہی پس دوزخ مین داخل ہو جاتا ہی اور آدمی دوزخیون کے کام کرتا ہی یہانتک
کہ اسکے اور دوزخ کے درمیان فقط ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہی پس جنتیون کا کام کرتا ہی جس سے جنت میں داخل ہو جاتا ہی۔ رواہ
البخاری اور قصہ قزمان کی حدیث بخاری مین مانند اسکے مضمون آیا ہی اور آخر مین ہی کہ اعمال کا اعتبار تو خواتیم پر ہی یعنے جس عمل پر خاتمہ
ہو اسکا اعتبار ہی اور جابرؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نفس اسی حالت پر مبعوث ہوگا جسپر وہ دنیا مین تھا رواہ
اور بلفظ صحیح مسلم یہ ہین ہر آدمی اس حال پر مبعوث ہوگا جسپر وہ مرا ہی وقد رواہ ابن ماجہ ایضًا **قال الحافظ** اگر آیت سے یہ معنی مراد ہون کہ
جسطرح مقدر ہوا ہی اسی پر مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہی تو ضرور ہی کہ اسمین اور قولہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا الآیہ مین اور حدیث
کل مولود یولد علی الفطرۃ الخ مین توفیق دینی چاہیئے اور وجہ جمع یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے انکو پیدا کیا تاکہ ثانی الحال مین کافر و مومن ہون اگرچہ
ابتدائے فطرت مین سب کے سب توحید و اسلام پر مفطور ہوئے ہین جیسا کہ انسے عہد و میثاق لے لیا تھا فانہم اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ
أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ اللَّهِ ای غیر اللہ سوائے خدا کے وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ یہ کلام تعلیل ہی انپر ضلالت ثابت ہونے کی
کہ انھون نے شیاطین کو اولیا بنایا اور خیال کرتے ہین کہ ہم ہدایت پر ہین **قال الشیخ ابن جریر**ؒ بعض لوگون نے زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ
کسی شخص کو فعل معصیت یا اعتقاد ضلالت پر عذاب نہین کریگا مگر جبھی کہ ٹھیک وجہ سے راہ راست کا اور اس فعل کی معصیت اور اس
اعتقاد کی ضلالت ہونے کا علم اسکو ہوا ہو پھر اسنے یہ فعل معصیت و یہ اعتقاد ضلالت باقی رکھا ہو اور یہ زعم ان لوگون کا غلط و خطا ہی
اسواسطے کہ اگر یہی ہوتا تو یہان فریق ہدایت مین اور فریق ضلالت مین کچھ فرق نہوتا اسواسطے کہ فریق ضلالت اپنے آپ کو ہدایت پر
سمجھتے ہین حالانکہ انکے نام و احکام سے اللہ تعالیٰ نے دونون مین فرق فرمایا ہی **ف فی العرائس** جب قوم نے راہ عدل و احسان
سے منہ موڑا اور گمراہ ہون یعنے شیطانون کے پیچھے چلے تو آنحضرت صلعم کو اللہ عز وجل نے حکم دیا کہ جو باتین عدل و توحید و اخلاص وغیرہ
جناب الٰہی کے لائق ہین اور کسی اور کو انکی لیاقت نہین ہی وہ اس قوم برگشتہ کو اعلام فرما دے بقولہ قل امر ربی بالقسط اسمین اشارہ ہی

Marfat.com

کہ قسط باطنی یہ ہو کہ سرِ باطن کو دیدار قدم مین حدوث سے مجرد و مقدس کرے اس صفت کے ساتھ کہ درمیان مین حظ نفس کو کچھ بھی دخل نہو کیونکہ وہان نفس کو یہی حظ ملتا ہو کہ مشاہدہ کی حلاوت مین مشغول ہو جاتا ہو بسبب ادائے عبادت کے پس نفس کے اس مزہ کے واسطے ایسا نکرے بلکہ حظ حق پر رہے وہ یہ ہو کہ انوار عزت ازل کا سر باطن پر ظاہر ہونے کے وقت نفس کو آتش توحید مین جلا دے پس صفات ازلیہ کے ساتھ استقامت پر مستوی رہے تو نہین دیکھتا کہ کیونکر اہل شہود کو انوار جلال سے مکاشفہ دیکر انقطاع حدوث کی دعوت فرمائی بقولہ واقیموا وجوہکم عند کل مسجد جب انوار قدرت ظاہر ہون تو دعا و تضرع کے ساتھ اغیار کو درمیان سے دور کرتے ہوئے اپنے چہرون کو اور پیشانیونکو درگاہ عزت کے سامنے خاک پر رکھو کیونکہ دعا یہی ہو کہ تقارب مین قلب کو تمام شوق ہو اسطرح کہ درمیان مین غیر کو دخل نہ رہے قولہ وادعوہ مخلصین لہ الدین یعنی حدوث کی کدورت اور غیر کی طرف نظر سے صاف ہو کر توحید و دعا کرو پھر جب یہ صفات پورے ہوئے تو حقائق عبودیت پورے ہوئے جنکو اللہ تعالےٰ نے دین فرمایا ہو شیخ جنیدؒ نے اس آیت مین کہا کہ سر باطن کی حفاظت اور ہمت کے بلند رکھنے کا اور تمام جہان کے عوض اللہ تعالےٰ کو لینے پر راضی ہونے کا حکم دیا شیخ رویمؒ نے کہا کہ اخلاص وہ ہو کہ اپنے افعال سے اپنی نظر اٹھا دے حارث محاسبیؒ نے فرمایا کہ معاملۂ الٰہی عزوجل کے درمیان سے مخلوق کو نکال دینا یہی اخلاص ہو۔ ابو عثمانؒ نے کہا کہ ہمیشہ خالق عزوجل ہی کی طرف نظر رہنے کے واسطے مخلوق کی طرف نظر رکھنے کو فراموش کرنا یہی اخلاص ہو بعض نے فرمایا کہ ہمیشہ مراقبہ رکھنا اور جملہ حظوظ کو فراموش کرنا یہی اخلاص ہو **قال الاستاذ** فی قولہ اقیموا وجوہکم عند کل مسجد اسمین اشارہ یہ ہو کہ ہر حالت مین دوامی شہود ہو اور کسی وقت کوئی لحظہ اسکو فراموش نہ کرے خواہ کچھ آدے یا جادے مقدم ہو یا مؤخر ہو پھر جب سب کو خالص عبودیت کا حکم دیا اور واسطہ تکلیف مخاطب کیا بعد اسکے کہ سب کے سب پردۂ عدم سے موافق قضا و قدر کے شقاوت و سعادت و ہدایت و ضلالت پر نکلتے ہین تو سب کو مشیت سابقہ پر حوالہ کیا یعنی آنکہ یہی نہین ہو کہ جو عبودیت کی طرف متوجہ ہوا وہ واصلین مین سے ہو اور جو رہ جاگا وہ مہجورین مین سے ہو اسواسطے کہ طاعت و عبودیت تو درمیان مین عاریۃً رکھی گئی ہین بلکہ جسکی فطرت بندگان مقبول کی فطرت ہو وہ ہر حال مین مقبول ہو اور جسکی فطرت مردودہ مردود ہو چنانچہ مصرح کر دیا بقولہ کما بداکم تعودون۔ فریقا ہدی و فریقا حق علیہم الضلالۃ سب کو دو نشان سے موسوم کیا ایک کو بہ نشان لطف اور دوسرے کو بہ نشان قہر پس جو بصفت لطف ہو اسکو تلوین کی گردش سے کچھ مضرت نہین اور جو بصفت قہر ہو اسکو ظاہری تمکین کی منفعت سے کچھ فائدہ نہین ہو پس محل امتحان سے نکلنے کے بعد اصلی فطرت پر پہونچیگے ایک فریق تو انوار معرفت پر ہوگا اور ایک فریق تاریکی ضلالت پر ہوگا **قال النوریؒ** یعنے جو تم پر ازل مین مقدر ہوا وہ ابد مین واقع ہوگا **قال الحسین** اعمال پر مغرور مت ہو کیونکہ وہ کبھی انجام کار سے موافق ہوتے ہین اور کبھی مخالف ہوتے ہین **قال المترجم** یہ سب اقوال قریب قریب ہین **قال بعضہم** اسی سے اسی کی طرف عود کر دیگے اپنے وجود سے انکو دیگر اشیاء کی لذت سے جدا کیا اور اپنے علم و معرفت کے ساتھ انکو غیر کے علم سے نکالا اور اپنے ارادہ غالب کی معرفت سے انکو اختیار کے ارادہ سے آزاد کیا **قال الشیخ** مجھے یہان ایک نکتہ معلوم ہوا یعنے بعض کو دیدار جمال سے پیدا کیا تو معرفت مین پڑے اور بعض کو دیدار جلال سے پیدا کیا تو وہ نکرت مین پڑے یعنے مین قدم کے دروازہ پر جا پڑے اور وہان اقسام کو تقصیر دامنگیر ہوتی ہو پس میدان نکرت مین پڑے رہجاتے ہین اور بعضے نکرت النکرۃ مین رہتے ہین اور بعضے معرفۃ المعرفۃ مین رہتے ہین پھر جب اوتعالیٰ نے بندون کو مساجد شہود مین اقامت وجوہ کا حکم فرمایا تو اسکے بعد موافقت مراقبات مین زینت اور درستی استقامت کا حکم دیا بقولہ تعالےٰ

ع ۱۰

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ

اے اولاد آدم کی لے لو اپنی رونق ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور مت اُڑاؤ اُسکو خوش نہین آتے اُڑانے والے تو کہہ کسنے

حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً

منع کی ہے رونق اللہ کی جو پیدا کی اُسنے اپنے بندونکے واسطے اور ستھری چیزین کھانے کی تو کہہ وہ ہے ایمان والون کے واسطے دنیا کی زندگی مین نری انکی ہے

يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

قیامت کے دن یون بتاتے ہین ہم آیتین جن لوگون کو بوجھ ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اے اولاد آدم خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ لو اپنی زینت کو یعنی ایسے لباس پاک کو جو تمھارے اتنے بدن کو ڈھکے جسکا ڈھکنا واجب ہے عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ہر مسجد کے نزدیک **قال الحافظ** اس آیت کریمہ سے وہ بُرا طریقہ جسپر مشرکین اعتقاد کرتے تھے یعنی ننگے ہوکر طواف کرنا وہ مٹا دیا چنانچہ ابن عباس رضؓ نے کہا کہ مشرک لوگ مرد و عورتین سب خانۂ کعبہ کا طواف ننگے بدن ادا کرتے تھے سو مرد تو دن مین اور عورتین رات مین اور بعضی عورت طواف کرنے مین کہتی جاتی ع الیوم یبدو بعضہ او کلہ ؛ و ما بدا منہ فلا احلہ پس اللہ تعالے نے حکم دیا کہ خذوا زینتکم عند کل مسجد - رواہ مسلم والنسائی وابن جریر - اور عوفی نے ابن عباس سے اس معنی کے ساتھ اسقدر زائد روایت کیا کہ زینت لباس ہے یعنی وہ کہ شرمگاہ کو ڈھکے اور سوائے اسکے بیش قیمت کپڑے و متاع پس لوگونکو حکم دیا گیا کہ ہر مسجد پاس اپنی زینت کو لیوین وہکذا قال مجاہد وعطا وابراہیم النخعی وسعید بن جبیر وقتادۃ والسدی والضحاک والزہری وغیر واحد من ائمۃ السلف فی تفسیر الآیۃ یعنے مشرکون کے ننگے طواف کرنیکی رسم کو مٹنے کے واسطے یہ حکم نازل ہوا **قال المترجم** امام ابو حنیفہ کے نزدیک مرد کو ناف سے گھٹنون تک ڈھکنا واجب ہے؛ گھٹنے بھی شامل ہین اور آزادہ عورت کا تمام بدن عورت ہے باستثنار قدم و ہتھیلیون کے اور تمام تفصیل فقہ مین مذکور ہے مجھے صرف تنبیہ مقصود ہے پھر آیت کریمہ اگرچہ طواف کی بارہ مین نازل ہوئی لیکن کلام عام ہے پس حکم بھی عام لیا گیا لہذا مفسرین نے عند کل مسجد کی تفسیر مین کہا کہ طواف کے وقت اور نماز کے وقت یعنی حکم عام ہے - پھر یہان یہ اشکال پیش کیا گیا کہ طواف کے وقت تو ستر ڈھکنا واجب ہے اور نماز مین فرض ہے پھر تفریق کیونکر ہے اور شافعیہ پر یہ اشکال وارد نہین ہوتا کیونکہ وہ وجوب و فرض مین فرق نہین کرتے ہین اور حنفیہ کے نزدیک بھی حق عمل مین دونون یکسان ہین لیکن پوشیدہ نہین کہ حق حکم مین عموما مساوات نہین چنانچہ جسنے نماز مین ایک آیت پڑھی تو فرض ساقط ہوگیا اگرچہ وجوب قراءۃ سورۂ فاتحہ و دیگر زائد کے نہ پائے جانے سے نقصان رہا جسکا اعادہ واجب ہے حالانکہ شافعیہ کے نزدیک فرض بھی ساقط نہین ہوتا اور نماز باطل ہے بالجملہ حنفیہ پر یہان جواب لازم ہے پس جواب یون دیا گیا کہ آیت سے تو نماز مین بھی وجوب ہی ثابت تھا لیکن فرضیت بدلیل اجماع ثابت ہوئی ہے کذا قیل وفیہ نظر فان الافتراق بین الوجوب والفرض انما ہو اصطلاح حادث والاجماع الذی یفید القطع ہو اجماع السلف فکیف الاجماع اللہم الا ان یقال انہ ثبت من اجماعہم لبطلان الصلوٰۃ عند عدم الستر فدل ذلک علی الفرضیۃ لکن فی اثبات ذلک مشقۃ فلیتامل **حافظ ابن کثیر** وغیرہ نے ذکر کیا کہ زینت کا حکم جو اس آیت سے ثابت ہے اسکے سنن مین جو احادیث سے ثابت ہے وہ چند باتین ہین چنانچہ نماز کے واسطے تجمل مستحب ہے خصوصًا نماز جمعہ و عیدین کے واسطے اور خوشبو لگانا کیونکہ وہ زینت ہے اور مسواک کرنا اسکا تتمہ ہے اور افضل لباس سپید رنگ کا ہے اور عمدہ سرمہ اثمد کا ہے اور سرمہ بھی بغرض تجمل بہتر ہے اور سنگار کی غرض سے اگر عورتون سے تشابہ کرے تو حرام ہے **قال المترجم** ستھرائی اور سنگار مین فرق ہے پس تجمل مین وہی چیزین ہین جو

ستر ائی و زینت ہون اور عورتون کے سنگار مرد پر حرام ہین اور ایسے ہی عورتون پر مرد کی مشابہت حرام ہے اسکو محفوظ رکھنا چاہیئے۔
اور منجملہ تجمل کے کنگھی کرنا اور تیل لگانا ہے تمیم داریؓ نے ہزار درم کو ایک چادر خریدی اسکو اوڑھکر نماز پڑھتے تھے وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا
یعنے حلال کھانا جو چاہو وہ کھاؤ پیو وَلَا تُسْرِفُوْا اور اسراف مت کرو اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ اللہ تعالے سرفون کو دوست نہین
رکھتا اور سورۂ اسرار کی آیت مین فرمایا کہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا یعنی مسرف لوگ شیطانون کے
بھائی ہین اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکر ہے اللّٰھم استغفرک فیما اسرفت وفیما اعلنت واسررت فی تفسیر الحافظ بعضے سلف رضی اللہ
عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالے نے تمام طب کو آدھی آیت مین جمع کردیا یعنی کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ مترجم کہتا ہے کہ جب پوری سچی بھوک
پر کھاوے اور ہنوز بھوک باقی ہو کہ ہاتھ کھینچ لیوے تو انشاء اللہ تعالی بیمار نہوگا اور پرہیز کرنا جسوقت لائق ہے اسوقت کھانا اسراف ہے
فتامل۔ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کھا اور جو تیرا جی چاہے وہ پہن جب تک کہ اسراف کرنا اور اترانا دونون بدخصلتین
تجھسے دور رہین۔ کما علقہ البخاری اور اسندہ ابن جریرؒ من طریق طاؤس عنہ اللہ تعالی نے کھانا و پینا حلال کیا جب تک کہ اسراف یا
اترانا نہو۔ اسنادہ صحیح اور امام احمد نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مرفوعًا روایت کی اسمین ہے کہ کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ
دو بدون اترانے اور بدون اسراف کرنے کے کیونکہ اللہ تعالے محبوب رکھتا ہے کہ اپنی نعمت کو اپنے بندہ پر دیکھے۔ ورواہ النسائی و
ابن ماجہ اور بعض روایت مین ہے کہ اللہ تعالی کو محبوب ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے مقدام کندیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہین بھرا۔ آدمی کو چند لقمہ کافی ہین جو اسکی پشت کو استوار رکھین پھر اگر وہ خواہی
کھاویگا تو خیر یہ کرے کہ تہائی پیٹ کھانے کے لیے اور تہائی پیٹ پانی کے واسطے اور تہائی پیٹ سانس کے واسطے رکھے رواہ احمد
والنسائی والترمذی وقال فی نسخۃ حسن صحیح انس بن مالکؓ سے مرفوع روایت ہے کہ یہ بھی اسراف مین سے ہے کہ ہر چیز جسکو تیرا جی چاہے
اسکو تو کھاوے رواہ الدارقطنی فی الافراد وغریب تفرد بہ بقیۃ **قال المترجم** علۃ بقیۃ بن الولید وفیہ ضعف وقد وثق واللہ اعلم۔ ابن عباسؓ نے
کہا کہ قولہ انہ لا یحب المسرفین یعنی کھانے پینے مین اسراف کرنے والون کو دوست نہین رکھتا۔ ابن جریرؒ نے اسکی تفسیر مین کہا کہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالے
نہین دوست رکھتا مسرفون کو یعنی ان لوگون کو جو حرام وحلال کی حد سے تجاوز کرتے ہین حتی کہ غلو کرکے حرام کو حلال کرلیتے ہین یا حلال کو
حرام کرلیتے ہین بلکہ انھین کو دوست رکھتا ہے جو اللہ تعالے کے حرام کیئے ہوئے کو حرام رکھین اور حلال کیئے ہوئے کو حلال رکھین اور
کچھ تجاوز نہ کرین اور یہی وہ عدل ہے جسکا حکم فرماتا ہے قُلْ انکاراً علیہم کہدے یعنی انکار کے طریق سے کہدے مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ
الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ اور کون ہے جسنے حرام کردیا اللہ تعالے کی زینت کو جو اسنے نکالی ہے اپنے بندون کے واسطے یعنی لباس مین سے
وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ اور پاکیزہ چیزون کو رزق مین سے حاصل انکہ مشرکون جاہلون نے بہت سے حلال وطیب چیزونکو حرام
کرلیا تھا اور طواف کی حالت مین زینت لباس کو ترک کیا اور ننگے طواف کرتے تھے پس ملامت وانکار کے طور پر فرمایا
کہ اللہ تعالے نے زینت و رزق کو بندون کے واسطے پیدا کیا پس جب اسنے پیدا کیا اور حلال کردیا تو پھر وہ کون شخص ہے جسنے
حرام کیا ہے حاصل انکہ کوئی نہین حرام کرسکتا ہے اور جو حرام جانے وہ باطل و کذاب ہے **قال البیضاوی** اس آیت مین دلیل ہے
کہ مطاعم وملابس وانواع تجملات مین در اصل اباحت ہے پس سوائے ان مطاعم وملابس وغیرہ کے حرام نہونگے جو کسی دلیل خاص سے
حرام یا مکروہ ثابت ہوئے ہین اور یہ بیان اصول مین بھی مقرر ہوچکا ہے اسمین ہمارے زمانہ کے عالمونکو زجر شدید ہے کہ بلا دلیل شرعی کے

بعض چیزونکو حلال رکھتے ہین اور بعض کو حرام کرلیتے ہین اور ایسے ہی سوائے کھانے پینے کے دیگر اشیا مین بھی انکو بیا کی ہو حالانکہ علماء متقدمین نے تصریح کردی
کہ عمداً تحریم و تحلیل کرنا اگر خلاف حکم اللہ تعالی و رسول اللہ صلعم ہو تو کفر ہو پس ان عالمونکو اللہ تعالی توفیق دے کہ ان باتون سے باز آوین
اور عوام کو روا نہین ہو کہ ہر انکی بات کو بلا دلیل شرعی مان لین بلکہ غور کرین کہ اپنا دین کس سے لیتے ہین اور اس آیۂ کریمہ مین فکر کرکے
بعضے اہل تصوف بھی جو نفس کشی اسی مین جانتے ہین کہ اچھا کھانا نہ کھاوین اور اچھا کپڑا نہ پہنین اور مانند اسکے وہ بھی باز آوین اور نیز جو لوگ
ان چیزون کے حاصل کرنے کے واسطے اسراف کرتے ہین اور بہت سے شبہات بلکہ حرام طریقون سے حاصل کرتے ہین وہ بہت
ہی برا کرتے ہین اللہم اہدنا و یسر لنا و عافنا و اعف عنا و انت ارحم الراحمین قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا تو کہدے کہ یہ
زینت و طیبات رزق ثابت ہو مومنون کے واسطے زندگانی دنیا مین یعنی مومنین اسکے مستحق ہین اگرچہ غیر مومن بھی ان کے شریک ہین
کذا قال المفسر خَالِصَةً نافع کی قراءۃ مین بالرفع ہو بنابر آنکہ خبر بعد خبر ہو گویا تقدیر کلام یون ہو قل ہی غیر خالصۃ للذین آمنوا فی الحیوۃ
الدنیا خالصۃ لہم يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنے قیامت مین یہ طیبات و زینت خالص یعنے مخصوص مومنون ہی کے واسطے ہین اور جمہور کی قراءۃ
مین خالصۃ بنصب ہو بنابر آنکہ حال واقع ہو اور معنی یہ ہین کہ درحالیکہ یہ طیبات و زینت خالص و بلا شرکت ثابت ہین مومنون کے لیئے
قیامت مین اور دنیا مین مومنون کے واسطے مطلقاً ثابت فرمایا اور غیر خالص نہین فرمایا تا کہ ظاہر ہو کہ اصلی استحقاق مومنون کا ہو اور کفار انکے
انکے شریک ہوئے تو تبعاً شریک ہوئے ہین۔ واضح ہو کہ زینت لباس و طیبات طعام مین ایک معنی ادائے شکر و عبادت کے اور
لحاظ پاکیزگی شرعی کا معتبر ہو اور یہ ایمان پر موقوف ہو پس خالص و غیر خالص کی تفصیل کی درحقیقت ضرورت نہین کیونکہ کفار کی شرکت اس راہ
سے نہین ہو بلکہ اس معنی کر شرکت ہو کہ یہ اموال دنیاوی و مشتہیات نفس ہین جسمین مومنون کی شرکت نہین ہو کیونکہ قیامت مین مومنون کو
یہی چیزین بدون شرکت جہین حاصل ہونگی بلکہ زینت و طیبات کے مصداق کو جو نعمتہائے جنت سے ہونگی حاصل ہونگی اور اسمین کافرون
کی شرکت نہوگی بلکہ یہان کے مانند وہان بھی بدون زینت و طہارت کے کفار کو پیپ لہو ملیگا اعوذ باللہ من سوء العاقبۃ
كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ نبینہا مثل ذلک التفصیل جیسے ہمنے مفصل بیان کیا ایسے ہی ہم آیات کو مفصل بیان کرتے ہین لِقَوْمٍ
يَعْلَمُونَ ایسی قوم کے واسطے جو دانائی رکھتے ہین پس وہ فکر کرکے علم حاصل کرتے ہین اور اسی قوم کی خصوصیت اسواسطے کہ آیات الہی سے
انتفاع انھین کو حاصل ہوتا ہو **فی العرائس** قولہ تعالی خذوا زینتکم عند کل مسجد بندہ کی زینت وہ لباس ہو جسکا طراز تو تواضع ہو
اور تانا و بانا اسکا استقامت و اخلاص ہو جسکا دامن حوادث سے قطع اور اسکی آستین دونون جہان سے مقصور ہو اور جیب اسکی خشوع ہو
اور عطف اسکا خضوع ہو اور پہننے والا منور ہو تا آخرت اور شرف بحسن الثواب ہو پس تائبین کا لباس تو سوزش دل و گریہ و زاری ہو
اور پرہیزگارون کا لباس تضرع و شتاری ہو اور زاہدون کا لباس انکے چہرون پر نشان نور سجود ہو اور لباس عابدین انکی آنکھون سے ظہور
نور غیب ہو اور محبین کا لباس بیتابی محبت و ہیجان درد ہو مشتاقون کا لباس پیاپئے آنسو جاری ہونا اور ہیجان ہو عاشقین کا لباس وجد و
طلبات ہین اور مستانین یعنی حضرت اوتعالی سے مقام انس مین مشرف ہونیوالون کا لباس سکینت و وقار ہو اور عارفون کا لباس ہیبت
و اجلال ہو اور موحدین کا لباس حیرت و فنا ہو ادنی درجہ والا عبودیت مین اور اونچے درجہ والا انوار ربوبیت مین ہو جو عبودیت کو
بجا لایا اسکا لباس افعال ہین اور جو ربوبیت مین حاضر ہو یعنے از خود رفتہ ہوا اسپر لباس صفات ہو اور جو فنا ہو کر قبلۂ قدم کی طرف
متوجہ ہو اسکا لباس انوار ذات ہین پس احوال مین بڑا تفاوت اور لباس مین بڑا تفاوت اور بندون مین بڑا تفاوت ہو واسطے ....

Marfat.com

کہاکہ یابنی آدم کا خطاب تعریض بعا ہو گویا فرمایا کہ ای اولاد نقص وعیب اسمین انکو تنبیہ کی تاکہ اپنے نفوس پر نظر والتفات نہ رکھین استاذ نے فرمایا کہ زینت آدمی کی یہ ہو کہ نفس سے پاک ہو کر درگاہ باری تعالےٰ مین حاضر ہون اور اسکی چوکھٹ کو لازم پکڑین اور ہردم مشاہدہ شہود حقیقت مین رہین بعض نے کہا کہ عابدون کی زینت یہ کہ آثار سجود ہون اور عارفون کی زینت انوار وجود ہین پس عابد تو بارگاہ کبریائی کے دروازہ پر بندگی کرتا ہو اور عارف بساط احترام پر بیٹھا رہتا ہو پس بندون مین بڑا فرق ہو بعض نے کہا کہ زینت نفوس تو خدمت پر ہی اور زینت قلوب حفظ حرمت پر اور زینت ارواح یہ کہ درگاہ کبریائی مین ہیبت کے ساتھ سر جھکائے رہین بعض نے کہا کہ زبان کی زینت دوام ذکر ہی اور قلب کی زینت صفات قدرت مین فکر ہی بعض نے کہا کہ زینت ظاہری سجود ہی اور زینت باطنی شہود ہی بعض نے کہا کہ نفوس کی زینت یہ کہ مجاہدات وریاضات مین اخلاص وغیرہ سے اچھا معاملہ رکھین اور قلوب کی زینت یہ کہ مشاہدات سے دائمی واصل رہین پھر زینت کو جو آثار قرب مین ذکر کرنے کے بعد انکو توبیخ کی جو بلادلیل اہل حق سے انکار کرتے ہین اور لباس تقوی واسکے آثار سے اپنے نفوس سرکش کو محروم رکھتے ہین **قولہ** قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق خطاب پاک مین دو باتون کا احتمال ہو ایک تو اعداء غضب کا اور دوسرا اولیاء پر فضل ورحمت کا یعنی کس شخص کو یہ جرأت ہے کہ ایسے بندون خاص پر انکار کرے جو زینت عبادات وانوار حقائق ومعارف سے آراستہ ہین۔ واضح ہو کہ یہ زینت ولباس جس سے خواص بندے آراستہ ہین وہ کسی کے امکان مین نہین ہو کہ خود حاصل کرے اسیواسطے اخرج لعبادہ سے اپنی ہی طرف اسکو مضاف کیا اور مخصوص کر دی اسکی حلت اپنے بندون کے واسطے اور اسکے بندے وہی ہین جو اہل الحق کہلاتے ہین جنمین کوئی خیانت نہین اور کچھ شائبہ شرک وبدعت نہین ہو اور انکو مباح کر دیا کیونکہ بدون علت وکلفت کے انکی توکل برضا ومحبت پر انکو حاصل ہوا پھر واضح ہو کہ ظاہری زینت وطیبات مین کافر کو شرکت ہو اور باطنی لباس ورزق مین کسی کو شرکت نہین وہ دونون جہان مین مومنون کے واسطے مخصوص ہو وقد قال اللہ تعالیٰ قل ہی للذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ وہان ان انوار کا خلوص کے ظہور ہوگا۔ اور نیز وہ نور جلال وجمال ہو جو عارفین کے بشرے سے ظاہر ہوتا ہو اور طیبات رزق وہ ثمرات ہین جو درختان تجلی وقرب سے انکو حاصل ہوتے ہین بعض نے کہا کہ یہ زینت تو جنگلون کی مباحات ہین اور آبادیون کے جو حلال کمائی سے حاصل ہوا اور طیبات رزق سے مراد وہ مال غنیمت ہو جو جہاد مین حاصل ہو شیخ ابو عمرو الدمشقی نے فرمایا کہ جو معونات بندگان مخلص کو پہونچتے ہین اور جو کرامات انکو حاصل ہوتی ہین استاذ نے کہا کہ طیبات تو وہ ارزاق ہین جو نفوس کو اسکے افضال سے حاصل ہوتے ہین اور قلوب کو اسکی طرف اقبال سے حاصل ہوتے ہین بعض نے کہا کہ عابدون کا رزق الہام ہی اور عارفون کا ماسوائے حق کے سب کو فراموش کرنا پھر واقعی محرمات جنکو اہل جہالت حلال رکھتے ہین اور برعکس اہل معرفت کے اپنی ضلالت سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے ہین بیان فرمانے کا حکم دیا بقولہ تعالےٰ

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ

توکہہ میرے ربنے منع کیا ہو سو بیحیائی کے کام جو کھلے ہین انمین اور جو چھپے اور گناہ اور زیادتی ناحق کی اور یہ کہ شریک کرو اللہ کا جسکی اُسنے سند نہین اتاری

بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تم کو معلوم نہین

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ فواحش جمع فاحشہ اور وہ کبیرہ گناہ ہین مانند زنا کے یعنی جنپر عذاب دوزخ کی وعید ہو اور

Marfat.com

اسمین ننگے طواف کرنا بھی داخل ہی جو مشرکین کرتے تھے اور بعض مفسرین نے جملہ حرام گناہون کو شامل لیا بسبب کلمہ انما کے جو مفید حصر ہی اور علی ہذا اجنبی عورت پر بدنظر کرنا بھی حرام ہی فافہم مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ای جہرًا وسرًا یعنے علانیہ ظاہر دکھلے ہوئے پوشیدہ ہر حالت مین حرام کیا ہی پس مشرکین جو پوشیدہ زنا کو عیب نہین جانتے تھے انکی جہالت تھی بلکہ فواحش خواہ علانیہ ہون یا پوشیدہ ہون سب طرح انکو اللہ تعالے نے حرام فرمایا۔ پھر فواحش پر عطف کیا وَالْاِثْمَ یعنے حرام کیا اثم کو وہ معصیت ہی قال البیضاوی یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہی یعنے فواحش بھی معصیت ہین پس فواحش اور جملہ گناہ کو حرام کیا اور بعض نے کہا کہ اثم سے مراد شراب پینا اور یہ ضعیف ہی اسیواسطے بعض نے کہا کہ فواحش سے وہ محرمات معاصی مراد ہین جو فرج و شرمگاہ سے متعلق ہین اور اثم سے تعمیم کردی یا ماسوائے اسکے مراد ہین وَالْبَغْيَ علی الناس۔ یعنے ایسے گناہ جو کرنے والے ہی تک نہ رہین بلکہ انکا ضرر غیرون پر متعدی ہو پس چور کا ہاتھ کاٹنا و زنا کو درے مارنا وغیرہ اگرچہ ایسا فعل ہی کہ اسکا ضرر دوسرے پر متعلق ہی لیکن اسکو خارج فرمایا بقولہ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنے دوسرے پر متعدی ناحق ہو اور وہ ظلم ہی پس اول مین تو اُن افعال بد سے ممانعت ہوئی جنمین دوسرون پر تعدی کا قصد نہو اور بغی بغیر الحق سے ہر ایسے فعل سے ممانعت ہی جسمین ناحق دوسرے پر تعدی مقصود ہو اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے تکبر ہی۔ پھر ایسے ظلم سے ممانعت کی جو اپنے اور غیرون کے اوپر سخت ناحق ظلم اور سب سے پلید و بدتر ہی یعنے وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ای مالم ینزل باشراکہ حجۃ یعنے اور حرام کیا یہ کہ شرک کرو تم اللہ تعالے کے ساتھ وہ چیز کہ نہین اُتاری اللہ تعالے نے اس چیز کو اپنے ساتھ شریک ہونے کی کوئی حجت قال البیضاوی اسمین مشرکون پر تہکم ہی اور آیت مین تنبیہ ہی کہ جس بات پر کوئی دلیل شرعی قائم نہو اسکا اتباع نہ چاہیئے پھر ان تشرکوا پر عطف کیا وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے اور حرام کیا یہ کہ کہو تم اللہ تعالے پر وہ بات جو تم نہین جانتے ہو پس جو اللہ تعالٰی نے حرام نہین کیا اسکو مشرکون کیطرح بیان کرنا کہ اللہ تعالے نے حرام کیا ہی یا جو حلال نہین کیا اسکو حلال بیان کرنا کہ اللہ تعالے نے حکم دیا ہی یہ سب حرام و کفر ہی اور ایسے ہی صفات الٰہی مین الحاد کرنا و دیگر امور جنکے واسطے کوئی شرعی دلیل نہین ہی اسی حکم مین ہین ف قولہ قل انما حرم ربی الفواحش۔ فحش ظاہری وہ ہی جو آدمی کو خالص عبادت سے مشغول کرے اور باطنی فحش وہ ہی جو قلب کو ایسا وسواس پہونچے جو اسکو مشاہدہ حق کے درمیان پردہ ہو جاوے اور نیز ظاہری فحش جو افعال معروف ہین اور باطنی مین جو اس فعل کی حلاوت نفس مین باقی رہے وہ بھی شامل ہی قولہ والاثم والبغی باثم مین اللہ تعالے کے نیک بندون سے انکار کھلے کھلے داخل ہی اور بغی مین جو باطن مین انسے حسد ہو شامل ہی قولہ وان تشرکوا باللہ الخ اور تعالی اپنے جلال و علو کبریائی مین اس شان پر ہی کہ الوہیت مین اسکا کوئی شریک ہونا بالکل محال ہی اور درمیان مین کسی غیر کا وجود نہین ہی پھر جو لوگ علوم لدنی کے مدعی ہین انکے منھ مین خاک جھونکی جیسا قال تعالی وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون سہل رح نے کہا کہ جسنے کلام کیا اللہ تعالیٰ کی طرف بدون اجازت کے بغیر طریقہ حرمت وادب تو اسنے اپنا پردہ پھاڑا اور حد سے تجاوز کیا اور اللہ تعالے نے اس کلام سے تحذیر فرمائی ابو عثمان رح نے قولہ انما حرم ربی الفواحش مین کہا کہ جو طاعت تو ایسی ادا کرے کہ مقصود اسمین کوئی غیر ہو خواہ آدمی یا کوئی اور چیز تو یہ فواحش مین سے ہی قال المترجم یہ پسندیدہ قول ہی اسواسطے کہ وہ ریا ہی اور ریا شرک ہی جو افحش الفواحش مین ہی بعض نے کہا کہ فواحش مین سے جو ظاہر ہین از انجملہ جھوٹ بولنا اور غیبت کرنا اور بہتان باندھنا اور باطن جو پوشیدہ ہین۔ از انجملہ غلول اور کھونٹ اور حقد و حسد ہی استاد رح نے کہا کہ ظاہرہ مین سے ذلت و گناہ حرام ہے اور باطنہ مین سے غفلت ہی اور بعض نے کہا کہ محب سے یہ بات بھی گناہ ہی کہ محبوب سے صادر ہو قال المترجم پھر اللہ تعالی

نے شرک وکبیرہ گناہ والد تعالیٰ پر افترا باندھنے والونکو سخت تہدید فرمائی

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

اور ہر فرقہ کا ایک وعدہ ہی پھر جب پہونچا اُن کا وعدہ نہ دیر کرینگے ایک گھڑی اور نہ جلدی

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اور واسطے ہر امت کے اَجَلٌ مدت ہی یعنی وقت معین ومحدود ہی جسمین اُنپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہوتا ہی پس یہ اہل مکہ کو تہدید ہی حاصل آنکہ اس مدت مہلت مین فواحش وافترا بجناب باری تعالیٰ سے باز رہکر اپنے آپ کو صلاح کرین۔ یا بمعنی یہ کہ اس مدت پر انکو موت دیجاتی ہی اور احتمال ہی کہ آیت دونون معنی کو شامل ہو اور عام ہو فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ یعنی پھر جب امت کی اجل مقدر آگئی تو اُنپر عذاب یا جو مقدر ہی طاری ہو جاتا ہی بعض نے کہا کہ اجل سے مراد وقت نزول عذاب ہی بعض نے کہا کہ زندگی وعمر کی مدت مراد ہی وعلیٰ ہذا ہر ایک کے واسطے ایک وقت مقرر ہوگا جسمین تقدیم وتاخیر نہین نافع ہی اور اجل کا اطلاق عمر کی تمام مدت پر بھی آتا ہی اور اخیر جزو پر بھی ہوتا ہی جسمین موت نے حلول کیا لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً نہین تاخیر دیے جاتے ہین ایک ساعت وَلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اور نہین تقدیم دیے جاتے ہین پس یستاخرون ویستقدمون بمعنی لایتاخرون ولایتقدمون ہوگا اور ساعت سے خاص کر ایک ساعت بالخصوص مراد نہین ہی بلکہ عرف مین نہایت کمتر وقت پر بولا جاتا ہی پس مراد نفی تاخیر وتقدیم ہی۔ اور بیضاوی نے کہا کہ باب استفعال اپنے معنی پر ہو سکتا ہی یعنے نہ طلب کرینگے تاخر وتقدم کو بسبب شدت ہول کے **قال المترجم** اس تقدیر پر ساعت بالکل غیر مربوط ہوا جاتا ہی کما لایخفی۔ جمہور نے اسی آیت سے استدلال کیا کہ ہر میت اپنی اجل مقدر پر مرتی ہی اگرچہ قتل ہو یا گر کر مرے۔ اور اسی کے مانند ہی قولہ تعالیٰ ما یسبق من امۃ اجلہا وما یستاخرون۔ اور حسن بصریؒ سے روایت ہی کہ لوگ بڑے احمق ہین کہ یون کہا کرتے ہین کہ اے میرے پروردگار اسکی عمر مین درازی دیدے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ الآیۃ۔ اور سعید ابن المسیبؒ سے روایت ہی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخم کاری سے زخمی ہوئے تو کعبؒ احبار نے کہا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تو انکی موت مین تاخیر کیجاتی تو کعب سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہی کہ فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ الآیۃ تو کعب نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب الآیۃ واضح ہو کہ قولہ ولا یستقدمون مین بعض نے کہا کہ یہ اخبار ہی کہ لوگ اپنی موت مقدر سے پہلے نہین مر سکتے ہین بلکہ اس مدت کا پورا کرنا ضرور ہی جیسے کہ انکو ذرہ برابر بھی تاخیر نہین حاصل ہوتی ہی پس یہ جملہ مستانفہ ہوگا اور واحدی وغیرہ نے کہا کہ لایستاخرون پر عطف ہی اور یہی ظاہر قول شیخ مفسر ودیگر مفسرین کا ہی اور تفتازانی رحمہ اللہ نے جملہ مستانفہ ہونا اختیار کیا ہی اور بعض نے کہا کہ یہ بمنزلہ مثل کے ہی اس مجموع کلام سے یہی مقصود ہی کہ وقت متقرر ہو چکا اسمین تغیر وتبدل نہوگا **ف** واضح ہو کہ اہل علم نے اس مسئلہ مین طول کلام کیا اسکو بعض متاخرین نے جمع کیا اور بعض معاصرین نے درج کیا جسکی تلخیص مین ترجمہ کرتا ہون کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ موت کے وقت مقدر مین تقدیم وتاخیر نہین ہوتی ہی اور اسی کے مانند ہی قولہ وما یسبق من امۃ اجلہا الآیۃ۔ اور ایسا ہی قولہ ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر الآیۃ اور قولہ وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا مؤجلا الآیۃ اور قولہ ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلہا الآیۃ۔ پس ان آیات سے تو تعین وتقدیر وقت کہ اس سے تقدیم وتاخیر نہین ہو سکتی ہی ثابت ہوتا ہی اور ظاہر مین وہم ہوتا ہی کہ یہ معارض ہی قولہ تعالےٰ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور قولہ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب الآیۃ اور قولہ ثم قضی اجلا واجل مسمی عندہ الآیۃ پس جمہور کا مذہب یہ ہی کہ عمر زیادہ

وکم نہین ہوتی ہو اور اُنھون نے اُن آیات متقدمہ سے استدلال کیا ہو اور نیز احادیث صحیحہ سے استدلال کیا ہو مانند حدیث ابن مسعودؓ
کے تم مین سے ہر ایک کی خلقت چالیس روز مین مجتمع ہوتی ہو پھر وہ علقہ ہوتا ہے پھر مضغہ ہوتا ہے اسیقدر دنون مین پھر اللہ تعالیٰ
ایک فرشتہ بھیجتا ہو اور چار باتونکا حکم دیا جاتا ہو کہ اسکا رزق و عمل اور اجل اور شقی ہو یا سعید لکھدے اور یہ حدیث صحیحین وغیرہ مین ہو
اور اسی معنی مین اور احادیث صحیحہ آئی ہین اور جمہور نے قولہ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت کے معنی مین یہ تاویل کی ہو کہ جو شرائع و فرائض چاہتا ہو
منسوخ فرماتا ہو اور جو چاہتا ہو ثابت رکھتا ہو اور اسکو منسوخ نہین کرتا اور جملہ ناسخ و منسوخ اسکے نزدیک ام الکتاب مین موجود ہین
قال المؤلف پوشیدہ نہین کہ یہ تخصیص عموم آیت کی بلا مخصص ہو **وقال المترجم** وجہ تخصیص تو آیات و احادیث متقدمہ سے
ظاہر ہو ثم قال اور نیز کہا جائیگا کہ قلم قدرت تو قیامت تک واقع ہونے کو لکھ چکا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہو اور اسی مین سے
نسخ شرائع و فرائض ہو پس یہ بھی مثل عمر کے ہین پس جب انمین محو و اثبات جائز ہو تو عمر مین بھی جائز ہوگا **قال المترجم** یہ مؤلف مذکور کا
سہو ہو اسواسطے کہ جمہور کا منشا یہ ہو کہ قلم قدرت نے جو امر قیامت تک کیواسطے لکھدیا وہ ام الکتاب مین موجود ہو پس محو و اثبات بمعنی حدوث
امر جدید نہین ہو بلکہ حدوث تعلقات ہو چنانچہ صریح انھون نے کہدیا کہ ناسخ و منسوخ ہر دو ام الکتاب مین موجود ہین پس یہ سمجھنا کہ فرائض
و شرائع مین حدوث امر جدید ہوتا ہو یہ غلط فہمی ہو اور علی ہذا عمر مین بھی جو سوانح و وقائع ہین سب بجاے خود موجود ہین اور نسخ اسمین جاری
ہونے کے کوئی معنی نہین حاصل آنکہ فرائض و شرائع مین محو و اثبات موافق قلم قدرت کے جو قدیم سے جاری ہوا ہو اب اُسکا تعلق ظاہر ہوتا ہو
نہ آنکہ محو و اثبات وقتاً فوقتاً جدید پیدا ہوتا ہو فافہم ثم قال اور بعض نے جواب دیا کہ آیت مین محو و اثبات سے جو ملائکہ حفظہ کے دفتر مین ہو
ماسوائے حسنہ و سیئہ کے اسکا محو و اثبات مراد ہو کیونکہ حفظہ تو سب کچھ لکھ لیتے ہین جو آدمی سے واقع ہو **وقال المترجم** یہ تاویل کریک ہو
اگرچہ اسپر مؤلف مذکور کا اعتراض اول وارد نہین ہوتا جیسا کہ مین جواب دے چکا ہون ثم قال اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ
جو چاہتا ہو بخشتا ہو اور جو چاہتا ہو چھوڑتا ہو قلت وہو خلاف الظاہر وکذا ما قال بعضہم ان المعنی یمحو ما یشاء من القرون کقولہ الم یروا کم اہلکنا
من قبلہم من القرون وقال تعالیٰ ثم انشانا من بعدہم قرنا آخرین فمحا قرنا و اثبت آخر اور بعض نے کہا کہ وہ ایسے شخص کے حق مین ہو جو طاعت
الٰہی بجالاتا تھا پھر گناہ کرنے لگا پھر توبہ کی تو جو کچھ اسکے دفتر گناہ سے چاہتا محو کرتا ہو اور جو دفتر نیکی سے چاہتا باقی رکھتا ہو اور بعض نے
کہا کہ جو دنیا سے چاہتا محو کرتا ہو اور آخرت کو باقی رکھتا ہو اور مانند اسکے دیگر اقوال تاویلی ہین وقال المؤلف یہ سب مجرد دعوی ہین اپنر
دلیل قائم نہین ہو اور اسمین شک نہین کہ محو و اثبات کی آیت عام ہو جسکو اللہ تعالیٰ چاہے محو کرے اور جو چاہے ثبت کرے پس تخصیص
بدون مخصص کے نہین ہوسکتی ہو **وقال المترجم** مشیت الٰہی یعنی داخل تحت قدرت ہونے مین کلام نہین ہو ولیکن جب موت کیواسطے
وقت مقدر ثابت ہو تو باہم انکا تعارض دفع کرنا ضرور محتاج تاویل ہو پس تاویل کی کچھ تخصیص نہین ہاں بعض احوال مین بعض امور سے
تخصیص تاویل محتاج استنا دہو فتامل اور قولہ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب اسمین یہ تاویل مذکور ہو کہ معمر سے طویل العمر
مراد ہو اور ناقص سے قصیر العمر مراد ہو۔ اسپر اعتراض کیا گیا کہ لا ینقص من عمرہ کی ضمیر معمر کی طرف راجع ہو اور معنی یہ ہوے کہ نہین ناقص
ہوتی عمر اس معمر مین سے الا آنکہ وہ کتاب مین مقدر ہو پس یہ ظاہر معنی کلام ہین اور جو تاویل مذکور ہوئی وہ بنا بر آنکہ ضمیر راجع بمرجع غیر مذکور ہو
اور یہ خلاف ظاہر ہو اور بعض نے کہا کہ ما یعمر من معمر سے عمر آیندہ مراد ہو اور لا ینقص من عمرہ سے عمر گذشتہ مراد ہو اور یہ بھی خلاف ظاہر ہو
کیونکہ یہ نقص از عمر نہین ہو جو مقابل زیادت ہو اور بعض نے کہا کہ معمر وہ کہ سن ہرم کو پہونچا اور لا ینقص سے دوسرے شخص کی عمر

Marfat.com

جو اس سن سے کم رہا ہو مراد ہو اور بعض نے کہا کہ معمر وہ کہ ساٹھ برس تک پہونچا اور ناقص سے جو اس سے کم مین مر گیا اور بعض دیگر اقوال
تاویل مذکور ہین جنکی صحت مین تامل ہو اور ایک جماعت اہل علم نے کہا کہ عمر گھٹتی بڑھتی ہو اور استدلال انکا آیات متقدمہ سے ہو کیونکہ محو و اثبات
عام ہین جو عمر و رزق وغیرہ سب کو عموماً شامل ہین اور سعادت و شقاوت کو بھی شامل ہین اور ایک جماعت صحابہ و تابعین اتباع صالحین
سے ثابت ہوا کہ وے اپنی دعا مین کہا کرتے کہ اللھم ان کنت کتبتنی فی اہل السعادۃ فاثبتنی منھم وان کنت کتبتنی من اہل الشقاوۃ فامحنی
عنھم واثبتنی فی اہل السعادۃ۔ یعنی ای پروردگار تعالے اگر تو نے مجھ بندے کو اہل سعادت مین لکھا تو انھین مین ثابت فرما اور اگر تو نے
مجھکو اہل شقاوت مین لکھا تو مجھکو انمین سے محو فرما دے اور اہل سعادت مین لکھدے اور جو لوگ کہ کمی بیشی عمر کے تابع ہین وہ اپنے
قول کے واسطے آیات مثبت کی تاویل مین کوئی ایسی بات نہین لائے جو عموم کے واسطے مخصص ہو اور آیت محو و اثبات دلالت کرتی ہو
کہ عمر مین کمی بیشی ہو سکتی ہو اور ایسے ہی قولہ تعالی وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب بھی اسی معنی پر دلیل ہو اور ایسے ہی قولہ تعالے
ثم قضی اجلا واجل مسمی عندہ بھی دلالت کرتا ہو کہ آدمی کے واسطے دو اجل ہین انمین سے جسکو اللہ تعالے نے چاہتا ہو زائد کو یا ناقص کو آدمی
کے واسطے حکم فرماتا ہو اور اسی پر دلالت کرتا ہو جو صحیحین وغیرہ مین ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنھم سے مروی ہو کہ صلہ رحم بڑھاتا ہو عمر مین
اور صحیحین مین ہو کہ من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وان ینسأ لہ فی اثرہ فلیصل رحمہ اور ایک روایت مین ہو من احب ان یمد اللہ فی عمرہ واجلہ
ویبسط فی رزقہ فلیتق اللہ ولیصل رحمہ۔ اور ایک روایت مین ہو صلۃ الرحم وحسن الخلق وحسن الجوار یعمرن الدیار ویزدن فی الاعمار۔ و نیز کتاب مجید
مین بندون کو دعا کرنے کا حکم وارد ہوا ہی چنانچہ فرمایا ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین۔ اور قولہ
امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء اور قولہ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ اور قولہ
واسئلوا اللہ من فضلہ۔ اور جن احادیث مین دعا کا حکم آیا ہو وہ کثرت سے متواتر ہین اور انمین آیا ہو کہ دعا دفع بلا ہو اور بعض مین ہو کہ دفع
قضا ہو اور صحیح مین آنحضرت صلعم سے ثابت ہوا کہ آپ نے فرمایا اللھم انی اعوذ بک من سوء القضاء و درک الشقاء وجھد البلاء وشماتۃ الاعداء
اور حدیث قنوت الوتر مین ہو۔ وقنی شر ما قضیت پس اگر دعا کچھ بھی مفید نہوتی تو اسقدر تاکید شدید سے فائدہ نہوتا اور نیز صدقہ کے
بارہ مین ہو کہ دفع البلاء ہو اور نیز دوا کے واسطے بھی حکم ہو پس محو اثبات اپنے ظاہر پر ثابت ہو پھر اگر کہا جاوے کہ جن آیات مین
ثبوت ہوا کہ اجل مین تقدم و تاخر نہین ہوتا انکو کس تاویل پر محمول کیا جائیگا تو جواب یہ ہو کہ انمین کوئی تاویل نہین بلکہ نفس آیات سے
جو معنی ظاہر ہین جیسا کہ بعض سلف نے اسپر تنبیہ کی اور خلف مین سے بعض نے بیان کیا ہو وہی لیے جاوین یعنے مختص اس اجل
سے جو آجاوے پس موت جب آگئی تو اسوقت موخر و مقدم نہین ہوتی اور خود موید ہو کہ آیت مین اسکی تقیید موجود ہو چنانچہ فرمایا
اذا جاء اجلھم۔ اور نیز فرمایا ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا۔ اور نیز فرمایا ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر پس جملہ آیات مین اتفاق و
اجتماع اس طرح ممکن ہو کہ اجل جب آگئی تب مقدم و موخر نہین ہوتی ہو اگرچہ اس حالت کے سوا ے مین تقدیم و تاخیر واقعی خواہ
دعا سے یا صلہ رحم سے یا کسی فعل خیر سے جیسے کہ تقدیم بوجہ عمل بد کے ممکن ہو اگر کہا جاوے کہ قولہ تعالے قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ
لنا اور مانند اسکے دیگر آیات مین ثابت ہو کہ امر مقدر ہو جواب یہ ہو کہ یہان بھی اتفاق و جمع ہو پس یہ محمول ہو عدم تسبیب از بندہ
باسباب خیر پر اور دیگر محمول ہین تسبیب از بندہ باسباب خیر پر **قال المترجم** ایسا ہی مؤلف مذکور نے طول کے ساتھ نقل کیا اور
مترجم کے نزدیک مؤلف مذکور نے ایک طول بحث متوحش کو صرف بحث لفظی پر مبنی کیا اسواسطے کہ افعال خیر و شر بھی بندہ کی

خلقت سے نہیں ہین اور وقوع موافق تقدیر الٰہی ہی اور خود مؤلف مذکور نے آگے نقل کیا کہ اگر کہا جاوے کہ دلائل کتاب و سنت سے صحیح متقرر ہوا کہ تمام افعال الٰہی سب ازلی ہین اور وہ ہر شئی مین سابق ہو چکے ہین اور یہ صحیح نہین کہ اسکے علم کے خلاف واقع ہو ورنہ جہل لازم آویگا اور یہ قطعاً و بالاجماع جائز نہین ہی تو جواب یہ ہی کہ ہان بے شک اسکا علم ازلی و سابق ہی اور ہر چیز کو واقع ہونیسے پہلے او تعالےٰ جانتا ہی اور تمام اہل الحق کے درمیان اس بات مین کچھ خلاف نہین ہی لیکن یہان صرف ابطال ایسی قوم کا ہی جنھون نے غلو کرکے دعا و صلہ رحم و تقویٰ وغیرہ اعمال خیر کے فوائد کو باطل سمجھا ہی حالانکہ جسنے اپنے علم ازلی و سابق تقدیر کا ہمکو واسطہ کیا اسی نے اُن اعمال و افعال خیر کے بجالانے کا حکم دیا ہی **قال المترجم** اصل بحث تو اجل کے بیان مین تھی اور مؤلف مذکور نے کسی رسالہ سے نقل کیا اور بحث سے خروج ہوا بالجملہ جن لوگون نے یہ زعم کیا کہ بندہ محض مجبور ہی وہ گمراہی و ضلالت مین پڑ گئے جیسے وہ لوگ گمراہ ہین جنھون نے بندہ کو قادر مختار خیال کیا ہی بلکہ واقعی تحقیق ہی کہ جو فوائد دعا وغیرہ کے حدیث و آیات سے ثابت ہین وہ برحق ہین اور یہ بہت بڑی جہالت ہی کہ آدمی کھیتی نہ کرے اور پیداوار کی ہوس کرے اور **مترجم** نے قولہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیۃ کی تفسیر مین تھوڑا سا اسکا بیان کر دیا ہی اور مؤلف مذکور نے یہان بہت اطناب کیا ہی اور مفید باتین لایا ہی **مترجم** کو زیادہ گنجائش نہین اسواسطے ترک کرتا ہی اور قدر مذکور مین کفایت ہے واللہ ولی التوفیق والھدایۃ ۔

يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ إِمَّا يَأۡتِيَنَّكُمۡ رُسُلٞ مِّنكُمۡ يَقُصُّونَ عَلَيۡكُمۡ ءَايَٰتِي فَمَنِ ٱتَّقَىٰ وَأَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ

اے اولاد آدم کی کبھی پہونچین تم پاس رسول تم مین کے سناوین تمکو آیتین میری تو جسنے خطرہ کیا اور سنوار پکڑی نہ ڈر ہی اُنپر

وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ ۝ وَٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَا وَٱسۡتَكۡبَرُواْ عَنۡهَآ أُوْلَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ ٱلنَّارِۖ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ ۝

اور نہ وہ غم کھاوین اور جنھون نے جھٹلائین آیتین ہماری اور تکبر کیا انکی طرف سے وہ ہین دوزخ کے لوگ اُسین رہ پڑے

يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ إِمَّا در اصل إن ما تھا۔ إن شرطیہ اور ما زائدہ ہی يَأۡتِيَنَّكُمۡ رُسُلٞ مِّنكُمۡ يَقُصُّونَ عَلَيۡكُمۡ ءَايَٰتِي یہ جملہ شرط ہی جسپر حرف ان شرطیہ داخل ہی اور وہ حرف شک کا ہوتا ہی پس حرف شک کے ساتھ اسواسطے ذکر کیا کہ متنبہ ہون کہ رسولون آنا امر جائز ہی واجب نہین ہی جیسا کہ اہل تعلیم نے گمان کیا کذا قال البیضاوی اور بعض نے کہا کہ اہل تعلیم ایک قوم ہی روافض مین سے فافہم ثم قال البیضاوی ان شرطیہ کے ساتھ ما زائد بغرض تاکید معنی شرط کے ملایا گیا اسیواسطے فعل کو مؤکد بنون تاکید فرمایا اور جزا اسکی جملہ فَمَنِ ٱتَّقَىٰ وَأَصۡلَحَ یعنے سو جسنے تقویٰ کیا شرک سے اور درست کیئے اپنے اعمال یعنے رسولون کے حکم کے موافق اعتقاد و عمل کو درست کیا فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ یعنے آخرت مین انپر کچھ خوف و اندوہ نہین ہی وَٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَا وَٱسۡتَكۡبَرُواْ عَنۡهَآ أُوْلَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ ٱلنَّارِۖ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ استکبار بمعنی تکبر ہی اور استکبروا عنہا یعنی آیات سے تکبر کیا پس ایمان نہ لائے **بیضاوی** نے کہا کہ حاصل معنی آیت کے یہ ہین کہ تم مین سے جسنے شرک سے تقویٰ کیا اور اپنے اعمال درست کیئے تو اسکے واسطے یہ جزائے خیر ہی اور تم مین سے جسنے ہماری آیات کو جھٹلایا اُسپر یہ عذاب شدید ہی اور اول کی خبر پر فاء داخل کی یعنی فلا خوف بالفاء فرمایا اور دوسرے کی خبر پر نہین داخل کی تو اسوجہ سے کہ وعدۂ خیر مین مبالغہ فرمایا اسواسطے کہ فاء لزوم پر دلالت کرتی ہی پس وعدہ مین مبالغہ ظاہر ہوا اور وعید مین مسامحہ فافہم **ف فی العرائس** قولہ فمن اتقی واصلح۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی دید از عظمت و جلال مین وہ غیر اللہ کی طرف نظر رکھنے سے پاک و مقدس رہا اور جو اسکے و اللہ تعالےٰ کے درمیان معاملہ ہی اسکو اصلاح پر رکھا حتی کہ کوئی سانس بدون شوق

Marfat.com

الٰہی وملاحظہ جمال وجلال کی نہین نکلی کیونکہ بندہ کی جو سانس بغیر ان اوصاف کے نکلتی ہو وہ فاسد ہو اور بندہ پر اسکی اصلاح کرنا مراقبہ ورعایت سے واجب ہو پس جو ان اوصاف کے ساتھ رہا اسپر نفس کے جنایات وجرم سے کچھ باقی نہین رہا پس اسکو مقامات سے محروم ہونے کا خوف نہوگا اور مشاہدہ سے محجوب ہونے کا غم واندوہ نہوگا۔ کما قال تعالےٰ فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون اور بعض نے کہا کہ تقوی اسطرح پر کہ ظاہر مین تو ایسے کھانے پینے سے بچا جسمین شبہہ ہو اور ٹھیک ٹھیک اسکے حلال ہونے کا یقین نہین ہو اور باطن کو اسطرح درست کیا کہ ہمیشہ باطن مین اللہ تعالےٰ کا مراقبہ رکھا اور خیالات فاسد وخطرات شیطانی کو دخل نہین دیا **قال المترجم** اسمین اشارہ ہو تقوی کو کسی خاص چیز سے مقید نکیا کیونکہ تقوی کے مختلف مراتب مختلف درجہ پر ہین اور ہر ایک کے واسطے عدم حزن بھی مختلف ہو اور کچھ آخرت کی خصوصیت نہین فافہم

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُم مِّنَ الْكِتَابِ ۖ

پھر اُس سے ظالم کون جو جوٹھ باندھے اللہ پر یا جھٹلادے اُسکے حکم کو وہ لوگ پاوینگے جو اُنکا حصہ لکھا کتاب مین

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوا أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا

یہانتک کہ جب پہونچے اُن پاس بھیجے ہمارے جان لینے کو بولے کیا ہوئے جنکو تم پکارتے تھے سوائے اللہ کے بولے ہمسے گم ہوئے

وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ۝ قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ

اور قائل ہوئے اپنی جان پر کہ وہ تھے منکر فرمایا داخل ہو ساتھ اور امتون کے جو تمسے پہلے ہوچکے ہین جن اور انسان

فِي النَّارِ ۖ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا ۖ حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ

آگ مین جہان داخل ہوئی ایک امت لعنت کرینگے دوسرے کو جب تک گر چکے اسمین سارے کہا پچھلون نے پہلون کو

رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۖ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ ۝ وَقَالَتْ أُولَاهُمْ

اے رب ہمارے انھین نے گمراہ کیا انکو سو تو دے دونا عذاب آگ کا فرمایا دونوں کو دونا ہو پر تم نہین جانتے اور کہا پہلون نے

لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ۝ ع ۸ ۱۱

پچھلونکو سو کچھ نہوئی تمکو ہمپر زیادتی اب چکھو عذاب بدلہ اپنی کمائی کا۔

فَمَنْ أَظْلَمُ کون زیادہ بڑھکر ظالم ہو یعنے کوئی بھی زیادہ ظالم نہین مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا تاکید لان الافتراء لا یکون الا کذبا یعنے کذبا فقط تاکید افترا ہو کیونکہ افترا تو کذب ہی ہوتا ہو الحاصل اپنی جان پر ظلم کرنیوالا بڑھکر نہین ہو اس شخص سے جسنے افترا باندھا اللہ تعالےٰ پر جھوٹ یعنی اللہ تعالےٰ کا کسی کو شریک قرار دیا خواہ زبان سے یا فعل سے یا اعتقاد سے یا کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے فرزند ہو خواہ بیٹا یا بیٹیان یا کہا کہ فواحش بجالانے کا ہمکو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہو بالجملہ اس سے بڑھکر کوئی ظالم نہین جسنے اللہ تعالےٰ خالق رزاق منعم کبیر متعال جل جلالہ پر افترا باندھا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ یا جھٹلایا اللہ تعالےٰ کی آیات کو یعنی قرآن مجید کو أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ ای یصیبهم ایسے لوگون کو پہونچ جائیگا نَصِيبُهُم مِّنَ الْكِتَابِ ای حظهم مما کتب لهم فی اللوح المحفوظ من الرزق والاجل وغیر ذلک۔ انکا حصہ اس چیز سے جو لکھا گیا ہے انکے واسطے لوح محفوظ مین موافق مشیت الٰہی کے رزق واجل وغیرہ ایسا ہی محمد بن کعب القرظی وربیع بن انس وعبدالرحمٰن بن زید نے تفسیر فرمایا اور مجاہدؒ نے کہا کہ جو انکو بھلائی برائی کا وعدہ دیا گیا ہے

وہ پہونچیگا اور یہی قتادہؒ وضحاک وبہتون کا قول ہے اور یہی شیخ ابن جریر نے اختیار کیا ہے اور حافظ **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ قول بحسب المعنے قوی ہے اور
سیاق بھی اسی پر دلالت کرتا ہے یعنی قولہ حَتّٰی اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یہانتک کہ جب آجاوینگے انکے پاس ہمارے رسول یعنی ملائکۃ الموت
کہ یَتَوَفَّوْنَهُمْ انکو وفات دینگے تو قَالُوْٓا ملائکہ کہینگے ان منکروں مفتریوں سے ذلیل کرنیکو کہ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ تعبدون مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
وہ کہاں ہیں جنکی تم عبادت کرتے تھے سواے اللہ تعالیٰ کے قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا منکری جواب دینگے کہ ہماری نظر سے غائب ہوگئے
ہمکو اب نہیں سوجھتے ہیں یعنی ہمکو اب کچھ انکے نفع ومدد کی امید نہیں رہی کرخیؒ نے کہا کہ جواب بحسب المعنی ہے کیونکہ سوال تھا کہ اینما کنتم وہ کون
جگہ ہیں تو ظاہر جواب یہ تھا کہ وہ فلان جگہ ہیں اور حق یہ ہے کہ سوال وجواب یکسان ہیں کیونکہ سوال میں انکے باطل معبودوں کا ٹھکانا پوچھنا
مقصود نہیں ہے بلکہ یہی مقصود ہے کہ وہ تمہارے جھوٹے معبود کہاں چلے گئے اب اس وقت میں تمہارے آڑے نہیں آتے تو انھون نے
جواب دیا کہ ہمسے تو گم ہوگئے اب ہمکو انکے نفع کی کچھ امید نہیں ہے یعنے یقین لاوینگے کہ ہمنے غلطی کی اسواسطے فرمایا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى
اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ یعنے موت کے وقت اپنے اوپر یہ گواہی دینگے کہ ہم ضرور کافر تھے قَالَ یعنے اللہ تعالیٰ یا اسکے حکم سے
کوئی فرشتہ یا دوزخ کا خازن فرشتہ ان لوگون سے قیامت کے روز کہیگا اور ماضی کا صیغہ اسواسطے کہ یہ قطعی الوقوع ہے پس
سخت تہدید ہے کہ اسکو واقع ہوا سمجھو ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ یعنے حکم ہوگا کہ داخل ہو تم بھی جملہ
امتون کے ساتھ میں جو تمسے پہلے جن وانس کے گزرے ہیں آگ میں قولہ فی النار متعلق ادخلوا ہے یعنے نار میں داخل ہو اور قولہ فی امم یعنی فی جملۃ امم
اور قد خلت جملہ صفت امم ہے اور خلت بمعنی مضت یعنی ایسی امتون میں شامل ہو جو تم سے پہلے کافر مشرک گزر چکے ہیں اور من الجن والانس
بیان امم ہے یعنے وہ امتیں جنون وانسانون میں سے ہیں یہ حکم تہدید اہل مکہ کو ہے اسیواسطے آیت اولی میں قولہ رسل منکم سے بعض نے آنحضرت صلعم
کو مراد لیا اور لفظ جمع کو تشریف وتکریم پر یا جامع وخاتم رسالت ومصدق جملہ رسل ہونے سے بلفظ جمع بار ہونے پر محمول کیا كُلَّمَا
دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ہر بار جب داخل ہوئی کوئی امت دوزخ میں لعنت کریگی اپنے پہلی کو یعنے اُس دوزخی امت کو
جو اس سے پہلے گزری ہے کیونکہ اسی پیروی واقتدا کرنے کی وجہ سے پچھلی خراب و دوزخی ہوئی حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا ادارکوا از باب افاعل ہے
اور معنی تدارکوا اور تلاحقوا اور حاصل آنکہ جو داخل ہوگی وہ اگلے پر لعنت کریگی یہانتک کہ جب متلاحق ومتداخل ہوجاوینگے فِيْهَا جَمِيْعًا
سب کے سب دوزخ میں تو قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ کہیگی پچھلی امت انکی جو داخل ہونے میں پیچھے ہے یا منزلت میں پیچھے ہے یا بجملہ اقتدا کرنیوالی
امت کہیگی لِاُوْلٰىهُمْ وای لاجل اولاہم واسطے اپنی اولی امت کے یعنی متبوع گروہ کے واسطے اللہ تعالےٰ سے پچھلی امت عرض کریگی
رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا اے پروردگار یہی لوگ ہیں جنھون نے ہمکو گمراہ کیا۔ یعنے گمراہی کی راہ نکال گئی تھی پس انکے پیچھے ہم بھی اسی راہ پر
چلے اور انکی تقلید کرکے گمراہ ہوئے فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ پس تو ان لوگون کو دوزخ میں سے زیادہ دوگونہ عذاب دیجے
کیونکہ ایک تو یہ خود گمراہ تھے اور دوسرے انھون نے دوسرونکو گمراہ کیا پس ضعف بیان کئی گونہ ہے چنانچہ حدیث صحیح سے ثابت ہے
کہ دنیا میں جبکوئی قتل ناحق واقع ہوتا ہے تو حضرت آدمؑ کے بڑے بیٹے یعنی قابیل پر ایک حصہ عذاب کا قائم ہوتا ہے کیونکہ اسی نے
قتل ناحق پہلے نکالا ہے **قال المترجم** افسوس ہے لوگون کے حال پر نیچر وغیرہ کے مانند کفر وشرک وحرام ومکروہ بدعتین نکالے چلے جاتے
ہیں اور خوف نہیں کرتے کہ تا قیامت انکے نامہ اعمال پر عذاب بڑھتا چلا جائیگا اللھم انی اعوذ بک واستغفرک واتوب الیک
بالجملہ اتباع و اقتدا والون نے اپنے متبوع لوگون کے واسطے مزید عذاب کی درخواست کی اور یہ انکی جہالت تھی کہ اس سے

Marfat.com

غافل تھے کہ ہر ایک پر اسکے گناہ کی قدر عذاب ہو اسیواسطے فرمایا قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ تم مین سے اور انمین سے ہر ایک کیواسطے عذاب ضعف ہو وَلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ولیکن جانتے نہین کہ ہر فریق کے واسطے جو کچھ عذاب ہو کیونکہ پچھلون کے طریقہ گمراہی سے بھی اور لوگ گمراہ ہوئے ہین تعلمون بالتاء الفوقیۃ اکثر ملن کی قراءۃ ہو پس ترجمہ خطاب ہو اور عاصم کی قراءۃ مین بالیاء التحتیۃ ہو پس انکی جہالت کا بیان ہو قال البیضاوی متبوع لوگون پر بسبب ذاتی کفر کرنے اور دوسرون کی تضلیل کرنیکے ضعف عذاب ہوا اور تابع لوگون پر بسبب خود کفر کرنے کے اور گمراہون کی تقلید کرنے کے دونا عذاب ہوا وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ یعنے جب اگلون نے پچھلون کے حق مین حکم الٰہی سن لیا تو کہا کہ جب ایسا معاملہ ہو فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ تو تمکو ہمپر کچھ فضیلت نہین ہو قال البیضاوی اگلون نے جواب الٰہی پر اپنے گفتگو کو مرتب کرکے کہا کہ پھر تم لوگونکو ہمپر کچھ فضیلت نہین ہو بلکہ گمراہی اور استحقاق عذاب مین ہم تم دونون مساوی ہین آیت سے ثابت ہوا کہ جہالت کے ساتھ تقلید کرنا بھی عذر نہین ہو لہذا چاہیئے کہ آدمی اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول معصوم کے حکم کو دریافت کرلے اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسکے معنی معلوم کرے فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ پس چکھو بدلے اُس چیز کے جو تمنے کمایا ہو یہ ترجمہ قول فریق اولی ہو یا فرمان الٰہی ہو اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى

بیشک جنھون نے جھٹلا دین ہماری نشانیان اور انسے تکبر کیا تو نہ کھلینگے انکو دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہونگے جنت مین جب تک

يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَ

پیٹھے اونٹ سوئی کے ناکے مین اور ہم یون بدلہ دیتے ہین گنہگارونکو انکو دوزخ کے فرش ہین اور اوپر سائبان

كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ؗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

اور ہم یون بدلہ دیتے ہین بے انصافون کو اور جو یقین لائے اور کین بھلائیان ہم بوجھ نہین رکھتے کسی پر مگر اسکے مقدور کا وہ ہین جنت کے لوگ

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

وہ اسمین رہ پڑے اور نکال لی ہمنے جو اُنکے دل مین تھی خفگی بہتی ہین انکے نیچے نہرین اور کہتے ہین شکر اللہ کو جسنے

هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْٓا اَنْ

ہمکو یہان راہ دی اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر نہ راہ دیتا ہمکو اللہ بیشک لائے تھے رسول ہمارے رب کے تحقیق بات اور آواز ہوئی

تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

جنت ہو وارث ہوئے تم اُسکے بدلہ اپنے کامون کا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا مراد آیات سے قرآن ہو یا عام اس سے جو تمام اللہ تعالیٰ کی معرفت پر دلالت کرین وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا ای تکبروا عنہا فلم یومنوا بہا۔ اور تکبر کیا ان آیات سے پھر انپر ایمان نہ لائے وقال البیضاوی عنہا ای عن الایمان بہا۔ حاصل آنکہ جن لوگون نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور انپر ایمان لانے سے تکبر کیا تو لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ نہین کھولے جاینگے اُنکے واسطے آسمان کے دروازے بعض نے کہا مراد یہ کہ آسمان سے انکا کوئی عمل صالح و دعا نہین چڑھائی جاویگی کذا قال مجاہد وسعید بن جبیر و رواہ العوفی وعلی بن ابی طلحہ وعطاء عن ابن عباس ظاہر آنکہ معنی آیت کے اسکو شامل ہین اور اصل معنی

یہ ہین کہ بعد موت کے جب انکی روحین چڑہاکر آسمان کی طرف لیجاوینگے تو دروازہ نہ کھولے جاوینگے یہی سدیؒ وغیرہم کا قول ہی
اور یہی ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کیا اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا ہی اور اسی پر دلالت کرتی ہی حدیث جو امام احمدؒ نے
برار بن عازبؓ سے روایت کی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک شخص انصاری کے جنازہ مین نکلے جب قبر تک پہونچے تو ہنوز
قبر کھودی نہ گئی تھی پس حضرت صلعم بیٹھ گئے اور ہم سب آپکے گرد بیٹھ گئے گویا ہمارے سرون پر چڑیان ہین اور انحضرت صلعم کے دست
مبارک مین ایک چھڑی تھی جس سے زمین پر چونکتے جاتے تھے پھر سر اُٹھاکر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگو اسکو دو مرتبہ
یا تین مرتبہ فرمایا پھر کہا کہ بندہ مومن جب دنیا سے جدا ہونے اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے کو ہوتا ہی تو آسمان سے ایسے
ملائکہ جنکے چہرہ روشن گویا آفتاب ہین جنت کے کفن اور حنوط جنت کے ساتھ لیے ہوئے اسکی طرف اسکی مدنظر پر بیٹھتے ہین پھر ملک الموت
آکر اُسکے سرہانے بیٹھتا ہی پس کہتا ہی کہ اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی مغفرت و رضوان کی طرف نکل آ پس وہ روح پاکیزہ
اسطرح سائل ہوتی ہی جیسے پانی کا قطرہ دہانہ مشک سے روان ہوکر نکل آتا ہی پس ملک الموت وفرشتہ اسکو لیکر ایک مارتے اپنے
ہاتھ مین نہین رکھتے حتی کہ اسکو اسی کفن اور حنوط مین رکھدیتے ہین پس اس سے نہایت پاکیزہ خوشبو نکلتی ہی جیسے روئے زمین پر اگر نہایت
عمدہ مشک پایا جاوے پس اسکو اوپر چڑہا لیجاتے ہین اور جس گروہ ملائکہ پر گذرتے ہین وہ کہتے ہین کہ یہ کیا خوب روح پاکیزہ خوشبو دار ہی
تو جواب دیتے ہین کہ فلان بن فلان ہی اسکا بہت اچھا نام لیتے ہین جس سے وہ دنیا مین پکارا جاتا تھا یہانتک کہ اُسکو آسمان دنیا تک
لیجاتے ہین اور دروازہ کھلواتے ہین پس دروازہ کھول دیا جاتا ہی پس ہر آسمان سے اس آسمان کے مقرب فرشتے دوسرے
آسمان تک اسکے ساتھ ہوجاتے ہین یہانتک کہ ساتوین آسمان تک پہونچتے ہین پس اللہ عز وجل فرماتا ہی کہ میرے بندے کا نام
دفتر علیین مین لکھو اور اسکو زمین کی طرف اعادہ کرو کیونکہ مین نے اُسی سے انکو پیدا کیا اور اُسی مین لوٹاؤنگا اور اُسی سے دوبارہ
نکالونگا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر اسکی روح اُسکے بدن مین اعادہ کردیجاتی ہی پس دو فرشتے آکر اسکو بٹھلاتے ہین اُس سے کہتے ہین کہ کون
تیرا پروردگار ہی وہ کہتا ہی کہ میرا رب اللہ ہی پھر دونون کہتے ہین کہ تیرا دین کیا ہی وہ کہتا ہی کہ اسلام میرا دین ہی پھر کہتے ہین کہ یہ کون مرد
ہی جو تم مین مبعوث ہوا وہ کہتا ہی کہ وہ رسول اللہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے دونون کہتے ہین کہ تیرا علم کیا ہی وہ کہتا ہی کہ مین نے
کتاب الٰہی کو پڑہا اور اسپر ایمان لایا اور اسکو سچ مانا پس آسمان سے پکارنیوالا پکارتا ہی کہ میرے بندے نے سچ کہا جنت سے
اسکے واسطے فرش کرو اور جنت سے اسکو لباس پہناؤ اور جنت کی طرف اسکا دروازہ کھولدو پس اسکو جنت کی خوشبو وطیب آتی ہی اور
قبر اسکے واسطے کشادہ ہوجاتی ہی بقدر درازی نظر کے اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکے پاس ایک مرد خوبصورت خوش لباس آتا ہی
جس سے خوشبو چلی آتی ہی اور کہتا ہی کہ بشارت ہو تجھکو سرور کرنیوالے آج وہ دن ہی کہ جسکا تجھکو وعدہ دیا جاتا تھا اس سے کہیگا
کہ تو کون ہی کہ تیرے چہرہ سے آج بھلائی آتی معلوم ہوتی ہی وہ کہیگا کہ مین تیرا عمل صالح ہون پس بندہ مومن کہیگا اے پروردگار
قیامت قائم کر اے پروردگار قیامت قائم فرما تاکہ مین اپنے اہل وعیال کیطرف لوٹ جاؤن بندہ کافر جب دنیا سے منقطع ہو کر
آخرت کیطرف راجع ہوتا ہی تو آسمان سے ملائکہ اترتے ہین جنکے چہرے سیاہ ہوتے ہین اور انکے ساتھ مسوح ہوتے ہین پس
درازی نظر کی دوری پر بیٹھتے ہین پھر ملک الموت آکر اس کافر کے سرہانے بیٹھتا ہی اور فرماتا ہی کہ او نفس خبیث نکل طرف خشم الٰہی
اور اُسکے غضب کے حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ روح اس جسم مین ڈری ہوئی چھپتی ہی اور ملک الموت اسکو کھینچ لیتا ہے

[Margin notes:] ۱۲ ف ۔ یعنی جوت کا محاورہ ہی جو کہ کسی بات کو دو وقار سے کہے تو کہتے ہین ۱۲ م ۔ ۱۲ ف ۔ ان دونون مین دیر ونیانہین ہوتا بلکہ دونون قیاس کروجیسے دوست عمل کے لحاظ آدم انسان والی کے ۱۲ م ۔ ۱۲ ف ۔ سیاہ چہرہ یا تو رنگی ظلمت کے سبب کی اور وہ کالی عمل بین بشکل نیکی سے دور اللہ تعالے کی سبحانی ہو اور انکو بصیرت ہی بیان ہی ایسا نظر آتا ہی جیسے عین کی نظر مین قریب بعید نظر آتی ۱۲ م

Marfat.com

جیسے صوف مبلول سے سفود کھینچا جاتا ہے پس اسکو پکڑ لیتا ہے اور پلک مارتے دیر نہین ہوتی کہ اسکو اسی مسوح مین کر دیتے ہین اور اس سے سخت بدبو جیسے نہایت سڑے ہوئے مردار مین سے روئے زمین پر پائی جاوے نکلتی ہے پس اسکو آسمان کو چڑھا لیجاتے ہین اور کسی گروہ ملائکہ پر نہین گزرتے مگر آنکہ وہ کہتے ہین کہ یہ کیا خبیث روح ہے پس جواب دیتے ہین کہ یہ فلان بن فلان ہے اسکا نہایت قبیح نام لیتے ہین جس سے وہ دنیا مین پکارا جاتا تھا پھر جاکر اُسکے واسطے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہین مگر دروازہ نہین کھولا جاتا پھر حضرت صلعم نے پڑھا قولہ تعالیٰ لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔ پس اللہ عز وجل فرماتا ہے کہ اسکا نوشتہ لکھو زیرین تر زمین کے نیچے پس اسکی روح مطروح کردی جاتی ہے پھر آپ نے پڑھا قولہ ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تہوی بہ الریح فی مکان سحیق پس روح اسکے جسم مین اعادہ کی جاتی ہے اور دو فرشتہ اسکے پاس آتے ہین اور بٹھلا کر اس سے کہتے ہین کہ تیرا پروردگار کون ہے وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ مین نہین جانتا کہتے ہین کہ تیرا کیا دین ہے وہ کہتا ہے کہ ہاہ ہاہ مین نہین جانتا پھر کہتے ہین کہ یہ کون شخص ہے جو تم مین مبعوث کیا گیا تو کہتا ہے کہ ہاہ ہاہ مین نہین جانتا پس آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ یہ جھوٹ بولا اسکے واسطے آگ سے فرش کرو اور دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو پس دوزخ کی گرمی و سموم سے اسکی طرف پہونچتی ہے اور قبر اُسپر نہایت تنگ ہوتی ہے یہانتک کہ اُسکی پسلیان ادھر کی اُدھر نکل جاتی ہین اور ایک بدشکل اور خراب کپڑے پہنے بدبودار آدمی اُسکے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ بشارت ہو تجھ کو ایسی چیز سے جو تجھکو غمگین کرے آج تیرا وہی دن ہے جس سے تو ڈرایا جاتا تھا اور وعید کیا گیا تھا کہیگا کہ تو کون ہے کہ تیرے چہرے سے برائی کے آثار ظاہر ہین وہ کہیگا کہ مین تیرا خبیث عمل ہون تب دعائین مانگیگا کہ پروردگار قیامت نہ قائم کیجیو۔ ورواہ النسائی و ابن ماجہ وابن جریر وکذا رواہ ابو داؤد باسنادہم الی ابی ہریرۃ عن النبی صلعم اور عذاب قبر کے بارہ مین احادیث متواترہ ہین حتی کہ منکر اسکا غیر ماول ہے تو کافر ہے اور واضح ہو کہ اس حدیث مین ملائکہ کا آنا اپنی حقیقت پر ہے اور روح مومن کی خوشبو اور نیز روح کافر کی بدبو اپنی حقیقت پر ہے اور لباس جنت اور مسوح کا بیان تفہیم ہے اور انکی حقیقت معلوم نہین ہے ہان اسقدر معلوم ہے کہ ایسا ہی ہوگا اور جو شخص اسمین استبعاد کرتا ہو وہ احمق ہے کہ بلا وجہ کہتا ہے کہ عقل سے بعید ہے پس اگر بلا دلیل اس احمق کی عقل سے بعید ہے تو علماء عقلاء کی عقل صحیح سے موافق ہے اور حدیث مین لاتفتح مجہول از فتح کی قراءۃ ظاہر ہوتی ہے اور تفتیح از تفعیل بھی ہوسکتا ہے فافہم۔ پھر واضح ہو کہ مقامات علیین و سجین واقعی موجود ہین اور زیرین طبقہ زمین بیان ہے حقیقی حالت کا جیسے بہشت و دوزخ موجود ہین اور وہ آنکھون سے پوشیدہ ہین اور نیز مردون پر عذاب ہوتا ہے اور انکی گریہ وزاری کو تمام مخلوق سنتی ہے سوائے جن و انسان کے جو امتحان مین رکھے گئے ہین پس اگر امر ظاہر نظر آوے تو امتحان باقی نہ رہے پس جس شخص نے زعم کیا کہ زمین گول ہے تو امریکا والون کے واسطے سجین اس طبقہ عمیق سے متصل ہوگا اور طبقہ عمیق والون کا سجین امریکا سے متصل ہوگا پس یہ زعم بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ زمین گول ہے تاہم جہالت ہے اور جہالت کا منشاء یہ ہے کہ اسنے امر عذاب و ثواب کو اپنے گھر کے چولھے چکی کے مانند اپنے حس مین جلنا و چلنا تصور کیا حالانکہ مترجم نے بارہا بدلائل اس امر پر تنبیہ کردی کہ بندہ کے افعال و اسکے لواحق و متعلقات کا مدار تو محسوسات پر ہے اور تصدیق و امور غیب عذاب و ثواب کا تا آل غیر محسوس پر ہے اور عجیب حکمت الٰہی ہے کہ جسکو ان امور مین سے کسی امر مین استبعاد ہو اسکی نظیر خود آفاق یا اسکے نفس مین موجود پایا پس اگرچہ صفت مین فرق ہو پس محض اسکا استبعاد کرنا بدون دلیل کے جہالت ہے جیسے کسی جاہل کے سامنے کہا جاوے کہ میرے دو فٹ لمبی اور ڈیڑھ فٹ چوڑی کتاب کے چار صفحہ زید نے اپنی انگوٹھی کے نگینہ پر اتار لیے تو وہ ضرور نہایت بعید جانیگا حالانکہ جو

Marfat.com

جانتے ہین کہ فوٹوگراف کے عکس سے بخوبی آسکتے ہین اور وہ دوربین سے پڑھے جاسکتے ہین وہ کبھی مستبعد نہین جانینگے پس اس احمق کا مستبعد جاننا
اسکی جہالت سے ہی اور یہان زیادہ تفصیل کی گنجائش نہین ہی کیونکہ خارج از بحث ہی یہان تو غرض یہ ہی کہ قولہ تعالی لا تفتح لهم ابواب السماء کی
تفسیر یہ ہی کہ کافرون کے مرنے کے بعد انکی روح خبیث کے واسطے آسمان کے دروازے نہ کھولے جاوینگے بلکہ اہانت کے ساتھ
عذاب سجین مین پھینکدیے جاوینگے وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ اور داخل ہونگے جنت مین یہانتک کہ گھسجاوے
اونٹ سوئی کے ناکے مین یعنی یہ غیر ممکن ہی ایسے ہی انکا جنت مین داخل ہونا غیر ممکن ہی پس حتی انتہا ہی انکے عدم دخول کے مشروط ایک
محال بات پر پس یہ مبالغہ ہی کہ نہ کبھی یہ محال بات ہوگی اور نہ وے جنت مین داخل ہونگے **قال البیضاوی** جمل وسم مین قراءات مین
پس پڑھا گیا جُمَّل بروزن قُمَّل اور جُمْل بروزن قُفْل ونغز اور جُمُل بضمتین اور جَمْل بروزن جَبْل یعنے کتان کی موٹی رسی اور بعض نے کہا
کہ کشتیون کے رسے اور سُم بالضم وبالکسر مشہور جَمَل بفتحتین یعنی اونٹ ہی اور سَم بالفتح ہی یعنی سوئی کا ناکا معالم مین ہی کہ عرب جب منع کو
موکد کرتے ہین تو نہونیوالی بات پر معلق کرتے ہین مثلاً کہتے ہین لا افعل ذلک حتی یشیب الغراب او ابیض القارہ یعنی مین ایسا نہ کرونگا
یہانتک کہ کوے کے پر بڑھاپے سے سپید ہوجاوین یا جم ہیا انڈے دیوے اور مراد انکہ کبھی نہ کرونگا ایسے ہی مراد آنکہ کافر کبھی
جنت مین داخل ہونگے وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ای مثل الجزاء المذکور نجزی الذین اجرموا بالکفر - مانند سزاے مذکور کے بدلا دیتے ہین
ہم اُن لوگون کو جنھون نے کفر کا جرم کیا لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ انکے واسطے جہنم سے مہاد یعنے بستر ہی وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ اور انکے
اوپر غواش ہین - ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ لحف ہین جمع لحاف اور یہی محمد بن کعب القرظی وضحاک وسدی سے مروی ہی حاصل آنکہ اوپر
آگ کے اغطیہ ہین اور اغطیہ جمع غطاء یعنی سرپوش اور جسمین کوئی چیز لپیٹی جاوے اور مراد یہان اوپر کا اوڑھنا پس غواش جمع غاشیہ اور
تنوین اسکی سیبویہ کے نزدیک یاء محذوفہ کا عوض ہی اور دوسرون کے نزدیک ظرف کی ہی وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ اور ایسی ہی
ہم ظالمونکو سزا دیتے ہین جنت سے محروم ہونے مین جرم کا ذکر کیا اور دوزخ مین داخل ہونے مین ظلم فرمایا اس تنبیہ کے واسطے
کہ سب سے بڑا جرم ظلم کفر وشرک ہی پھر وعید کفار کے بعد اکرام مومنین کو ذکر فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جو لوگ
ایمان لائے یعنی تصدیق کی اور نیک کام کیے - موصول مع صلہ کے مبتدا ہی اور قولہ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یہ جملہ معترضہ ہی
درمیان مبتدا وخبر کے اور اسکے معنی یہ ہین نہین تکلیف دیتے ہم کسی نفس کو مگر اسکی وسعت بھر یعنے جسقدر وہ عمل کرسکے **قال الزجاج**
وسع اسقدر کہ جسپر قدرت ہو اور اس سے عاجز نہو - اور جسنے کہا کہ وسع بمعنی بذل المجہود ہی اسنے غلط کیا اور اس سے ظاہر ہوا کہ
فرائض وواجبات جسطرح شرع مین آئے ہین سب داخل وسعت ہین خارج نہین ہین لہذا جو شخص کھڑے ہوکر نماز نہین پڑھ سکتا
مثلاً وہ بیٹھ کر پڑھے ورنہ لیٹ کر اشارہ سے پڑھے بالجملہ وسعت سے خارج تکلیف نہین حتی کہ جو باوجود قصد کے نماز کے وقت
سوگیا وہ گناہگار نہین لیکن جب جاگے تو قضاء کرے پھر مبتداء مذکور کی خبر یہ ہی اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
یعنے اُس صفت کے لوگ جنھون نے دل سے سچ مانا اور نیک کام کیے ہین یہ جنتی ہین یہ جنت مین ہمیشہ رہینگے اہل جنت کے درجہ جدا جدا ہونگے
اور کبھی بعض مومنون کو بعض کی طرف سے دنیا مین میل رہا پھر اگر جنت مین اونچے درجہ کی ہوس یا جس سے میل تھا اسکے دیکھنے سے
ملال ہو تو جنت مین کوئی ملال نہین لہذا انعام ذکر فرمایا وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اور نکال ڈالا ہمنے جو انکے سینون مین
تھا غل - یعنے حسد کہ جو دنیا مین انکے درمیان ہوگیا تھا اور نیز حسد **قال فی المعالم** یعنے ہمنے انکو بھائی بھائی کردیا کہ آمنے سامنے

Marfat.com

تختون پر رہینگے کوئی دوسرے سے کسی بات پرجس سے اللہ تعالی نے اسکو مخصوص فرمایا ہی حسد نہ کریگا کما فی قولہ تعالی اخوانا علی سرر متقابلین الآیۃ **قال الحافظ** قولہ تعالے ونزعنا ما فی صدورہم من غل یعنی حسد وبغض جیسا کہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب مومنین اس سے نجات پا جاوینگے کہ دوزخ مین بھیجے جاوین تو جنت و دوزخ کے درمیان ایک پل پر روکے جاوینگے پس جو مظلمہ کہ دنیا مین انکے درمیان تھے انکا قصاص لیا جائیگا یہانتک کہ جب مہذب وصاف ہوجاوینگے تو انکو جنت مین داخل ہونے کا حکم دیا جائیگا پس قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ ہر شخص جنت مین اپنے مسکن کو اس سے زیادہ پہچانیگا جتنا کہ دنیا مین اپنے گھر کو پہچانتا تھا رواہ البخاری - اور **سدی** رح نے کہا کہ جب جنتی لوگ جنت کو روانہ کیے جاوینگے تو اسکے دروازہ پر ایک درخت پاوینگے کہ جسکی اصل ساق سے دو چشمہ جاری ہونگے پس ایک سے پانی پینگے تو جو کچھ انکے سینہ مین غل ہوگا سب نکل جائیگا پس یہ شراب طہور[1] ہی اور دوسرے چشمہ سے نہاوینگے تو انپر نضرۃ النعیم جاری ہوگی پس اسکے بعد انکو شعث[2] کلح کبھی نہوگا اور حضرت امیر المومنین علی رض سے بھی اسی کے مانند مروی ہی کما سیاتی فی قولہ وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا الآیۃ انشاء اللہ تعالے - قتادہ رح نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ مین اور عثمان وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم انھین لوگون مین سے ہون جنکی نسبت اللہ تعالے نے فرمایا ونزعنا ما فی صدورہم من غل - رواہ ابن جریر اور عبد الرزاق نے روایت کی کہ حسن بصری رح نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ واللہ ہم ہی اہل بدر کے حق مین نازل ہوا قولہ ونزعنا ما فی صدورہم من غل **مترجم** کہتا ہی اسمین دلالت ہی کہ یہ میل انکے سینون مین ہو لیکن انکے دل صاف تھے والحمد للہ علی ذلک - پھر اور انکا حال پاکیزہ بیان فرمایا تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہِمُ الۡاَنۡھٰرُ جاری ہونگی انکے نیچے یعنی انکے مکانون کے نیچے نہرین پھر جب ان عالیشان مکانون مین اس نعمت سے قرار پکڑینگے تو شکریہ ادا کرینگے چنانچہ فرمایا وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدٰىنَا لِھٰذَا اور کہینگے کہ جمیع حمد ثابت ہی واسطے اللہ تعالی کے جسنے ہمکو ہدایت دی اسکی یعنی ایسے عمل خیر کی جسکے عوض یہ ثواب ہی وَمَا کُنَّا لِنَھۡتَدِیَ لَوۡلَاۤ اَنۡ ھَدٰىنَا اللّٰہُ اور ہم خود نہ تھے کہ ہدایت پاوین اگر ہمکو اللہ تعالے ہدایت نفرماتا لولا کا جواب بسبب دلالت ماقبل کے محذوف ہی اگر کہا جاوے کہ ماقبل کیون جواب نہین تو کہونگا کہ لولا کا جواب اسپر مقدم نہین ہوتا جیسا کہ علماء نحو نے تصریح کی ہی اور حذف جواب کے ساتھ اسطور پر شائع وذائع مستعمل ہی لَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ یہ بھی اہل جنت کا بقیہ قول ہی المعنی اور البتہ لائے تھے ہمارے پروردگار کے رسل علیہم السلام سچی بات یعنے سچے ایمان واعمال کی باتین اور سچے وعدے دیے تھے نسائی وابن مردویہ نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سب جنتی اور ہر آدمی دوزخ مین سے اپنا ٹھکانا دیکھیگا پس کہیگا لولا ان ہدانی اللہ پس یہ اسکے واسطے شکر ہوجاوے گا اور ہر دوزخی اپنا ٹھکانا جنت مین سے دیکھیگا پس کہیگا لو ان اللہ ہدانی پس اسکے واسطے حسرت ہوجائیگا اسی واسطے جب اہل جنت نے جنت مین اپنے ٹھکانے پائے وَنُوۡدُوۡۤا اَنۡ تِلۡکُمُ الۡجَنَّۃُ اُوۡرِثۡتُمُوۡھَا بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ پکارے گئے کہ یہ تمھاری جنت ہی جسکے تم وارث کیے گئے بسبب اپنے اعمال صالحہ ادا کرنے کے **قال محی السنۃ البغوی فی المعالم** بعض نے کہا کہ یہ ندا اسوقت ہوگی کہ جب دور سے جنت کو دیکھینگے اور بعض نے کہا کہ یہ ندا جنت مین ہوگی جب اپنے اپنے ٹھکانے پہونچ جاوینگے حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ آواز دینے والا پکاریگا کہ تمھارے لیے ثابت ہوا کہ زندہ رہو پھر کبھی نمروگے اور تمھارے لیے ثابت ہوا کہ نعمت مین رہو پھر کبھی محتاج نہوگے پس یہی ہی قولہ ونودوا ان تلکم الجنۃ اورثتموہا بما کنتم تعملون

[1] شراب طہور بہت پاک کرنیوالا ۱۲

[2] شعث پراگندگی بال ... ۱۲

رواه مسلم۔ **قال الحافظ** یعنے بسبب تمہارے اعمال کے تمکو رحمت الٰہی پہونچی پس تم جنت مین داخل ہو کر اپنے اپنے اعمال کے موافق اپنے اپنے ٹھکانے پہونچے **قال الحافظ** اور یہ تاویل اسوجہ سے واجب ہے کہ صحیحین مین آنحضرت صلعم سے ثابت ہوا کہ تم سددوا مقارب رہو اور خبردار ہو کہ تم مین سے کوئی بسبب اپنے اعمال کے ہرگز جنت مین داخل ہوگا یعنی بدون رحمت الٰہی کے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اور نہ آپ یا رسول اللہ تو فرمایا کہ اور نہ مین مگر آنکہ اللہ تعالے مجھکو اپنے فضل و رحمت سے ڈھانپ لے **قال المترجم** خود اللہ تعالے نے فرمایا۔ ذلک الفضل من اللہ یعنے جنت مین داخل ہونا فضل ہے اللہ تعالی کی طرف سے اور نیز فرمایا فسیدخلهم فی رحمة منه وفضل یعنی عنقریب اللہ تعالی ان نیکوکار بندونکو اپنی رحمت و فضل مین داخل کریگا یہی اہل سنت کا مذہب ہے اور کشاف ہیں معتزلہ کے قول کے موافق کہا کہ قوله بما کنتم تعملون یعنی بسبب اپنے اعمال کے وارث ہوئے نہ بسبب فضل الٰہی کے **قال المترجم** یہ قول اُسکا مردود ہے جیسا کہ حدیث صحیح و آیات دیگر سے ثابت ہوا اگر کہا جاوے کہ آیت مین تصریح ہے کہ بسبب عمل کے وارث ہوئے اور حدیث مین اُسکی نفی ہے تو جواب یہ ہے کہ بسبب اعمال کے رحمت ملی جس سے وارث ہوئے کما سبق۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری مین جواب دیا کہ حدیث مین نفی ہے بسبب ایسے اعمال کے داخل ہونے کے جو قبولیت سے خالی ہون یعنی کوئی شخص اپنے ایسے اعمال سے جو اللہ تعالے نے قبول نہین فرمائے جنت مین نہ داخل ہوگا اور آیت کریمہ مین ایسے اعمال کے سبب داخل ہونا ثابت کیا گیا جنکو اللہ تعالی نے قبول فرمایا ہے اور اعمال کا قبول کرنا فضل ہے اللہ تعالی کی طرف سے **قال القرطبی** بالجملہ جنت و اُسکے منازل بدون رحمت الٰہی کے نہین مل سکتے ہین پس جب اپنے اعمال کیوجہ سے داخل ہوئے تو اللہ تعالی کی رحمت سے وارث ہوے اور اُسکے فضل سے داخل ہوئے اسواسطے کہ اُنکے اعمال حضرت اللہ تعالی کی طرف سے رحمت و فضل ہین **قال المترجم** توضیح یہ ہے کہ اعمال صالحہ بندے کے مخلوق نہین ہین بلکہ نیکوکاری فضل و رحمت ہے اللہ تعالی کیطرف سے اور انھین اعمال کیوجہ سے جب جنت مین داخل ہوا تو درحقیقت اللہ تعالی کے فضل و رحمت سے داخل ہوا کیونکہ عمل صالح اسی وقت صالح ہے جب اُس کو اللہ تعالے قبول فرماوے اور قبول فرمانا اس کا فضل ہے پس اعمال صالحہ پر کچھ اعتماد نہین بلکہ اللہ تعالی کی قبولیت پر اور اُس کی رحمت پر بھروسا ہے پس جو نیک کام بندہ سے صادر ہو وہ اللہ تعالے کا فضل ہے اور پھر اسکے قبول فرمانے کی آرزو کرے جو کہ اسکے فضل پر موقوف ہے پھر جب قبول ہوئے تو اُسکے یہی معنی ہین کہ جنت و رضوان مین داخل ہوا اور بیان سے ظاہر ہوا کہ جس شخص نے یہ گمان کیا کہ اعمال نیک کچھ چیز نہین محض بیکار ہین اُسنے غلط کیا اور نیز جسنے یہ وہم کیا کہ اعمال پر اعتماد ہے وہی سبب ہین وہ بھی راہ غلط پر چلا اور تحقیق اسکی انشاء اللہ تعالی آویگی **ف فی العرائس** قوله ونزعنا ما فی صدورهم من غل اسمین حق تعالے عزوجل نے ثابت فرمایا کہ اہل ولایت و قرب و منزلت کے سینے باوجودیکہ نور اسلام و یقین کے مقامات مین ہین لیکن علت بشری یعنی غل و غش وغیرہ کے لئے بھی اہین گنجائش ہے اور ایسی علتون و بشریت کی جہت سے ولی مومن خارج نہین ہو جاتا پس کوئی گمان کرنیوالا یہ گمان نہ کرے کہ وے لوگ مقدس پیدا ہوئے اور اگر یہی ہوتا تو پھر یہ احسان کیونکر ہوتا کہ انکے سینے ہر ایسے خطرات سے پاک فرمائے جو حضرت اللہ تعالے کے لائق نہین اور تصدیق اسکی قول امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہے کہ فرمایا یہ آیت واللہ ہمین اہل بدر کے حق مین نازل ہوئی ہے اور نیز احتمال ہے کہ یہ نزع یعنے نکال لینا اشارہ ہے کہ انکے دل اس میل کچیل یعنی غل و حسد وغیرہ سے پاک پیدا ہوئے ہین اور پاک کیئے گئے ہین کیونکہ وہ اللہ تعالی کی نظر کا مقام ہین اور یہ علت حقد و حسد کی اُنکے سینون پر جاری ہو سکتی ہے

Marfat.com

جو دل سے الگ ہین کیونکہ وہ شیطانی وسوسہ کا مقام ہین کما فی قولہ تعالیٰ یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس۔ اور غلت جب دل مین داخل نہو تو اوپر سے طاری ہے اسکا اثر کچھ جانہین رہ سکتا پس اولیاء کی غلت تو سینون مین ہوسکتی ہے اور عوام کی غلت البتہ دلون تک سما جاتی ہے۔ بعض نے کہا کہ غل سے مراد باہمی حسد وبغض ہے جس سے آنحضرت صلعم نے فی قولہ لاتحاسدوا ولاتباغضوا ولاتدابروا مین منع فرمایا اور بقولہ کونوا عباد اللہ اخوانا۔ سے بھائی بھائی ہونے کا حکم دیا۔ بعض نے فرمایا کہ جو بندہ درگاہ قرب مین داخل ہوا اس سے نفس کی رعونت اور شیطان کے حظوظ نکل جاتے ہین جیسا کہ قولہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورہم من غل۔ سے ثابت ہے میرے نزدیک واللہ اعلم یون ہے کہ کوئی شخص درجہ ولایت کو نہین پہونچتا مگر آنکہ اوتعالیٰ قبل اسکے کہ وہ درجہ ولایت پر پہونچ جاوے اسکے سینہ کو تمام غلتون سے پاک کر دیتا ہے **قال المترجم** مجھے اسمین تامل ہے کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو اثر پہلے مروی ہوا اس سے صریح ثابت ہے کہ قیامت مین انکے سینون سے پاک کیا جائیگا اور یہ ظاہر ہے کہ ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرتبہ درجہ ولایت سے جو معروف ہے بہت بڑھا ہوا تھا حتی کہ کوئی ولی اُن کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا فافہم واللہ اعلم۔ ثم قال الشیخ۔ پھر اس آیت کے بعد اوتعالیٰ نے ان بندونکی ثنا وصفت فرمائی بایطور کہ انھون نے اپنے اوپر ازلی فضل الٰہی وقدیم لطف واحسان کو جو علت اعمال واکتساب سے بری ہے پہچانکر حمد الٰہی ادا کی جب کہ دیدار کی فضیلت وانعام جنت سے اپنے آپ کو مشرف دیکھا چنانچہ فرمایا وقالوا الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ۔ واضح ہو کہ اَن بمعنی اَنّہ ہے یعنی ان مشددہ کا مخفف ہے یا اَنْ مفسرہ بمعنی اَیْ ہے اور یہی مابعد کے چار مقامون مین بھی ہوسکتا ہے۔ اور معنی آنکہ ہمکو خود اوتعالےٰ نے اپنی ذات پاک کی طرف ہدایت فرمائی اور یہ اسکا سابق انعام مقدر ہے جو ازل مین ہوچکا تھا بعض نے کہا کہ ہمکو اپنی توحید پر دلالت فرمائی اور ہمکو اپنے علم قدیم مین اپنے خاص بندون مین سے قرار دیا اور ہمارے واسطے نہایت عزیز دین کو اختیار فرمایا اور اگر ہمکو ہمارے نفوس کی سپردگی مین فرماتا تو ہم اول ہی لحظہ مین تباہ وبرباد ہو جاتے۔ بعض مشائخ نے اس آیت مین کہا کہ ہیبت الٰہی پر نظر کرنے سے حال مین انقباض طاری ہوتا ہے اور بسا اوقات انبساط بھی ہوتا ہے اور بندہ ان دونون حالتون کے درمیان مین متردد رہتا ہے پس حال انبساط کا نتیجہ تھا کہ جو انھون نے الحمد للہ الذی ہدانا لہذا۔ کہا شیخ ابن عطاؒ نے کہا کہ جب انھون نے دیکھا کہ حق عزوجل نے انکو ہدایت فرمائی اور اس ہدایت کو حق جل وعلا کی طرف سے دیکھا تو وہ لوگ اپنے افعال واحوال کو بھول گئے

اور پہچان لیا کہ یہ فضل اور احسان ہی احسان ہے پس کھڑے ہوکر شکر ادا کیا

وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا

پکارا جنت والون نے آگ والون کو کہ ہم پا چکے جو ہمکو وعدہ دیا تھا ہمارے رب نے تحقیق سو تم نے بھی پایا جو تمھارے رب نے وعدہ دیا تھا تحقیق

قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا

بولے ہان پھر پکارا ایک پکارنے والے نے انکے بیچ مین کہ لعنت ہے اللہ کی بے انصافون پر جو روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہین

وقف لازم

عِوَجًا وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝

اسمین کجی اور وہ آخرت سے منکر ہین

وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اور پکارینگے جنت والے اَصْحٰبَ النَّارِ دوزخیون کو یعنی دوزخیون کو قائل کرنے اور لاجواب کرنے کو جنت والے آواز دینگے اور ظاہر یہ ہے کہ مطلقاً جنتی لوگ دوزخیون کو آواز دینگے اور بعض نے کہا کہ اصحاب الجنۃ

واصحاب النار مین لفظ جمع کا مقابلہ جمع سے ہے پس توزیع ہوکر فرد بمقابلہ فرد ہوگا تو جنت والون مین سے ہر فریق دوزخیون مین سے
ہر فریق کافر کو جسکو دنیا مین پہچانتا تھا آواز دیگا اور لفظ اصحاب النار سے ظاہرا وہ لوگ مراد ہین جو دائمی دوزخ مین رہینگے کیونکہ
گنہگار مسلمان جو دوزخ مین جاوینگے انکو وعدہ و وعید الٰہی مین شک نہین تھا پس انکو اقرار کرانے کے کوئی معنی نہین ہین پھر ندا کو بیان
فرمایا اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا ہمنے پایا جو ہمکو ہمارے رب نے وعدہ دیا تھا برحق یعنے وعدہ ثواب ہمنے برحق پایا
یعنے اسکی تحقیق تاویل ظاہر ہوگئی فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا پھر کیا تمنے بھی پائی جو تمکو تمھارے پروردگار نے عذاب
کی وعید فرمائی تھی برحق یعنے تمنے بھی وعید عذاب کو برحق پایا اور یہ استفہام تقریری ہے بغرض تبکیت و حسرت دلانے کی لہذا دوزخیون
نے ناچار جواب دیا جیسا کہ نقل فرمایا قَالُوْا نَعَمْ دوزخی بولے کہ ہان تحقیق پایا فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ فنادی منادی بین الفریقین
پھر پکارا ایک پکارنے والے نے دونون فریق کے درمیان مین سب کو سناکر اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ لعنت ہے اللہ تعالیٰ
کی ظالمون یعنی کافرون و مشرکون پر الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یعنے ایسے ظالم لوگ جو اپنی جانون پر ظلم کرنے کے باوجود
لوگون کو دین الٰہی سے روکتے وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور طلب کرتے سبیل کو اسطرح کہ ٹیڑھی ہووے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ
تعالیٰ کے سوائے اور کے لیئے عبادت نماز وغیرہ ادا کرتے اور جسکی اللہ تعالیٰ نے تعظیم نہین فرمائی اسکی تعظیم کرتے عوجا بفتح
عو جبکہ ہو اور بکسر عین جملہ دین مین اور امر مین اور ہر ایسی چیز مین جو قائم ہو اسکی کجی کو کہتے ہین اور بفتح عین ہر ایسی چیزین جو دیوار و نیزہ وغیرہ کے
مانند منتصب ہو ہوتے ہین حاصل آنکہ راہ مستقیم پر جسطرح وہ مستقیم ہے نہین چلتے بلکہ اسمین کجی و میلان چاہتے وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ
اور وہ آخرت و قیامت سے کافر ہے بعض نے کہا کہ یہ مؤذن کوئی ملائکہ ہونگے اور بعض نے کہا کہ اسرافیلؑ ہونگے قال الحافظ جیسے
اہل جنت کا دوزخیون کو توبیخ کرنا مذکور ہوا ایسے ہی رسول اللہ صلعم نے جنگ بدر کے روز کافر مقتولون کو جو قلیب بدر مین ڈالے گئے
تھے تقریع فرمائی تھی یعنے قلیب مذکور کے کنارے کھڑے ہوکر ابوجہل و عتبہ و شیبہ وغیرہ مقتول کافرون کا نام لیکر فرمایا کہ ہل وجدتم ما وعد
ربکم حقا فانی وجدت ما وعدنی ربی حقا پس عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایسی قوم سے خطاب فرماتے ہین جو مردار جیفہ
ہوگئے ہین تو فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے کہ جو مین کہتا ہون اسکو اس قوم سے زیادہ سننے والے
تم نہین ہو ولیکن یہ قوم اسکا جواب دینے کی استطاعت نہین رکھتی ہین مترجم کہتا ہے کہ علماء حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق مُردے نہین
سنتے ہین بدلیل آیات جو آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر آوینگی اور حدیث مذکور مین معجزہ ہے کہ آنحضرت صلعم کا کلام ان
مقتولون نے سن لیا و المسئلۃ معروفۃ

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ
اور دونون کے بیچ مین ایک دیوار ہے اور اسکے سرے پر مرد ہین کہ پہچانتے ہین ہر ایک کو انکے نشان سے اور پکارے جنت والون کو کہ سلامتی ہے
عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا
تمپر داخل نہین ہوئے جنت مین اور وہ امید وار ہین اور جب پھری انکی نگاہ دوزخ والون کی طرف بولے
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ع ۸/۱۲
اے رب ہمارے نہ کر ہمکو گنہگارون کے ساتھ

وَ بَيْنَهُمَا اى بين اصحاب الجنة واصحاب النار يعنى جنتيوں اور دوزخيوں کے درميان ميں حِجَابٌ ايک حجاب ہے جو درميان ميں حائل
ہے بعض نے کہا کہ وہی سور (دیوار) اعراف ہے کما فی قولہ تعالیٰ فضرب بینہم بسور الآیۃ۔ اور احتمال ہے کہ بینہما کی ضمیر خود جنت و دوزخ کی طرف راجع ہو
یعنے دوزخ و جنت کے بیچ میں ایک حجاب ہے جو ایک میں دوسرے کا اثر پہونچنے سے مانع ہے ذکرہ البیضاوی وَعَلَى الْاَعْرَافِ
اعراف دیوار جنت ہے اور وہی حجاب ہے اور یہ ابن عباسؓ سے مروی ہے اسیواسطے الاعراف معرف باللام آیا کیونکہ مراد اس سے
حجاب مذکور ہے اور زمخشری نے کہا کہ الاعراف ای اعراف الحجاب یعنی عالیہ یعنی حجاب مذکور کے اعراف پر یعنی بلندیوں پر
قال البیضاوی اعراف جمع عرف اور وہ مستعار از قول عرف الفرس و عرف الدیک ہے یعنے اسکی گردن کے بال اور بعض
نے کہا کہ انکو عرف اسواسطے کہتے ہیں کہ بہ نسبت باقی جسم کے اونچے ہوتے ہیں اور عرف ہر وہ چیز جو کسی شئی میں سے مرتفع ہو کیونکہ
وہ بسبب ظہور کے اعراف ہوتی ہیں بالجملہ معنی یہ کہ اعراف پر رِجَالٌ تھوڑے مرد ہیں یعنے اعراف پر ایک گروہ مردوں کا ہوگا
يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمٰهُمْ اى يعرفون كل واحد من اهل الجنة والنار بعلاماتهم وهى بياض الوجوه للمؤمنين وسوادها للكافرين لرؤيتهم لهم
او موضعهم حال۔ جو پہچانینگے ہر ایک فریق کو یعنی اہل جنت کو اور اہل دوزخ کو انکی علامتوں کی وجہ سے اور وہ علامت یہ ہے کہ مومنین
کے چہرے منور سپید ہونگے اور کافروں کے چہرے سیاہ ہونگے اور اعراف والے اس وجہ سے پہچانینگے کہ ان دونوں فریق میں سے
ہر ایک کو دیکھینگے کیونکہ وہ اونچی جگہ پر ہونگے اور بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ شناخت انکو الہام سے ہوگی یا ملائکہ کے سکھلانے
سے حاصل ہوگی سیما بر وزن فعلی ماخوذ از قولہم سام ابلہ یعنی چراگاہ میں اپنے اونٹ کو علامت لگا کر چھوڑا۔ یا وسم بمعنی داغ و علامت
ونشان سے ماخوذ ہے پس یہ مقلوب ہے جیسے جاہ کا لفظ مقلوب از وجہ ہے **مترجم** کہتا ہے کہ اسمیں اختلاف ہے کہ اعراف پر جو مرد ہونگے یہ
کون لوگ ہیں اسمیں تیرہ قول ہیں جنکو **قرطبیؒ** نے مفصل ذکر کیا جنمیں بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ از قسم ملائکہ ہیں بصورت رجال
اور بعض سے آدمی ہونا پھر بعض سے انکا اہل جنت سے افضل ہونا اور بعض سے مفضول ہونا معلوم ہوتا ہے ولیکن ان اقوال کے
واسطے کوئی دلیل قطعی نہیں اور **مترجم** کو بہتر معلوم ہوا کہ **حافظ ابن کثیر** رحمہ اللہ کی تفسیر سے یہ مقام ملخص ترجمہ کرے قولہ تعالیٰ وبینہما
حجاب الآیۃ حجاب حاجز جو دوزخیوں کو جنت میں آنے سے مانع ہے **قال ابن جریرؒ** وہ سور یعنی دیوار ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے
قولہ فضرب بینہم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب الآیۃ میں فرمایا ہے اور یہی اعراف ہے جسکو حق تعالیٰ نے قولہ وعلی الاعراف
رجال میں ذکر فرمایا ہے پھر سدیؒ سے روایت کی کہ حجاب وہ سور ہے اور وہ اعراف پر ہے۔ وقال مجاہد اعراف ایک حجاب درمیان جنت
و دوزخ کے ہے ایک دیوار ہے جسمیں دروازہ ہے **ابن جریرؒ** نے کہا کہ اعراف جمع عرف ہے اور ہر مرتفع زمین کو عرب والے عرف
بولتے ہیں اور عرف الدیک بسبب ارتفاع کے عرف کہلایا عن ابن عباس۔ اعراف ہر اونچی چیز کو کہتے ہیں۔ مجاہد عن ابن عباس
اعراف ایک دیوار ہے مانند عرف الدیک کے۔ وفی روایۃ عنہ۔ اعراف ایک اونچا ٹیلہ درمیان دوزخ و جنت کے ہے جسپر کچھ گنہگار
لوگ محبوس رہینگے وفی روایۃ عنہ اعراف دوزخ و جنت کے درمیان دیوار ہے اور یہی ضحاک و بہتیرے علماء تفسیر سے مروی ہے اور
سدیؒ نے کہا کہ اعراف اسواسطے نام ہوا کہ وہاں کے لوگ ایسے ہونگے کہ اور لوگوں کو شناخت کرینگے پھر مفسرین کی عبارات مختلف ہیں
کہ اعراف پر یہ کون لوگ ہیں ولیکن معنی ان مختلف عبارات کے قریب قریب ہیں اور مرجع انکا ایک معنی کی طرف ہے یعنی ایسی قوم ہوگی
جنکی نیکیاں و برائیاں برابر ہونگی اور حضرت حذیفہ و ابن عباس و ابن مسعود و بہت سے سلف رضی اللہ عنہم خلف رحمہم اللہ سے

یہ صریح منصوص روایت کیا گیا اور اسمین ایک حدیث مرفوع بھی ابن مردویہ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جسکی نیکیان و برائیان برابر ہون اسکا حال آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہی اعراف والے لوگ ہین جو جنت مین داخل نہین ہوے مگر طمع کرتے ہین **قال الحافظ** ہذا حدیث غریب۔ عبد الرحمن المزنی سے مرفوع روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے اہل اعراف کو فرمایا کہ وہ لوگ ہین جنھون نے اپنے باپ کی معصیت کی اور راہ خدا مین شہید ہوے پس باپ کی نافرمانی کیسے تو جنت مین داخل ہونے سے روکے گئے اور راہ خدا مین شہید ہونا انکو دوزخ مین داخل ہونے سے مانع ہوا۔ رواہ سعید بن منصور وابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن جریر والبیہقی والطبرانی وابو الشیخ وعبد بن حمید وابن منیع۔ وقد رواہ ابن ماجہ مرفوعًا من حدیث ابی سعید الخدری وابن عباس رضی اللہ عنہما **قال الحافظ** ان احادیث کا مرفوع ہونا واللہ اعلم صحیح ہو یا نہین ولیکن آخر اس سے کم نہین کہ یہ خبر موقوف ہو یعنے انھین صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول ہو تب بھی جو ہمنے ذکر کیا اسکے واسطے دلیل ہو۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ وہ ایسے لوگ ہین جنکی نیکیان و برائیان برابر ہین پس برائیون نے جنت مین جانے سے روکا اور نیکیان دوزخ سے آڑے آئین پس دیوار پر ٹھہرا رکھے گئے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ انکے درمیان حکم کرے۔ رواہ ابن جریر۔ اور عمرو بن جریر سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم سے اعراف والے لوگون کو پوچھا گیا تو فرمایا کہ بندون مین سے سب سے آخر جنکے درمیان اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماویگا وہ اہل اعراف ہین پس جب اللہ تعالیٰ بندون کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہوگا تو فرماویگا کہ تم ایسی قوم ہو کہ تمھاری نیکیون نے تمکو آگ سے نکالا اور تم جنت مین داخل نہوئے پس تم میرے آزاد کیئے ہوئے ہو پس تم جنت مین سے جہان چاہو کھاتے پھرو۔ رواہ سعید وقال الحافظ ہذا مرسل حسن۔ اور مجاہد سے مروی ہی کہ اعراف والی قوم صالحین فقہاء و علماء ہونگے اور ابو مجلز سے روایت ہی کہ وہ ملائکہ ہونگے اور حافظ نے ان دونون قولون کو غریب بلکہ قول دوم کو اغرب خلاف سیاق وخلاف جمہور قرار دیا **مترجم** کہتا ہی کہ مفسر نے بھی قول جمہور اختیار کیا کہ وہ ایک قوم ہی جسکی نیکیان و برائیان برابر ہونگی۔ اور ابن الجوزی نے ذکر کیا کہ وہ ایک قوم ہوگی جن سے انکے باپ راضی رہے اور مائین ناراض رہین یا برعکس ہوا اور اسکو ابراہیم بن نخعی سے روایت کیا اور پہلے معلوم ہوا کہ یہان دیگر اقوال ہین جنکے ثبوت مین کلام اور صحت مین مقال اور غرابت مین کمال ہی انکے ذکر سے تطویل بیفائدہ ہی بلکہ ترک کرنا صواب ہی قولہ یعرفون کلا بسیماہم۔ یعنی اہل جنت کو انکے چہرون کی سپیدی کے ساتھ اور دوزخیون کو انکے چہرون کی سیاہی کے ساتھ پہچانین گے۔ رواہ علی بن ابی طلحہ والضحاک عن ابن عباس اور بیضاوی نے جو کہا کہ یہ شناخت انکو بالہام یا بتعلیم ملائکہ ہوگی یہ قول بعید ہی اور صواب وہ ہی جو مفسر نے کہا کہ اونچے مقام سے وہ دونون کو دیکھکر پہچانینگے چنانچہ قولہ واذا صرفت ابصارہم سے یہ بات خود ظاہر ہی اور عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اسمقام پر انکو اسواسطے اتارا کہ جو لوگ جنت مین ہین اور جو لوگ دوزخ مین ہین انکو پہچانین اور دوزخیون کو انکے چہرون کی سیاہی سے پہچانین اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگین کہ انکو قوم ظالمین کے ساتھ نہ کرے وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اور اعراف والے یہ لوگ آواز دینگے اہل جنت کو کہ سلام علیکم یعنے اہل جنت کو تحیت پہونچا دینگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ یعنے اعراف والے جنت مین اب تک داخل نہین ہوئے اور وہ طمع کرتے ہین حسن بصری سے روایت ہی کہ یہ آیت کریمہ پڑھکر کہا کہ واللہ انکے دلون مین یہ طمع اسی واسطے ڈالدی کہ اُنکے حق مین کرامت کا ارادہ فرمایا ہی اور قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو انکے مقام طمع سے آگاہ فرمایا۔ اور عوفی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مین ہی کہ اعراف والے اپنی حالت مین

اہل جنت کو تحیت پہونچاوینگے ابھی تک وہ داخل نہین ہوئے اور طمع کرتے ہونگے کہ داخل ہون اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ داخل ہوجاوینگے
ولکذا قال مجاہد والضحاک والسدی والحسن وغیرہم۔ اور حذیفہؓ سے روایت مین ہو کہ پھر اعراف والے اس حال مین ہونگے کہ ناگاہ رب تعالے
عزوجل انپر تجلی فرماویگا اور حکم دیگا کہ جاؤ جنت مین داخل ہو کہ مین نے تمکو بخشدیا۔ رواہ الحاکم بالجملہ جسوقت اعراف پر ہونگے تو طمع کے
ساتھ اہل جنت پر سلام پہونچاوینگے وَاِذَا صُرِفَتۡ اَبۡصَارُهُمۡ تِلۡقَآءَ اَصۡحٰبِ النَّارِ اور جب پھیری جاوینگی نظرین اہل اعراف
کی بجانب دوزخیون کے قَالُوۡا رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ تو کہینگے اے ہمارے پروردگار تو ہم بندون کو قوم ظالمین
یعنے کافرون و مشرکون کے ساتھ دوزخ مین مت کیجیو۔ اسمین اشارہ ہو کہ اہل جنت پر انکی نظر جمی ہوگی اور دوزخیون کی طرف پھیری
جاویگی اور یہ دعا بھی سبب رحمت و مغفرت ہو فافہم **ف فی العرائس** قولہ تعالیٰ وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماہم الآیۃ
دنیا مین کچھ بندے ایسے ہین کہ انکے قلوب مقام ملکوت مین پرواز کرتے ہین اور انکی روحین انوار جبروت مین پرواز کرتی ہین اور انکی
عقلین اسرار پر مطلع ہوتی ہین اور انکے اسرار خاص انوار پر مطلع ہوتے ہین پس وہ نور الٰہی کے ساتھ عرش سے تحت الثریٰ تک
بقوت الٰہی دیکھتے ہین اور تمام کو پہچانتے ہین کہ کون مقرب ہو اور کون دور پڑا ہوا ہو اور یہ بات اہل مخلوق کے چہرون سے ظاہر ہوتی ہو اور
چہرون پر سعادت و شقاوت کی مہر ہو جسپر یہ امر لکھا ہوا ہو اسکو سوائے عارف ربانی کے کوئی نہین پڑھ سکتا ہو اسی واسطے آنحضرت صلعم
نے اشارہ فرمایا۔ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔ یعنے مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ تعالےٰ کے نور سے دیکھتا ہو اعراف
والے قیامت کے روز درگاہ عالی کی بلندیون پر ہونگے اور ہر دو جہان کے احوال پر مطلع ہونگے پس دوزخی ان لوگون کی طرف
نظر کرینگے تو عذاب کی بوجھ انکے دیدار سے برداشت کرلینگے۔ اور اہل جنت ان لوگون پر نظر کرینگے تو انکا عیش و سرور زیادہ ہوگا
یہ لوگ ہر قصوروار کے حق مین شفاعت کرینگے اور ہر نعمت والے کے لیے توفیر و مزید نعمت کے داعی ہونگے اور اسی پر دلالت
کرتا ہو قولہ تعالے ونادوا اصحاب الجنۃ ان سلام علیکم۔ اہل اعراف کی طرف سے اہل جنت پر سلام ہونا جنتیون کے حق مین مزید
تقرب ہو اور قولہ تعالیٰ لم یدخلوہا وہم یطمعون۔ یعنے اعراف والے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک انکا بڑا مرتبہ ہو مخلوق کی شفاعت
کرنے کو اس مقام پر روکے جاوینگے حالانکہ وے طمع کرتے ہونگے کہ جنت مین داخل ہو کر عوام کے ساتھ عیش کرین پس مثال
انکی مانند بادشاہون کے ہو کہ کم مرتبہ لوگون کے ساتھ انکو بیٹھنا پڑتا ہو حالانکہ دل انکے بادشاہت کی عیش کو چاہتے ہین ابوالحسن
الفارسی نے سہل بن عبداللہؒ سے روایت کی کہ اہل معرفت ہی اعراف والے ہونگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یعرفون کلا بسیماہم پس انکو
اس مقام پر اسواسطے رکھا کہ دونون جہان والے لوگون پر انکو مطلع فرمادے جیسے دنیا مین بندون کے احوال و اسرار پر مطلع کردیا تھا [تستری ۱۲]
بعض نے کہا کہ اعراف والے اور لوگون کو اس نشانی سے پہچانینگے جس سے انکو دنیا مین دیکھا تھا پس بہت سی قومین تو ایسی دیکھے
جنپر انوار قرب سے نشان ہوگا اور بہت سی قومین ایسی پہچانینگے جنپر مطرود و مردود ہونے کا نشان ہوگا **قال الاستاذ** یہ لوگ جو اعراف پر
ہونگے اشراف لوگ ہونگے جو آج کے روز انوار بصائر سے مخصوص فرمائے گئے ہین اور اپنے اسرار سے مقادیر خلق پر مشرف
ہوئے ہین وہ کل کے روز یعنے قیامت مین سب کے مقامات و طبقات پر اپنے ابصار سے مطلع ہونگے **قال المترجم** عرائس کے
بیان سے اہل اعراف کا اکابر و عارفین ہونا ظاہر ہو لہذا تفسیر علماء مفسرین سے بھی ایسے اقوال ذکر کرنا بیان مناسب معلوم ہوا
پس قشیریؒ نے شرحبیل بن سعدؓ سے ذکر کیا کہ اعراف والے شہید لوگ ہونگے۔ مجاہد سے مروی ہو کہ مومنین مین سے افضل و علماء

Marfat.com

وفقہار ہونگے جو اپنے ذاتی احوال سے فارغ ہوکر لوگون کے احوال دیکھنے کو مشغول ہونگے۔ بعض نے کہا کہ وہ انبیا علیہم السلام مین سے ایک گروہ ہوگا اُسکو زجاج ؒ نے ذکر کیا اور ابن الانباری ؒ نے حکایت کیا ہو۔ بعض نے کہا کہ وہ عادل لوگ ہونگے جو قیامت مین لوگون پر انکے اعمال کے شاہد ہونگے اور وہ ہر امت مین سے کچھ لوگ ہونگے۔ اور اسی کو ابو جعفر النحاس ؒ نے اختیار کیا اور کہا کہ جملہ اقوال مین سے یہ بہتر قول ہی اور تجھے معلوم ہو چکا کہ بسبب ظاہر قولہ تعالیٰ لم یدخلوہا وہم یطمعون کے ان اقوال مذکورہ مین بعد و غرابت ہی اور سب سے بعد قول ابو مجلز ؒ ہی کہ وہ ملائکہ ہونگے فلیتامل۔

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ○

اور پکارے دیوار کے سرے والے کچھ مردونکو کہ انکو پہچانتے ہین نشان سے بولے کیا کام آیا تمکو جمع کرنا اور جو تم تکبر کرتے تھے۔

اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○

اب یہ وہی ہین کہ تم قسم کھاتے تھے نہ پہونچاویگا اُنکو اللہ کچھ مہر چلے جاؤ جنت مین نہ ڈر ہی تمپر اور نہ تم غم کھاؤ

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا ای من اصحاب النار اور پکارینگے اعراف والے کچھ لوگون کو یعنے کچھ دوزخیون کو۔ يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ جنکو انکی نشانیون سے پہچانینگے کلبی ؒ نے کہا کہ انکو نام بنام آواز دینگے کہ او فلانے او فلانے قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ من النار جَمْعُكُمْ ای جماعتکم وکثرتکم او جمعکم المال یعنے نہ بچایا تمکو آگ سے تمہاری جمع نے یعنی تمہاری جماعت و جتھے نے یا تمہارے مال جمع کرنے نے وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ ما۔ مصدریہ ہی ای واستکبارکم عن الایمان۔ اور تمہارے تکبر و سرکشی نے ایمان لانے سے یہ جمعکم پر عطف ہی یعنی تمہارے جمع نے اور تمہارے استکبار نے آج تمکو آگ مین پڑنے سے کچھ بھی فائدہ نہ دیا کلبی نے کہا کہ پھر جنت کی طرف نظر کرینگے اور اسمین فقیر و غریب مسلمانونکو دیکھکر انکی طرف اشارہ کرتے ہوے دوزخ والے متکبر کافرون سے کہینگے اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ یعنے کافرونکو سرزنش و ملامت کرتے ہوئے کہینگے کہ بھلا یہ وہی لوگ ہین جنکے حق مین تم دنیا مین قسم کھایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت انکو نہ پہونچیگی، حالانکہ ان لوگون سے کہدیا گیا کہ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ تم لوگ جنت مین داخل ہو رحمت و فضل کے ساتھ درحالیکہ تمہارے حق مین مقدر ہوا کہ نہ تمپر خوف ہی اور نہ تم غمگین ہو۔ واضح ہو کہ جنھون نے اہل اعراف کی تفسیر مین کہا کہ اعراف والے لوگ بہ نسبت اہل جنت کے اشرف و افضل ہونگے انھون نے آیت کی تفسیر یون بیان کی ہو کہ اعراف والے پہلے سے اس مقام پر بیٹھینگے اور وہ جنتیون اور دوزخیون مین سے ہر فریق کو اسکی علامت سے پہچان جاوینگے پس جب اہل جنت اپنے اچھے مسکن مین جانے کو قریب پہونچین گے تو انکو آواز دینگے کہ سلام علیکم یعنے جنت مین آنے کی مبارک باد و سلامتی دینگے لم یدخلوہا وہم الخ درحالیکہ جنت والے جنت مین پہونچ جانے کی طمع کرتے ہونگے اور ہنوز داخل نہوئے ہونگے۔ اور جب دوزخیون کی طرف نظر ڈالینگے تو دعا و پناہ مانگینگے کہ پروردگار رکھو ان ظالمونکے ساتھ نفرما یو۔ اور دوزخیون کو پہچانکر کہینگے کہ آج تمہارے تکبر و جمع نے تمکو دوزخ سے نجات دلوانے مین کچھ فائدہ نہ دیا اور ضعیف مسلمانون کی طرف اشارہ کرکے ان دوزخیون کو حسرت دلانے کو کہینگے کہ یہی ہین جنکی نسبت تم قسم کھایا کرتے تھے کہ انکو رحمت الٰہی ہرگز نہین پہونچے گی پھر ان مسلمانون سے کہینگے کہ شاباش تم اللہ تعالے کے فضل و رحمت سے جاؤ جنت مین داخل ہو اور بنا بر قول جمہور کے تقدیر کلام یون ہی کہ یقولون مشیرا الی ضعفاء المسلمین اہؤلاء الذین اقسمتم لا ینالہم اللہ برحمۃ وقد قیل لہم

Marfat.com

ادخلوا الجنة الخ جیساکہ مذکور ہوا **قال علی بن ابی طلحة عن ابن عباس** یعنے اصحاب اعراف کہینگے کہ ادخلوا الجنۃ الخ۔ اور ابن جریرؒ نے بطریق دیگر ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جب اعراف والے جنتیون و دوزخیون سے وہ بات کہ چکینگے جو اللہ تعالی نے کہنا مقدر فرمائی ہو تو تکبر کرنے والون اور مالدارون سے اللہ تعالے فرماویگا اہولاء الذین اقسمتم لاینالہم الخ اور **حافظ ابن کثیرؒ** نے یہان ذکر کیا کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ اعراف والے ایسی قوم ہین کہ انکے اعمال نیک و بد مخلوط ہوگئے پس نیک اعمال تو جنت مین جانے سے کمی کرینگے اور بد اعمال بھی ایسے نہونگے کہ دوزخ مین لیجاوین پس وہ اعراف پر رکھے جاوینگے کہ لوگون کو شناخت کرین پھر جب اللہ تعالے بندون کے درمیان فیصلہ پورا کردیگا تو ان لوگون کو اجازت فرماویگا کہ اپنے واسطے سفارشی ڈھونڈو پس آدم علیہ السلام کے پاس آکر کہینگے کہ آپ ہمارے باپ ہین آپ پروردگار عزوجل کے حضور مین سفارش فرماوین آدمؑ فرمائیگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالے نے میرے سوائے کسی کو اپنے ہاتھون پیدا کردیا اور مجھمین روح پھونکی اور اسکی طرف رحمت الٰہی نے غضب الٰہی پر سبقت فرمائی اور اسکے واسطے ملائکہ نے سجدہ کیا ہو تو کہینگے کہ نہین تب آدمؑ فرمائیگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا ہون اور مین تمہاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم لوگ ابراہیمؑ کے پاس جاؤ پس ابراہیمؑ کے پاس آکر شفاعت کے خواستگار ہونگے وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ میرے سوائے کسی مخلوق کو اللہ تعالے نے ایسا کیا کہ اپنا خلیل بنایا اور جانتے ہو کہ بھلا کسی اور کو اسکی قوم نے اللہ تعالے کے معاملہ مین آگ مین ڈالا ہو تو کہینگے کہ نہین تب ابراہیم فرماویگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا اور مین تمہاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم میرے فرزند موسیٰؑ کے پاس جاؤ پس وہ لوگ موسی علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ میرے سوائے کسی سے اللہ تعالے نے کلام کیا اور مناجات مین اسکو مقرب کیا تو کہینگے کہ نہین وہ فرمائیگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا اور تمہاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم عیسیٰؑ کے پاس جاؤ پس عیسیٰؑ سے آکر سفارش کے خواستگار ہونگے وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ میرے سوائے کسی کو اللہ تعالی نے یہ کیا ہو کہ اس کو بدون باپ پیدا کیا اور اسنے مادر زاد اندھے و کوڑھی بارادۂ الٰہی اچھے کیئے اور مردے بارادۂ الٰہی زندہ کیئے ہون تو کہینگے کہ نہین۔ وہ فرمائیگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا اور تمہاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ پس وہ محمد صلعم کے پاس آوینگے حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب مجھ سے آکر سفارش چاہینگے تو مین ہاتھ اپنے سینہ پر رکھکر اقبال کرونگا پھر چلکر عرش کے روبرو حاضر ہونگا پس ایسی ثنا و صفت و حمد الٰہی مجھکو علم مین حاصل ہوجائیگی جو سننے والون نے کبھی نہین سنی پھر مین سجدہ مین ہوجاؤنگا تو مجھسے ارشاد ہوگا کہ اے محمد اپنا سر اٹھا اور مانگ کیا مانگتا ہے تجھکو عطا ہوگا اور سفارش کر کہ تیری سفارش سنی جاویگی پس مین سر اٹھا کر عرض کرونگا کہ یا ربّ امتی۔ اے پروردگار میری امت کو بخشدے پس او تعالی عزوجل فرماویگا کہ وہ تیرے واسطے ہین یعنے تجھے بخشنے گئے پس کوئی نبی مرسل اور کوئی فرشتہ مقرب نہ رہیگا جو مجھپر غبطہ نہ کرے اور یہی مقام المحمود ہے پھر مین انکو جنت مین لاؤنگا اور وہ لوگ نہر الحیاۃ پر لیجا کر نہلائے جاوینگے پس اُن کے اجسام مثل چمکتے تارے کے ہوجائینگے ولیکن انکے سینون مین سپید تل ہونگے جس سے انکی شناخت ہوگی اور ان لوگون کو مساکین اہل جنت کہینگے **قال المترجم** یون ہی اس مقام پر شیخ ابن کثیرؒ کے نسخہ تفسیر مین لکھا ہے اور شفاعت و مقام محمود کی احادیث کثرت سے متواتر المعنی مروی ہین ولیکن انہین یون ہے کہ بہت لوگون کو دوزخ مین سے نکال لاوینگے پس شاید کہ اول مین ابتداءً انہین لوگون سے ہو جو اہل اعراف ہین بنابر آنکہ اہل اعراف ایسے لوگ ہونگے جو دوزخ مین نہین داخل ہوئے اور جنت مین بھی نہین داخل ہوئے بلکہ نیکیان و برائیان برابر ہونے کی وجہ سے اعراف پر محبوس رہے ہین جیساکہ قول جمہور ہے اور البتہ ثابت

ہوا کہ مطلقاً شفاعت اس مقام محمود کی شفاعت سے عام ہو اور وہ حساب کے واسطے بھی ہوگی جیسا کہ احادیث صحاح مین ثابت ہوا ہو
اور یہ مقام اسکے بیان کا نہین ہو اور مسلم بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ اہل اعراف وہ لوگ ہونگے جنپر قرضہ ہو۔ کما رواہ ابن ابی حاتم
اللہم سہل علی اداء الدین واقض دینی یا ارحم الراحمین بعض نے کہا کہ اہل اعراف مشرکون کے بچے جو مر گئے۔ اور بعض نے کہا کہ جنون
مین کسے مومن لوگ ہونگے اور بعض نے کہا کہ زمانہ فترت مین جو لوگ موحد رہے ہین۔ بالجملہ اسمین کوئی بات قطعی نہین اور اللہ تعالے
دانا تر ہو کہ کون مراد ہین۔

وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ
اور پکارے آگ والے جنت والون کو کہ بہاؤ ہمپر تھوڑا پانی یا جو روزی تمکو دی اللہ نے بولے اللہ نے یہ
حَرَّمَهُمَا عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۚ فَالْیَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا
دونون بند کیے ہین منکرون سے جنھون نے ٹھہرایا اپنا دین تماشا اور کھیل اور بہکے دنیا کی زندگی پر سو آج ہم انکو بھلا دینگے جیسے
نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَ مَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ۝
وہ بھولے اپنے اُس دن کا ملنا اور جیسے تھے ہماری آیتون سے جھگڑتے۔

اس آیت مین اللہ تعالی نے دوزخیونکے حال ذلت و رسوائی اور اہل جنت سے کھانا پانی مانگنے کو اور اس سوال گدائی کے قبول نہونیکو بیان فرمایا وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ النَّارِ
اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ یعنی دوزخیون نے پکار کر مانگا اہل جنت سے اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ یہ کہ افاضہ کرو ہمپر کچھ پانی اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ یا جو تمکو اللہ تعالے
نے رزق دیا ہو اسمین سے افاضہ بمعنی توسعہ یعنی کشایش و فراخی دینا اور معنی یہ کہ بہادو ہمپر کچھ پانی اور اسمین دلیل ہو کہ جنت بہ نسبت دوزخ کے اونچے پر ہوگی
قالہ البیضاوی اور رزق سے مراد طعام ہو کما قال سدی یا اور پینے کی چیزین مراد ہین بہ نظر لفظ افاضہ کے اس مین سیلان کے معنی ہین اور
مفسر رح نے قول سدی رح کو اختیار کیا پس افیضوا علینا متضمن معنے القاء ہے یعنے ہماری طرف ڈالدو خواہ بہاکر
یا اور کسی طور سے اور فعل مین تضمین معنے دیگر کا ہونا استعمال عرب مین شائع ہے مانند قول شاعر ؎ علفتہا تبنا و ماءً
باردا ٭ یعنی مین نے ناقہ کو چرائی خشک گھاس اور ٹھنڈا پانی یعنی ٹھنڈا پانی پلایا پس تعلیف متضمن معنی سقایہ ہو پھر حرف آو جو قولہ او
مما رزقکم مین ہو یا تو اپنے معنی پر ہو یعنے دوزخیون نے بھیک مانگی کہ پانی یا کھانا جو کچھ تمھارا جی چاہے یا جس سے ہو سکے ہمکو دیدو اور یا حرف
او بمعنی واو ہو کیونکہ آگے دونون کی حرمت کافرون پر مذکور ہو اور عبدالرحمن بن زید نے تفسیر کی کہ دوزخی انسے پانی اور کھانا مانگینگے سعید
بن جبیر رض سے روایت ہو کہ دوزخی آدمی اپنے باپ یا بھائی کسیکو پکاریگا کہ مین آگ سے جل گیا میری طرف ذرا سا پانی بہادے تو اہل جنت
کو حکم ہوگا کہ انکو جواب دو تو وہ لوگ جواب دینگے جو مذکور فرمایا قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الْكٰفِرِیْنَ کہینگے کہ اللہ تعالے نے
اس کھانے و پانی دونون کو کافرون پر حرام فرمایا ہو یعنے جنت کے کھانے و پانی کو حرام فرمایا ہو اور نہ دوزخ کے حمیم اور غساق کو
اعوذ باللہ منہ یہ لوگ پا دینگے چنانچہ انشاء اللہ تعالے کلام مجید مین اسکا بیان آویگا اگر کہا جاوے کہ تحریم و تحلیل تو ان لوگون پر ہوتی ہو
جن سے ایمان کے موافق احکام کی بجا آوری کو کہا گیا ہو اور دار آخرت مین یون کوئی مکلف نہوگا بلکہ یہ تو فقط دنیا مین ہو پھر کیونکر کہا کہ
اللہ تعالے نے کافرون پر حرام کیا۔ تو جواب یہ کہ حرمت بمعنی منع ہو یعنے کافرون پر ممنوع فرمایا جیسے دنیا مین بندہ مومن کو اشیاء
محرمات سے منع فرمایا ہو جو لوگ یہان شراب وغیرہ حرام چیزون سے نہین بچتے انکو آخرت مین حسرت ہوگی فافہم ابن عباس رض سے

Marfat.com

مروی ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ افضل الصدقہ پانی ہو اور اسی آیہ کریمہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ ابو صالحؒ سے مروی ہو کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو مشرکون نے اُنسے کہا کہ اگر آپ اپنے اس بھتیجے یعنی محمد صلعم کے پاس کسی کو بھیجین کہ وہ جنت سے ایک خوشہ آپکو منگوا دے تو آپکو اس سے صحت ہو جاوے پس آنحضرت صلعم کے پاس آدمی آیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم کے پاس بیٹھے تھے پس ابو بکر نے اس آدمی کو جواب دیا کہ ان اللہ حرمہما علی الکافرین پھر اللہ تعالےٰ نے کافرون کی حالت دنیاوی سے انکی مذمت بیان کی بقولہ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا یعنے جنت کا کھانا پینا کافرون پر حرام کیا جنکی یہ بدخصلت تھی کہ انھون نے اپنے دین کو لہو ولعب بنالیا تھا۔ یہ بیان مبالغہ ہو کہ دین سے بالکل خارج تھے اور جس چیز کے ساتھ بہت صرف کرنا خوب نہین اسمین مصروف ہونا لہو ہو اور جس سے خوشی کی خواہش کرنا خوب نہین اس چیز سے خوشی کو چاہنا لعب ہے پس ہر شئی وہر طریقہ جو شرع مین روا نہین لہو ولعب ان دو اعتبار سے ہوگا فی السراج یہ لہو ولعب جیسے شیطان نے مشرکین عرب کی نظر مین سانڈ چھوڑنا اور جانورون کے کان کاٹنا و ننگے طواف کرنا وغیرہ بدکامون کی زینت ظاہر کی تھی بعض نے کہا کہ دین کو لہو ولعب اس معنی کر کے بنایا تھا کہ جو کوئی پیغمبر یا نیک آدمی اُن کو ایمان کی طرف بلاتا تھا اس کو لہو ولعب و تمسخر سے مسخرہ بناتے تھے اور انکو حقیر و ذلیل سمجھکر کہتے کہ کیا یہی لوگ جنت کی نعمتون سے سرفراز ہونگے۔ وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اور مغرور کر دیا تھا انکو زندگانی دنیا نے یعنی سردست جو راحت وآرام ناپید ہونے والا انکو ملا اُسنے اپنے اوپر فریفتہ کر کے انکو اللہ تعالیٰ و رسول الٰہی پر ایمان لانے اور آخرت کا حصہ لینے سے غفلت مین ڈال رکھا یہانتک کہ اسی حال خراب مین انکی موت آگئی۔ غرہ اس غفلت کو کہتے ہین جو جاگتے مین ہو اور وہ انسان کی طمع اس بات مین کہ عمر دراز ہو اور خوب عیش ملے اور بہت مال و جاہ حاصل ہو پھر جب ایسا ہوا تو دنیا کی لذتون مین ڈوب کر نجات سے غافل ہو گیا۔ کذا فی السراج۔ پھر جب کافرون کی یہ بد خصلتین بیان فرمائین تو پھر فرمایا فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَذَا ای فالیوم نترکہم فی النار جیاعا عطاشا کما نسوا لقاء ہذا الیوم بترکہم العمل لہ یعنے پس آج کے روز ہم بھی انکو آگ مین بھوکے پیاسے چھوڑ دینگے جیسے وہ خود بھولے بیٹھے رہے اس روز کی ملاقات سے باین طور کہ آج کے واسطے خود کچھ کام نہین کر رکھا اگر کہا جاوے کہ نسیان وبھول تو اللہ تعالےٰ کی جناب مین محال ہو پھر فالیوم ننساہم کیونکر فرمایا۔ تو جواب یہ ہو کہ ننساہم کے یہ معنی کہ نعاملہم معاملۃ من نسیہم۔ انکے ساتھ ہم وہ برتاؤ کرینگے جیسے انکو بھولنے والا انکے ساتھ کرتا۔ اللہ تعالےٰ کے علم پاک سے کوئی چیز فراموش نہین چنانچہ خود فرمایا۔ لا یضل ربی ولا ینسی۔ اور یہان بطریق مقابلہ کے مجازاً فرمایا ہو جیسے قولہ نسوا اللہ فنسیہم۔ اور جیسے فرمایا۔ کذلک اتتک آیاتنا فنسیتہا وکذلک الیوم تنسی۔ حاصل آنکہ آیت کے معنی یہ ہین کہ ہم انکے ساتھ وہ برتاؤ کرینگے جیسے کوئی بھول کر اپنے بھولے ہوئے سے معاملہ کرتا ہو کہ ہم انکی کچھ دستگیری نکرینگے اور بالکل انکو آگ مین چھوڑ دینگے اور فالیوم کی فا فصیحہ ہو پس نسیان یہان مجازاً استعارہ ہو اور قرآن مجید مین ایسے استعارات بہت آئے ہین کیونکہ جو معانی عالم الغیب کے ہین انکو عالم الشہادۃ مین ایسی چیز سے تعبیر کیا جائیگا جو اسکے مماثل ومشابہ ہو اور یہ خود ظاہر ہو۔ **قال العوفی عن ابن عباس**۔ دوزخیون کو اللہ تعالےٰ نے بھلائی سے گویا فراموش فرمایا اور آگ و تکلیف وعذاب سے فراموش نہین رکھا۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے ننساہم کی تفسیر نترکہم سے روایت کی جیسا کہ مفسرؒ نے لکھا ہو۔ مجاہدؒ نے کہا کہ ننساہم ای نترکہم فی النار۔ اور سدیؒ نے کہا ای نترکہم من الرحمۃ کما ترکوا ان یعملوا للقاء یومہم ہذا یعنے ہم انکو رحمت سے متروک رکھینگے جیسے انھون نے ترک کر رکھا تھا اس بات کو کہ آج کے دن کے واسطے کچھ کار خیر کرین۔ حدیث صحیح مین ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندے سے فرماویگا کہ بھلا مین نے تجھے جورو نہین دیدی مین نے تجھے مکرم نہین کر دیا مین نے تیرے زیر فرمان گھوڑے و اونٹ نہین کر دیے مین نے تجھے نہین چھوڑ دیا کہ تو کھاتا پھرے سیر ہو کر وہ عرض کریگا کہ ہان کیون نہین پھر فرماویگا کہ بھلا تجھے یقین تھا کہ مجھسے ملیگا وہ عرض کریگا کہ نہین پس فرماویگا کہ پھر آج

کے روز ہم بھی تجھے فراموش کرینگے جیسے تو ہمکو بھولا ہوا تھا وَمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ اور جیسا کہ وہ ہماری آیات سے انکار کیا کرتے تھے اور جیسے انہوں نے ہماری آیات سے انکار کیا تھا اسمین دلیل ہو کہ نسیان قیامت اور نسیان آیاتِ الٰہی انھین بندونکو ہو جو کافر ہین اور جو ایمان لایا وہ فراموش کرنیوالا نہین ہو مگر جو کوئی قیامت کے لیئے سامان نہ کرے اسکے حق مین تہدید ہو۔ فتامل ف ابن العربیؒ نے رحمت الٰہی کے غضب پر سبقت کیئے ہوئے ہونے کو ہر چیز مین ثابت کیا حتی کہ دوزخیون کے حق مین بھی بیان کیا اور اسی طور پر شیخ شیرازیؒ نے عرائس البیان مین قولہ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنۃ ان افیضوا علینا من الماء الآیۃ کے اشارہ مین کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے یہ بات ہو کہ دوزخیون کے واسطے اہل جنت کا پردہ اٹھا دیا ہو حتی کہ جنت وجنتیون کے دیکھنے سے وہ لوگ عذاب سخت کو اٹھا لیتے ہین اور یہ اوتعالےٰ کے الطاف خفیہ مین سے ہو تو نہین دیکھتا کہ عاشق اگر برف یا زمہریر مین پڑا ہو اگر معشوق پر اسکی نظر رہے تو اسکے دیدار کی حلاوت مین برف سے گل جانے کا دکھ نہین پاتا تجھے چاہیئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ یاد کر کہ عورتون نے انکے دیدار مین کیونکر اپنے ہاتھ کاٹ لیئے اور کٹنے کے درد سے خبر نہوئی مین نے سُنا کہ مشائخ مین سے کوئی بزرگ تھے کہ اپنے مکان کے پڑوس کی مسجد مین مغرب وعشاء کے درمیان جاتے تھے تاکہ عشاء کی نماز ادا کرین اور ان دنون برف گرا کرتا تھا پس راہ مین دیکھا کہ ایک جھروکے کے نیچے ایک نوجوان آدمی اپنے معشوق سے باتین کرتا ہو اور معشوق جھروکے پر ہو اور یہ دونون اپنی باتون مین ایسے غافل تھے کہ انکو شیخ موصوف کے آنے سے خبر بھی نہوئی پھر جب شیخ موصوف عشاء کی نماز کے بعد واپس ہوئے تو بھی انکو اسی حال مین دیکھتے آئے پھر رات گذر کر جب صبح کی نماز کا وقت قریب ہوا اور شیخ موصوف لالٹین لیئے ہوئے مسجد کو چلے تو دیکھا کہ وہ دونون اسی حال سے باتین کرتے ہین اور برف اُسکے گھٹنون تک چڑھ گیا ہو جب قریب ہوئے تو معشوق نے عاشق سے کہا کہ ای پیارے ہو وقت ٹلی کہ شیخ نماز عشا کو جاتا ہو۔ اور یہ جدائی پیش آنے سے دردناک شعر پڑھا شیخ یہ حال دیکھکر روئے اور ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گئے۔ پھر ہوش آیا تو ایک نعرہ مارا اور گریبان چاک کر ڈالا اور کہا کہ آدمیون کے آپس کے عشق مین یہ حال ہو کہ عشاء وفجر کی خبر نہین اور برف وسردی سے اثر نہین اور مین حضرت خالق عزوجل کے اس پردۂ غفلت مین پڑا ہون ؎ عشق آن بنود کہ در مردم بود ٭ این فساد خوردن گندم بود ٭ عاشق صنع خدا با فر بود ٭ عاشق مصنوع او کافر بود ٭ عشق بر مردہ نباشد پائدار ٭ عشق را برحی و بر قیوم دار ٭ عشق آن بگزین کہ جملہ انبیاء ٭ یافتند از عشق او کار و کیا ٭ قولہ افیضوا علینا من الماء اسواسطے پانی مانگا کہ وہ آگ کا ضد ہو اور اشارہ ہو ای درگاہ بے نیاز کے بندو کچھ ہمپر بھی دریائے رحمت سے پانی بہا دو یا جو کچھ تمکو رزق تقرب حاصل ہوا ہمین سے ہمکو بھی دلادو یعنی ہماری شفاعت کرو حضرت استادؒ نے فرمایا کہ انکو ایک قطرہ نہ دیا جائے گا باوجود اسکے کہ اوتعالےٰ پاک پروردگار انکے عذاب دینے سے بے پرواہ ہو اور جو چاہے کہ انکو دیدے سا وہ چاہے جس نعمت مین انکو رکھے ولیکن یہ قہر ربوبیت وعزت لعدیت ہو وہ قادر مختار ہو جو چاہے کرے کون وہان دم مار سکتا ہو لایسئل عما یفعل وہم یسئلون جیسے دنیا مین انکو ایک ذرہ معرفت نہ دی ویسے ہی آخرت مین ان حالتون مین انکو ایک قطرہ نہ عطا کریگا اور یہ لوگ پانی مانگین کہ اس سے روئین کیونکہ انکے آنسو منقطع ہونگے

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ

اور ہمنے انکو پہونچا دی ہو کتاب جو کھول کر بیان کی ہو خبرداری سے راہ بتاتی اور مہربانی ایمان والے لوگون کو — کیا راہ دیکھتے ہین مگر یہی کہ وہ پڑے جسدن

يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ

ٹھیک پڑے گی کہنے لگین گے جو اسکو بھول رہے تھے — بیچ بات لائے تھے ہمارے ربکے رسول — اب کوئی ہین سفارش والے تو ہماری سفارش کرین

ع ۶ ۱۲

اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

یا ہمکو پھر جانا ہو تو ہم کام کرین سواے اُسکے جو کررہے تھے تحقیق ہارے اپنی جان اور بھول گیا جو جھوٹھ بناتے تھے

جب اللہ تعالے عزوجل نے کافرون کی آخرت کا حال اور جس خرابی کی طرف انکا انجام ہوا ہی بیان فرما دیا تو اب یہ بھی ظاہر فرمایا کہ دنیا مین
انکے علل و اعذار سب اس طرح دفع کردیے تھے کہ رسول ہدایت کرنے والے اور کتابین رحمت سے بھیجدی تھین چنانچہ فرمایا وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ
بِكِتٰبٍ اور البتہ اُتار دی ہمنے اُنکے پاس کتاب۔ یہان دو تفسیرین ہین ایک یہ کہ ضمیر ہم راجع بجانب اصحاب النار ہی یعنی اصحاب النار
کی ہدایت کے لیئے دنیا مین ہمنے کتاب دیدی تھی اور کتاب سے جنس مراد ہی پس ہر فریق دوزخی کو کسی کتاب آسمانی کی پیروی کا حکم ہوا
تھا مگر اُسنے نہ مانی اور آخر دوزخی ہوا۔ دوم یہ کہ ضمیر راجع باہل مکہ ہی اور کتاب سے قرآن مراد ہی اور یہی مفسر رح نے اختیار کیا یعنی البتہ ہمنے
اہل مکہ کو ایمان لانے و عمل نیک ادا کرنے کے واسطے کتاب دی جسکی یہ صفت ہی کہ فَصَّلْنٰهُ عَلٰي عِلْمٍ ای بیناہ بالاخبار والوعد والوعید
حال کوننا عالمین بما فصل فیہ یعنی ایسی کتاب کہ ہمنے اسکو مبین کردیا اخبار و وعدہ و وعید سے درحالیکہ ہم خوب جانتے ہین جو کچھ اس کتاب
مین مفصل ظاہر ہی یعنے عقائد و احکام و وعظ و نصیحت سب کو ہمنے ظاہر کھلا کھلا فرما دیا اور ہمنے اسکی وجہ تفصیل سے آگاہی کے ساتھ
بیان کیا ہی یہانتک کہ کتاب موصوف ایک کتاب محکم ہوئی۔ کما فی قولہ کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت الآیۃ اور قرآن مین نو قسم کی تفصیل و تبیین ہی حلال حرام
محکم متشابہ۔ بشارت انذار قصص۔ وعظ مثل۔ اور بعض نے کہا کہ تفصیل سے مراد حق و باطل کی تمیز ہی۔ بالجملہ قولہ علی علم حال ہی اے
فصلناہ عالمین۔ اور یہ بین دلیل ہی کہ اللہ تعالے عالم علیم ہی یعنے یہ صفت پاک اسکی ذات پاک کے لیئے ثابت ہی اور بعض نے اسکو کتاب
کی ضمیر سے حال قرار دیا یعنے مشتملاً علی علم درحالیکہ وہ کتاب مشتمل ہی علم خاص پر۔ اور بعض قراءۃ مین فضلناہ بضاد معجمہ آیا یعنے تفضیل دی ہمنے
اس کتاب کو دیگر کتب آسمانی پر درحالیکہ ہم خوب جانتے ہین کہ یہ اسی فضیلت کے لائق ہی یہ قراءۃ مؤید ہی تفسیر دوم کی جسکو مفسر رح نے
اختیار کیا ہی پھر فصلناہ کی ضمیر ہارسے جو کتاب کی طرف راجع ہی حال فرمایا هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ یعنے درحالیکہ یہ کتاب
ہدایت و رحمت ہی ایسی قوم کے واسطے جو اسپر ایمان لاتے ہین پھر کافرون کو تنبیہ فرمائی هَلْ يَنْظُرُوْنَ ما ینتظرون نہین انتظار کرتے ہین
اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ مگر اسکی تاویل کا۔ یعنے اس کتاب مین جو وعدہ و وعید مذکور ہین اور اس سے ظاہر ہوتے ہین انکے ظہور سے اسکی سچائی کھلجائیگی
انتظار کررہے ہین یعنے کافرون کے حق مین جو عذاب کا اور مومنون کے واسطے ثواب کا وعدہ ہی اور جنت و دوزخ کا بیان ہی اسکے انجام
کا واقع و ظاہر ہونیکا انتظار کررہے ہین کذا قال مجاہد و غیر واحد من الائمہ رحمہم اللہ۔ ربیع بن انس رض نے کہا کہ برابر اس کتاب کی تاویل ایک ایک
کرکے آتی رہیگی یہانتک کہ جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین داخل ہوجاوین پس اُسدن تاویل پوری ہوجائیگی۔ التاویل
مرجع الشئ و مصیرہ یعنی تاویل ہر چیز کی وہ ہی جو انجام کار مین اُس شی کا ظہور ہو اور یہی معنی ہین کہ تاویل الشئ ما یؤول الیہ امرہ یعنی تاویل ہر شئ کی وہ ہی
جس طرف اُس شی کا انجام کار ہو پس قرآن مین جو امور آیندہ کے واسطے مذکور ہین انکی تاویل وہی انکا واقع ہونا اور قرآن مجید کی سچائی برملا
ظاہر ہوجانا پس کافرونکو تہدید فرمائی کہ ابھی نہین سچ مانتے ہین تو کیا اسکے وعدہ و وعید وغیرہ کی تاویل کے منتظر ہین يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ
يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ جسدن اسکی تاویل آجاویگی تو جنلوگون نے اسکو پہلے سے فراموش
کررکھا تھا وہ اسوقت کہینگے کہ البتہ ہمارے پروردگار کے رسول علیہم السلام سچ بات لائے تھے یوم سے مراد روز قیامت ہی جیسا کہ
ابن عباس رض و جملہ مفسرین نے بیان کیا ہی مگر ربیع بن انس رض کے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ مشرکین مکہ کے قتل و خوار ہونے کی تاویل اور ایسے ہی

Marfat.com

یہود ونصاری کے قتل وخوار وتابع ہونے کی تاویل جسکی خبر پہلے سے فرمائی تھی وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ تک مین دنیا مین بھی واقع ہوگئی ولیکن اس کلام مین قیامت ہی کے روز کے وقوع ہونے والی تاویل مراد ہی اور نسوہ من قبل کے یہ معنی کہ اس کتاب کے موافق عمل کرنے کو پہلے سے یعنی دار الدنیا مین فراموش وترک کیا تھا یعنے اسطرح چھوڑا تھا جیسے فراموش کرنے والا بے پروا چھوڑتا ہی یعنی قیامت کے روز جب اس کتاب مجید کی تاویل واقع ہوگی تو دنیا مین اس کتاب کے موافق عمل کرنے کو چھوڑنے والے آنکھون دیکھکر اقرار کرینگے کہ بیشک اللہ تعالے کے رسول علیہم السلام سب سچی باتین لائے تھے ہم سے بڑی غلطی ہوئی کہ ہمنے نہ مانا اور اسکے موافق عمل نہ کیا حالانکہ یہ ایمان واقرار وہان کچھ مفید نہوگا تب کافر کہینگے کہ فَهَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ بھلا ہمارے واسطے کوئی شفاعت کرنیوالون سے ہین کہ ہماری سفارش کرین یا ہم پھیر دیے جاوین تو ہم عمل کرین سوائے اس عمل کے جو ہم کیا کرتے تھے پس نرد مرفوع اور عطف ہی لنا من شفعاء پر ای ہل نرد اور ایک قراءۃ مین نرد بالنصب ہی پس فیشفعوا پر عطف ہی یا حرف او بمعنی الی ان ہی پس اول صورت مین درخواست دو باتون مین سے ایک بات کی ہی کہ ہمارے واسطے کوئی شفیع ہون یا ہم دنیا مین پھیر دیے جاوین اور دوسری صورت یعنے قراءۃ نصب پر اگر عطف ہی تو درخواست یہ ہی کہ شفیع ہون یا تو سفارش سے معاف کرادین بدون واپسی کے یا واپس کرادین انکو بدون سفارش کے اور اگر حرف او بمعنی الی ان ہی تو شفیع ہون جنکی سفارش سے یہ ہو کہ دنیا مین رد کیے جاوین پس جا کر عمل کرین سوائے اس عمل کے جو کرتے تھے یعنی شرک وکفر وبداعمال کے سوائے توحید ونیک اعمال کرین اور ہرگز شرک کے پاس نہ پھٹکین پس فنعمل بالنصب جواب فقط استفہام ثانی کا ہی اور بعض قراءۃ مین فعل مرفوع آیا ای فنحن نعمل یعنی اظہار ہی کہ بر تقدیر واپس کیے جانے کے ہم پہلے اعمال کے سوائے توحید واعمال صالح ادا کرینگے حالانکہ درحقیقت جھوٹے ہین کما قال اللہ تعالی ولو تری اذ وقفوا علی النار فقالوا یا لیتنا نرد ولا نکذب بآیات ربنا ونکون من المومنین بل بدا لہم ما کانوا یخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ وانہم لکاذبون۔ اسی واسطے مفسرؒ نے یہان جواب استفہام مین لا مقدر کیا یعنی انکی اس درخواست کا جواب یہ ہوگا کہ نہین یعنے نہ تمھارے شفیع ہین اور نہ تم پھیرے جاؤگے قَدْ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ اور تعالے نے فرمایا کہ البتہ خسارہ مین ڈالا اُن کافرون نے اپنی جانون کو کیونکہ اپنے آپ کو ایسی ہلاکت مین ڈالا جس سے نجات نہین ہی وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ضل عنہم ای ذہب عنہم جاتا رہا اُن سے یعنی باطل ہوا اور کچھ بھی انکے کام نہ آیا جو دنیا مین شریک وغیرہ کا دعوی بنایا کرتے تھے پس ما کانوا مین ما مصدریہ ہی یعنی باطل ہوا انکا افترا اور احتمال ہی کہ ما موصولہ ہو یعنی وہ چیز جسکو افترا سے شریک وغیرہ بناتے تھے وہ یہان باطل ظاہر ہوئی کہ کچھ بھی انکے آڑے نہ آسکی اور انکو اب یقین ہوگا کہ تاویل کے انتظار مین بڑی غفلت وغلطی کی کہ اسکی اصلاح اب ممکن نہین ہی ف فی العرش قولہ تعالی ولقد جئناہم بکتاب فصلناہ الآیۃ اللہ تعالے مومنون کے لیئے ہدایت ورحمت اپنا کلام قدیم بھیجنے سے احسان رکھا اور جو سعادات وکرامات ودرجات عمدہ عمدہ انکے واسطے آخرت مین رکھے ہین اس سے آگاہ فرمایا اور اسی کتاب مجید سے انکو اعمال پاکیزہ وحالات شریف ومقامات بلند کیطرف ہدایت کی اور اسی سے اپنے اسماء پاک ونعوت وصفات مقدس اور ذات متعالی کی معرفت سے سرفراز کیا اور انتظام صنائع واعلام قدرت کے ہر بیان سے ہر ایک صفت قدیمہ مقدسہ کی طرف دلالت ہی جس سے معرفت ذات پاک حاصل ہوتی ہی عارفون کے لیئے اس کتاب سے معرفت ہی اور موحدین کے لیئے خزانہ غیب کی کشائش ہی اور غافلون کے دل سے پردۂ غفلت وجہالت کا انکشاف ہی اور لطائف سے جذب دلہائے محبین ومشتاقین وعاشقین ہی اور اسمین مقامات عبودیت ومعارف ربوبیت کی ترتیب ہے

Marfat.com

قال المترجم سورہ یٰسٓ کی تعریف مین آیا ہو کہ قرآن کا قلب ہو اور ترتیب ظاہری مین بھی اسی طرح واقع ہو اور اسمین اسرار و لطائف و عجائب ہین کہ وہ اس بیان سے منکشف نہین ہوتے ہین بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جسکو چاہتا ہو ہدایت فرماتا ہو **قال الشیخ** یہ سب اسکے علم قدیم سے صادر ہو اسی سے مومنون کے دلون کو ہدایت فرماتا ہو اور یہ کتاب پاک اسکی طرف سے رحمت کافی ہو عموم و خصوص کی طرف اور جسکو اس سے اپنی طرف ہدایت فرمائی اسکے حق مین رحمت ازلی سابق ہو چکی تھی اور اس سے زیادہ کونسی نعمت ہوگی کہ اپنے کلام پاک کو ہماری طرف نازل فرمایا کہ ہمکو نفس کی بندگی سے اور شہوات نفسانی سے چھوڑایا اور انوار ربانیہ کی طرف راہ بتائی الحمد للہ الذی من علینا بفواتح انعامہ ولطائف اکرامہ واصطفانا بخطابہ وجعل اسماعنا محل استماع کلامہ وقلوبنا اوطان بیانہ واسرارنا اوعیۃ انوار سلطانہ واروا حنا خزائن عرفانہ وعقولنا مشاہد برہانہ وابداننا مساقط شرائع قرآنہ لہ الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ مبارکا یہ بعض نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے کتاب اتاری جسمین گمراہی سے ہدایت ہو اور عذاب سے رحمت ہو اور دشمن و دوست مین تفریق ہو اسکے معانی پر کوئی مطلع نہین اس طور کہ فیض پاوے مگر وہی لوگ جو اسکے متشابہ پر ایمان لائے ہین اور اسکے احکام پر عمل کرتے ہین اور اوقات شب و روز مین اسکی آیات کی تلاوت کرتے ہین طالب فلاح کے لیئے اسمین فلاح ہو اور قاصد نجات کے لیئے اسمین نجات ہو اس سے کوئی ہلاک نہین ہوتا مگر وہی جسکی تقدیر مین بدباری ہو اور جسکے حق مین نجات مقدر ہو اسکو اس سے نجات ہو جب خطاب سے عارفون کو آگاہ کیا تو اپنے افعال نورانی و برہان قدرتی و آیات صفاتی اور اعلام ذاتی سے اپنی معرفت انکو دکھلائی جس سے عام لوگون کو بھی معلوم ہو جاوے کہ وہی معبود برحق اسی کی توحید فرض عین ہو۔ بقولہ تعالےٰ

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ

تمہارا رب اللہ ہو جسنے بنائے آسمان اور زمین چھ دن مین پھر بیٹھا تخت پر اڑھاتا ہو رات پر دن

يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

اسکے پیچھے لگا آتا ہو دوڑتا اور سورج اور چاند اور تارے کام لگے اسکے حکم پر سن لو اسی کا کام ہو بنانا اور حکم فرمانا بڑی برکت اللہ کی جو صاحب سارے جہان کا

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بے شک تمہارا پروردگار اللہ تعالےٰ ہے جس نے پیدا کیا آسمانون اور زمین کو خلق لغت مین بمعنے تقدیر یعنے مقدر کرنا اور استعمال اس کا اس معنے مین کہ شئے کو بدون اصل سابق کے پیدا کر دینا حاصل آن کہ ان دونون کی خلقت کو بدون مثال سابق کے ابداع فرمایا اور ان کے احوال کو مقدر کیا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ چھ روز مین۔ ایام جمع یوم اور وہ طلوع آفتاب سے غروب تک کے زمانہ کو کہتے ہین اور چونکہ اس حال مین آفتاب وغیرہ کچھ نہ تھا لہذا چھ روز سے مراد اسقدر وقت ہے اور قولہ تعالےٰ ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام وما مسنا من لغوب الآیہ مین بھی چھ روز مین زمین اور آسمان مع تمام چیزون کے پیدا کرنا ثابت ہو پھر اطلاق لفظ یوم کا مقدار زائد پر بھی ہو مانند یوم القیامۃ کے اور قولہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون اور قولہ خمسین الف سنۃ مما تعدون یعنے ہزار برس اور پچاس ہزار برس کی مقدار ہمارے شمار کے موافق کو بھی یوم فرمایا پس جسنے طلوع آفتاب سے غروب تک مین یوم منحصر ہونے کو زعم کیا اسکا وہم ہو لہذا آیت مین علماء کے دو قول ہین بعض نے کہا کہ ایام دنیا کے چھ روز کی مقدار اور یہی معشر نے اختیار کیا اور بعض نے کہا کہ چھ روز ایام آخرت کے بحساب ہزار سال مراد ہین اور ابن عباسؓ سے ہزار سال کا دن مراد ہونا مروی ہو بعض نے لکھا کہ یہی جمہور کا قول ہو وفی تفسیر الحافظ قول اول موافق معنی متبادر ہی

Marfat.com

اور ہزار سال مراد ہونا حضرت مجاہدؒ سے منصوص ہی اور امام احمد بن حنبل نے بھی یہی کہا اور ضحاکؒ نے اسکو ابن عباسؓ سے روایت کیا ہی قلت تصریح بروایت ضحاک باین معنی کہ انکے اسماع مین ابن عباس سے کلام ہی پس اگر نہین سُنا تو روایت منقطع ہوگی واللہ اعلم پھر ان چھ ایام مین بھی اختلافی دو قول ہین اول آنکہ یکشنبہ یعنی اتوار سے لیکر جمعہ تک چھ روز مین تمام پیدا ہوا اور جمعہ کو خلقت کا اجتماع ہوا اوسی مین آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور رہا ساتوان روز شنبہ یعنی سنیچر تو اسمین خلقت نہین واقع ہوئی اسی سے اسکو سبت نام رکھا بمعنی قطع۔ اور بعض نے لکھا کہ یہی عبد اللہ بن سلام وکعب احبار و ضحاک و مجاہد کا قول ہی اور یہی شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا قول دوم آنکہ ابتداے خلقت روز شنبہ سے واقع ہوئی چنانچہ ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ اللہ تعالے نے مٹی کو سنیچر کے روز پیدا کیا اور اسمین پہاڑون کو اتوار کے روز قائم کیا اور درخت دوشنبہ کے روز پیدا کیے اور مکروہات منگل کو پیدا کین اور نور چہارشنبہ کو پیدا کیا اور جانور دواب اسمین پنجشنبہ کو منتشر کیے اور آدم کو جمعہ کو آخر روز پیدا فرمایا۔ رواہ احمد ومسلم والنسائی۔ علامہ اسنویؒ نے کہا کہ یہی قول بدلیل اس حدیث کے صواب ہی اور حافظ الحدیث ابن کثیرؒ نے کہا کہ اللہ تعالے نے چھ روز پر تفصیل فرمائی ہی اور اسمین ساتوین روز کا استیعاب ہی اور اسکو اگرچہ امام مسلمؒ نے روایت کیا لیکن امام بخاری وبہت سے ائمہ الحدیث نے اس روایت مین کلام کیا اور اسکو وہم قرار دیا ہی اور کہا کہ ابو ہریرہؓ نے اسکو کعب احبار سے لیا ہو اور یہ حدیث مرفوع نہین ہو۔ اور سلیمان جملؒ نے یہان یہ اشکال پیش کیا کہ بہر حال اتوار و دوشنبہ و منگل وغیرہ کی تقسیم کیونکر ہوسکتی ہی کیونکہ ایام دنیا وہان نہ تھے اور مقدار چھ روز کا زمانہ لینے سے اشکال نہین دفع ہوتا ہی کما لایخفی اور جواب یہ ہوسکتا ہی کہ زمانہ کا وہان وجود نہ تھا جیسے ان ایام کا وجود نہ تھا پس علم الٰہی سے جیسے چھ ایام کی مقدار ثابت ہوئی ویسے ہی ان ایام کی ترتیب ثابت ہوئی کیونکہ ترتیب ان ایام کی ہی اور سنیچر کے واسطے مقدار متروک ہی اور علی ہذا اگر ترک کا اعتبار نکیا جاوے تو وہ بھی داخل ہوسکتا ہی اور اسی وجہ سے روایت مذکورہ مین استیعاب مذکور ہونا بھی مشکل نہین اور یہ بمانند قولہ تعالیٰ لہم رزقہم فیہا بکرۃ وعشیا۔ ہی حالانکہ جنت مین رات ودن کا وجود نہین ہی بالجملہ وہم اسوجہ سے خطا کرتا ہی کہ شب و روز کے لوازم و مقدار زمانہ کے اندر سے اسکو خارج ہونے کی مجال نہین ہی پس تو اپنے وہم سے دامن چھڑا کر عقل سے تصدیق کرے واللہ سبحانہ الموفق پھر واضح ہو کہ اللہ تعالے سبحانہ قادر ہی کہ سب چیز کو ایک لحہ مین پیدا فرما دے بلکہ وہان دیر کے معنی بحسب ارادہ متصور ہی نہین۔ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون وہان تو ادھر چاہا اور ادھر ہوگیا بلکہ چاہنا ہی پیدائش ہی لیکن اس مدت مین پیدا کرنا مخلوق کو تثبیت کی تعلیم ہی جیسا کہ سعید بن جبیرؒ سے مروی ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ تأنی ٹھہراوے کے ساتھ کام کرنا اللہ تعالے کی طرف سے اور جلد بازی کرنا شیطان کی طرف سے ہی۔ واضح ہو کہ بعضے یونانی فلاسفہ نے زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ سے خلقت خود بخود باضطرار صادر ہوئی کیونکہ علت تامہ ہونے پر وجود معلول بے اختیار ہی اور یہ شیطانی گمراہی وکفر ہی وقال البیضاویؒ اللہ تعالے نے اشیاء کو تدریج کے ساتھ پیدا فرمایا باوجودیکہ وہ تعالے قادر تھا کہ انکو دفعۃً ایک آن مین پیدا فرما دے تو یہ اسواسطے کہ مخلوق کو دلیل ملے کہ وہ تعالیٰ قادر مختار ہی اور نظر کرنے والے اس سے اعتبار حاصل کرین اور لوگون کو درنگی مین آمادگی دلائی ہی بالجملہ وہ تعالیٰ عزوجل نے آسمانون وزمین اور جو کچھ انمین ہی سب چھ روز مین پیدا فرمایا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر وہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہوا مفسرؒ نے کہا کہ لغت مین عرش کے معنے بادشاہی تخت کے ہیں اور استواء سے یہان ایسا استوار مراد ہی جو وہ تعالیٰ جل جلالہ کے لائق ہی مترجم کہتا ہی کہ مفسرؒ نے اس مقام پر سلف وخلف صالحین ومعتبر ائمہ فقہ وائمہ حدیث وائمہ کلام کا مذہب اختیار کیا کہ کوئی تاویل نہین کی بلکہ تنکیر پر اکتفا کیا اور اسکے حق ہونے کا اعتقاد کیا اور اسپر ایمان لایا اور اسکی تاویل وعلم حقیقی کو اللہ عزوجل کے سپرد کیا۔ واضح ہو کہ تاویل کے کئی معنی آیا کرتے

Marfat.com

ہین اول بمعنی ما یؤول الیہ الامر جیسا کہ عنقریب اوپر گزرا - قولہ ہل ینظرون الا تاویلہ کی تفسیر مین پس باین معنی جو کچھ وعدہ و وعید و قیامت و جنت و دوزخ
وغیرہ قرآن مجید مین مذکور ہین اسکی تاویل کوئی نہین جانتا کیونکہ وہ بدون واقع ہونے اور معاینہ ہو جانے کے کیونکر معلوم ہو اور یہی قولہ ہذا تاویل رؤیای
مین مراد ہو کہ جب حضرت یوسفؑ کو انکے بھائیون وماں باپ نے تعظیمی سجدہ کیا تو انھون نے کہا یہ میرے خواب کی تاویل ہتی دوم تاویل کے معنی یہ
کہ ظاہر معنی راجح آیت کو کوئی وجہ ایسی پیش آتی ہو جس سے ایک مرجوح معنی کیطرف رجوع کیا جاوے اور یہی مفسرین کی اصطلاح مین شائع ہو اور تفسیر
اس سے اعم ہو جیسا کہ ابتداے سورۂ بقرہ مین بروایت عبد الرزاق بسند جید از ابن عباسؓ یہ بیان مفصل گزرا ہو پس تفسیر کلمات اور ترکیب کلام
مین مرجع اہل زبان کی طرف ہوگا اور وہی معنی ظاہر مراد ہونگے اگر کوئی دلیل ایسی قائم نہو کہ اس سے دوسرے معنی کی طرف رجوع کیا جاوے اور
بدون دلیل کے دوسرے معنی کی طرف رجوع کرنا حرام ہو جب یہ بات بیان ہوگئی تو واضح ہو کہ استواء کے معنی لغت مین برابری و بلندی و استقرار
وصعود واستیلاء واعتدال وغیرہ کے مستعمل ہوئے ہین اور حرف علی کے ساتھ بمعنی استقرار و علو مستعمل ہو جوہریؒ نے صحاح مین کہا کہ استوی علی ظہر
دابتہ ای استقر یعنی اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر مستوی ہوا یعنی آنکہ اسپر مستقر ہوا اور استوی الی السماء ای صعد یعنی آسمان کی طرف مستوی ہوا یعنی اس طرف صعود کیا
اور چڑھ گیا اور ابو عبیدہؒ سے منقول ہو کہ یہان استواء کے معنی ارتفاع و علو کے ہین اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہو کہ استوی کی استقرار سے
تفسیر فرمائی جیسا کہ صحیح بخاری مین ہو اور عرش کا استعمال لغت مین کئی معنی مین ہو چنانچہ صحاح و قاموس وغیرہ مین عرش بمعنی تخت بادشاہی مذکور ہو اور کہا گیا
کہ جو بلند ہو کر سایہ انداز ہو اور کنایہ از عزت و سلطنت و مملکت ہو اور عرش البیت چھت اور عرش البیر کڑی کا چوکھٹا وغیر ذلک من المعانی التی استعمل فیہا
اور یہان عرش کی تفسیر اس مقام پر تخت بادشاہی سے جیسا کہ مفسرؒ نے ذکر کیا مستند ہو اور استواء کے معنی استقرار سے جو ابن عباسؓ سے مروی ہو
وہی ماخوذ ہو اور علامہ نسفیؒ نے جو مدارک مین اس سے انکار کیا وہ وہم و سہو ہو جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا اور ایسے ہی خفاجیؒ نے جو حاشیہ بیضاوی
مین کہا کہ عرش وہ فلک الافلاک ہو یہ بھی وہم و خلاف ہو اور معتمد وہ ہو جو احادیث مین عرش کی صفت ثابت ہوئی کہ وہ آسمانون و زمین کو محیط بلکہ
بہت عظیم ہے جیسا کہ تفسیر آیۃ الکرسی مین گزرا ہو راھب رحمہ اللہ نے کہا کہ عرش اللہ عز وجل ایسی چیز ہو کہ بندہ اسکو نہین جانتا صرف اسکا نام در حقیقت جانتا
ہو اور جو کچھ عوام اپنے وہم مین تصور کرتے ہین وہ باطل ہو کیونکہ ایسا ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر اٹھانیوالا ہوتا اور یہ محال ہو اللہ تعالیٰ پاک ہو
اور نیز جن لوگون نے وہم کیا کہ وہ فلک الافلاک ہو اور کرسی فلک الکواکب ہو یہ بھی وہم و باطل ہو بعد اس تفسیر کے اب جاننا چاہیے کہ قولہ تعالیٰ
ثم استوی علی العرش کے کیا معنی ہین پس یہان لوگون کے اقوال بہت ہین جنکو یہان بیان کرنا بیکار ہو مگر اسی قدر کہ ظاہر تفسیر جو استواء و عرش کے معنی
بیان کرنے سے معلوم ہوئی ہو آیا اسمین تاویل کی ضرورت ہو یا وہی مختار ہو اور کس معنی کرکے وہ مختار ہو پس ظاہر معنی یہ ہوئے کہ پھر اللہ تعالیٰ
اپنے عرش پر مستقر ہوا فرقہ معتزلہ اور ایک جماعت متکلمین نے کہا کہ ظاہر تفسیر سے یہ لازم آتا ہو کہ او تعالیٰ تخت بادشاہی پر متمکن ہوا اور روا نہین کہ عرش کو
اللہ تعالیٰ کا اٹھانیوالا کہا جاوے کیونکہ او تعالیٰ پاک و برتر ہو کہ عرش مخلوق اسکو برداشت کرسکے پس یہان استوی بمعنی استولی ہو یعنی غالب
ومستولی ہوا عرش پر اور استواء بمعنی استیلاء آیا ہو چنانچہ شاعر نے بشر کے حق مین کہا ہے قد استوی بشر علی العراق ٭ من غیر سیف ودم مہراق
یعنی بشر مستولی و غالب ہو گیا ملک عراق پر بدون تلوار کے اور بدون خونریزی کے - اور یہ تاویل رد کردی گئی باینطور کہ اہل لغت کے نزدیک یہ صحیح نہین
ہو چنانچہ ابن الاعرابیؒ نے فرمایا کہ استوی فلان علی کذا بمعنی استولی علیہ کے معروف نہین مگر جبھی کہ وہ شخص اس چیز سے دور رہ اسپر قابو دیکھتا ہو
پہلے اسپر قابو پا جاوے تو البتہ ایسا بولتے ہین اور یہان معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ عرش وغیرہ جملہ اشیاء پر قادر قدیم ہو اور ابن فارس لغویؒ نے کہا کہ اس شعر
مذکور کا کہنے والا معلوم نہین ہوتا کہ کون شخص ناواقف ہو اور اگر معلوم ہو تو بھی کچھ حجت نہین کیونکہ جو مستولی نہو اسکے مستولی ہو جانے پر ایسا بولتے ہین

Marfat.com

اور یہان صحیح نہین ہی جیسا کہ بیان ہوا معالم وسراج وغیرہ مین کہا کہ اہل سنت رحمہم اللہ کے نزدیک عرش پر مستوی ہونا اللہ تعالیٰ کے صفت ہی ہم اسپر
ایمان لاتے ہین بدون کیفیت کے اور جو اسکی واقعی کیفیت ہی وہ ہم نہین جانتے ہین پس یہ وارد نہین ہوتا کہ اللہ تعالیٰ مستوی ہی تو عرش او تعالے
عزوجل کا اُٹھانے والا ہو جائیگا کیونکہ ہم اس استواء کے معنی یہ نہین کہتے کہ جیسے کوئی مخلوق کسی چیز پر مستقر ہوتی ہی اسی طرح ہی بلکہ جو استواء کہ حضرت باریتعالے
کو لائق ہی ویسے ہی مستوی ہی جسکی تاویل اللہ تعالیٰ جانتا ہی ہم بندے اسکو نہین جان سکتے جیسے او تعالیٰ عزوجل اور صفات مقدس کی تاویل کو نہین جانتے
ہین ہان یقین رکھتے ہین کہ بحکم قولہ تعالیٰ لیس کمثلہ شئی یعنی او تعالے کے ساتھ کوئی چیز مشابہ نہین ہی پس عرش پر مستوی ہونے کی صفت مین بھی کوئی چیز
اسکے مشابہ نہین ہی سراج مین لکھا کہ ہم لوگ اللہ تعالے سے پناہ مانگتے ہین اس بات سے کہ فرقہ مجسمہ کی طرح ہم او تعالیٰ کو کسی مخلوق سے
کسی صفت وغیرہ مین تشبیہ دین اور اسیطرح اس بات سے بھی پناہ مانگتے ہین کہ ملحدون کی طرح ہم او تعالیٰ مین کوئی صفت ثابت نہ کرین حافظ ابن کثیرؒ
نے فرمایا کہ ہم اس مقام پر سلف صالحین کا مسلک اختیار کرتے ہین اور امام مالک واوزاعی و ثوری و شافعی ولیث بن سعد واحمد بن حنبل و اسحٰق
بن راہویہ اور انکے سوائے اور مسلمانون کے پیشواؤن اگلون پچھلون کا یہ مذہب ہے کہ ایسی آیات واحادیث صفات کو جیسی آئی ہین ویسی ہی جاری
رکھو بدون اسکے کہ انکی کیفیت کو تصور مین لاؤ اور بدون اسکے کہ تشبیہ دو اور بدون اسکے کہ بیجا تاویل سے ان صفتون کی نفی کرو اور جو لوگ تشبیہ دیتے ہین انکے
خیال مین جو وہم بیان سمایا ہی وہ حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ سے قطعاً منفی و دور ہی کیونکہ او تعالیٰ عزوجل کے واسطے صفات ہین مگر اسکے ساتھ
کوئی چیز کسی بات مین کسی وجہ سے بھی مشابہ نہین ہی کما قال تعالیٰ لیس کمثلہ شئی وہو السمیع البصیر بلکہ بات وہ ہی جو اماموں نے بیان کی چنانچہ نعیم
امام بخاریؒ کے استاد شیخ نعیم بن حماد الخزاعی نے کہا کہ جسنے اللہ تعالیٰ کو اسکے مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی وہ کافر ہوا اور جسنے اس صفت سے انکار کیا
جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کو موصوف فرمایا تو وہ بھی کافر ہوا پس جس صفت سے اللہ تعالے نے اپنی ذات پاک کو موصوف فرمایا یا
اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وصف کیا اسمین کچھ بھی تشبیہ نہین ہی سو جس شخص نے اللہ تعالے کے واسطے ان صفات کو جس شان سے
کہ حضرت باری تعالے کے لائق ہین جسکا او تعالے دانا تر ہی ثابت رکھا اور ہر طرح کے نقص وعیب سے ذات الٰہی کو پاک جانا وہ ہدایت کی
راہ چلا مترجم کہتا ہی کہ شیخ الاسلام حنفی صاحب کمالین نے اپنے حاشیہ مین لکھا کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور امام جعفر الصادق
رضی اللہ عنہ و حسن بصریؒ و امام الفقہاء ابو حنیفہ و امام مالکؒ سے روایت ہی کہ استواء معلوم یعنی اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا معلوم ہی
اور اسکی کیفیت نہین معلوم ہوا اور اسپر ایمان لانا فرض ہی اور کیفیت پوچھنا بدعت ہی بیہقیؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہی
نہ زمین مین۔ اور نیز ابو حنیفہؒ سے مروی ہی کہ جو شخص اس بات سے انکار کرے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہی وہ کافر ہی۔ امام شافعیؒ نے کہا
کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر آسمان مین ہی وہ اپنی مخلوق سے قریب ہی اسکی کیفیت وہی جانتا ہی اور جیسے چاہتا ہی نزول فرماتا ہی۔ امام احمدؒ سے
اسکی مثل مروی ہی اور امام اسحاق بن راہویہؒ نے کہا کہ علماء سنت کا اجماع ہی کہ او تعالے عزوجل اپنے عرش پر مستوی ہی اور وہ ہر چیز کو جانتا ہی
اور یہی قول شیخ مزنیؒ و امام المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاری اور ابو داؤدؒ و ترمذیؒ و ابن ماجہ و ابو یعلیٰ و بیہقی اور دیگر ائمہ الحدیث کا ہی اور شیخ ابراہیم حنبلی
نے کہا کہ ہمارا طریقہ وہ ہی جو سلف صالحین کا طریق ہی اور وہ کتاب الٰہی و سنت رسول اللہ صلعم و اجماع کے تابع تھے اور منجملہ انکے اعتقاد کے
یہ ہی کہ او تعالے عزوجل قدیم ہی اور ہمیشہ سے وہ اپنی تمام صفات مین کامل ہی۔ شیخ ابراہیم اسی طرح لکھتے آئے یہانتک کہ لکھا اور جو حدیثین صحیح آئی ہین
اور جنسے ثابت ہوتا ہی کہ او تعالے عزوجل اپنے عرش پر مستوی ہی پس سلف صالحین اسکے قائل ہین اور اس صفت پر ایمان لاتے ہین بدون
اسکے کہ اسکی کیفیت ثابت کرین یا کچھ تشبیہ ثابت کرین بلکہ سب کے سب یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ او تعالے عزوجل کے ساتھ کسی طرح کوئی چیز

شائبہ نہین ہو امام الحرمین نے کہا کہ ہم جس بات کو اپنے واسطے پاکیزگی سے لیتے ہین اور اسی پر اعتماد و اعتقاد کرتے ہین وہ یہ ہو کہ سلف صالحین (یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین) کی پیروی کرتے ہین اور تاویل سے زبان روکتے ہین اور جو نصوص آتے ہین انکو اپنے ظاہر معنی پر رکھتے ہین اور انکی کیفیت و ما یؤول الیہ الامر کو اللہ عزوجل کے علم قدیم کامل کو سونپتے ہین انتہی مافی الکمالین سراج مین ہو کہ سلف نے اجماع کیا ہو کہ آیت کے اوپر تاویل کی زیادتی نہ کرین۔ مدارک مین ہو کہ ہمارا مذہب وہ ہو جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ استوا معلوم ہو اور اسکی کیفیت مجہول ہو اور اسکا سوال کرنا بدعت ہو مترجم کہتا ہو کہ مسلمان بھائیون کو چاہیئے کہ سلف صالحین کی پیروی کرین اور اسپر ایمان لاوین کہ اللہ عزوجل اپنے عرش پر ہے ولیکن ہرگز ہرگز اسکی صورت اپنے خیال مین نہ باندھین کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہو اور یہ معلوم کہ اوتعالیٰ کی ذات و صفات پاک کسی بندہ کے خیال مین نہین آسکتی ہو اسکے کنہ ذات و صفات مین دم مارنا کسکی مجال ہو ولیکن یہ ہرگز نہین چاہیئے کہ اسکی کسی صفت سے انکار کرکے کافر ہو جاوے نعوذ باللہ من الکفر والالحاد پھر اوتعالیٰ عزوجل نے اپنی مخلوق مین اپنی قدرت کاملہ کے ظہور کا اشارہ فرمایا بقولہ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یغشی از تغشیہ یعنی باب تفعیل سے بھی پڑھا گیا اور اغشار یعنی باب افعال سے بھی پڑھا گیا ہو اور معنی یہ ہین کہ اوتعالیٰ تغطیہ کر دیتا یعنے ڈھک دیتا ہو ہر ایک رات و دن کو دوسرے سے درحالیکہ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا ای یطلب کل واحد منہما الآخر طلبا حثیثا ای سریعا۔ طلب کرتا ہو ہر ایک رات و دن مین سے دوسرے کو طلب حثیث یعنی جلدی و تیزی کے ساتھ یعنی رات کا اندھیرا دن کی روشنی سے جاتا رہتا ہو اور دن کی روشنی رات کی تاریکی سے جاتی رہتی ہو اور لیکن سرعت ہوتی ہو کہ ذرا بھی تاخیر نہین ہوتی بلکہ جبھی ایک گیا فی الفور دوسرا آگیا۔ کما فی قولہ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون۔ رازیؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات و دن کی آمد و رفت کی حرکت کو حثیث یعنی بہت تیزی سے وصف فرمایا تو بات یہ ہو کہ دن و رات کا ایک دوسرے پر بدلتے آنا قدرت الٰہی مین فلک اعظم کی حرکت پر ہو اور اسکی حرکت مین نہایت سخت تیزی ہو کیونکہ نہایت تیز دوڑنے والا آدمی جتنی دیر مین اپنا ایک قدم اٹھا کر رکھتا ہو اتنی دیر مین فلک مذکور تین ہزار میل حرکت کر جاتا ہو جسکے بہت کڑے ایک ہزار کوس ہوے اسی واسطے یطلبہ حثیثا فرمایا یعنی جلد اسکے پیچھے آجاتا ہو جیسے اسکا طالب تھا کہ ان دونون کے بیچ مین کسی چیز کا بھی واسطہ نہین ہوتا ہو پس یہ جملہ حالیہ لیل و نہار دونون سے حال ہو پھر جو کوئی وہم کرے کہ رات و دن تو سورج نکلنے ڈوبنے یا فلک اعظم کی حرکت سے ہین وہ جاہل ہو کیونکہ یہ سب بھی زیر فرمان قدرت ہین چنانچہ فرمایا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ یہان بھی دو قراءت ہین ایک نصب پس سموات پر عطف ہو اور مسخرات بھی منصوب بنا بر آنکہ ان چیزون سے حال ہو یعنے پیدا کیا ان چیزون کو درحالیکہ یہ چیزین مسخر ہین اسکے حکم مین۔ اور دوسری قراءۃ مین ان کو رفع ہو بنا بر آنکہ مبتدا ہین اور مسخرات خبر ہو پس معنی یہ کہ یہ چیزین اللہ تعالیٰ کے حکم مین مسخر ہین یعنی مذلل ہین یعنے اسکے پاک حکم کے قبضۂ قدرت مین ذلیل ہین ذرا سرکشی نہین کر سکتی ہین ہر دم ہر حال مین اسکی قدرت و ارادہ کے موافق حرکت کرتی ہین اور کسی چیز مین خود کسی تاثیر کا یا اثر کا کچھ بھی اختیار نہین ہو اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ آگاہ رہو کہ سب خلق اسی کی اور سب امر اسی کا ہو کسی اور کو یہان ذرہ برابر بھی کچھ نہین ہو تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ تبارک مین عظمت پر دلالت ہے یعنے بزرگ و بڑائی والا ہو اپنی وحدانیت کے ساتھ اپنی الٰہیت مین اور بے انتہا عظمت و برکت والا ہو اپنی فردانیت کے ساتھ اپنی ربوبیت مین وہ اللہ تعالیٰ ہی مالک ہو تمام عالمین کا۔ آیت کریمہ مین تصریح ہو کہ خلق و امر سب اللہ تعالیٰ کے واسطے کسی اور کو اسمین ذرہ بھی اختیار نہین ہے سفیان بن عیینہؒ نے کہا کہ خلق تو عرش و اس سے نیچے سب ہو اور امر اس سے اوپر ہو اور اسی سے نکالا کہ کلام اللہ مخلوق نہین ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خلق و امر مین فرق کیا ہو پس کلام الٰہی یعنی قرآن کو جو کہ امر ہو جسنے مخلوق جانا وہ کافر ہے پس آیت مین دلیل ہو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی خالق نہین ہو پس جس شخص نے یہ گمان کیا کہ سورج و چاند وغیرہ کسی چیز سے کوئی تاثیر ہوا کرتی ہو اسطرح کہ ان چیزون کو کسی وقت کسی حال مین خود

Marfat.com

کوئی اثر پیدا کردینے کی قدرت ہو تو وہ جاہل مرتد ہی کیونکہ خلق امر سب اسی کی قدرت کاملہ ہی پس ہر فعل و ہر تاثیر جو کسی چیز سے ہوتی ہی وہ اسی کی قدرت سے ہوتی ہی **قال ابن جریر** حدثنی المثنی حدثنا اسحاق حدثنا ہشام ابو عبد الرحمن حدثنا بقیۃ بن الولید حدثنا عبد الغفار بن عبد العزیز الانصاری عن عبد العزیز الشامی عن ابیہ وکانت لہ صحبۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یحمد اللہ علی ما عمل من عمل الحدیث یعنی رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے کوئی نیک کام بجا لانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا نہ کی اور اپنی بھلائی سمجھی وہ کافر ہوا اور اسکا کام برباد ہوا اور جسنے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے بندون کے واسطے بھی امر مین سے کچھ قرار دیا ہی تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل کیا ہی اس سے یہ شخص کافر ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین۔ ہکذا رواہ من حدیث بقیۃ رحمہ اللہ اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعا روایت مین ہی کہ اللہم لک الملک کلہ ولک الحمد کلہ والیک یرجع الامر کلہ اسألک من الخیر کلہ واعوذ بک من الشر کلہ یعنی ای میرے پاک پروردگار تیرا ہی سب ملک ہی اور تیرے ہی لیے سب حمد ہی اور تیرے ہی طرف سب امر راجع ہی مین تجھی سے سب بھلائی مانگتا ہون اور تجھی سے سب برائی سے پناہ چاہتا ہون بیضاوی نے اس آیت کریمہ کے فقرہ کو بیان کیا جسکی تلخیص یہ ہی کہ کافرون نے جہالت سے بے اختیار چیزون وبندون وغیرہ کو اپنے واسطے معبود بنا لیا تھا تو انکے واسطے کھلے بیان سے ظاہر فرمایا کہ معبود فقط ایک وحدہ لاشریک ہی وہ اللہ تعالیٰ عزوجل ہی کوئی اسکے سوائے معبود نہین ممکن ہی کیونکہ اسیکا خلق وامر ہی اسلیئے کہ اُسنے آسمانون کو پیدا کیا اور نادر صنعت و عجیب حکمت اسمین ظاہر کی کہ وہان تحقیق حالات کے لیئے اوہام وعقول کو مجال نہین ہی پھر زمین کے اجسام سفلی کو طرح طرح کی بدیع صنعت و نادر حکمت سے پیدا کیا پھر ان اجرام واجسام کی جملہ تدابیر اپنے قبضہ قدرت مین رکھین کما قال یدبر الامر من السماء الی الارض۔ یعنی آسمان سے زمین کی طرف اسکی تدبیر امر جاری ہی اسی کی قدرت سے افلاک گھومتے ہین ایک ذرہ برابر انکو تجاوز کرنے کا اختیار نہین ہی ایسے ہی سیارے وکواکب مین اور رات دن پیاپئے داخل ہوتے ہین اس خلق وامر مین وہی قادر مختار ہی کسی کو ذرہ برابر تجاوز کا اختیار نہین ہی بلکہ ممکن نہین کہ کوئی اسکے حکم قدرت عظیم سے سوائے مسخر ہونے کے جنبش کرسکے پھر نتیجہ بہت ظاہر سمجھا دیا کہ آگاہ رہو کہ اسی کا خلق وامر ہی۔ تبارک اللہ رب العالمین

ف فی العرائس قولہ تعالیٰ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش عین الوہیت سے انکو صریح تنبیہ کردی کہ ربکم اللہ کہ پروردگار ہونے کے ساتھ خطاب فرمایا اسلیئے کہ انکے دل اپنے پروردگار کی محبت کی طرف کھینچین پھر انکو الوہیت کیطرف نام پاک سے اشارہ کیا تاکہ قدم مین حدوث کو فنا ہو جاوے پھر محو کی حالت سے انکو ہوشیاری کی طرف پھیرا اور حضوری سے غائب کیا بقولہ الذی اور یہ اشارہ ہی اور ربکم عبارت ہی پس اول تو انبساط کے واسطے ہی اور دوم انقباض کے واسطے ہی پھر انکو صفات سے افعال کیطرف پھیرا جیسے پہلے انکو ذات سے صفات کیطرف پھیرا تھا تاکہ انوار الوہیت خالصہ مین جل نجاوین پس اول خطاب قلب ہی اور دوم خطاب روح ہی اور سوم خطاب عقل ہی اور مراد اول سے قولہ ربکم اور دوم سے قولہ اللہ اور سوم سے قولہ الذی ہی پھر انکو شہود سے شواہد کی طرف اُتار دیا اور انکی عقل کے موافق انکو خطاب کیا کیونکہ قدم سے حدوث کی طرف حوالہ کردیا ہی پس اللہ تعالیٰ دانا تر ہی کہ وحدانیت کے سطوات تجلی کو وہ اب نہین اُٹھا سکتے ہین پس فرمایا الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام پس مشاہدہ والون کے واسطے آیات کو دیدار صفات کا آئینہ بنا دیا ان آیات کو چھ روز مین پیدا فرمایا اور ایام الٰہی اسکی قضاء وقدر مین انکو چھ یوم مین محصور کیا اسکے ایام مین سے ہر روز اسکی کسی صفت کا مطلع قدم سے ظہور ہی کہ اُسنے عدم کے واسطے تجلی فرمائی پس چھ ایام اسکی صفات مین سے چھ صفات کا ظہور ہی اول علم دوم قدرت سوم سمع چہارم بصر پنجم کلام ششم ارادہ پس ان چھ صفات کے انوار سے تمام چیزین کامل طور پر ظاہر ہو گئین پھر جب پوری ہوئین تو تمام حوادث

Marfat.com

مانند جسم آدم کے بدون روح کے حاصل ہوئین پس اپنی ساتوین صفت سے انپر تجلی فرمائی اور وہ ساتوین صفت اسکی حیات قدیم ازلی ہو جو ہر
نفس کے اوہام وخیال وقیاس سے ومشابہت سے پاک منزہ ہو پس تمام چیزین اسکی صفات سے جو اسکی ذات سے قائم ہین موجود ہوگئین
پس اُسکی حیات پاک سے جو منزہ از انفصال واتصال ہو ہر ایک کو حاجت ومحتاجی ہو اور اوتعالی پاک برتر ہو کوئی چیز اسکے مشابہ نہین ہو
یہان نہایت دقیق اشارہ سے یون سمجھو کہ آسمان ارواح ہین اور زمین اشباح ہین اور عرش قلوب ہین اور کشف افعال سے اشباح کی ابتدا
فرمائی اور کشف ذات سے قلوب ظاہر کئیے کیونکہ قلوب کی منظر محل غیوب ہین اور قلوب سے غیوب محل استوار تجلی قدم ہین۔ پھر قدم کا استوار
ظہور ہوا عدم کے واسطے پھر افعال پر استوار تجلی صفات ہوا پھر صفات پر استوار تجلی ذات ہوا پس اپنی ذات پر اپنی ذات کے واسطے بذات خود
مستوی ہوا جو کہ اتصال وانفصال وحدوث وانکے ساتھ ہونے سب سے پاک منزہ ہو استوار حضرت باری تعالی کی صفت ذاتی ہو وہ مخلوق
کے مطالعہ سے خارج ہو سموات وارض کو تجلی صفات کے واسطے مخصوص کیا اور عرش کو تجلی ذات کے واسطے مخصوص کیا پس آسمان و
زمین تو اس عالم کے واسطے جو بمنزلہ شخص کے ہو جسم ہین اور عرش اس عالم کا قلب ہو اور کرسی اس عالم کا دماغ ہو پس باقی سب کو افعال وصفات کے
ساتھ مخصوص کیا اور عرش کو ظہور ذات سے مختص فرمایا کیونکہ وہ سب کا قلب ہو اور وہی غیب الرحمن وار کا علم حکمت ہو پس مین نے عرش کو
مکاشفہ مین دیکھا کہ انوار لطیف نورانی ہین نہ جسم ہو نہ مکان نکوئی صورت وہ جگمگاتا ہو پس مین نے دریافت کیا تو مجھسے کہا گیا کہ یہ ایک عالم ہو
جسکو عرش کہتے ہین تفسیر مین عرش کے کہا گیا کہ علم ہو جیسے حضرت ابن عباس رضؓ نے کرسی کی تفسیر مین کہا کہ کرسی الٰہی وہ علم الٰہی ہو قال المترجم
بعض تفاسیر مین لکھا ہو کہ مراد عرش سے ایک جسم نورانی ہو جو تمام اجسام پر محیط ہو اور یہ قول صحیح نہین ہو۔ پھر اوتعالی نے افعال کو ذکر فرمایا
تاکہ ارواح واشباح باقی رہین بقولہ یغشی اللیل النہار یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ۔ پہلے رات کو ذکر کیا کیونکہ وہ پردہ اولیاء
وحجلۂ اصفیاء وملجاء نقباء وخیام عرائس اہل مناجات ہو قبض کو بسط پہنایا جاتا ہو کیونکہ دونون ضد ہین۔ رات قبض عارفین ہو اور
روز بسط مشاہدین ہو ان دونون مین سے ہر ایک دوسرے کا طالب ہوتا ہو کیونکہ وصف اسکا حضور وغیبت اسطرح ہو کہ تجلی کا ظہور
ہو یا مخفی ہو جاوے لیل تو نفس ہو اور نہار یہ قلب ہو اور شمس روح ہو اور قمر عقل ہو اور نجوم یہ معلومات ہین اور یہ سب آسمان ملکوت
اور ہوا جبروت مین اسطرح مسخر ہین کہ اسکی قدرت کاملہ وعزت شاملہ ورحمت قدیمہ کے قبضہ مین ہین وہی ان ارواح پاکیزہ کو مشاہدہ
ازلیہ سے الفت دیتی ہو پھر اللہ تعالی سبحانہ نے سب کو اپنی مشیت پر اور نفاذ قدرت پر تفویض فرمایا اور سب کو ترتیب تسخیر مین لایا بقولہ الا لہ الخلق
والامر خلق اسکا فعل ہو اور امر اسکی صفت ہو خلق تو اشباح مین جاری ہو اور امر اسکا ارواح مین جاری ہو نور خلق سے تمام عقول کو مبہوت
فرمایا اور انکو ادراک کنہ آیات مین حیرت ناک کر دیا اور تجلی امر سے قلوب کو عالم صفات کی طرف جذب کیا اور عالم ذات پر اسکو عاشق
بنایا پھر جب مخلوقات افہام اسکے وصف صفات سے عاجز ہوئے اور زبانین اسکی مدح سے گونگی ہوگئین تو خود اپنی ذات پاک کا وصف
فرمایا بقولہ تبارک اللہ رب العالمین یعنی جو کچھ بندون ومخلوق کے وہم وخیال مین اللہ تعالی کی ذات وصفات سماوی او تعالی اس سب سے
پاک برتر ہو رب العالمین یعنے سب مخلوق کا رب ہو اسکی صفت تمام مخلوق مین ظاہر کر عارفون کو اپنی ذات پاک کے ظہور سے تربیت
فرمایا اسطرح کہ صفات کے آئینہ سے ذات کو ظاہر فرما کر مقام عرفان مین پہنچایا استاذ نے کہا کہ اس آیت مین مخلوقات کو معرفت کیطرف
ارشاد فرمایا بین طور کہ ان آیات ظاہرہ سے اسکی قدرت کی طرف معرفت حاصل کرین اور وہ اسکے افعال ہین اور انہین سے خاص لوگونکو
اپنی آیات سے جو اسکے افعال وافعال پر دلیل ہین معرفت دی اور خاص الخاص بندونکو اپنی نعوت ذاتیہ کی معرفت دی اور

وہ جمال وجلال ہین پس ایک قوم سے دوسری قوم تک بڑا فرق وتفاوت ہو واسطیؒ نے کہا کہ قولہ تعالیٰ الالہ الخلق والامر جب سب اسی کے واسطے ہوا تو اُسی سے اور اُسی کے ساتھ اور اسی کی طرف ہو کیونکہ امر تو صفت آمر ہو یعنے امر اپنے حکم دہندہ کی صفت ہو پس مرجع امر کا اسی کی طرف ہو پھر جب او تعالیٰ عزوجل نے ربوبیت کے اعلام سے ان لوگون کو آگاہ فرمایا تو انکو خالص عبودیت ادا کرنے کا حکم دیا اور بہت عمدہ ادب انکو سکھلا دیا بقولہ تعالیٰ

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ

پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چپکے اُسکو خوش نہین آتے حد سے بڑھنے والے اور مت خرابی مچاؤ زمین مین اُسکے سنوارے پیچھے اور پکارو اُسکو

خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ڈر اور توقع سے بیشک رحمت اللہ کی نزدیک ہو نیکی والون سے

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا اسے تذللاً۔ دعا مانگو اپنے پروردگار سے تذلل سے ای متضرعین متذللین یعنی درحالیکہ تضرع وتذلل رکھنے والے ہو **قال البیضاوی** ای ذوی تضرع یعنی تم مین تضرع کی صفت موجود ہو اس حال مین دعا کرو وَخُفْيَةً سرًا۔ اور پوشیدہ یعنی مخفین یسرّین یعنے درحالیکہ تضرع کی حالت کے باوجود اخفا کرنے والے ہو کیونکہ اخفا کرنا اخلاص کی دلیل ہو اسمین ریار کا دخل نہین ہوتا اور اسمین اشارہ ہو کہ فریب نفس ایسے پیچیدہ ہین کہ آدمی خود واقف نہین ہوتا پس جو اللہ تعالیٰ واسکے رسول صلعم نے طریقہ تبلا دیا اسکو اختیار کرے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ او تعالیٰ دوست نہین رکھتا معتدین یعنے تجاوز کرنے والونکو یعنی دعا مین حد سے بڑھ چلنے والے بایطور کہ الحاح مین ہو یا طول کلام ہو اور آواز بلند ہو ایسے بندے اللہ تعالیٰ کو پسند نہین ہین۔ فی السراج دعا بمعنی سوال ہو اور وہ ایک قسم کی عبادت ہو کیونکہ بندے کو کسی چیز کی حاجت ہوئی جسکے خود حاصل کرنے سے عاجز ہو اور جانتا ہو کہ میرا پروردگار سبحانہ وتعالیٰ دعا کو سنتا اور حاجت کو جانتا ہو۔ وہی قادر ہو کہ بندے کو اسکا مطلوب مل جاوے پس بندہ اپنے آپ کو عاجز وذلیل وناقص جانکر اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کو قادر کریم عزیز جلیل یقین کر کے اس سے تضرع سے دعا کریگا اور تضرع اظہار ذلت نفس اور خشوع ہو یعنی گڑگڑاتے ہوے اپنے آپکو ذلیل وخوار بنائے ہوئے اور دل مین سمجھے ہوئے دعا کرو۔ اور خفیہ ہو علانیہ نہو۔ وفی تفسیر الحافظ **ابن جریرؒ** نے کہا کہ دعا مین آواز بلند کرنا چیخ پکار مکروہ ٹھیری ہو اور تضرع واستکانہ کا حکم دیا جاوے اور ابن عباسؓ سے روایت کی کہ خفیہ کے معنی سر یعنی پوشیدہ۔ اور خود او تعالیٰ عزوجل نے فرمایا واذکر ربک فی نفسک الآیہ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آویگا اور صحیحین مین حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگون نے تکبیر مین آواز بلند کرنی شروع کردی تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ ای لوگو اپنی جانون پر نرمی کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہین پکارتے ہو تم لوگ تو پاک رب سمیع بصیر یعنے سنتے دیکھتے کو پکارتے ہو وہ تمھارے ساتھ ہو۔ ابو موسیٰؓ نے بیان کیا کہ مین پیچھے تھا اور اپنے دل مین لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتا تھا پس حضرت صلعم نے مجھسے خطاب فرمایا کہ ای عبداللہ بن قیس مین تجھے جنت کے خزانون مین سے ایک خزانہ پر راہ بتا دون مین نے عرض کیا جی ہان بتلا دیجیے تو فرمایا کہ وہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہو **قال المترجم** اسکے معنے یہ کہ بندہ نہایت تضرع سے عرض کرتا ہو کہ کچھ بھی طاقت اور کچھ بھی قوت نہین ہو مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ پس یہ کلمہ بہت محبوب ہو اس سے شیطان رد ہو جاتا ہو کیونکہ جب بندے نے اللہ تعالیٰ کی حول وقوت پائی تو پھر اسپر شیطان کا کچھ قابو نہین چل سکتا بالجملہ خفیہ دعا کا حکم فرمایا اور **ابن جریرؒ** نے تفسیر مین کہا کہ خفیہ سے یہ مراد کہ دلی خشوع سے اور او تعالیٰ عزوجل کی وحدانیت وربوبیت پر یقین کر کے اپنے دل مین اخفا سے

بدون جہر کے دعاء کرو۔ عبداللہ بن المبارکؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ پہلے لوگ تھے کہ آدمی تمام قرآن کا جامع ہوتا اور لوگونکو اس سے شعور بھی نہوتا تھا اور آدمی تھا کہ اسکو بہت فقہ حاصل ہو گئی اور لوگونکو معلوم بھی نہین۔ اور آدمی تھا کہ وہ گھر مین بہت دراز نماز پڑھتا اور اسکے یہان اور لوگ مہمان ہوتے حالانکہ انکو خبر بھی نہین ہوتی اور اب مین نے ایسی قومونکو پایا کہ روئے زمین پر کوئی کام ایسا نہین کہ جسکو وہ پوشیدہ کر سکتے ہین مگر ہمیشہ اسکو علانیہ کرینگے اور پوشیدہ و علانیہ دعاء مین ستر گونہ فرق ہی اور البتہ مسلمان لوگ تھے کہ نہایت کوشش سے دعاء کرتے تھے حالانکہ انکی آواز سنائی نہین دیتی تھی وہ تو انکے اور پروردگار تعالیٰ کے درمیان ہمس ہوتے تھے اور یہ بات اسوجہ سے تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ۔ یہ اسوجہ سے تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندۂ صالح کو ذکر فرمایا جسکا فعل پسندیدہ ہوا کہ فرمایا اذ نادی ربہ نداء خفیا الآیۃ۔ معالم و سراج مین ہی کہ حسنؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندۂ متقی و دعائے خفی کو جانتا ہی پھر روایت باقی ذکر فرمائی پھر دعاء مین اعتداء یعنی حد سے تجاوز کرنا نہین چاہیئے۔ تفسیر بیضاوی مین ہی کہ اسمین تنبیہ ہی کہ دعاء کرنیوالے کے لائق جو چیز نہین ہی مانند رتبہ انبیاء علیہم السلام وغیرہ کے وہ نہ مانگے مین کہتا ہون کہ یہی شیخ ابو مجلزؒ سے اعتداء کی تفسیر مین مصرح مروی ہی اور بعض نے کہا کہ اعتداء یہ ہی کہ طول طویل دعاء بلند آواز سے مانگے حضرت سعدؓ سے روایت ہی کہ انھون نے اپنے ایک بیٹے کو اسطرح دعاء کرتے سنا کہ اللہ تعالیٰ مین تجھسے جنت و اسکی نعمتین و استبرق مانگتا ہون اور تجھسے دوزخ و اسکے طوق بیڑیون سے پناہ مانگتا ہون تو حضرت سعدؓ نے کہا کہ تو نے اللہ تعالیٰ سے بہت بھلائی مانگی اور بہت برائی سے پناہ مانگی اور مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک ایسی قوم ہوگی جو دعاء کرنے مین حد سے تجاوز کریگی اور ایک روایت مین ہی کہ طہارت کے پانی بہانے اور دعاء کرنے مین حد سے تجاوز کریگی اور یہ آیت پڑھی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ الآیۃ اور تجھے اسقدر کہنا کافی ہی کہ اے میرے پروردگار مین تجھسے جنت کو اور ہر قول و عمل کو جو اس سے قریب کرے مانگتا ہون اور تجھ سے دوزخ سے اور ہر قول و عمل سے جو اسکے قریب کرے پناہ مانگتا ہون۔ رواہ الامام احمد و ابو داؤد عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ انھون نے اپنے بیٹے کو یہ کہتے سنا کہ اے میرے پروردگار مین تجھسے جنت کے داہنی طرف قصر سپید مانگتا ہون تو عبداللہؓ نے فرمایا کہ اے فرزند تو اللہ تعالیٰ سے جنت مانگ اور دوزخ سے پناہ مانگ کیونکہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم ہوگی جو طہارت کے پانی بہانے اور دعاء مین حد سے تجاوز کریگی۔ رواہ احمد و ابن ماجہ و ابو داؤد و قال الحافظ اسنادہ حسن لاباس بہ۔ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا اور مت فساد کرو زمین مین یعنی شرک و گناہون سے بعد اصلاح زمین کے بایںطور کہ رسول بھیجکر اسکی اصلاح ہوئی اور احکام مشروع ہوئے اور بعض نے کہا کہ زمین مین فساد مت کرو کہ اللہ تعالیٰ بارش کو روک دے اور کھیتیان برباد ہون بسبب تمھارے گناہون کے وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا خوف اسکے عذاب سے اور طمع اسکی رحمت کی۔ اور دعا مانگو اللہ تعالیٰ سے درحالیکہ خائف ہو اسکے عذاب سے اور طامع ہو اسکی رحمت مین **قال القرطبیؒ** ہمکو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بندہ وقت دعاء کے خوف و امید مین ہو حتیٰ کہ خوف و امید اسکے واسطے بمنزلہ دو بازون کے ہون جو اسکو استقامت پر رکھین پس اگر انمین سے کوئی بات نہ رہی تو بندہ تباہ و برباد ہوگا اور خوف یہ کہ جن مضرتون کے واقع ہونے سے تخنت نہین ہو سکتا انکے خیال سے باز نہ رہے اور بعض نے کہا آیندہ کسی مکروہ پہونچنے کا خیال ہو اور طمع آیندہ کسی محبوب بات کے ملنے کی امید ہو۔ اور ابن جریجؒ نے کہا کہ خوف ہو عدل سے اور طمع ہو فضل مین۔ بعض اہل علم نے کہا کہ بندہ پر زندگی بھر خوف غالب رہنا چاہیئے پھر جب موت آوے تو اسکو امید غالب ہو جانا چاہیئے کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا لا یموتن احدکم الا

له اہل الکتاب کی طرف اشارہ ہی کہ انکے دلون مین ۱۲ منہ یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ ۱۲

وہو یحسن الظن باللہ تعالیٰ رواہ مسلم یعنی تم مین سے کوئی نہ مرے مگر اس حال مین کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو۔ آیت اولی مین
دعاء کی شرط کا بیان ہو اور دوسری آیت مین فائدہ دعاء کا بیان ہو اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت قریب ہے
محسنین سے یعنے مطیع و فرمانبردار بندون سے قریب ہو رحمت کا لفظ مؤنث ہو اور قریب اسکی خبر باوجود مشتق ہونے کے بلفظ مذکر ہے
تو مفسرؒ نے کہا کہ رحمۃ اللہ مضاف ہو اللہ تعالیٰ کی طرف پس اس سبب سے اسکی خبر مذکر آئی۔ وفی السراج سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ رحمت یہان بمعنی
ثواب ہو وعلی ہذا قریب کا صیغہ صفت بحسب المعنی ہو اور بعض نے کہا کہ رحمت کی تانیث حقیقی نہین ہو اور جو ایسی ہو اسمین اہل لغت کے نزدیک
خبر مین تذکیر و تانیث دونون جائز ہین۔ اور بعض نے کہا کہ قریب بمعنی نزدیکی جو ناتے مین ہو اور نیز بمعنی دیگر جیسے یہان ہو پس ناتے کے معنی مین
جو قریب ہو اسمین مبتدا مؤنث ہو تو خبر قریب کی تانیث واجب ہو چنانچہ فلانۃ قریبۃ کہنا چاہیئے اور فلانۃ قریب نہین چاہیئے اور دوسرے معنی
مین جائز ہو لہذا یہان خبر کا مذکر لانا اسی فرق کے واسطے ہو اور رحمت کا محسنین سے قریب ہونا اسواسطے کہ آدمی ہر دم دنیا سے مُنھ موڑے
اور آخرت کی طرف قدم بڑھائے ہوئے ہے اور اس حالت مین موت بہ نسبت زندگی کے آدمی سے زیادہ قریب اور محسنین اور اللہ تعالیٰ کی رحمت
یعنے ثواب کے درمیان کوئی روک نہین سوائے موت کے کہ وہ آجاوے تو فوراً رحمت ملجاوے اور موت ہر آدمی سے قریب ہو صحیح مین
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھنا مروی ہو ؎ کل امرأ مصبح فی اہلہ ؞ والموت ادنیٰ من شراک نعلہ ؞ اور حافظ نے تفسیر مین لکھا کہ قریب
من المحسنین یعنی مرصدہ للمحسنین کیواسطے اُٹھا رکھی گئی ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکم مانتے اور ممنوعات سے باز رہتے ہین جیسے فرمایا ورحمتی وسعت کل شئ
فساکتبہا للذین یتقون الآیۃ اور مطر الوراقؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ملجانے کی اسطرح خواہش کرو کہ اسکی فرمانبرداری طاعت کو
ادا کرو کیونکہ اُسی نے مقدر کر دیا ہو کہ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین یعنی اسکی رحمت مطیع لوگون سے قریب ہو۔ رواہ ابن ابی حاتم ف
فی العرائس قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعًا وخفیۃ جبکہ تمنے حضرت کبریا عز وجل کی نعوت اور جلال عظمت وعزت قدم و بقا کو پہچانا تو اللہ
تعالیٰ کی طرف محتاج ہونے مین ان صفات کے دیدار مین فانی ہو جاؤ اس طرح پر کہ تمھارے اسرار پر تمھارے نفس بھی واقف نہون
کیونکہ مضطر و محتاج کی دعاء اس درگاہ کبریائی مین مسموع ہوتی ہو جبکہ زبان دل سے ہو اور صفاء وقت سے تضرع کے ساتھ خفیہ دعاء ہو اور
یہ ذکر خفی وہی ہو جسکی نسبت آیا ہو کہ سب ذکرون سے خفی ذکر بہتر ہو۔ ابو عثمانؒ نے کہا کہ دعاء مین تضرع کرنا اسطرح نہین ہو کہ اپنے
افعال مانند نماز و روزہ و قراءۃ وغیرہ کو مقدم کر کے اسکے پیچھے ان افعال کی نظر سے دعاء کرے بلکہ تضرع یہی ہو کہ اپنی عاجزی و بے بسی
و محتاجی وغیرہ کو پیش کر کے بدون علت و بلا سبب کے دعا مانگے تو تیری دعاء البتہ حضرت عزت مین باریاب ہو۔ واسطیؒ نے کہا کہ تضرع
یہ ہو کہ اپنی عبودیت کو قربان کرے اور طول طویل بک سرکشی نفس کی چھوڑ دے اور خفیہ رکھے کہ غیر اس سے آگاہ نہو واضح ہو کہ دعاء کیواسطے
چند مقامات ہین بعضی زبان ظاہر سے دعاء کرتے ہین بعضے زبان باطن سے دعاء کرتے ہین بعضے اشارۂ عقل سے اور بعضے اشارۂ قلب سے
اور بعضے اشارۂ روح سے اور بعضے اشارۂ سر باطن سے دعاء کرتے ہین پس اہل ظاہر کی صفت تضرع ہو اور اہل باطن کی صفت افتقار و خشوع
اور اہل عقل کی صفت فکر ہو اور اہل قلب کی صفت ذکر ہو اور اہل روح کی صفت شوق ہو اور اہل السر کی صفت فنا ہو اس سے باذن دعاء
کرتے ہین اور دعاء کی اجازت فقط دو مقام پر حاصل ہوتی ہو ایک مقام قبض اور دوم مقام بسط پس مقام قبض مین دعاء بصفت عبودیت ہے
اور مقام بسط مین دعاء بحکم انبساط ہو کیونکہ صولت ربوبیت کو اس مقام مین پایا ہے۔ عارفون کے واسطے ضرور یہ دونون مقام حاصل
ہوتے ہین دعاء کی حالتین بہت ہین ایک تو بلاء مین مبتلا دعاء کرتے ہین اسواسطے کہ اُنکے ہم و غم دور ہو جاوین دوم اہل نعمت دعاء کرتے ہین

[illegible]

Marfat.com

تاکہ کشف وجود ہو۔ سوم محبین دعا رکرتے ہین تاکہ قلوب کو تسلی حاصل ہو چہارم مشتاقین دعا رکرتے ہین تاکہ منزل مقصود کو پہونچ جاوین پنجم عاشقین دعا رکرتے ہین تاکہ مراد حاصل ہو ششم عارفین دعا رکرتے ہین تاکہ بقا رکو پاوین ہفتم موحدین دعا رکرتے ہین تاکہ فنا رمین محو ہو جاوین اس دعا رمین اہل انس کو انس اور عارفونکو تضرع اور محبین کو پیار اور موحدین کو آنکھون کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے اور سجود مین انکی حالت نہایت عمدہ ہو جاتی ہے کیونکہ موجود کا کشف حاصل ہوتا ہے اور آنسو بہانے کے ساتھ مین انکی مناجات نہایت ہی شیرین وخوشگوار ہے اور جوش دل سے انکی خاطر کی حرکتین کیا پسندیدہ مین استاذؒ نے کہا کہ جو کوئی بندہ خلوص دل سے دعا رکرتا ہے اللہ تعالی ضرور اُسکے دل کو اسیوقت راحت بخشتا ہے پھر اللہ تعالی نے بندونکو اعلی سے ادنی کی طرف اور اتباع حق سے اتباع نفس کی طرف جانے سے پرہیز کرنے کا حکم دیا اور مراقبہ ومشاہدہ وحضوری سے دل صاف و اصلاح پذیر ہونے کے بعد اسکو نفس کی شہوات وہوا وہوس سے خراب کرنے کسے منع فرمایا بقولہ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا۔ استاذ نے کہا کہ یہ خرابی وبربادی اسطرح ہوتی ہے کہ مجاہدہ وریاضت کرنے سے نفس کو مہلت دیدی اور حقوق شرع قائم کرنے کے بعد حظ نفس مین ڈالدیا تو بعد اصلاح کے خراب ہو جائیگا پھر اللہ تعالی نے اداب دعا رمین اخلاص وتواضع وخوف وامید کو فرمایا بقولہ وادعوہ خوفا وطمعا۔ اسکے دیدار جلال مین اسکی عظمت کی رعایت رکھو اور جمال مین البتہ بسط سے دعا رکرو کیونکہ حقیقت دعا رحالت شہود مین معرفت ربوبیت مین دل لرزنیکے ساتھ ہو کیونکہ عبودیت کی یہی شان ہے اور وصول مقصود کی صورت مین سرور ہوگا اور نیز خوف رکھو کہ سواے اسکے کوئی تمھارے دل مین جاری ہو جاوے یعنی حدوث کا ذکر دیدار قدم مین طاری ہو اور طمع کے یہ معنی ہین کہ دعا رسے اشرف مقام کی امید رکھو کیونکہ دعا روسیلہ ہے پھر جب مقصود حاصل ہوگیا تو وسیلہ منقطع ہوگیا مگر آنکہ اس سے بالاتر مقام مین دوسری دعا رکرو۔ اور نیز یہ خوف رکھو کہ وہ پاک پروردگار عز شانہ پاک بے پرواہ ہے ایسا نہو کہ دعا رمردود ہو جاوے اور طمع یہ رکھو کہ رحیم کریم ارحم الراحمین ہے امید ہے کہ دعا رقبول فرماوے اور جن بندون کی یہ صفت ہے وہ ان محسنین مین سے ہے جنکو بلطف اللہ تعالی اسکی درگاہ مین تقرب حاصل ہے انھین کو فرمایا بقولہ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین اور بعض نے کہا کہ خوف اُسکے عقاب سے اور طمع اسکے ثواب کی ہو۔ بعض نے کہا کہ خوف کرو کہ دور نہ کیے جاؤ اور طمع اسکی درگاہ مین تقرب کی رکھو اور بعض نے کہا کہ خوف اسکے اعراض سے اور طمع اسکے اقبال کی ہو بعض نے کہا کہ خوف اسی سے ہو اور طمع اسی کی ہو بعض نے کہا کہ محسن وہ ہے جو قلب سے حاضر ہو اور غافل نہو اسکے حق کو فراموش نہ کرے پھر اللہ تعالی عزوجل نے اپنی ذات پاک کو وصف فرمایا کہ اسی نے باطن غیب سے بشرات قرب پیدا فرمائین تاکہ نسیم وصال ومشاہدہ ارواح عاشقین وقلوب مشتاقین واسرار واصلین ودلہاے محبین والباب مریدین کو انکی نفیس رحمت سے پہونچے بقولہ تعالی۔

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا
اور وہی ہے کہ چلاتا ہے بادین خوشخبری لاتین آگے اُسکے مہر سے یہانتک کہ جب اُٹھالائین بدلیان بھاری ہانکا ہمنے اُسکو ایک شہر مردے کیطرف پھر اتارا
بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ
پانی پھر اُس سے نکالے سب طرح کے پھل اسیطرح نکالین گے مردونکو شاید تم دھیان کرو اور جو شہر ستھرا ہے اسکا سبزہ نکلتا ہے
ع ۱۴ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝
اُسکے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے اُسمین نکلے سو ناقص یون پھیر پھیر بتاتے ہین ہم آیتین حق ماننے والے لوگون کو

جب پہلے اللہ تعالی نے ذکر فرمایا کہ وہی خالق آسمانون وزمین کا اور وہی حاکم ومدبر ہے اور اسی کی قدرت کے حکم مین سب مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی ہو

Marfat.com

مسخر ہین اور مخلوق کو اپنی ہی طرف دعا کرنے و عبادت کرنیکا ارشاد فرمایا کیونکہ وہی پاک پروردگار ہر بات پر قادر ہے جو چاہے کرے تو مخلوق کو متنبہ فرمایا کہ
وہی رزاق ہے اور وہ ضرور بقدرت جلیل انکو قیامت کے روز اعادہ فرمادیگا چنانچہ فرمایا وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ *
ارسال یعنی روان کرنا۔ ریاح جمع ریح در اصل روح بواو ہے جو یا رسے بدل گیا بشرمین قراءات ہین اول نشر بضمہ و شین معجمہ جمع نشور یا ناشر بمعنی نسیت
اہی فذات نشرا اور یہ قرارت ابو عمرو و ابن کثیر و نافع کی ہے دوم نشر بضم نون و سکون شین معجمہ بطریق تخفیف کے جیسے رسل مین تخفیف سے ضمہ کو ساکن کردیتے
ہین اور یہ قرارت ابن عامر کی ہے سوم نشر بفتح نون و سکون شین معجمہ بنا برآنکہ مصدر ہے یعنے مفعول مطلق واقع ہے کیونکہ ارسال و نشر قریب ہین
گویا یون ہے کہ ینشر الریاح نشرا۔ یا یہ مصدر مقام حال مین ای یرسل الریاح حال کونہا ناشرة۔ اور یہ قرارة حمزہ و کسائی کی ہے اور مرجع ان سب قراءات کا
نشر کی طرف ہے جو طی کے برخلاف ہے یعنے جیسے طی کے معنی لپیٹ دینا اور تہ کر دینا ویسے اسکے برخلاف نشر کے معنی پھیلانا جھٹکانا منتشر کرنا اور کہا لیث مین
کہا کہ نشر بمعنی تفریق ہے یا بجملہ مفسرین نے اسکو موضع حال مین قرار دیا کیونکہ نشرا کی تفسیر مین کہا ای متفرقة۔ یعنی ارسال فرماتا ہے ریاح کو درحالیکہ متفرقہ ہوتی
ہین اور یہی تفسیر ابو عبیدہؒ سے مروی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ پاکیزہ ہوائین جو ہر طرف سے چلتی ہین اور فراءؒ نے کہا نشر وہ ہواے نرم جو بادل کو
منتشر کرتی ہے اور ابن الانباریؒ نے کہا کہ وہ منتشرہ جو پھیلی ہوئی بہتی ہے۔ قرارة چہارم بشرا بضم باء موحدہ و سکون شین معجمہ جمع بشیر یعنے خوشخبری و
بشارت دینے والی باران کی اور یہ قرارة عاصمؒ کی ہے۔ کما فی قولہ تعالے امن یہدیکم فی ظلمات البر والبحر ومن یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ الآیة۔
اور ہوا اور ریح مین فرق اسی قدر ہے کہ ریح وہ ہوا جو چلتی ہو اور مذکور ہے کہ ریاح چار ہین صبا شرقی ہوا جو بادل اٹھالاتی ہے اور دبور مغربی ہوا جو
بادل کو متفرق کرتی ہے وفی الحدیث نصرت بالصبا واہلکت عاد بالدبور۔ فتح دیا گیا مین صبا سے اور ہلاک کی گئی قوم عاد ہوا دبور سے اور سوم
شمال بفتح اول و سکون ثانی ہوا شمالی وہ بادل کو جمع کرتی ہے چہارم جنوب بفتح اول جو دکھن سے چلتی اور پریشان کرتی ہے اور ابن عمرؓ سے روایت ہے
کہ ریاح آٹھ قسم ہین انمین سے چار قسم تو عذاب ہین قاصف و عاصف و صرصر و عقیم۔ اور چار قسم رحمت ہین ناشرات و مبشرات و مرسلات و ذاریات
بنا بر اس آیت میں اختلاف قرارة بنون و بباء مین قسم ہولسے فرق ہوگا پھر رحمة سے مراد مطر یعنے مینھ ہے اور بین یدی رحمتہ کے معنی آگے آگے
مینھ کے اور معنی کلام کے یہ ہین اور وہی اللہ تعالی ہے کہ بھیجتا ہے چلتی ہواؤن کو متفرقہ یا مبشرہ آگے آگے مینھ کے حَتَّى إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا
یہانتک کہ جب لادلیتی ہین یہ ہوائین سحاب یعنی بادلون کو جو پانی سے بھاری ہین۔ اقلت بتشدید لام از اقلال یعنی برداشت کرنا۔ اٹھالینا۔ اور
اشتقاق اسکا قلت سے ہے چنانچہ جسنے کوئی چیز طاقت بھر اٹھائی و برداشت کرلی تو وہ اسکو قلیل ہی جانتا ہے اپنی ہستی سے زائد نہین جانتا
اور بولتے ہین کہ اقلہ و استقلہ بمعنی قلیل جانا پس برداشت کرنے کے معنی مین مجازا مستعمل ہے فافہم۔ ثقال جمع ثقیل ہے اسواسطے جمع آیا کہ سحاب
بمعنی سحب یعنے جمع ہے یا سحاب جمع سحابة ہے قاموس مین ہے کہ السحابة بمعنی بادل اسکی جمع سحاب و سحب و سحائب ہے اور بعض اہل لغت علماء معانی
نے کہا کہ سحاب اسم جنس جمعی ہے اسکا مذکر و مؤنث یکسان ہے اسمین لفظ و معنی کی رعایت ہوسکتی ہے اور یہی قول مختار ہے پس سحاب بادل ہے خواہ اسمین
پانی ہو یا نہو اور سحاب اسکا نام اسوجہ سے ہوا کہ ہوا مین منسحب یعنی دامن پھیلائے ہوے ہوتا ہے اور معنی یہ ہین کہ اللہ تعالی سبحانہ اپنی قدرت سے ہواے
مینھ کی بشارت دینے والا ارسال فرماتا ہے یہانتک کہ جب یہ ہوائین سحاب کو جو پانی سے بھاری ہورہی ہین اٹھاتی ہین سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَيِّتٍ سائق ہوا
سوق روان کرنا۔ سقناہ روان کردیتے ہین ہم اس سحاب کو۔ اور باعتبار سابق بیان کے ساتھ لبلد میت ہوتا یعنے چلاتا ہے اسکو اللہ تعالے واسطے
مردہ بلد کے لیکن سقناہ بصیغہ متکلم فرمایا اسمین غیبت سے التفات فرماکر متکلم کی طرف رجوع ہے اور یہ بلاغت زبان عرب مین شائع ہے اور
ضمیر مفعول مفرد راجع بجانب سحاب کے باعتبار لفظ کے ہے کیونکہ لفظ مفرد ہے اور بلد مین کا موضع آبادان سازہریؒ نے لیث بن سعد سے روایت کیا

Marfat.com

کہ آباد ہو یا غیر آباد ہو خالی ہو یا اسمین کچھ ہو اور ایک ٹکڑا اسمین سے بلدہ اور جمع اسکی بلاد ہی اور بلد مذکر و مونث دونون آتا ہی اور جنگل و بیابان کو بھی بلدہ
کہتے ہین اور میت باین معنی کہ اسمین کچھ نباتات مین سے نہین اور اہل عرب ایسی زمین کو میت بولتے ہین منہ قولہ تعالی فانظر الی آثار رحمۃ اللہ کیف
یحیی الارض بعد موتہا الآیۃ۔ اور سقت لہ اور سقت الیہ۔ دونون طرح مستعمل ہی اور مفسرؒ نے کہا کہ سقناہ لبلد میت ای سقناہ لبلد میت لاحیاءہ یعنی
ہمنے اس بادل کو واسطے زندہ کرنے بلد مردہ کے روان کیا۔ اور ظاہر یہ ہی کہ لام بمعنی الی قرار دیا یعنی ہمنے سحاب کو بلد میت کی طرف روان
کیا اسکے زندہ یعنی نباتات والا کرنے کے واسطے اور بیضاوی نے کہا کہ یون بھی ہو سکتا ہی کہ سقناہ لسقی بلد میت یعنی بلد مردہ کے سیراب کیے
واسطے روان کیا۔ اور زمخشریؒ نے کشاف مین لبلد میت کے لام کو لام علت قرار دیا ای سقناہ لاجل بلد میت یعنی بغرض بلد مردہ کے اسکو
روان کیا۔ اور شیخ ابو حیانؒ نے اسکو رد کر دیا کہ یہ لام علت نہین بلکہ لام تبلیغ ہی بمعنی پہونچانا جیسے بولتے ہین قلت لک۔ کیونکہ اسکے یہ معنی
نہین کہ مین نے تیری جہت سے کہا اور بیان کیا کہ فرق یہ ہی کہ سقت لک مالا مین لام تبلیغ کے ساتھ یہ ضرور ہی کہ مین نے تیرے واسطے مال
روان کیا اور مجھکو پہونچ گیا اور سقت لاجلک مالا مین مجھکو پہونچ جانا ضرور نہین ہی۔ یہ فرق لطیف ہی اور یہی لام تبلیغ یہان مراد ہی حاصل آنکہ اللہ تعالے
نے فرمایا کہ ہمنے سحاب کو پانی سے بھاری ہو لئے اور لدا ہوا زمین مردہ کی طرف پہونچا دیا فَاَنْزَلْنَا بِہِ الْمَاۤءَ ضمیر بہ راجع بجانب بلد ہی اور یہی
شیخ زجاج و ابن الانباریؒ کا قول ہی اور بار بمعنی الصاق ہی یعنی اتارا ہمنے پانی ملصق بلد مذکور فَاَخْرَجْنَا بِہٖ ای بالماء پھر نکالا ہمنے بواسطہ پانی کے
مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ای من کل انواع الثمرات ہر قسم کے پھلون سے اور یہ بیضاوی کا قول ہی اور ظاہر یہ ہی کہ تبعیض مراد ہو یعنی جملہ ثمرات سے بعض
نکالے اور کلیہ اس معنی کر کہا کہ تمام اقسام ثمر کی پیدائش بواسطہ آب باران کے ہی اگرچہ کسی خاص بلد مین سب نہ پیدا ہوتے ہون۔ حاصل کلام
پاک کا یہ ہی کہ عظیم قدرت الٰہی پر نظر کرو کہ ایک وقت زمین مردہ ہو جاتی ہی اور حرارت آفتاب وغیرہ سے اسمین نام کو بھی نبات نہین رہتی ہی پھر اللہ تعالے
عز وجل اپنی رحمت سے اسپر مینہ کا پانی برساتا ہی پس اسمین انواع و اقسام کے پھل پھول و نباتات پیدا کرتا ہی اور زمین مذکور دوبارہ زندہ ہو جاتی
ہی پس جس مخلوق کو جب چاہے موت دے اور جب چاہے زندہ کر دے اسی واسطے جو لوگ قیامت مین مردے زندہ ہونے سے منکر ہین انکو
دلیل بتلائی بقولہ کَذٰلِکَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی ای مثل ذلک الاخراج المذکور نخرج الموتی من قبورہم احیاء یعنی ایسے ہی نکالنے کے مثل جو مذکور ہوا نکالینگے
ہم مردون کو انکی قبرون سے زندے یعنی مردون کے فنا ہو جانے اور انکے آثار مٹ جانے کے بعد حشر کے روز انکی قبرون سے پھر ہم انکو زندہ
نکالینگے اور یہ تشبیہ اس بات مین نہین ہی کہ اسی طرح ہوا بھیجکر ابر مجتمع کر کے انکو پانی سے پیدا کرینگے بلکہ مطلق نکالنے مین تشبیہ ہی اور خلاصہ یہ ہی کہ جو پروردگار
قادر مختار جسکی قدرت کے آثار سے یہ سب آنکھون دیکھتے ہو کہ خشک لکڑی سے تر و تازہ پھل و پتے نکلتے ہین اور ہر چٹ مردہ زمین سے
طرح طرح کے گل و بوٹے پیدا ہوتے ہین وہ ضرور بالیقین قادر ہی کہ قبرون سے مردے نکال دے اور کیونکر انکار ہو سکتا ہی حالانکہ ابتدا مین
جب کچھ بھی نہ تھے تب انکو پیدا کر کے موجود کر دیا لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ شاید تم تذکر سے جان کو پس ایمان لے آؤ و فی تفسیر الحافظ فی قولہ کذلک
نخرج الموتی یعنی جیسے ہمنے اس زمین کو بعد اسکے مردہ ہو جانے کے اور قوت انبات وغیرہ جاتے رہنے کے زندہ کر دیا اور وہی قوت انبات
اسمین آگئی ایسے ہی ہم اجسام کو انکے گل سڑ جانے کے بعد قیامت کے واسطے زندہ کرینگے اور صحیح ہوا کہ اللہ تعالی آسمان سے پانی نازل فرمائیگا
پس چالیس روز تک مینہ برستا رہیگا اس سے اجسام اپنی قبرون مین اسطرح اوگینگے جیسے زمین سے دانہ اگتا ہی اور یہ پند و نصیحت قرآن مین اس
مثال سے بہت آئی ہی اسی واسطے فرمایا لعلکم تذکرون۔ سراج مین ہی یعنی تاکہ تم عبرت و پند اور تذکر حاصل کرو خلاصہ آنکہ تم برابر مشاہدہ کرتے
ہو کہ ایام بہار مین درخت پھلے پھولے سر سبز ہوتے ہین پھر تم خریف و دیگر اوقات مین انکو خشک اور پھل پتون سے ننگے دیکھتے ہو پھر اللہ تعالے

Marfat.com

انکو دوبارہ زندہ کردیتا ہے پس انسے نصیحت حاصل کرو کہ جو پاک پروردگار انکے زندہ کردینے پر قادر ہے وہ قیامت کے واسطے مردون کے زندہ کرنے پر
بالیقین قادر ہے حضرت ابوہریرہ و ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب پہلی بار صور پھونکی جائیگی سب کے سب مرجاوینگے تو بعد
اسکے اللہ تعالےٰ آسمان سے عرش کے نیچے سے پانی مینہ کا نازل فرماویگا پس مردے جہان کہین انکی خاک ہو وہ زمین مین نباتات کے مانند
اُگینگے جب انکے جسم کامل ہوجاوینگے تو انمین روح پھونکی جائیگی پھر انپر نیند غالب ہوجائیگی پس قبرون مین سوتے رہینگے پھر دوسری بار جب
صور پھونکا جائیگا تو قبرون سے چونک کر اُٹھائے جاوینگے اور حشر کیے جاوینگے اور اس حال مین اُن کے سرون و آنکھون مین نیند
کا خمار ہوگا تو اس حالت مین کہینگے کہ یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا ھذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون۔ الآیہ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسکی تفسیر مین آویگا
پوشیدہ نہین ہے کہ بہت سے درخت پھولون کے نہایت نرم و کمزور بیج کے ہوتے ہین کہ انکے بیج ایک فصل مین زمین کے اندر گر کر خاک ہوجاتے ہین
اور دوسری فصل مین جب برسات مین مینہ برسا تو اسی زمین سے وہی درخت جم جاتے ہین بلکہ جہا خاک ہوا انکی خاک اڑا لیجاتی ہے وہان
جمتے ہین بلکہ پیپل وغیرہ پرندون کی بیٹ سے بہت سے ہضم ہونے والون بیجون کی پیدائش ان درختون پر ہوتی ہے پس انکار بعث و حشر جن تو مونسے
صادر ہوا انکو عقل و فکر سلیم بالکل نہین ہے اللہم ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا انک انت الوہاب پھر واضح ہو کہ قولہ کذلک نخرج الموتیٰ مین صیغہ
مضارع حال و استقبال دونون معنی کو شامل ہوسکتا ہے غایۃ آنکہ ایک بالاشارہ ہو پس اسمین تفکر و تذکر سے عجائب صنع الٰہی پر دلیل حاصل ہوتی ہے
و یہدی اللہ لنورہ من یشاء وہو العلیم الحکیم پھر واضح ہو کہ لذلک نخرج الموتیٰ لعلکم تذکرون سے درمیان بیان مین ایک اہتمام متعلق مضمون پر
تنبیہ فرمائی پھر عجائب صنعت و قدرت کو شروع فرمایا یعنی زمین مردہ کو باران رحمت پہونچا کر لطف و کرم سے زندہ فرماتا ہے اور ہر زمین مردہ کو
اسکا فیض باران برابر پہونچتا ہے پھر انکی استعدادات مختلف طرح طرح کی ہین چنانچہ فرمایا وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ بلد طیب
وہ زمین جسکی مٹی پاکیزہ و شیرین و ہموار نرم ہے یعنے بلد طیب نکالتا ہے اپنی نبات کو بہتر و عمدہ بارادہ اپنے پروردگار کے وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ
إِلَّا نَكِدًا اور وہ بلد کہ جسکی مٹی خبیث ہے وہ نہین نکالتا پیداوار کو کسی حال سے مگر بحال نکد یعنی بسختی و مشقت۔ اور کشاف مین کہا کہ نکد وہ چیز کہ
جسمین بھلائی نہین ہے اور بیضاوی نے کہا کہ نکد یعنے قلیل بے نفع و بیکار اور نصب اسکو بنا بر آنکہ حال واقع ہے اگر کہا جاوے کہ بلد طیب کے ساتھ
پیداوار اگانے مین باذن ربہ کی قید فرمائی اور خبیث کے ساتھ یہ قید نہین فرمائی حالانکہ بدون مشیت و قدرت الٰہی کے دونون مین سے کسیکو
اخراج نبات کا اختیار نہین ہے تو شیخ ابوحیان نے جواب دیا ہے کہ دونون کی نبات اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی کے ارادہ و مشیت سے نکلتی ہین لیکن بلد طیب
کے ساتھ اذن پروردگار کی قید فرمائی تاکہ اسکی بزرگی و مدح ظاہر ہو کما لاین ہے کہ قولہ باذن ربہ موقع حال مین واقع ہے اور اس پیداوار کا بارادہ
و مشیت الٰہی ہونے کے ساتھ قید فرمانے مین بیان ہے کہ او تعالیٰ عز و جل کی مشیت و ارادت سے اسکو آسانی حاصل ہوئی جس سے اسمین نباتات
نہایت عمدہ کار آمد بہت کثرت سے حاصل ہوئی پس باذن ربہ سے اس بلد کی پیداوار کی خوبی و کثرت سے تعبیر ہے گویا یون فرمایا کہ والبلد
الطیب یخرج نباتہ نباتا حسنا غزیرۃ پس یہ مقابلہ مین بلد خبیث کے ہے جسکی صفت ہے کہ لایخرج نباتہ الا نکدا۔ اسی واسطے بیضاوی رحمہ اللہ نے
کہا کہ بلد خبیث نہین نکالتا اپنی پیداوار مگر بہت قلیل اور خراب و بیکار۔ اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ قولہ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ یعنے
زمین شیرین و پاکیزہ اپنی پیداوار کو آسانی سے خوبصورت عمدہ نکالتی ہے اور والذی خبث کی تفسیر مین حضرت مجاہد وغیرہ نے کہا کہ جیسے کنکریلی
و لونیا زمین وغیرہ۔ واضح ہو کہ علی بن ابی طلحہؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت مین روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنون و
کافرون کے حال کی یہ مثال بیان فرمائی ہے اور سراج و معالم وغیرہ مین کہا کہ جملہ مفسرین نے اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کا ذکر اسطرح

یہ ضرب المثل بیان فرمائی ہی پس مومن کو زمین پاکیزہ سے تشبیہ دی اور اسکے دل پر قرآن نازل ہونے کو مینھ کا پانی نازل ہونیسے تشبیہ دی پس جب یہ پانی اُسپر نازل ہوا تو اس سے طرح طرح کے گل بوٹے اور پھل پھول نکلتے ہین ایسی ہی مومن نے قرآن سُنا اور ایمان لایا اور اسپر عمل کیا تو اسمین طرح طرح کی عبادات وطاعات وعمدہ وعمدہ اخلاق کثرت سے ظاہر ہوتے ہین اور کافر کو زمین خبیث سے تشبیہ دی کہ ہر چند اسپر مینھ کا عمدہ پانی پڑے مگر اس سے کچھ انتفاع نہین ہوتا ایسے ہی کافر نے جب قرآن سُنا تو ایمان نہین لاتا اور اسکی تصدیق نہین کرتا بلکہ اس سے کفر وسرکشی زیادہ ظاہر ہو جاتی ہی اور اگر کافر نے دنیا مین کوئی فعل جو نیک ہی وہ کیا بھی تو بہزار مشقت اسکو کیا کیونکہ خیرات وصدقہ وغیرہ جو نام کے واسطے کیا ہی وہ کچھ فعل نیک نہین ہی باوجود اسکے آخرت مین اس سے کچھ نفع نہین ہی اور یہ جو حضرت مجاہدؒ سے روایت ہی کہ یہ مثال اولاد آدمؑ کی ہی کہ انمین سے بعضے پاکیزہ وبعضے خبیث ہین تو یہ تتمہ حکم کیساتھ ہی کہ اسکا مآل بھی وہی مومن وکافر کی طرف راجع ہی اور ارتباط اسکا مابعد کے کلام سے واضح ہی چنانچہ انبیا علیہم السلام عین ہدایت ونصیحت لائے لیکن جو پاکیزہ تھے وہ ایمان لائے اور جو ناپاک تھے وہ کافر رہے۔ اور جو نحاسؒ نے ذکر کیا کہ یہ تیز فہم اور کم فہم کی مثال ہی تو شاید بنظر قولہ لعلکم تذکرون کے ہی جو اس سے پہلے ہی یعنے تذکر وسمجھ دو قسم ہین جو بلد طیب کی مثال ہین وہ جلد سمجھ جاوینگے وبرعکس اسکے برخلاف ہونگے ولیکن اسکا ضعف ظاہر ہی ہان جو حضرت حسن وقتادہؒ سے مروی ہی کہ یہ قلوب کی مثال ہی مومن ومنافق کے دل مختلف ہین پس پاکیزہ قلوب مومنون کے پند ونصیحت الٰہی کو قبول کرتے اور اس سے نفع کثیر ہوتا ہی اور منافقون کے دل نہین لیتے اور بہت کم اس مین اثر اور اس سے انتفاع ہوتا ہی تو یہ بھی قول اول کی تخصیص ہی کیونکہ مومن وکافر سے مقصود انکے دل ہین کہ انھین پر مدار ہی اور قول اول پر دلیل ہی جو حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا مثل ما بعثنی اللہ بہ من الھدی والعلم کمثل غیث اصاب ارضا الحدیث یعنی آنحضرت نے کہا کہ جس علم وہدایت کے ساتھ مجھکو اللہ تعالے نے بھیجا اسکی مثال ایسی ہی جیسے موسم کا اُگانیوالا اپنے وقت کا پانی کسی زمین پر برسا پس اس زمین مین سے کوئی ٹکڑا پاکیزہ تھا یعنی اسکی مٹی شیرین ہموار اگانیوالی تھی پس اُسنے پانی کو قبول کر لیا اور گھانس تر وتازہ اور پیدا او بہت کثرت سے اُگائی اور کچھ ٹکڑے اسمین سے اجدب تھے جنھون نے پانی کو روک لیا یعنی انمین پانی بھر رہا پس اللہ تعالی نے اس سے آدمیونکو نفع پہونچایا کہ اُنھون نے خود اسمین سے پیا اور پلایا اور سینچا وزراعت کی اور بعض اور ٹکڑا اسمین سے ایسا تھا کہ وہ چٹیل میدان کنکریلا پتھریلا تھا کہ نہ وہ پانی کو روکتا ہی اور نہ کچھ سبزہ اگاتا ہی پس یہی مثال ہی دو قسم کے لوگون کی ایک وہ کہ جسنے اللہ تعالی کے دین مین سمجھ حاصل کی اور اللہ تعالے نے مجھے جسکے ساتھ بھیجا ہی اس سے نفع پایا پس سیکھا اور سکھلایا اور دوم وہ کہ جسنے سرے سے کچھ اسکی طرف توجہ نہ کی اور نفع نہ پایا اور جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالی نے بھیجا اس ہدی کو قبول نہ کیا۔ رواہ البخاری ومسلم وغیرہما کَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ای کما بینا ماذکر نبین الآیات لقوم یشکرون اللہ تعالی فیومنون۔ یعنی جیسے ہم نے یہ سب بیان فرمایا جو مذکور ہوا ہی اسی طرح ہم کھلے بیان کرتے ہین آیات کو ایسی قوم کے واسطے جو شکر کرتے ہین اللہ عزوجل کا پس ایمان لاتے ہین اسمین قوم شکر گزار کی خصوصیت اسواسطے ہی کہ آیات الٰہی سے انھین بندونکو نفع حاصل ہوتا ہی اور خبیث لوگونکو کچھ بھی حاصل نہین ہوتا اور اسمین اشارہ ہی کہ آیات الٰہی محض فضل ونعمت ہی اسکا بہت بڑا شکر یہ واجب ہی سبحان اللہ بحمدہ وسبحان اللہ العظیم ان آیات کریمہ مین انواع دلالات ولطائف اشارات وعلوم پاکیزہ ہین اور تفسیر عرائس مین جو کچھ بیان ہین وہ یہ ہین ف فی العرائس قولہ تعالی وھو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ ادتعالی نسیم وصال کو طلوع جلال کے سحر کے وقت مین اہل انس کے واسطے انکی حالت سجدہ کے شہود مین انکے مشام مین پہونچاتا ہی کہ شوق مین زیادتی ہو اور اسکی طرف باران رحمت کے زیادہ پیاسے ہو جاوین پس ظہور صفات سے پہلے قرب ومنزلت کے آثار ظاہر ہوتے ہین پھر ظہور تجلی صفات سے کشف ذات کا فیض پاکیزہ ارواح عاشقہ کو پہونچتا ہی پھر اس باران رحمت سے ان ارواح کو زلال محبت کا جام ملتا ہی کہ بعد اسکے پینے کے

Marfat.com

ان ارواح کو حدوث مین استقرار کی تاب نہین رہتی بلکہ ازل وابد کے بازو سے لطف قدیم سے قضاے ناپیدا کنار بقا د ہواے قدم مین پرواز کرتے ہین۔ کمال لطف سے ظہور تجلی ذات سے پہلے انکو ہواے تجلی صفات سے انکشاف دیا کیونکہ قبل تجلی ذات کے قبض و بسط کے اعلام سے واقف ہون اور فنا ہوجانے سے بچین اور کشف قدم کی طرف جذب ہونے مین انکے قلوب مردہ کو رزق سے زندگی ملے جس سے قابلیت حاصل ہو **قال المترجم** بعض مقام پر پارہ اول و ثالث مین گذرا کہ حدیث صحیح مین جو اپنے نفس و جورو و مہمان وغیرہ کے حق مین لازم ہونیکا قطعی حکم آیا ہے وہ اسی معنی پر تمام اکابر نے اعتقاد کیا ہے جو ظاہر ہین اور اسکا یہی بھید ہے کہ ہزارون پردون کا قطع کرنا اسی جسم کثیف سے ہے اور وہ اس راہ سے بڑی نعمت ہے پس مرید صادق کو خبط حواس و ضرر مالایطاق سے ایسی نوبت پہونچیگی کہ اسمین انکشاف حواس باطنی کی استعداد نہ ہے اور پھر حواس مغنیہ جنسے علوم ظاہری مین بحث نہین ہے انکے انکشاف کا فائدہ نہ حاصل ہوگا تب عقل و قلب و روح و سر و باطن کا کیا ذکر ہے لہذا نفس کشی کے یہ معنی سمجھنا کہ جسم و حواس کو بیکار و باطل کر کے خبط و مبہوت ہو جاوے محض غلط ہین یہ کسی بزرگ نے نہین فرمایا بلکہ نفس کشی کے فقط یہ معنی ہین کہ ابتدا مین نفس جو شرع سے برخلاف چلتا اور شیطان کی پیروی ڈھونڈھتا ہے اسکو مار کر خواہ مخواہ شرع و سنت پر ثابت رکھے ہان شرع و سنت مین یہ منع ہے کہ پیٹ مت بھرو بلکہ کم کھاؤ اور کم سوؤ اور کم ہنسو اور کم بک بک کرو اور خیال بد اور وسواس باطل وغیرہ مت لاؤ اور ایسے ہی ریاکاری و غرور و تکبر وغیرہ بہت سے امور ہین کہ ان سب پر ٹھیک ٹھیک قائم ہو اور ایک مرد صالح پیر بزرگ کی خدمت نصیب ہو جو اپنے نفس کو مہذب کر چکا ہے تو نہایت ہی عمدہ بات ہے کہ وہ ہر وقت اسکی غفلت کو ٹوکتا جاوے اور ہوشیار کرتا جاوے اور زیادہ طول تقریر کی گنجائش نہین ہے مین نے صرف ابتدائی مرتبہ پر بتوفیق الٰہی تنبیہ کر دی ہے اور اس سے اوپر کے مراتب کے واسطے خود اللہ تعالیٰ کی ہدایت پہونچ جاویگی انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر ابتدا ہی غلط ہے تو اوپر کا مرتبہ کیسا فاستقم ولاتتبع الہوی فیضلک عن سبیل اللہ پھر شیخؒ نے فرمایا کہ بالجملہ تجلی ذات کے ظہور سے پہلے دلہاے مردہ کے واسطے پاکیزہ ہوائین ظہور تجلی صفات کے بھیجدین چنانچہ فرمایا حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقناہ لبلد میت یعنی دلہاے مردہ کو تاب تجلی ذات کے ظہور کی نہین ہوسکتی ہے تو تجلی صفات سے ان دلون مین حیات جو اسکے مناسب ہے حاصل ہوجاوے اور معلوم ہے کہ تجلی ذات کا بار گران کوئی نہین اٹھا سکتا ہے سواے ریاح تجلی صفات کے اور انوار قدم کو سواے قدم کے کوئی نہین چلا سکتا اور زلال دریاے قدم کو ایسے پیاسے کو پلانے کے واسطے جو غرق حیرت ہے سواے ازلی صفت کے کوئی نہین لیجا سکتا ہے اور قلوب کی سرزمین مین درختان علوم غیوب کے کوئی نہین اگا سکتا سواے حضرت علام الغیوب جل جلالہ کے لہذا فرمایا فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات یہ ثمرات بھی مقامات و حالات و مکاشفات و مشاہدات ہین ؎ الا یا صبا نجد متی ہجت من نجد۔ لقد زادنی مسراک وجدا علی وجد۔ اے ہواے نجد جہان لیلیٰ رہتی ہے جبھی تو نے نجد سے جنبش کی تو میرا وجد پر وجد بڑھتا گیا بعض مشائخ نے کہا کہ ہر قسم کی ہوا سے ایک قسم کی رحمت خاص متعلق ہے پس ہواے توبہ سے قلب پر محبت پہونچتی ہے اور ہواے خوف سے رحمت ہیبت کا نشر ہوتا ہے اور ہواے امید سے رحمت انس کا اور ہواے قرب سے رحمت شوق کا اور ہواے شوق سے آتش قلق و بیتابی عشق کا نشر ہوتا ہے استادؒ نے کہا پہلے تقرب کی ہوا چلتی ہے جس سے مشام اسرار کو خوشبوی وصال پہونچتی ہے۔ اور استاد نے قولہ حتی اذا اقلت سحابا ثقالا کے اشارہ مین کہا کہ اسمین اشارہ یہ ہے کہ جس مہجور کو صدمہ فراق و وجد و انحلال جسم بلکہ بالکل باطل ہونے سے دوری پہونچی ہے اسکے پاس تقرب کا بشارت دینے والا پہونچتا ہے پس کھلجانے کے بعد تر و تازہ ہوجاتا ہے اور بعد سقوط کے اسکا مٹا ہوا حال قوی و تندرست ہوجاتا ہے پھر حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے قلب کا حال ذکر کیا کہ اسمین سے بعض کا یہ حال ہے کہ جب اسپر باران رحمت ہوا تو طرح طرح کے مقالات و حالات کے پھل پھول اس سے نکلتے ہین اور بعض کی یہ کیفیت ہے کہ وہ اسکے

Marfat.com

برخلاف ہین جو کہ شہوات نفس وحظوظ بشریت مین سنگستان کے مانند ہو رہے ہین اور انمین سوائے خارزار کے کچھ نہین ہے چنانچہ فرمایا۔ والبلد الطیب
یخرج نباتہ باذن ربہ الآیۃ ای بلاد قلب کی زمین ہے جس سے وجد وارادت کے پھل پھول موافق کشف صفات وانوار ذات کے طرح طرح کے
نکلتے ہین پس جس دل مین تخم محبت ہے اس سے مشاہدہ کا درخت جمتا ہے اور جسمین تخم شوق ہے اس سے انس وو صال کا درخت اگتا ہے او جسمین تخم عشق
ہے اس سے کشف جمال وجلال کا خوش ذائقہ میوہ پیدا ہوتا ہے پھر انکے برخلاف جس دل مین ہوا وہوس کے بیج پڑے ہین اس سے شہوات کے خار دار
درخت جھاڑیان پیدا ہوتی ہین اور شناخت یہ ہے کہ جو دل منور ہین ان دلون کے جسم کے اعضاء وجوارح پر آثار محبت ظاہر ہوتے ہین اور وہ آثار یہ
کہ وہ احکام الٰہی تعالیٰ وسنت رسالت پناہی صلعم سے موافقت محبوب رکھتا ہے اور جو دل تاریک وسیاہ ہے اُسکے جوارح واعضاء پر آثار مخالفت
ظاہر ہوتے ہین اور وہ اپنی شہوات نفس کی پیروی کرتا ہے پھر او تعالیٰ عزوجل نے تبدیل اخلاق ونشر افضال وثبوت مقامات وبر داز حالات
کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ سب بارادہ سابقہ ومشیت ازلیہ ہین جسمین کچھ تغیر وتبدل نہوگا اور وہان کسی کی تدبیر کچھ کارگر نہوگی اور یہی اصل تقدیر
کہلاتی ہے چنانچہ فرمایا وکذلک نصرف الآیات لقوم یشکرون۔ یعنی ایسی قوم کے واسطے جو حضرت مشکور تعالیٰ عزوجل کو ان نعمتونکے وجود سے پہلے سے پہچانتے
ہین اور خود او تعالیٰ عزوجل کو اپنے انعام کا شاکر پاکر خجالت سے پانی پانی ہو جاتے ہین اور اپنے آپ کو ادائے شکر کے مقام سے عاجز پاتے
ہین شیخ ابو عثمان رحمہ اللہ نے کہا کہ البلد الطیب مومن متقی کے دل کی مثال ہے یخرج نباتہ باذن ربہ یعنی اسکے اعضاء وجوارح پر انوار طاعات و
وزینت کے اخلاص کے ساتھ ظاہر ہوتے ہین والذی خبث۔ قلب کافر ہے اس سے سوائے نکد وشوم وتاریکی کے کچھ ظاہر نہین ہوتا اسکے اعضاء
وجوارح پر تاریکی ومخالفت ظاہر ہوتی ہے اور واسطیؒ نے کہا کہ قولہ باذن ربہ یعنی او تعالیٰ کی تولی اور اسی کی پرداخت وعنایت سے سب آسانی سے
بہت کچھ میوہ جات موافقت وانوار تقرب ظاہر ہوتے ہین اور خبیث سے سوائے نکد کے کچھ ظاہر نہین ہوتا کیونکہ تجلی وخطاب سے محجوب ہے
اور قولہ کذلک نصرف الآیات جیسے کہ آفتاب تھوڑی نباتات کو جلا دیتا ہے اور تھوڑی نباتات کو اگاتا ہے اور بعض کو مزہ دار اور خوشگوار پاکیزہ
بناتا ہے جیسا جسکا جوہر واستعداد ہے ویسے ہی ارادہ واحدہ سے موافقت ومخالفت آدمیون مین ظاہر ہے بعض نے کہا کہ بلد طیب وہ ہے جو ہمیشہ مامون
اور اسکا سلطان عادل ہو جسکے دل کا ساکن صافی ہے اسکے ظاہر افعال پاکیزہ ونیک ہین اور جو اسکے برخلاف ہے اسکا حال برخلاف ہے استاد رحمہ
نے کہا کہ جب اصل پاکیزہ ہو تو فرع مین نمو ہوتا ہے یعنی جب جڑ اچھی حالت مین ہوتی ہے تو شاخین اچھی طرح سرسبز ہوتی ہین اور مراد یہ ہے کہ قلب نیک ہوتا ہے
تو ظاہر وباطن سب صالح ہوتا ہے قلتُ حدیث مین بھی قلب کے بیان مین ہے کہ جب وہ صالح ہوتا ہے تو سب جسم صلاحیت پر ہوتا ہے اور جب اسکی حالت
خراب ہوتی ہے تو تمام اعضاء بدکار فاسق ہو جاتے ہین بعض نے کہا کہ بلد طیب وہ قلب مؤمن ہے مومن کو اللہ تعالیٰ نے طاہر بنایا اور روح کو
آب قرب سے پاک وطاہر کیا اور کرامت سے خوشبودار کر دیا اور قلب کو علم سے پاکیزہ بنایا اور سر باطنی کو نور معرفت سے پاکیزہ بنایا
اور زبان کو ذکر وسچ بولنے سے پاک کیا اور جوارح کو آب عصمت سے نہلایا اور نور توفیق سے پاک کیا پھر جب معلوم ہو گیا کہ جو قلوب خبیث
ہین انکو ہر چند تعلیم واصلاح وپند ونصیحت دیجائے کچھ مفید نہین ہوتی اور بیہودہ وہم وبے بنیاد شک پیدا کرتے ہین اور نیک راہ ونیک بات
ونیک تعلیم ونیک نصیحت سے آنکھ بند کر لیتے ہین چنانچہ اگلون کے واقعات متضمن علوم بیان فرمائے بقولہ تعالے

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ
ہمنے بھیجا نوح کو اُسکی قوم کیطرف تو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمھارا صاحب اُسکے سوائے مین ڈرتا ہون تم پر
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ
ایک بڑے دن کے عذاب سے بولے سردار اُسکی قوم کے ہم دیکھتے ہین تجھکو صریح بہکا ہوا بولا اے قوم مین کچھ بہکا نہین

Marfat.com

وَلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ
لیکن مین بھیجا ہون جہان کے صاحب کا پہونچاتا ہون تمکو پیغام اپنے ربکے اور نصیحت کرتا ہون اور جانتا ہون اللہ کیطرف سے جو تم نہین جانتے کیا تمکو تعجب ہوا کہ آئی تمکو
ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ
نصیحت تمھارے رب کیطرف سے ایک مرد کے ہاتھ تمھارے بیچ مین سے کہ تمکو ڈر سناوے اور تم بچو اور شاید تم پر رحم ہو پھر اسکو جھٹلایا پھر ہمنے بچالیا اُسکو اور جو اُسکے ساتھ تھے کشتی مین
وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ○ ع ۱۵
اور غرق کیے جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین وہ لوگ تھے اندھے

اول سورہ مین اوتعالیٰ عزوجل نے واقعہ آدم علیہ السلام کو شروع فرمایا اور اسکے متعلقات متصلات کو پورا بیان فرما کر اب مگر انبیاء علیہم السلام کے قصص کو ترتیب وار اول و ثانی سے بیان فرمایا لہذا پہلے نوح علیہ السلام کا ذکر شروع کیا کذا قال الحافظ فی التفسیر **وقال المترجم** حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ مین بہت بڑے بڑے علوم باریک تھے اور لوگون کی سمجھ کے لائق جہانتک ممکن ہوا صراحۃً و اشارۃً بیان ہو چکا اور منجملہ ان علوم کے یہ کہ ہر چیز تحت تسخیر قدرت رب جلیل عزوجل ہے اور مخلوقات بعض طیب و پاکیزہ ہے اور بعض خبیث و نجس ہے اور رحمت الٰہی یکسان ہے مگر مانند زمین کے کسی کو باران رحمت سے فائدہ ہے دو قسم سے کہ خوب اس سے سیراب ہوتی ہے اور سبز شاداب خود بھی نفع پاتی ہے اور دوسرون کو بھی ہر طرح نفع دیتی ہے یا کہ اس کو خود نفع ہے اور دوسرون کو بھی مگر ایک خاص طرح کا نہ عموماً مثل اول کے اور بعض زمین کو کچھ بھی فائدہ نہین اور یہ ہر ایک کی جوہر و قابلیت کا تفاوت ہے چنانچہ سابقین کے احوال کو ترتیب وار اس بیان کے واسطے مع دیگر علوم کثیرہ کے جنکی طرف انشاء اللہ تعالیٰ ضمناً اشارہ آتا جائیگا بیان فرمایا اور موافق ترتیب کے اول نوح علیہ السلام کا ذکر شروع کیا **قال الحافظ** وغیرہ کیونکہ نوح علیہ السلام بعد حضرت آدم علیہ السلام کے اول رسول ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی ہدایت کے واسطے بھیجا حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول جو رسول بھیجا گیا وہ نوح علیہ السلام ہے رواہ ابن ابی حاتم و ابو الشیخ و ابن مردویہ و ابن عساکر اور نسب نامہ انکا یہ ہے نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن مہلیل بن قینن بن انس بن شیث بن آدم علیہ السلام الیا ہی محمد بن اسحاق اور دیگر علما نے جو فن نسب مین ماہر ہین بیان فرمایا ہے اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ جیسے اذیت حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف سے پہونچی ایسے کسی اور نبی کو نہین پہونچی سوائے انکے جو اپنی قومون کے ہاتھ سے قتل ہو گئے ہین اور چالیس برس کی عمر ہونے پر نوح علیہ السلام کو نبوت ہوئی بعض نے کہا کہ پچپن برس کے تھے اور بعض نے کہا کہ دو سو پچاس برس کے تھے اور ذکر کیا گیا کہ بڑھئی کا پیشہ کیا کرتے تھے اور لوگ انکے زمانہ کے خراب و بت پرست و مشرک ہو گئے تھے **قال الحافظ** اور عبد اللہ بن عباس رضی و بہت سے علماء تفسیر نے فرمایا کہ بت پرستی کی صورت یون واقع ہوئی کہ ابتدا مین جب صالح و متقی و اولیاء اللہ لوگ مرے تو انکی قوم والون نے انکی قبرون کے وہان مسجدین بنائین اور مسجدون پر انکی تصویرین نقش کر دین تاکہ اُنکے حالات و عبادات کو یاد کرین اور انھین کے مانند عبادات و اخلاق حاصل کرین پھر جب اسکو زمانہ دراز گذرا تو اسی نقش کی مورتین بنا کر رکھین پھر جب اس پر بھی زمانہ دراز گزرا ان مورتون کی تعظیم کرنے لگے آخر انکو پوجنے لگے اور انھین پرہیزگارون کے نام پر ان مورتون کے نام رکھ لیئے پس جب یہ نوبت پہونچی تو اللہ عزوجل کا احسان ہے کہ اُس نے انبیاء و رسول بھیجے پس اول رسول حضرت نوح کو بھیجا چنانچہ فرمایا لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ تقدیر کلام یہ ہے کہ واللہ لقد ارسلنا۔ کیونکہ لام جواب قسم محذوف ہے اور بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ قریب ہے کہ نہ اطلاق ہو اس لام کا مگر حذف قد کے ساتھ کیونکہ جملہ قسمیہ کا سوق نہین ہوتا مگر ایک دوسرے جملہ کی تاکید کے واسطے جسپر قسم واقع ہوتی ہے اور وہ جواب قسم کہلاتا ہے پس قد کے ساتھ لاتے ہین کیونکہ وہ مظنہ توقع ہے کیونکہ مخاطب

ابوحاتم

Marfat.com

جب اسکو سنتا ہی تو جس سے تقدیر ہوئی ہی اُسکے وقوع کی توقع کرتا ہی جیسے یہاں اسپر نص ہی۔ اور ارسال کے معنی مبعوث کرنے کے ہین یعنی اسی قوم
مین سے ایک شخص کو مبعوث فرمادیا اور معنی یہ ہین کہ واللہ ہمنے مبعوث فرمایا نوحؑ کو اسکی قوم کی طرف فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ پس نوحؑ
نے قوم سے کہا کہ اے قوم تم بندگی کرو اللہ تعالیٰ کی۔ یعنے فقط اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ مِن زائدہ ہے
بغرض استغراق نفی کے آیا ہی یعنے کوئی بھی نہین پس الٰہ بحرف من مجرور ہی ور درمحل مین رفع کے ہی بنا بر مبتدا ہونے کے لہذا کسائی کے سوا سب باقی قرّاء
نے غیرہ کو مرفوع پڑھا کہ بدل از محل الٰہ ہی اور کسائیؒ نے بلحاظ لفظی اعراب کے غیرہ مجرور پڑھا المعنی نہین تمھارا کوئی بھی الٰہ سوائے ایک اللہ تعالیٰ
کے پس تم اسی کی عبادت کرو کیونکہ اگر تمنے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی اور دوسرون کی عبادت کی تو تمنے ایسی چیز کی عبادت کی جو معبود نہین ہی اور
تمنے معبود کی طرف سے منھ موڑا اور عبادت اسی کے واسطے خاص ہی وہ دوسرے مین ثابت کی اس سے بڑھکر کوئی ظلم نہین کہ خالق عزوجل نے
پیدا کیا رزق دیا مال اولاد دی صحت و تندرستی ہزارہا بیشمار نعمتین دین اس سے منھ موڑ کر غیر کی عبادت کرنے لگے شرک کرنے لگے پس تم فقط اللہ تعالیٰ
وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور اگر نہ مانوگے تو مین ایک بندہ ہون اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمکو راہ بتانیوالا ہون لیکن اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيْمٍ مجھے تمپر عذاب یوم عظیم کا خوف ہی اگر تم غیر کی عبادت کروگے یوم عظیم سے مراد روز قیامت ہی اور اسمین بیان ہی توحید اختیار کرنے کے سبب کا
یعنے توحید کرو کیونکہ نہ اختیار کروگے تو عذاب سخت پاؤگے بعض نے کہا کہ یہ معنی ہین کہ مجھے تمھارے اوپر عذاب یوم عظیم کا خوف ہی تم مجھے ایمان
لاتے نہین نظر آتے ہو اور بعض نے کہا کہ یوم عظیم سے مراد طوفان کا روز ہی اور لفظ اخاف یعنی شک کے ساتھ اسوجہ سے بیان کیا کہ حضرت نوح
علیہ السلام کو یہ معلوم نہ تھا کہ آیا دنیا ہی مین ان لوگون سے مواخذہ ہوگا یا قیامت تک کے واسطے چھوڑ دیے جاوینگے کذا فی السراج وغیرہ اور حافظ
ابن کثیرؒ نے قول اول اختیار کیا اور مفسرؒ نے بھی اسی پر اکتفا کیا اور ظاہر یہ ہی کہ اخاف بطور ادب کے ہی اگرچہ کافر کے حق مین قطعی وعدہ عذاب کا ہی
اگر کفر و شرک پر مرے لیکن بنظر عظمت و جلال الٰہی کے حکم قطعی نہ لگایا یون نہ کہا کہ تمپر یون عذاب ہوگا بلکہ ادب سے اخاف کہا وقد اشار المترجم
الی جوابین آخرین فافہم اسطرح حضرت نوح علیہ السلام نے دعوت فرمائی پھر قوم کا جواب نقل فرمایا قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ملأ بمعنی اشراف ماخوذ از ملاء بسکون ثانی بمعنی بھر دینا کیونکہ اشراف بھی مجلس کے لوگون کے دل ہیبت و اجلال سے بھر دیتے
ہین اور جمع املاء مثل سبب و اسباب اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ ملا یعنے جمہور و سردار و مشیر اور بڑے بڑے مدبر المعنی اسکی قوم کے بڑے بڑے
مدبر لوگون نے جواب دیا کہ ہم لوگ اپنی عقل و رائے مین تجھکو کھلے ضلال مین دیکھتے ہین حاصل آنکہ ہم دیکھتے ہین کہ تو دیوانہ ہوگیا یا بہک گیا
ہی کہ ہمکو اکیلے اللہ کی عبادت کرنے کو بلاتا ہی۔ گمراہون کا یہی حال ہی کہ وہ شیطانی نفسانی سرکشی مین راہ حق کی طرف ہدایت کرنیوالون کو
اُلٹے خود بھٹکا ہوا سمجھتے ہین استغفر اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ
نوحؑ نے کہا کہ اے قوم مجھے کوئی ضلالت نہین لگی ولیکن مین رب العالمین کی طرف سے رسول ہون قوم نے اپنر ضلال کا بہتان لگایا تھا اور انھون
نے ضلالت کو دور بتلایا تو مفسرؒ نے کہا کہ ضلالت بہ نسبت ضلال کے اعم ہی پس ضلال کے دور کرنے سے ضلالت کی نفی کرنا زیادہ بلیغ ہی
یعنے ضلالت تو ہر وجہ سے گمراہی ہی اور ضلال بعض وجہ سے بھٹکنے کو اور غی کو بھی شامل ہی پس ضلالت اعم ہی کیونکہ ہر چیز جسکو ضلال کہین اسکو
ضلالت کہینگے اور اسکا الٹا نہین ہی کیونکہ غی کو یا بعض وجہ سے بھٹک کو ضلال نہین کہتے مگر ضلالت کہتے ہین پس ضلالت کی نفی کرنا زیادہ بلیغ ہوا
اسلئے کہ وہ اعم ہی اور عام کی نفی کرنے سے خود خاص کی نفی ہوجاتی ہی برخلاف خاص کی نفی کے کیونکہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین چنانچہ
اگر مان لیا جاوے کہ اس جنگل مین کوئی جاندار موجود نہین تو خود ظاہر ہی کہ انسان بھی نہوگا اور اگر خاص جاندار کی نفی کی مثلاً شیر نہین ہی تو اس سے

Marfat.com

یہ لازم نہین آتا کہ انسان بھی ہو پس ظاہر ہوا کہ ضلال کے بہ نسبت ضلالت کی نفی یہان زیادہ بلیغ ہے اور تعجب ہے کہ صاحب کشاف نے لکھا کہ ضلال نہین کہا بلکہ ضلالت کہا اسواسطے کہ ضلالت اخص ہے پس ضلال کی نفی سے ضلالت کی نفی زیادہ بلیغ ہوگی اور خطیب نے سراج المنیر مین اسی کی پیروی کی حالانکہ یہ سہو ہے اسواسطے کہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین ہے اور کشاف کے محشین نے اس مقام پر طول کلام سے کچھ بھی فائدہ نہ نکالا اور خطیبؒ باوجود کثرت اتباع بیضاویؒ کے یہان کشاف کی پیروی مین دھوکا کھا گئے حالانکہ بیضاویؒ نے یہان افادہ فرمایا کہ قولہ یا قوم لیس بی ضلالۃ ای شئی من الضلالۃ یعنے کچھ بھی ضلالت نہین ہے پس جیسے ان لوگون نے ضلال کے ثابت کرنے مین مبین کہکر مبالغہ کیا تھا یعنے ضلال نہین کہا بلکہ ضلال مبین کہا تھا اسی طرح انکے جواب مین نفی ضلال مین مبالغہ کیا یعنے کچھ بھی ضلالت نہین ہے اور یہ قلت مستفاد ہے مقابلہ سے کیونکہ ضلال کے مقابلہ مین ضلالت کی نفی درصورت قصد مبالغہ در کمال ہدایت خود دلیل ہے کہ ادنی و اقل کی بھی نفی ہے گویا یون کہا کہ میرے ساتھ اقل قلیل بھی ضلال نہین ہے پس اسمین قوم والون پر بیوقوفی و گمراہی کی تعریض ہے کہ باوجود ذرا بھی ہونے کے اپنی بیوقوفی سے ضلال سمجھے بلکہ ضلال مبین سمجھے پس حماقت نہین بلکہ احمق ہین اور اشارہ ہے کہ یہ لوگ مکابرہ و عناد مین پڑے ہین کیونکہ جو اس مرتبہ ہدایت پر ہے کہ اسمین ضلالت کا نام نہین اسکو ضلال مبین سے موصوف کیا ۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ ولکنی بحرف لکن واسطے استدراک کے ہے پس یہان جانب مقابل کا وہم دور کرنا چاہیئے تھا نہ آنکہ لکنی رسول فرمایا تو جواب یہ ہے کہ لکن اس مقام پر بہت بلیغ ہے بیضاویؒ نے کہا کہ یہ استدراک باعتبار لازم کے ہے اور لازم اسکا کمال ہدایت ہے یعنے دو امر متقابل مین جب ایک کی نفی ہو تو دوسرے کی جانب وہم متردد ہوتا ہے پس اسکو اثبات کیا جاتا ہے اگرچہ غیر متعلق امور کی طرف وہم ہو اسیواسطے لیس زید بقائم ولکنہ قاعد ۔ کہنا فصیح ہے یعنے زید کھڑا نہین و لیکن بیٹھا ہے اور یہ کہنا کہ لیس زید بقائم ولکنہ شارب ۔ فصیح نہین یعنے زید کھڑا نہین و لیکن پانی پیتا ہے پس جب نفی ضلالت سے بالکل ضلال کی نفی کی تو ہدایت کی طرف سے استدراک کیا اور ظاہر یون تھا کہ ولکنی علی ہدی ۔ ہو لیکن بجاے اسکے ولکنی رسول من رب العالمین کہا تو رسول موصوف کو ہدایت مین کامل بلکہ اکمل و مکمل ہونا واجب ہے کیونکہ وہ خود ہدایت پر ہوتا اور دوسرونکو ہدایت پر لاتا ہے پس گویا یون کہا کہ ولکنی علی غایۃ الہدی لانی رسول من رب العالمین یعنی مین انتہار درجہ ہدایت پر ہون کیونکہ مین رب العالمین کا رسول ہون اور تعریض ہے ان لوگون کی حماقت پر کہ شاید ہدایت پر نہ سمجھین حالانکہ کوئی شخص دو حال سے خالی نہین ہوتا ہدایت پر یا ضلالت پر پس ضلالت تو بالکل نفی ہے پھر سخت حماقت ہے کہ عدم ہدایت کا وہم بھی ہو پس اسکو استدراک کرنے مین تعریض ہے اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ ابو عمروؒ کی قراءت مین ابلغ از ابلاغ ہے بتخفیف لام اور باقیون کی قراءۃ مین تبلیغ سے بتشدید لام ہے معنی آنکہ پہونچاتا ہون تمکو رسالتین اپنے پروردگار کی بیضاوی نے کہا کہ یہ جملہ صفت رسول واقع ہے یا جملہ مستانفہ ہے اور اسوجہ بیان سے بھی ہو سکتا مقرر فرمایا اور رسالات کو جمع اسوجہ سے کہا کہ متعدد اوقات مین اسکا نزول ہوتا رہا یا اسوجہ سے کہ اقسام و انواع کی رسالتین مانند اعتقادات و مواعظ و احکام وغیرہ کے وَاَنْصَحُ لَكُمْ اور نصیحت کرتا ہون تمہارے نفع کے لیئے جملہ صفت رسول یا مستانفہ ہے اور انصح کے معنی یہ کہ ارادہ کرتا ہون بھلائی کا ۔ اور لکم مین لام زائد کردیا یعنے انصحکم نہین فرمایا تاکہ دلالت کرے کہ نصیحت محض انھین کے حق مین نافع تھی اسمین ناصح کی کوئی غرض اپنے متعلق نتھی اور نصح کے معنی یہ کہ دوسرے شخص کیواسطے اسیطرح بھلائی کا قصد کرے جیسے اپنے واسطے چاہتا ہے اور تعدیہ اسکا بواسطہ و بلا واسطہ دونون طرح ہے یقال نصحتہ و نصحت لہ اور بعض نے کہا کہ نصح کی حقیقت یہ ہے کہ مصلحت کی راہ پہنچوا دے اسطرح کہ ہر مکروہ بات سے اپنی نیت خالص ہو اور بعض مفسرین نے کہا کہ مطلق نصیحت مین اور رسول کی نصیحت مین فرق ہے پس رسول کی نصیحت یہ ہے کہ امت کو اللہ تعالے کے تمام اوامر و نواہی اور تمام تکالیف شرعیہ جسطرح اللہ تعالے نے مقرر فرمائے ہین پہونچا دے اور

Marfat.com

عام نصیحت یہ ہو کہ اپنے بھائیون کو ان اوامر ونواہی وشرائع کے قبول کرنے مین رغبت دلاوے اور نافرمانی کرنے سے ڈراوے
کہ او تعالیٰ کا امین عذاب ہو۔ یہان سے واضح ہوا کہ حدیث صحیح مین جو النصح لکل مسلم۔ آیا یعنی ہر مسلمان کیواسطے نصح لازم ہو تو وہ دوسرے معنی پر ہو
اور معنی نصح کے وہی ہو جو اول مذکور ہوے چنانچہ حدیث ابن مسعودؓ مین اسی کی تفسیر ہو کہ کوئی مسلمان نہین ہوتا جب تک ایسا نکرے کہ جو اپنی
ذات کیواسطے پسند کرتا ہو ویسا ہی اپنے بھائی کیواسطے پسند کرے۔ اور مراد ان چیزون سے بھلی چیزین ہین جنکو شرع مین بھلا کہا گیا ہو
اور یہ نصح نہین ہو کہ رشوت سے مال جمع کرنا خود چاہتا ہو تو دوسرے کے واسطے بھی پسند کرے کیونکہ یہ نصح نہین بلکہ اغوا وشیطانیت ہو
فافہم۔ بالجملہ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ حسن اخلاق سے جواب دیا کہ مین ضلالت مین بالکل نہین بلکہ
کمال ہدایت پر ہون اور تمکو اللہ تعالےٰ کے رسالات پہونچاتا ہون اور محض تمہاری بہتری کے لیے تمکو نصیحت کرتا ہون وَاَعْلَمُ مِنَ
اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور مین جانتا ہون اللہ تعالیٰ کیطرف سے جو تم نہین جانتے ہو یعنے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی کے ذریعہ سے جو چیزین
مجھکو معلوم ہوتی ہین وہ تمکو نہین معلوم ہوتی ہین پس تقدیر قولہ من اللہ ای من جہۃ اللہ بالوحی ہو اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہو کہ من صفات اللہ
تعالیٰ بشدۃ بطشہ وعدم رد باسہ عن المجرمین یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسکی سخت گرفت اور مجرمین سے اسکا عذاب نازل ہوکر پھر نہ پھرنا
وغیرہ مین جانتا ہون تم نہین جانتے ہو پس دل مین جو کہا انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم اسی کی امین تقریر ہو۔ فافہم ف في العرائس قولہ
وانصح لکم واعلم من اللہ ما لا تعلمون مین تمکو خلوص نیت سے تمہارے پروردگار کی معرفت حاصل کرنیکا طریقہ سکھلاتا ہون اور اپنی نصیحت سے تمکو
تمہارے پروردگار کے مشاہدہ ولطف ورحمت خاصہ حاصل ہونے کی راہ بتلاتا ہون اور جو کچھ مین اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہون وہ
تم نہین جانتے ہو مجھکو اسکے احسان ومہربانی ولطف وکشف صفات وجمال ذات وحلاوت مشاہدہ ولذیذ خطاب وغیرہ کا جو علم حاصل ہو وہ
تمکو حاصل نہین ہو جو اسکی درگاہ مین پہونچ گیا وہ ایسی بادشاہت کو پاگیا کہ کبھی اس مین خرابی نہو گی اور ایسی سعادت کو پاگیا کہ کبھی فنا نہو۔
اور جو اس سے محروم رہا وہ ایسی سختی وبلا وگمراہی مین پڑا کہ کبھی اسکی خواری دور نہو گی اور بعض نے کہا کہ قولہ انصح لکم یعنی تمکو راہ ہدایت بتلاتا ہون
واعلم من اللہ ما لا تعلمون مین اشارہ ہو کہ مجھے اسکی وسعت رحمت معلوم ہو کہ جو کوئی توبہ کرکے اخلاص کے ساتھ اسکی طرف رجوع ہوا او تعالے
اسکی توبہ قبول فرماتا ہو پھر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے جاہل جو رسم کے پابند تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسالت کو خلاف
رسم وعادت سمجھتے اور نہایت تعجب کرتے حالانکہ دل کی آنکھون سے اندھے تھے حضرت نوح علیہ السلام کے نور نبوت کو کیا پہچانتے
پس حضرت نوح علیہ السلام نے انکا تعجب دور کرنے کو فرمایا اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ ہمزہ استفہام
انکاری ہو اور واو عاطفہ ہو پس معطوف علیہ محذوف ہو کما قال المفسرؒ ای اکذبتم وعجبتم یعنے کیا تمنے جھٹلایا اور تعجب کیا۔ اور ذکر بمعنی موعظت
ونصیحت اور ان جاءکم بوجہ ان مصدریہ کے بتاویل مصدر ہوکر مفعول محذوف ہو یعنی کذبتم کا معمول ہو کیونکہ عجبتم کا تعدیہ بحرف من ہوگا۔ ای
من ان جاءکم اور یہان سے ظاہر ہوا کہ بعض نے جو لفظ انکرتم مقدر کیا وہ خوب نہین کیونکہ وہ بھی حرف علی چاہتا ہو یقال انکر علیہ۔ انکرتم علی
ان جاءکم۔ یا عجبتم من ان جاءکم۔ کی ضرورت ہوگی بخلاف قول مفسرؒ کے کہ مقدر خود متعدی ہو مگر یہ ضرور ہو کہ بحکم المقدر کالملفوظ اسکو عمل دلایا جاوے
ورنہ تقدیر من بہرحال ضرور ہوگی اور قولہ علی رجل منکم۔ ای علی لسان رجل کان منکم۔ اور زبان ایک شخص کے جو تم مین سے ہو یعنے خود حضرت نوح
علیہ السلام اور یہ بنا بر اینکہ حضرت نوح علیہ السلام پر صرف وحی اتری کوئی کتاب مجموع نہین اتری بمانند توریت کے اور علی ہذا قولہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیۃ
مین آنحضرت صلعم پر وحی کی تشبیہ وحی نوح علیہ السلام سے دونون باتون مین موافق ہو ایک نفس ایحا مین یعنے وحی کرنا حضرت صلعم کیطرف

Marfat.com

کوئی نئی بات کہ نوحؑ سے یہ ہوتا آیا ہی اور دوم محض وحی مین بدون لوح مکتوب کے کیونکہ قرآن مجید مجموع مکتوب نہین اترا ہی اگرچہ مقصود وہان صرف ایجاب تشبیہ اور دوسری بات مین موافقت واقع ہوگئی ہی فافہم ۔ پھر ظاہر یہ ہی کہ محل تعجب یہی جملہ ہی یعنی علی رجل منکم یعنی اس بات پر تعجب کرتے تھے کہ ایک آدمی پر وحی آتی نازل ہو جیسے مشرکین مکہ کو تعجب تھا اور کہتے تھے کہ فرشتہ کیون نہین اُتارا اور شاید قوم نوحؑ کو دونون باتون مین تعجب ہو یعنی پروردگار کی طرف ذکر وموعظت نازل ہونے مین اور ایک آدمی پر نازل ہونے مین اگرچہ امر دوم سے تعجب ہو کر انکار اول کی طرف متعدی ہوگا ۔ المعنی کیا تم نے جھٹلایا اور تعجب کیا اس بات کو کہ آئی تمھارے پاس نصیحت تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھین مین سے ایک آدمی کی زبان پر لِيُنذِرَكُمْ تاکہ وہ تمکو ڈرا وے یعنی عذاب کا ڈر سنا وے اگر ایمان وتوحید پر قائم نہو وَلِتَتَّقُوا اور تا کہ تم لوگ اللہ تعالی سے تقوی کرو وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ اور شاید تم رحم کیے جاؤ یہ لام تعلیلیہ ہین یعنی ذکر وموعظت مذکور کا آنا اس فائدہ کے واسطے کہ تمکو ڈرا دے اور تم تقوی کرو اور شاید رحم کیے جاؤ اور یہ ترتیب ہر سہ علت کی نہایت حسن وخوبی پر ہی کیونکہ بندون نے جب ازل کا عہد بھلا دیا اور اسکے خلاف برتاؤ کیا تو بمقتضاے رحمت شاملہ وکاملہ کے رسول آئے اور مقصود ارسال سے انذار ہی یعنے مخالفت کرنے سے ڈرانا اور انذار سے مقصود یہ کہ تقوے کرین اور تقوی سے مقصود یہ کہ رحمت پاوین کذا فی السراج اور بیضاوی نے لکھا کہ لعلکم ترحمون مین حرف لعل جو امید کیواسطے ہی داخل کرنے مین تنبیہ ہی اس بات پر کہ تقوی پر خواہ مخواہ ترحم واجب نہین ہو جاتا ہی بلکہ رحم فضل الٰہی پر موقوف ہی اور تنبیہ ہی کہ متقی کو چاہیئے کہ اپنے تقوی پر گھمنڈ نہ کرے اور عذاب الٰہی عزوجل سے بخوف نہ ہو جاوے اور معتزلہ وغیرہ نے جو ایسی باتون مین زعم کیا کہ اللہ تعالی پر واجب ہی تو یہ انکی جہالت ہی حق یہ ہی کہ اللہ تعالی عزوجل پر کوئی امر واجب نہین اور یہ لفظ زبان سے نکالتے ہوے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین مگر یہ لوگ بے ادب ہین اللھم اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم اس حسن وخوبی سے نوح علیہ السلام نے رسالت الٰہی کو پہونچایا مگر سوائے چند گنتی کے آدمیون کے باقی سب ایمان نہ لائے آخر عذاب مین گرفتار ہوئے چنانچہ اللہ تعالے عزوجل نے فرمایا فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الذین کا عطف انجینا ہ کی ضمیر مفعول پر ہی ای انجیناہ ایاہ والذین آمنوا معہ ۔ اور فا ر انجام کار کے واسطے ہی کیونکہ نوح علیہ السلام کئی سو برس تک برابر ان لوگونکو ایمان وتوحید کیطرف بُلاتے رہے اور وہ لوگ جھٹلاتے اور سخت ایذائین دیتے تھے آخر غضب الٰہی ظاہر ہوا اور نوح علیہ السلام نے بددعا کی کہ زمین پر کوئی کافر باقی نہ رہے اور کشتی بنانے کا حکم ہوا انھون نے طول طویل کشتی بنائی مروی ہی کہ دو سال مین بنائی تھی خود بڑھئی کا کام جانتے تھے یہان سے ظاہر ہوا کہ فکذبوہ کے معنی فاستمروا علی التکذیب یعنی برابر جھٹلانے پر اڑے رہے المعنی پھر برابر نوحؑ کی قوم والے جھٹلاتے رہے پس ہمنے نوحؑ کو اور اسکے ساتھ والے مومنون کو کشتی مین نجات دی یعنی پانی کا طوفان جو غضب الٰہی تھا اسمین ڈوبنے سے نجات دی اور قصہ انشاء اللہ تعالی مفصل آویگا بیضاوی مین ہی کہ انکے ساتھ ایمان لانے والے بعض نے کہا کہ چالیس مرد چالیس عورتین تھین اور بعض نے کہا کہ صرف نو آدمی انکے تینون بیٹے سام وحام ویافث اور چھ آدمی اور تھے وفی تفسیر الحافظ منصوص اسقدر ہی کہ وما آمن معہ الا قلیل یعنے نوحؑ کے ساتھ ایمان نہ لائے مگر تھوڑے آدمی ۔ امام مالکؒ نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کی کہ قوم نوحؑ اس کثرت سے تھی کہ زمین وپہاڑ انکی سمائی سے تنگ تھے عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ نہین عذاب دیا اللہ تعالی نے قوم نوح کو مگر اس حال مین کہ روئے زمین انسے بھری ہوئی تھی اور کوئی قطعہ زمین نہ تھا مگر انکہ ان لوگون مین سے کوئی نہ کوئی اسکا مالک وقابض ہو رہا تھا اور ابن وہبؒ نے کہا کہ مجھکو حضرت ابن عباسؓ سے روایت پہونچی کہ حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی مین اسی آدمی بچے تھے ایک انمین سے جرہم تھا اور اسکی زبان عربی تھی رواہ ابن ابی حاتم

Marfat.com

و روی من وجہ آخر عن ابن عباس متصلا قلت شاید چالیس مرد و چالیس عورت کا قول کسی شخص نے اسی روایت سے یہ سمجھکر کہ کشتی نوح مین ہر شئی کے
جوڑے جوڑے تھے نکالا ہو حالانکہ یہ وہم ہو اسواسطے کہ جو ایمان لایا وہ غرق نہین ہوا خواہ جوڑا ہو یا فرد ہو ان جانورون مین البتہ جوڑا رکھا گیا تھا فافہم
مروی ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام دسوین رجب کو کشتی مین سوار ہوئے اور طوفان شروع ہوا آخر دسوین محرم کو کشتی سے اُترے تھے اور طوفان سے تمام
کافر ہلاک ہو گئے کما قال تعالی وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ یعنی اور طوفان مین غرق کر دیا ہمنے اُن لوگونکو جنہون نے جھٹلایا
تھا ہماری آیات کو بیشک یہ لوگ اندھی قوم تھی یعنی امر حق انکو نہین سوجھتا تھا **قال البیضاوی** دل کے اندھے تھے انکو بصیرت نہ تھی اگرچہ بصارت
ظاہری موجود تھی عمین در اصل عمیین تھا تخفیف کر کے عمین رہا اور بعض نے عامین پڑھا ہو ولیکن عمین مین زیادہ بلاغت ہو کیونکہ وہ ثبات پر دلالت
کرتا ہو کمالین مین ہو کہ عمی کی دلالت عمی ثابت پر ہو اور عامی کی دلالت عمی حادث پر ہو و قال البعضہم اسلیے کہ عمین صیغہ صفت مشبہ ہو جو ثبوت و دوام
پر دلالت کرتا ہو **قال ابن عباس** رض یعنی عمین کافر تھے **قال البعضہم** عمی تو بصیرت کے اندھے کو بولتے ہین اور اعمی آنکھون کے اندھے کو کہتے
ہین اعوذ باللہ منہا **قال الحافظ** اس قصہ مین اللہ تعالے نے اپنے محبوب بندون کے واسطے کافرون سے انتقام لینے کو بیان فرمایا اور یہ کافر
لوگ ان بندون کو ایذا اور آزار پہنچاتے اور انسے مسخرہ پن کیا کرتے تھے آخر ہلاک ہوئے اور اللہ تعالی کی سنت سنیہ دنیا و آخرت مین یون ہی جاری
ہو کہ انجام کار اہل تقوی کو فتح و ظفر ہو وقد قال تعالی والعاقبۃ للمتقین سراج وغیرہ مین ہو کہ قصص قرآن مین علاوہ علوم و معارف کے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم و مومنین کے واسطے تسلی ہو کہ آنحضرت صلعم کی قوم ہی فقط قبول حق سے اعراض کرنے والی نہ تھی بلکہ گذری امتون مین سے بھی اکثر امتین
نہ ماننے والی گذری ہین اور عموما اسمین ایک تنبیہ ہو کہ جھٹلانے اور نہ ماننے والونکا انجام کار خواری و ہلاک ہو پس آنحضرت صلعم کے نہ ماننے والے
بھی انجام کار خواہ دنیا مین بھی یا قطعا آخرت مین خوار و برباد ہونگے اور واضح ہو کہ اسمین آنحضرت صلعم کی صحت نبوت کی کھلی دلیل ہو کیونکہ آنحضرت
صلعم امی تھے کچھ لکھے پڑھے نہ تھے اور ہرگز اپنے وقت مین کسی تاریخ جاننے والے سے نہین ملے خصوص جبکہ عرب مین اسکا رواج ہی نہ تھا باوجود
اسکے گذری امتون کے نہایت صحیح قصہ و اخبار کو بیان فرمایا اور تاریخ جاننے والون کو جب معلوم ہوا تو کسی نے انمین سے انکار نہین کیا پس صریح
ثابت ہوا کہ یہ بوحی الہی تھا اور یہی نبوت پاکیزہ و فضل الہی ہو **قال المترجم** اور اس زمانہ مین جو بعضے ملحد انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ اس طوفان
کی تنور سے پانی کا جوش نہ تھا بلکہ چنین و چنان تھا تو اسکو باوجود الحاد کے بسبب بالاتفاق ثبوت طوفان نوح کے انکار طوفان کی مجال نہوئی پس
اسقدر تو وہ خود مقر ہو کہ طوفان مذکور واقع ہوا تھا بعد اسکے تاریخ کی کیفیت معلوم ہو کہ رائے کو اسمین بہت کچھ دخل ہوتا ہو لہذا پوشیدہ سبب اسکی
رائے کا دعوی محض غلط ہو کیونکہ جب واقعہ ثابت ہو تو صرف ایک امر خفی پر اسکا انکار کرنا بدون دلیل کے صرف اسکے وہم کے نزدیک مستبعد ہے
محض بیجا وہم ہو پس جو شخص کہ اللہ تعالی عزوجل کو قادر مختار مانتا ہو اسکے نزدیک کچھ بھی مستبعد نہین اور عجیب ہے کہ یہ منکر بدون کسی دلیل کے انکار کرتا ہو لہذا
کوئی عقلمند اسکو تسلیم نہ کریگا خصوص جبکہ واقعہ طوفان کا اقرار ہو فافہم **ف فی العرائس** قولہ انہم کانوا قوما عمین یعنے مشاہدہ الہی اور ذوق محبت
سے دور تھے اپنے بصائر کی آنکھونسے اندھے تھے انکو انوار صفات و ذات نظر نہین آتے تھے حالانکہ ہر ذرہ ذرہ سے ظاہر ہین ابن **عطا** رحمہ اللہ نے
کہا کہ عمین یعنے راہ حق سے گمراہ تھے بعض نے کہا کہ دنیا و جہان مین نظر عبرت سے اندھے تھے انکی نظر سے صرف انکی خواہش نفسانی و شہوات نظر آتی تھین

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور عاد کیطرف بھیجا انکا بھائی ہود بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا صاحب اُسکے سوا کیا تمکو ڈر نہین بولے سردار جو منکر تھے
مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ
اسکی قوم مین ہم تو دیکھتے ہین تجھکو عقل نہین اور ہماری اٹکل مین تو جھوٹا ہو بولا اے قوم مین کچھ بے عقل نہین لیکن مین بھیجا ہوا

رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ○ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ

جہان کے صاحب کا پہونچاتا ہون تمکو پیغام اپنے رب کے اور مین تمہارا خیرخواہ ہون معتبر کیا تمکو تعجب ہوا کہ آئی تمکو نصیحت تمہارے رب کی ایک مرد کے ہاتھ تمہین مین

لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

مین سے کہ تمکو ڈر سناوے اور یاد کرو کہ تمکو سردار کر دیا پیچھے قوم نوح کے اور زیادہ دیا تمکو بدن مین پھیلاو سو یاد کرو احسان اللہ کا شاید تمہارا بھلا ہو

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ قَالَ

بولے کیا تو اسواسطے آیا ہم پاس کہ بندگی کرین تیرے اللہ کی اور چھوڑ دین جنکو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے سو لے آ جو وعدہ دیتا ہو ہمکو اگر تو سچا ہو کہا

قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ

تمپر پڑچکی ہو تمہارے رب کے ہان سے بلا اور غصہ کیون جھگڑتے ہو مجھ سے کئی نامون پر کہ رکھ لیے ہین تمنے اور تمہارے باپ دادا نے نہین اُتاری اللہ نے انکی کچھ سند

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

سو راہ دیکھو مین بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہون پھر ہمنے بچا دیا اسکو اور جو اسکے ساتھ تھے اپنی مہر سے اور پیچھا ڑی کاٹی انکی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین ع ۹

وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ ۱۶

اور نہ تھے ماننے والے

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا یعنے جیسے نوح علیہ السلام کو انکی قوم کی طرف بھیجا ویسے ہی ہود کو قوم عاد کی طرف بھیجا چونکہ قوم نوح کسی نام سے معروف نہ تھی قوم فرمایا اور قوم ہود بنام عاد معروف تھی مانند مدین وثمود وغیرہ کے انکے نام سے بیان فرمایا اور قوم عاد کے نام سے دو قوم ہین عاد اول اور عاد دوم جو بقیہ نسل اول ہو اور دونون کے درمیان سو برس کا فرق ہو جیسے عاد اول اور قوم نوح کے درمیان آٹھ سو برس کا فرق بیان ہوا ہو اور مورخین کا اتفاق ہو کہ یہ اولاد سام بن نوح سے ہین پس بعض نے لکھا کہ وہ عاد بن عوص بن ارم بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام سے ہے اور سراج وغیرہ مین لکھا کہ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہو دفی تفسیر الحافظ محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ اولاد عاد بن ارم بن عوص بن سام بن نوح ہین **قال** اور یہی عاد اول ہین جو جنگلون مین عماد بناتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلها فی البلاد اور اخاہم یعنی انکے بھائی کو یعنے نسب کے بھائی کو نہ دینی بھائی کو یعنی قبیلہ عاد مین سے ایک شخص انکے برادری کا جسکا نام ہود تھا یا اخاہم بمعنے صاحبہم ہو کیونکہ عرب ایسے صاحب القوم کو اخ بولتے ہین اور اول اظہر ہو اور مفسر جلال نے تحبیر مین کہا کہ ہود بن عبداللہ بن رباح بن الخلود بن عاد بن عوص مذکور ہین اور چار سو چونسٹھ برس زندہ رہے **قال الحافظ** وغیرہ اور قوم عاد کی بستی احقاف یمن مین تھی جو عمان وحضرموت کے پاس ہو ربیع بن خثیم نے کہا کہ عاد والے یمن سے شام تک چیونٹیون کی طرح کثرت سے پھیلے ہوئے تھے محمد بن اسحاق نے کہا کہ اگرچہ عمان وحضرموت کے درمیان انکی اصلی بستی تھی لیکن اکثر روئے زمین پر پھیل گئے اور شدت قوت وتوانائی سے سب کو زیر کر لیا اور ظلم وتعدی کرتے تھے ابو عامر بن واثلہ سے روایت کی کہ مین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سُنا کہ آپ حضرموت کے ایک شخص سے کہتے تھے کہ تونے وہ سُرخ ٹیلہ دیکھا جو اراک کے مقابلہ مین جسمین سرخی مائل ٹیلے نکلے ہین اور فلان فلان جانب بیریون کے بہت سے درخت ہین اور وہ حضرموت کی زمین ہو اسنے کہا کہ جی ہان اے امیرالمومنین خدا کی قسم آپ تو ایسا اسکو ٹھیک ٹھیک پتہ سے بیان فرماتے ہین جیسے کسی نے آنکھون دیکھا ہو فرمایا کہ مین نے دیکھا نہین ہو ولیکن اسکا قصہ مجھسے بیان فرمایا گیا ہو حضرمی نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین اسکی بابت کیا قصہ ہو آپنے فرمایا کہ اسمین ہود علیہ السلام کی قبر ہو

Marfat.com

رواہ ابن جریر **قال الحافظ** اس روایت مین یہ فائدہ ہے کہ ان لوگون کی بستی معلوم ہوئی کہ یمن ہے اور ہود علیہ السلام وہین دفن ہوئے مین اور
وہ اسی قوم مین سے از راہ نسب کے اشرف وافضل تھے جیسے انبیاء ہوا کرتے ہین لیکن قوم والے جیسے سخت و شدید الخلقت تھے ویسے ہی دل بھی انکے
سخت تھے چنانچہ انکی دعوت وجواب سے ظاہر ہے قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ کہا ہود نے اے قوم تم اللہ تعالی کی عبادت کرو یعنی اسکی توحید کرو
شرک مت کرو مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اسکے سوائے تمہارا کوئی الہ نہین ہے اگر کہا جاوے کہ قال کہا فقال کہا مانند قصہ نوح کے جواب انکہ
بتقدیر سوال ہے یعنے فما فعل ہود جواب یہ یا کہ قال یا قوم بعض نے کہا کہ نوح برابر متواصل دعوت کرتے جیسا کہ دوسرے مقام پر منصوص ہے پس
فا رتعقیب مناسب تھی اور ہود مختلف اوقات مین ایسا کرتے پس بدون فا ر فرمایا ہے اَفَلَا تَتَّقُوْنَ استفہام انکاری استبعادی ہے یعنی مستبعد ہے کہ تقوی نہین کرتے
قال المفسر یعنے خوف نہین کرتے کہ تقوی والے ہو جاؤ واضح ہو کہ سورہ ہود مین افلا تعقلون مذکور ہے اور یہان افلا تتقون ہے پس اولی یون ہے کہ تقدیر کلام
مین کہا جاوے افلا تتقون ای افلا تعقلون فتتقون یعنی بطریق انکار و استبعاد فرمایا کہ تم نہین سمجھتے تاکہ متقی ہو جاؤ ۔ اور نیز دعوت متعدد اوقات مین
تھی پس شاید دونون طرح سے مخاطب کیا ہو اور نیز حاصل کلام ایک ہی ہے پس بعض نے بیان پر اکتفار کیا جیسے وہان قولہ ان انتم الا مفترون بھی
مذکور ہے اور یہین کے بیان پہ اکتفار ہوا یہان اسکو ذکر نہین فرمایا اور اسی پر باقی اجزار قصہ کو قیاس کرنا چاہیئے بلکہ دیگر قصص مین بھی اسی قیاس کو
سمجھنا چاہیئے خصوص محاورات زبان پر متعدد جاری ہوتے ہین جنکا حاصل واحد ہوتا ہے کذا ذکرہ ابو السعود وغیرہ اور پوشیدہ نہین کہ ہر مقام کے ساتھ مناسبات
ہین اور قدر مناسب پر اکتفار ہوا ہے اسی واسطے ہر قصہ مکرر نہین بلکہ فوائد جدیدہ نادرہ ہر مقام پر موجود ہین اور انکے بیان کے واسطے بہت طول عبارت
درکار ہے مگر شتے نمونہ از خروارے یہان صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ اگلی امتون نے بھی نصح و موعظت انبیاء علیہم السلام سے انکار کیا اور موجودہ
زمانہ کے کفار حربی کا انکار و استبعاد اگلون سے بہت مشابہ ہے اور اسمین جو لطائف معانی ہین انکو بخوف طول عبارت نہین لکھ سکتا کیونکہ ہر بات کے واسطے
بسط تقریر کی ضرورت ہے تب عام فہم ہوگی لہذا علماء نے علوم قرآنی مین الگ الگ تصنیفات کردین اور تفسیر مین قدر ضرورت پر اکتفار کیا ہے بالجملہ ہود نے
قوم عاد کو موافق بیان مذکورہ بالا کے نصیحت کی پھر جواب سخت یہ پایا قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ کہا ان لوگون نے اسکی قوم سے جو
کافر ہوئے تھے نہ ان سردارون نے جو مسلمان ہو گئے کیونکہ مانند مرثد بن سعد وغیرہ کے بعضے سردار مسلمان بھی ہو گئے بخلاف قوم نوح کے کہ سرداران
مین سے کوئی مسلمان نہوا حاصل آنکہ ہود کی قوم مین سے کافر لوگون نے یہ جواب دیا کہ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ ای متمکنا فی سفاہۃ وخفۃ عقل ۔
ہم لوگ تجھکو دیکھتے ہین کہ تجھمین سفاہت یعنی جہالت و کم عقلی جم گئی ہے کیونکہ تو ہمکو بتون کی عبادت چھوڑنے کو اور اکیلے اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت
کرنے کو کہتا ہے جیسے کفار قریش نے بھی تعجب کیا اور کہا اجعل الآلہۃ الٰہا واحدا ان ہذا لشیٔ عجاب ۔ بھلا اسنے سب آلہہ کو ایک الہ بنایا بیشک تو
عجیب بات ہے وَاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ اور ہم تو ضرور تجھکو جھوٹون مین سے گمان کرتے ہین یعنے رسول ہونے کے دعوی مین تجھکو جھوٹا
گمان کرتے ہین ۔ ایسے ہی کافر و مشرک لوگ و بد اعتقاد و ملحد لوگ اپنے اٹکل و گمان سے باتین بنایا کرتے ہین قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ کہا کہ
اے قوم مجھمین کچھ بھی سفاہت نہین ہے بلکہ مین تو کمال ہدایت پر ہون کیونکہ رسول ہون لہذا ملزوم ذکر کیا وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ
ولیکن مین رب العلمین کی طرف سے رسول ہون جسکا کمال ہدایت پر ہونا واجب ہے اسکے ہدایت ہونا اور رسول ہونا دونون ثابت کیا اور پھر تاکید فرمائی اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ
مین تمکو اپنے پروردگار کی رسالتین پہونچاتا ہون وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ اور مین خالص و محض تمہارے نفع کے لیئے تمہارا ناصح و امین ہون
اللہ تعالی نے اپنی رسالت مین مجھکو امین قرار دیا ہے وہ عالم الغیب ہے پس مین جھوٹا نہین ہو سکتا اسمین دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان مین
دروغ کی صفت ہونا محال ہے بلکہ ابلاغ کامل اور نصح خالص و امانت صادقہ ان صفات سے رسول موصوف ہوتے ہین پس بعضے روافض نے

Marfat.com

زعم کیا کہ حضرت صلعم نے بعض باتیں خاصکر اہل بیت رضوان اللہ علیہم کو مخفی بتلائی تھیں از قسم دین وکمال شریعت جنسے انسان کو تقرب مزید حاصل ہوتا ہی
تو یہ لوگ مفتری وجھوٹے ہین وفی السراج اسمین حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی ذات کے واسطے ناصح وامین کی صفتین خود بیان فرمائین تو اسمین دلیل ہی کہ
جہان ضرورت پیش آوے وہان آدمی کو روا ہی کہ اپنی ذات کی سچی صفات کو ظاہر کرے قلت چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی خزائن کی وکالت لینے
مین بادشاہ مصر سے کہا تھا کہ مین قوی امین ہون چنانچہ سورۂ یوسف مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا۔ وفی البیضاوی باوجودیکہ حضرت ہود جانتے تھے
کہ قوم والے خود انتہا درجہ کے سفیہ وگمراہ ہین مگر اس حلم وبردباری سے جواب دیا بدون جواب ترکی بہ ترکی اسمین حسن ادب وخلق عظیم ہے اور
اہل النصح نیکوکار بندون کو اسی طریقہ کی تعلیم ہی وفی السراج حضرت نوحؑ نے انصح لکم بجملہ فعلیہ کہا اور حضرت ہودؑ نے ناصح بجملہ اسمیہ کہا کیونکہ نوحؑ شب
وروز نصیحت کرتے پس فعل مناسب ہے کیونکہ وہ تجدد پر دلالت کرتا ہی جیسا کہ اپنے موقع مین ثابت ہو چکا وفی البیضاوی جملہ اسمیہ بصیغہ صفت مین اشارت ہی کہ
قوم والے حضرت ہودؑ کو ابتدا سے ناصح وامین جانتے تھے جیسے قریش والے آنحضرت صلعم کو بوجاہت صدق وامین وناصح جانتے تھے پھر مزید
تاکید کی اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ یعنے کیا تمنے جھٹلایا اور تعجب کیا اس بات سے کہ آیا تمہارا ذکر یعنی نصیحت تمہارے پروردگار
کی طرف سے عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ تمہین مین سے ایک مرد کی زبان پر تاکہ وہ تمکو عذاب الٰہی سے ڈراوے یعنی تم اس سے انکار وتعجب
مت کرو بلکہ تمکو چاہیئے کہ کمال نعمت سمجھکر اسپر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرو وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ اور یاد کرو کہ بعد
قوم نوحؑ کے تمکو خلیفہ بنادیا یعنے زمین کی خلافت تمکو دیدی کیونکہ مشہور ہی کہ شداد بن عاد اکثر ولایتون کا بادشاہ ہو گیا تھا پہلے انکو عذاب الٰہی سے
خوف دلایا پھر انکو انعامات الٰہی یاد دلائے اور مزید فرمایا وَزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَسْطَةً اور بڑھادیا تمہاری خلقت مین بسط **قال الحافظ**
ای تمہارے ابناء جنس سے تمکو طول پیدا کردیا **قال المفسر** یعنی تمہاری قوت وطول مین زیادتی کی انمین سے جو لمبا ہوتا وہ سو ہاتھ کا ہوتا اور جو ٹھگنا ہوتا وہ ساٹھ ہاتھ
ہوتا تھا **قال المترجم** طول وعرض وقوت سب مین بحسب مناسبت زیادتی مراد ہی اور بسط در اصل فراخی ہی خواہ معانی مین ہو یا اعیان مین ہو لہذا
قصۂ طالوت مین فرمایا وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم اور محتمل ہی کہ مخلوق کے درمیان انکو فراخی دینا مراد ہو اعم ازینکہ از راہ معانی ہو یا اعیان
واللہ اعلم ولیکن مفسرین نے قول اول ہی اختیار کیا ہی مگر آنکہ ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ بسطہ بمعنی شدت ہی اور یہی محتمل دونون معنی کو ہے۔
اور ابو ہریرہؓ سے روایت کیا جاتا ہی کہ عادی آدمی پتھر کے کواڑ اکیلا اٹھا لیتا اگر اسوقت کے پانچ سو آدمی لگین تو اسکو نہ اٹھا سکین اور جو معنی
سیوطیؒ نے ذکر کیا وہ **سدیؒ وکلبیؒ** سے مروی ہی وقال الجلال المحلیؒ فی سورۃ الفجر سب سے بڑے لمبے کا قد چار سو ہاتھ تک تھا۔ ابو حمزہ ثمالی
نے ستر ہاتھ ذکر کیا اور ابن عباسؓ سے اسی ہاتھ مذکور ہی اور مقاتلؒ نے کہا کہ بارہ ہاتھ کا ہوتا تھا اور قتادہؒ نے کہا کہ ہمسے ذکر کیا گیا کہ انکا قد بارہ ہاتھ کا ہوتا تھا۔
ابن عساکرؒ نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کی کہ انکے ہاتھون ناپے ہوئے وہب بن منبہ کا قول ہی کہ انکا سر مانند ایک بڑے قبہ کے تھا جو کچھ کلام مجید سے ثابت ہوتا ہی
وہ انکی قوت وشدت ہے چنانچہ فرمایا فاما عاد فاستکبروا فی الارض بغیر الحق وقالوا من اشد منا قوۃ الآیۃ اور فرمایا فتری القوم فیہا صرعی کانہم اعجاز نخل خاویۃ الآیۃ اور رہین
یہ روایات جو متقدمین سے روایت کیجاتی ہین انکے اسانید پر مترجم کو اطلاع نہین ہی اور مؤلف فتح البیان نے بدون بیان کے استبعاد وتضعیف کی ہی اور مترجم
کی نظر مین واللہ اعلم یہ معلوم ہوتا ہی کہ بر تقدیر صحت ان آثار کے قول مقاتل وقتادہ مین انکے ہاتھون کے ناپ کا بیان ہی جیسا کہ وہبؒ کی روایت ابن عساکر
مین مصرح ہی اور باقی اقوال مین اسوقت کے ہاتھون سے ناپ مراد ہی پس تقریباً اقوال مین مراد متفق ہو جائیگی اور اس زمانہ سے قریب
بجگونہ کچھ زائد انکا قد دراز ہوگا اگر کہا جاوے کہ صحیحین کی روایت سے ثابت ہوا ہی کہ درازی حضرت آدم کے قد کی ساٹھ ہاتھ پھر برابر خلقت
کم ہوتی چلی آئی تو جواب اسکا دو وجہ سے ہو سکتا ہی اول آنکہ درازی قد آدم علیہ السلام انکے ہاتھون ساٹھ ہاتھ تھی پس عاد کی خلقت سے

زیادہ ہوگی دوم آنکہ حدیث مین بیان کیفیت کے تاہی کا ہی اور درازی کی تعیین نہین ہی یعنی آدم علیہ السلام کے بعد جب کوتاہی واقع ہوئی تو یہانتک نوبت پہنچی اور جانب طول سیقدر
مقصود ہونا مراد نہین ہی بس وہ اہی کہ جب خلقت مین درازی واقع ہوئی ہو تو اس سے زیادہ یا برابر واقع ہوئی ہو فلیتامل فانہ دقیق دموضع تامل اذ عبارۃ اتمم تدل علی انہم
ازید مما کان لاباۓہم من قوم نوحؑ وہم اقرب الی زمن آدم علیہ السلام فافہم بجملہ توجیہ اقوال مفسرین کی ضرورت سے یہ گفتگو کرنی پڑی ورنہ تفسیر مین اسکی کوئی غرض نہین صرف
معنی یہ ہین کہ ہود علیہ السلام نے قوم کو نعمت الٰہی یاد دلائی کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو کہ قوم نوح نے جب اپنے پیغمبر کا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا تو انکی
بد دعا سے اللہ تعالیٰ نے سب کو ہلاک کر دیا اور تم پر یہ احسان کیا کہ ذریات نوحؑ سے تم کو باقی رکھا اور پیدا کرکے بجائے اُن کے خلیفہ کیا
اور تمہاری خلقت مین فراخی دیدی ہر طرح تمکو کشایش حاصل ہو فَاذْكُرُوٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ پس تم نعمتین اللہ تعالیٰ کی جو تم پر ہین یاد کرو یہ تعمیم بعد تخصیص
ہی یعنے خاص خاص نعمتون کو بیان کرکے عموماً نعمتون کے شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا الآ جمع الی بکسر اول وسکون ثانی مانند حل واحال یا اُلی
بضم اول وسکون ثانی مانند قفل واقفال یا بکسر اول وفتح دوم مانند ضلع واضلاع لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تفوزون۔ شاید تم فوز پاؤ یعنی پوری بھلائی
کی مراد تمکو ملے۔ وقال البیضاوی یعنی تاکہ نعمتون کا یاد کرنا انکی شکرگزاری کی طرف مودی ہو جس سے فلاح حاصل ہوتی ہو اگر وہ لوگ مانتے
تو حضرت ہود علیہ السلام نے انکو دینی و دنیاوی فلاح تک پہونچا دیا تھا مگر انھون نے جہالت سے نہ مانا قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ
قوم والے بولے کہ کیا تو ہمارے پاس آیا ہی کہ ہم اکیلے اللہ وحدہ کی عبادت کرین وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اور چھوڑ دین جسکو ہمارے
باپ دادے پوجتے تھے۔ ان جاہلون نے مستبعد جانا کہ عبادت مخصوص اللہ عزوجل کے واسطے ہو اور باپ دادون کے بتون سے اعراض
کیا جاوے یہ تقلید مین انکا انہماک تھا اور رسم مالوف کی محبت تھی کذا قال البیضاوی ثم قال او جئتنا مین آنے سے یا تو انکی مراد یہ کہ قوم
سے الگ کسی کونے مین بیٹھکر تو یہ خیالات لایا ہی یا طنز و تہکم کے طور پر کہا کہ آسمان سے تو یہی لایا ہی یا بطریق مجاز ہی جیسے عرب اس محاورہ
مین کہ پھر اسکو بُرا کہنے لگا یون بولتے ہین ذہب یسبہ حالانکہ جانا واقع نہین ہوتا گویا باتون سے چلا یعنی باتین کرتے کرتے بدگوئی کی طرف چلا گیا
مترجم کہتا ہی کہ اردو زبان کا محاورہ اس سے خوب موافق ہی کہ جب کسی کی بات گران جانتے ہین تو کہتے ہین کہ کیا تو یہی کہنے آیا ہی ایسے ہی
ان لوگون نے کہا کہ تو ہمارے پاس یہی کہنے آیا ہی کہ جنکو باپ دادے پوجتے تھے انکو چھوڑ کر اکیلے اللہ وحدہ کی عبادت کرین یعنی وہ ایسا
نہ کرینگے یہ بعید ہی اپنے باپ دادون کی راہ چھوڑینگے تو جو تا ہو فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ای فاتنا بما تعدنا بہ
من العذاب ان کنت صادقا فی قولک یعنی اگر عبادت بتوحید نہ کرنے مین عذاب ہوگا تو اس قول مین سچا ہی تو عذاب لا جس سے تو ڈراتا ہی
ان بدبختون نے عذاب مین جلدی کی اور یہ انکا سخت تمرد تھا جیسے کفار قریش نے مانگا کہ اللہم ان کان ہذا ہو الحق فامطر علینا حجارۃ من السماء
او ائتنا بعذاب الیم محمد بن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا کہ عاد والے بنام صمدا وصمود اور ہیا وغیرہ بتونکو پوجتے تھے اسیواسطے حضرت ہود کا مقولہ فرمایا
قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ
کہا کہ البتہ واقع ہوا تم پر رجس وغضب یعنے واجب ہوا یا نازل ہوا کیونکہ متوقع بمنزلہ واقع کے ہی یا انکو وحی سے علم ہوگیا تھا پس کہا کہ تم پر رجس یعنے
عذاب وغضب الٰہی واقع ہوا یا رجس وغضب وہی بت تھے جو خود ناپاک انکی عبادت موجب غضب تھی اسی واسطے
فرمایا اَتُجَادِلُوْنَنِيْ یعنے بھلا تم جدال کرتے ہو میرے ساتھ ایسے نامون کے بارہ مین جنکو تمنے اور تمھارے باپ دادون نے مقرر کر لیا ہے
حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسکے واسطے کوئی حجت وبرہان نہین نازل فرمائی ہی قال البیضاوی فی قولہ فی اسماء سمیتموہا انتم وآباؤکم یعنے
جدال کرتے ہو ایسی چیزون کے بارہ مین جنکو تم لوگون نے خود آلہہ نام کر لیا ہی حالانکہ انمین الوہیت کچھ بھی نہین کیونکہ عبادت کا مستحق بالذات

Marfat.com

تو ہی پاک پروردگار ہے جسنے کل کو ایجاد فرمایا اور سوائے ذاتی استحقاق کے اگر یہ چیزیں مستحق عبادت ٹھہراتے ہو تو ثبوت اسکا یون ہی ہوگا کہ خالق عزوجل ان چیزونکو مستحق بنادے سو اسکا بنانا کسی آیت اُتارنے سے معلوم ہوگا یا کسی حجت کے قائم ہونے سے معلوم ہوگا اور یہ بالکل نادارد ہے اور ظاہر کردیا کہ انتہا درجہ کی حجت جسکو لاتے ہین یہ کہ ان بتون کا نام الٰہہ ہے حالانکہ بدون کسی دلیل کے جو تحقیق مسمی پر دلالت کرے اور اسناد اس اطلاق کی اپنے باپ دادون وغیرہ ایسے لوگون کی طرف کرتے ہین جنکی بات کا کچھ اعتبار نہین ہے تو یہ حجت و یہ اسناد لانا دونون انکی سخت جہالت و انتہا درجہ کی غباوت ہے اسی واسطے اتجادلوننی بحرف استفہام انکاری تعجب کے ساتھ ہے یعنے عجیب جاہل و بیوقوف ہو کہ بنائے ہوے نامون پر مجھسے جھگڑتے ہو اور اسپر ایسے دلیر ہو کہ مجھکو جھوٹا بناتے و نڈر ہو کر عذاب مانگتے ہو اچھا فَانْتَظِرُوْا انتظار کرو عذاب کا بسبب میرے جھٹلانے کے اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ مین بھی تمہارے انتظار کرنے مین تمہارے ساتھ ہون **قال المفسر** آخر عذاب آیا اور وہ ریح عقیم تھی۔ کما جاء فارسلنا علیہم الریح العقیم ما تذر من شئ اتت علیہ الا جعلتہ کالرمیم قصہ ہود مین ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل آویگی بالجملہ عذاب نازل ہوا فَاَنْجَیْنٰهُ ای ہودا وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ من المومنین بِرَحْمَةٍ مِّنَّا پس نجات دیدی ہمنے ہود کو اور ان لوگون کو جو اسکے ساتھ تھے یعنے ایمان لانے والونکو یہ نجات دینا ہماری طرف سے رحمت تھی۔ وقال البیضاوی ای برحمۃ منا علیہم یعنی بسبب ہماری رحمت کے جو انپر تھی یعنے ازل سے انپر رحمت تھی۔ قلت اسمین علم لطیف ہے کہ حضرت رب العزۃ سلطان الکبریاء والعظمۃ کی صمدیت کے سامنے سپتے پانی ہو جاوین اللہم غفرانک لا الٰہ الا انت سبحانک توفنی مسلما مومنا وانت ارحم الراحمین بالجملہ حضرت او تعالیٰ عزوجل کے کلام پاک کے یہ معنی ہین کہ ہمنے اپنی رحمت سے ہود و اسکے ساتھی مومنون کو نجات دی وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا قاموس مین ہے کہ دابر بمعنی آخر ہر شئ و بمعنی جڑ پس اگر اول معنی ہون تو جب آخر تک قطع ہوا تو اول قطع ہوا او معنی دوم اظہر ہین کہ جڑ سے کاٹ دیا اسی واسطے مفسر نے کہا اے استاصلناہم یعنی استیصال کر دیا حاصل آنکہ او قطع کر دی ہمنے جڑ ان لوگون کی جنھون نے ہماری آیات کو جھٹلایا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ عطف ہے کذبوا پر یعنے اور وہ مومن نہ تھے۔ وفی البیضاوی اس کلام مین دو فائدے ہین ایک یہ کہ جو لوگ انمین سے ایمان لائے تھے انکی مدح کی طرف تعریض ہے گویا یون کہا کہ جن کا ہمنے استیصال کر دیا اور جڑ سے نیست کر دیا وہ ایسے نہ تھے جیسے انمین سے ایمان لانے والے چند آدمی تھے اور دوم یہ تنبیہ ہے کہ نجات پانیوالون کے درمیان اور ہلاک ہونیوالون کے درمیان فرق اسی ایمان سے ہوا **قال الحافظ** وغیرہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت مین فرمایا واما عاد فاہلکوا بریح صرصر عاتیۃ سخرہا علیہم سبع لیال و ثمانیۃ ایام حسوما فتری القوم فیہا صرعی کانہم اعجاز نخل خاویۃ فہل تری لہم من باقیۃ الآیہ۔ جیسا کہ تفسیر مین ان شاء اللہ تعالیٰ آویگا بالجملہ جب ان لوگون نے تمرد و سرکشی کی تو اللہ تعالیٰ نے ہوائے سرکش سے انکو ہلاک کیا اور وہ حلقہ انگوٹھی یا اسکے نگینہ کی مقدار تھی جیسا کہ حدیث مسند مین ثابت ہے پس یہ کیفیت تھی کہ ہوا کا جھونکا آیا اور جو کافر عادی سامنے پڑا اسکو اُٹھا کر آسمان و زمین کے بیچ مین بلند کیا پھر اسکو کھوپڑی کے بل پتھر پر دے پٹکا کہ بھیجا نکل پڑا حتی کہ دھڑ سے سر الگ ہو گیا **قال محمد بن اسحق** جب قوم عاد نے کسی طرح نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے تین سال ان پر قحط ڈالا تو حرم مکہ معظمہ مین پانی کی دعا مانگنے کو آدمی بھیجے جنکا سردار بنام قیل بن عنز تھا اور یہی اسوقت کے سب ملت والون کا دستور تھا اور مکہ مین عملیق بن آدم بن سام بن نوح کی اولاد سے عمالقہ رہتے تھے جنکا سردار بنام معاویہ بن بکر تھا جسکی مان قوم عاد سے تھی پس مکہ سے باہر اسکے گھر آکر اُترے اور شراب خواری و راگ مین غافل ہو گئے تو معاویہ کے اشارہ سے گانے والیون نے یہ گیت گایا ع الا یا قیل ویحک قم فہینم۔ لعل اللہ یسقینا غماما۔ فیسقی ارض عاد ان عادا۔ قد امسوا لا یبینون الکلاما۔ من العطش الشدید فلیس ترجوا۔ بہ الشیخ الکبیر

ولا الغلاما ٭ وقد كانت نساؤهم بخير ٭ فقد امست نساؤهم غيامى ٭ وان الوحش تاتيهم جهارا ٭ ولا تخشى لعادي سهاما ٭ وانتم ههنا فيما اشتهيتم
نهاركم وليلكم التماما ٭ فقبح وفدكم من وفد قوم ٭ ولا لقوا التحية والسلاما ٭ اس سے وہ لوگ متنبہ و بیقرار ہوئے مگر مرثد بن سعد نے کہا کہ واللہ تم
لوگوں کو تمہاری دعا سے پانی نہ ملیگا جب تک تم اپنے نبی علیہ السلام کی پیروی نہ کرو پس تم توبہ کر کے پیروی کرو تو پانی پاؤ پس معاویہ بن بکر
اُن لوگوں نے کہا کہ تم اسکو منع کر دو یہ ہمارے ساتھ مکہ میں نہ جاوے اسنے دین چھوڑ کر ہود کی پیروی کرلی ہے پھر مکہ میں جا کر سب نے دعا مانگی اور
قیل بن عنز کو آگے کیا پس اللہ تعالیٰ نے تین ابر کے ٹکڑے پیدا کیئے ایک سپید و ایک سرخ و ایک سیاہ اور قیل مذکور نے سیاہ پر لالچ کیا
وہی عاد کی طرف چلا اور آواز آئی کہ سوائے بنو اللوذیہ کے کوئی نہ بچا سب برباد کریگی ابن اسحاق نے کہا کہ بنو اللوذیہ بھی عادیین سے ایک
بطن ہے جو مکہ میں رہتے تھے یہی بچ رہے تھے اور دوم عاد یہی ہوئے ہیں پس وہ سیاہ ابر قوم عاد پر وادی مغیث سے ظاہر ہوا جسکو دیکھ کر بولے
کہ ہذا عارض ممطرنا - یہ تو ہم پر پانی برسانے والا ابر ہے نہ جانا کہ وہی عذاب ہے جسکو مانگتے تھے مشہور ہے کہ مہدد نامے ایک عورت نے اسکو اول پہچانا
کہ یہ آندھی ہے اور بیہوش ہوگئی لوگوں نے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا وہ بولی کہ آندھی ہے جسمیں آگ کے بگولے ہیں اسکے آگے کچھ لوگ ہیں جو اسکو لیئے آتے ہیں
ابن اسحاق نے کہا کہ مجھسے بیان کیا گیا کہ ہود علیہ السلام مع مومنین کے ایک حظیرہ کے اندر بیٹھ گئے تھے پھر اللہ تعالیٰ عز وجل نے آٹھ دن و سات
راتیں وہ آندھی اس قوم عاد پر مسخر کر دی جسنے کسی عادی کو نہیں چھوڑا مگر ہود علیہ السلام و مومنوں کے بدن کو نرمی دینے والی اور دل خوش
کرنیوالی ہوا پہونچتی تھی اور عادیوں پر یہ حال تھا کہ اونٹ مع سوار اُٹھا کر پتھر پر پٹکتی کہ بھیجا نکل جاتا تھا ہذا حاصل ما ذکرہ ابن اسحاق - اور
ابن عساکر نے بھی ہود علیہ السلام کے حظیرہ میں ہو جانے اور عادی کافروں پر یہ حالت گزرنے کو اسیطرح روایت کیا ہے - مؤلف فتح البیان نے
زعم کیا کہ قرآن مجید میں باجمال یہ قصہ ثابت ہے اور اسکی تفصیل بلا اسناد ہے حالانکہ یہ وہم ہے نعم قال الامام احمد فی مسندہ حدثنا زید بن الحباب حدثنی
ابو المنذر سلام بن سلیمان النحوی حدثنا عاصم بن ابی النجود عن ابی وائل عن الحرث البکری قال خرجت اشکو العلاء بن الحضرمی الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فمررت بالربذة فاذا عجوز من بنی تمیم منقطع بها فقالت لی یا عبد اللہ ان لی الی رسول اللہ صلعم حاجة فهل انت مبلغی الیه قال فحملتها
فاتیت المدینة فاذا المسجد غاص باهله واذا رایة سوداء تخفق واذا بلال متقلد سیفا بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ما شان الناس
قالوا یرید ان یبعث عمرو بن العاص وجها قال فجلست فدخل منزله او قال رحله فاستاذنت علیه فاذن لی فدخلت وسلمت فقال هل بینکم وبین تمیم شیء قلت
نعم وکانت لنا الدائرة علیهم ومررت بعجوز من بنی تمیم منقطع بها فسالتنی ان احملها الیک وها هی بالباب فاذن لها فدخلت فقلت یا رسول اللہ ان رایت
ان تجعل بیننا وبین تمیم حاجزا فاجعل الدهناء فحمیت العجوز واستوفزت قالت یا رسول اللہ فالی این یضطر مضطرک قال قلت مثلی ما قال الاول معزی
حملت حتفها حملت هذه ولا اشعر انها کانت لی خصما اعوذ باللہ وبرسوله ان اکون کوافد عاد قال لی وما وافد عاد وهو اعلم بالحدیث منه ولکن یستطعمه
قلت ان عادا قحطوا فبعثوا وافدا لهم یقال له قیل فمر بمعاویة بن بکر فاقام عنده شهرا یسقیه الخمر وتغنیه جاریتان یقال لهما الجرادتان فلما مضی الشهر
خرج الی جبال مهرة فقال اللهم انک تعلم انی لم اجیء الی مریض فاداویه ولا الی اسیر فافادیه اللهم اسق عادا ما کنت تسقیه فمرت به سحابات سود وبیض
واحمر فنودی منها اختر فاوما الی سحابة منها سوداء فنودی منها خذها رمادا رمددا لا تبق من عاد احدا قال فابعث اللہ علیهم من الریح الا قدر ما یجری
فی خاتمی هذا حتی هلکوا قال ابو وائل وصدق قال وکانت المرأة والرجل اذا بعثوا وفدا لهم قالوا لا تکن کوافد عاد - هکذا رواه احمد فی المسند ورواه
الترمذی عن عبد بن حمید عن زید بن الحباب به نحوه ورواه النسائی من حدیث سلام بن المنذر عن عاصم بن بهدلة ومن طریقه رواه ابن ماجه ایضا
عن ابی وائل عن الحرث بن حسان البکری به ورواه ابن جریر عن ابی کریب عن زید بن الحباب به ورواه ایضا عن ابی کریب عن ابی بکر بن عیاش

Marfat.com

عن عاصم عن الحرث بن حسان البکری فذکرہ ولم ار فی النسخۃ ابا وائل واللہ تعالیٰ اعلم کذا فی تفسیر الحافظ رحمہ اللہ۔ وسیاتی فی مواضع من القصۃ مایطلعک انشاء اللہ تعالےٰ ف فی العرائس قولہ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد کرو کہ کمال قدرت سے تمکو کیسے سانچے مین خوبصورت تصویر تمھاری بنائی اور اپنے سے کیا لباس تمکو پہنایا اکرام خلق ونعت مین احسن واظرف ہو پس نہایت واضح آیات اور روشن دلالات سے اسکا ظہور تمپر موجود ہی شاید تم اسکی دوری سے مضطر ہو اور اسکے قرب کی تمنا کرو واضح ہو کہ دیدار نعمت موجب شکر ہی اور دیدار آلاء موجب ذکر ویاد ہی اور ذکر سے دیدار مذکور منعم حاصل ہوتا ہی اور اس سے محبت پیدا ہوتی ہی اور محبت سے فلاح وفوز ہی واسطی رح نے کہا کہ عوام کو اوتعالےٰ سے نعمتون پر محبت ہی اسیواسطے فرمایا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اور خاص بندے اسکو آلاء سے محبت کرتے ہین اور یہی قولہ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون سے ظاہر ہی مترجم کہتا ہی کہ بنا برین ذکر آلاء تعمیم بعد تخصیص نہین بلکہ تخصیص بعد تعمیم ہوگی برخلاف قول بیضاوی رح کے اور شاید کہ آلاء سے مراد اشارہ مین تخصیص کے ساتھ ہو اگرچہ بعد ذکر نعمت کے پھر ذکر آلاء سے ترقی منزلت کا اشارہ ظاہر ہی اور وہ عموم سے خصوص ہی۔ واللہ اعلم پھر شیخ واسطی کا باقی قول شروع کیا کہ خاص الخاص بندے اپنے پروردگار سے ایثار اور ربوبیت پر محبت رکھتے ہین اور ان مین سے ہر ایک کے واسطے علامت جداگانہ ہی پس اول کی علامت یہ ہی کہ اوتعالیٰ کا دائمی ذکر ہو اور اس سے فرحت وسرور ہو اور دوم کی علامت یہ ہی کہ استیناس ہو اسکے ساتھ بسبب دیکھنے اس چیز کے کہ اُسنے دور ڈالا تھا اور سوم کی علامت یہ ہی کہ اسی سے اشتغال ہو ہر قاطع اُس سے قطع کرنے والا ہی ابن عطار رح نے کہا کہ جب تونے آلاء ونعمتون کو یاد کیا تو تجھکو اوتعالیٰ عزوجل کی محبت آویگی اور جب محبت آئی تو اسکی طرف قصد کریگا اور جب قصد کیا تو پاجاویگا اور جب پاگیا تو تمام جہان وچیزون سے الگ ہو کر اسی کی طرف ہو جائیگا مین کہتا ہون کہ یہ قوم اگر خالص محبت والے اونمین سے ہوتی تو انکو آلاء کے یاد کرنے اور انکو دیکھنے کی طرف حوالہ نہ فرماتا بلکہ دیدار ذات وصفات کی طرف توجہ دلائی جاتی چنانچہ تو دیکھ کہ خالص محبت والونکو بقولہ الم تر الی ربک کیف مد الظل سے کیونکر خاص ذات وصفات کی طرف توجہ دلائی اور محض مشاہدہ کا حکم دیا کیونکہ نعمت وآلاء سے جو محبت ہوتی ہی وہ محبت خالص نہین بلکہ ایک ناپید چیز سے معلول ہوتی ہی بسبب اسکے کہ یہ چیزین حادث مانند معدوم ہین اور خالص محبت وہ ہی جو اسکی صفات جلال وجمال سے پیدا ہوتی ہی پس جسکی حالت محبت کی بسبب نعمتون وآلاء کے دیکھنے کے ہو وہ اُس تک کیونکر واصل ہو سکتا ہی ہان ابتدائی ذکر کے واسطے انکو قولہ فاذکروا سے حکم دیا اور لقاء کو منتہی درجہ قرار دیا ہی اور وہی عذاب سے نجات پانیکا درجہ ہی اور اگر قوم مذکور یعنی امین سے ایمان والے اگر مرتبہ تحقیق کو پہونچے ہوتے تو غیر کی یاد یعنے نعمتون وغیرہ کے یاد کرنیکا انکو حکم نہ دیا جاتا مترجم کہتا ہی کہ بسبب ظاہر ہی بات یون ہی جو شیخ رح نے بیان فرمائی واللہ اعلم ولیکن شیخ ابن عطار وغیرہ سے جو منقول ہوا اس سے انکی مراد بھی یہی ہی کہ پھیر کر بہلانے کے واسطے یہ طریقہ ہی کہ بذریعہ نعمتون کی یاد کے درجہ بدرجہ ترقی پاوین اور آخر خود سب سے منقطع ہو جاوینگے جب واصل ہونگے اور یہ مراد نہین ہی کہ ایسی یاد سے واصل ہونگے چنانچہ آخر جملہ قول شیخ ابن عطار رح اسپر شاہد ہی فافہم واللہ اعلم بمراد عبادہ قولہ وانا لکم ناصح امین یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھکو میرے نفس کے پنجہ سے نجات دی اور اسکے حظوظ وشہوت سے مین بری ہوا کہ بقوت الٰہی مجھے اسکی گرفتاری سے نجات ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھکو اپنی رسالت کیواسطے خاص کیا اور شوائب طبیعت سے پاک کیا اور اپنی محبت وخدمت کا طریقہ مجھکو پہچنوایا اب بعد اسکے مین تمکو شفقت ونصیحت کے ساتھ یہ طریقہ سکھلاتا ہون اور مین امین یعنی امانت دار ہون کیونکہ میری نصیحت مین شیطانی غرض کی تہمت لگانے کی گنجائش نہین ہی جیسے ان لوگون کی نصیحت مین ہوتی ہی جو سوائے اللہ عزوجل کے کسی اور کی طرف مائل ہوتے ہین۔ ابو حفص رح نے کہا کہ ناصح امین وہ شخص ہی جسکی نصیحت مین اُسکے نفس کو کچھ حظ نہو اور اپنے آپکو کوئی جاہ ومنزلت بھی نہ چاہیے بلکہ اسکی غرض خالص یہی ہو کہ یہ شخص نصیحت قبول کرکے نجات پاجاوے۔

Marfat.com

قال المترجم یہ قول بہت سنجیدہ ہی پھر جب عاد اول کا ذکر ہوگیا اور اس سے علوم و نصائح اہل سعادت نے اپنی اپنی استعداد کے موافق
حاصل کر لیے تو اللہ عزوجل نے عاد دوم کا جو اول سے سو برس بعد ہوئے ہیں شروع فرمایا بقولہ تعالیٰ

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ
اور ثمود کی طرف انکا بھائی صالح بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا صاحب اُسکے سوا تمکو پہنچ چکی ہی دلیل تمہارے رب کیطرف سے یہ اونٹنی اللہ کی ہی
لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ
تمکو نشانی سو اسکو چھوڑ دو کھاوے اللہ کی زمین میں اور اسکو ہاتھ نہ لگاؤ بری طرح پھر تمکو پکڑے گی دُکھ کی مار اور وہ یاد کرو جب تمکو سردار کیا عاد کے پیچھے
عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ
اور ٹھکانا دیا زمین میں بناتے ہو نرم زمین میں محل اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر سو یاد کرو احسان اللہ کے اور مت مچاتے پھرو زمین میں
مُفْسِدِينَ ○ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ
فساد کہنے لگے سردار جو بڑائی رکھتے تھے اسکی قوم میں سے غریب لوگوں کو جو انمیں یقین رکھتے تھے یہ تمکو معلوم ہی کہ صالح بھیجا ہی
مِّن رَّبِّهِ ۚ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ○ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ ○ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ
اپنے رب کا بولے ہمکو جو اسکے ہاتھ بھیجا یقین ہی کہنے لگے بڑائی والے جو تمنے یقین کیا سو ہم نہیں مانتے پھر کاٹ ڈالی اونٹنی
وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ○ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ
اور پھرے اپنے رب کے حکم سے اور بولے اے صالح لے آ ہم پر جو وعدہ دیتا ہی اگر تو بھیجا ہی پھر پکڑا انکو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں
جَاثِمِينَ ○ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ ○
اوندھے پڑے پھر اُلٹا پھرا انسے اور بولا اے قوم میں پہونچا چکا تمکو پیغام اپنے رب کا اور بھلا چاہا تمہارا لیکن تم نہیں چاہتے بھلا چاہنے والوں کو

وَإِلَىٰ ثَمُودَ وارسلنا الی ثمود اور بھیجا ہمنے ثمود کی طرف۔ یہ عرب کا دوسرا قبیلہ ہی اور بسبب علم و تانیث قبیلہ کے غیر منصرف پڑھا گیا اور
اس مقام کے سوائے اور مقام پر منصرف بھی آیا ہی بتاویل حی یعنے احیاء عرب سے ایک حی مراد ہی اور نام انکا ثمود یا تو اس سبب سے
کہ ثماد کے لفظ سے ماخوذ ہی جسکے معنی قلیل پانی کیونکہ انکے دیار میں پانی کی بہت قلت تھی کذا قال ابو عمرو بن العلاء اور یا ثمود اس جہت سے کہ اپنے
جد اعلیٰ کے نام پر مشہور ہوئے مؤلف فتح البیان نے کہا کہ وہ ثمود بن عاد بن ارم تھا یہ مؤلف مذکور کا وہم ہی اور صحیح ثمود بن عابر ہی جیسا کہ معالم و
سراج و بیضاوی وغیرہ میں ہی قال الحافظ علماء تفسیر و نسب نے بیان فرمایا کہ وہ ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح ہی اور وہ جدیس بن
عابر کا بھائی ہی اور ایسی ہی طسم قبیلہ اور یہ سب قبائل عرب کے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام سے پہلے تھے اور ثمود لوگ بعد عاد کے ہوئے ہیں
اور انکی بستی حجر مشہور ہی کہ حجاز و شام کے درمیان وادی القریٰ و اسکے گرد و پیش رہتے تھے اور آخر میں انشاء اللہ آتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جنگ تبوک میں جاتے وقت وہاں سے گذرے ہیں۔ بالجملہ فرمایا کہ اور بھیجا ہمنے قوم ثمود کی طرف اَخَاهُمْ صَالِحًا انکے بھائی
صالح کو بھائی ہونے کا بیان اوپر گذرا حاصل آنکہ دینی بھائی نہیں بلکہ نسبی بھائی تھے کیونکہ کوئی نبی کبھی کافروں کے اعمال پر نہیں ہوا اور وہ صالح
بن عبید بن آسف بن ماسح بن عبید بن حاذر بن ثمود ہیں اور مفسرین نے تحبیر میں لکھا کہ صالح دو سو اسی برس زندہ رہے قلت انکی قوم والے قریب
ہزار برس تک مانند قوم عاد وغیرہ کے جیتے رہتے تھے۔ پھر صالح کی دعوت بیان فرمائی قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ

وقف لازم

Marfat.com

اور یہی تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت توحید ہی کما قال تعالیٰ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیہ۔ پھر اس توحید کے بعد اور کلمات نصیح وغیرہ مانند قولہ ہو انشاکم من الارض واستعمرکم فیہا الآیات جیسا کہ سورۂ ہود مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا متعدد اوقات مین بیان کیے اور معجزہ مانگا وہ دعا کرکے دیا جیسا کہ آخر مین بیان ہوگا لیکن سوائے چند لوگون کے راہ پر نہ آسکے اور شیطان کے مطیع رہے بلکہ دلیر ہوگئے اور اپنی ہلاکت کا عذاب مانگا چنانچہ اسیقدر یہان بیان فرمایا کہ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ البتہ آچکا تمھارے پاس معجزہ میری سچائی و رسالت کا تمھارے پروردگار کی طرف سے هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً یہ ناقہ الٰہی تمھارے واسطے آیت ہے مفسرؒ نے کہا کہ آیۃ کو نصب بنابر آنکہ حال ہی اور اسمین اسم اشارہ کے معنی یعنی اشیر عامل ہین وفی البیضاوی قولہ ہذہ ناقۃ اللہ لکم آیۃ جملہ مستانفہ ہی گویا کہا گیا کہ وہ بینہ کیا تو یہ جواب دیا اور لکم بیان اس شخص کا ہی جسکے واسطے آیہ ہی حاصل معنی یہ ہوے کہ یہ ناقہ الٰہی ہی جسکی طرف مین اشارہ کرتا ہون درحالیکہ تمھارے واسطے آیت ہی یعنی میری صدق رسالت پر نشانی ومعجزہ ہی اور جائز ہی کہ ناقۃ اللہ بدل یا عطف بیان ہو اور لکم خبر ہو یعنی ثابت لکم اور یہی عامل ہو آیہ مین۔ اور ناقہ کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف بوجہ تعظیم ہی کیونکہ ان لوگون نے شرط کی تھی کہ اس پہاڑ سے جسکو معین کردیا تھا ایک ناقہ نکلے جسکے ایسے ایسے اوصاف ہون پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدون اسباب کے جنکی لوگونکی نظر مین عادت جاری ہی پیدا ہوے تھے اور اسی واسطے آیت قرار پائی تھی۔ بالجملہ حکم دیا کہ یہ ناقہ الٰہی ہی فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ پس اسکو چھوڑ دو چرے اللہ تعالیٰ کی زمین مین یعنی اسکو اللہ تعالیٰ کی زمین مین چرنے دو مت چھیڑو پھر مصرح کردیا وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اور مت چھوؤ اسکو کسی برائی کے ساتھ یعنے مار وقتل وغیرہ کی کوئی برائی اسکو مت پہونچاؤ بلکہ مبالغہ کیا کہ برائی چھو بجادے **قال البیضاوی** منع فرمایا سوء کے ساتھ جو ہر طرح کی برائی کو شامل ہی چھونے سے بھی جو مقدمہ ہی پہونچانیکا یعنے برائی پہونچانے سے ممانعت مقصود ہی مگر اسکو اس طرح بیان فرمایا کہ برائی سے مس بھی نہ کرو کیونکہ چھونے سے پھر پہونچانے تک نوبت پہونچیگی پس حکم دینے مین پوری طور پر تعلیم کی اور عذر کی جگہ نہین چھوڑی بلکہ اور تہدید مزید کردی کہ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ جواب نہی ہی یعنے چرنے دو برائی مت پہونچاؤ کیونکہ اگر نہ مانو گے تو تمکو عذاب سخت پہونچیگا اور عذاب مین پکڑے جاؤگے پھر وہ اونٹنی مع بچہ کے چرتی پھرتی اور بہت دراز قد تھی چنانچہ تفسیر سورۂ والشمس مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا پس تمام پانی ایک روز پی جاتی اور تالاب خالی رہجاتا پھر جب رات بھر مین جمع ہوتا تو دوسرے روز لوگ اور انکے جانور پیتے تھے اور جانور اسکی ہیبت سے بھڑک کر بھاگتے تھے پھر حضرت صالحؑ نے لوگونکو اللہ تعالیٰ کی نعمتین یاد دلائین شاید اب راہ پر آجاوین وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ اور یاد کرو جبکہ تمکو خلیفہ کردیا زمین پر بعد قوم عاد کے ہلاک کرنے کے وَبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تبوء جگہ دینا اور ٹھکانا دینا المعنی اور بسایا تمکو زمین مین یعنی زمین حجر مین جو انکی بستی کا نام ہی اس حال سے کہ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا سہلہ زمین نرم بناتے ہو تم زمین نرم سے قصور جمع قصر یعنی مکان عالیشان اور اسواسطے قصر نام ہوا کہ فقیر بیچارے اسکے حاصل کرنے سے قاصر ہوتے ہین۔ بعض نے کہا معنی یہ کہ زمین نرم سے کچی پکی اینٹین بناکر اس سے محل بناتے ہو وَتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا اور کندہ کرتے ہو پہاڑون سے بیوت۔ جمع بیت جسمین آدمی رات گزارے اور گھر کے معنی مین مستعمل ہی اور کہا گیا کہ جسکی چہار دیواری اور چھت و دروازہ ہو اور یہی لغت مین معروف ہی اور سخت چیز کو مانند پتھر ولکڑی وغیرہ کے چھیل کر اور کرید کر بنانا نحت ہوتا ہی والشیٔ منحوت کہا گیا کہ بڑی عمرین ہوتی تھین تو عمارتین انکی عمر تمام ہونے سے پہلے فناء ہوجاتی تھین لہذا پہاڑون کو تراش کر بناتے تھے **قال الضحاک** تین سو برس سے ہزار برس تک زندگی تھی اور مفسرؒ نے کہا کہ گرمیون مین زمین نرم کے مکانات مین بسر کرتے تھے اور جاڑون مین پہاڑون کے مکانات مین رہتے تھے بنابرین یہ انکی رفاہیت اور عیش کا بیان ہی جو منجملہ نعمتون کے تھا۔ اور بیوتا کو نصب بنابر آنکہ حال مقدرہ ہی یا مفعول ہی اسی تنحتون بیوتا من الجبال یا تنحتون بمعنی تتخذون ہی فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ پس یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتین اور یہ

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ مفسدین حال ہو اور یہ حال موکدہ ہو کیونکہ لاتعثوا کے معنی مت فساد کرو ملک مین قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ
اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ تکبر داعن الایمان یہ کہا اشراف لوگون نے اسکی قوم والون مین سے جنھون نے صالح پر ایمان لانے سے تکبر کیا تھا
لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا ان لوگون سے جو کمزور بنائے گئے تھے لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ یہ للذین سے بدل ہو باعادہ حرف جارہ یعنی ان لوگون سے
جو ایمان لائے تھے انمین سے یعنی قوم مین سے یا مستضعفین مین سے پس اگر منہم کی ضمیر قوم کی طرف ہو لمن آمن بدل الکل ہو اور اگر مستضعفین کیطرف ہے
تو بدل البعض ہو اور دلالت ہو کہ مستضعفین ایمان نہ لائے تھے بلکہ بعضے ایمان لائے تھے اور برتقدیر اول جسقدر ایمان لائے انھین کو مستضعفین فرمایا گیا
اور کلام مین دلیل ہو کہ تکبر کرنا خصلت کفار ہو اور ایسے غریبون کو ضعیف وحقیر سمجھنا کیونکہ انھین متکبرین نے انکو ضعیف و ذلیل سمجھا تھا۔ امید واثق ہو
کہ ضعیف وغریب لوگ وہی سب سے اول انبیاء علیہم السلام کے تابع ہوتے ہین اور صحیح ہوا کہ محتاج لوگ آخرت مین تونگرون سے پانچ سو برس پہلے
جنت مین داخل ہونگے اور یہین سے کہا گیا ہو کہ اہل اعراف یہی تونگر مومنین ہونگے جو پانچ سو برس تک اعراف پر روک رکھے جاوینگے اور حدیث صحیح
مین ہو کہ اسلام کا شروع ہونا غریبون سے ہوا اور آخر زمانہ مین غریبون کیطرف عود کر جائیگا پس غریبون کو بشارت ہو بالجملہ قوم صالح کے متکبر
سرورون نے کہا ان لوگون سے جنکو حقیر و ذلیل سمجھا تھا جو انمین سے ایمان لائے تھے کہ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کیا تم
یقین جانتے ہو کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے رسول ہو بھیجا گیا ہو تمہاری طرف کافرون نے سخرہ پن اور ٹھٹھے کے طور پر ان مومنون سے
یہ بات کہی تھی قَالُوْا اِنَّا بِمَا اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ بولے کہ جس چیز کے ساتھ وہ رسول کر کے بھیجے گئے ہین ہم اسپر مومن ہین جواب فقط اسقدر کافی تھا
کہ ہان لیکن انھون نے اسطرح جواب دینے مین دو طرح تنبیہ کی اول آنکہ صالح علیہ السلام کا مرسل ہونا ایسا ظاہر ہو کہ جسکو ذرا بھی عقل ہو اور کچھ بھی
سمجھ ہو وہ شک نہین کر سکتا پس انکا حال پوچھو جو صالح پر ایمان لائے اور جو نہین لائے ہین پس ہم ایمان لائے ہین دوم تعلمون فعل سے سوال تھا
انھون نے انا مومنون سے جواب دیا یعنی جملہ اسمیہ سے جو استمرار و تاکید کے ساتھ ہو اور جزم ثابت و مستمر ہو قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا بِالَّذِيْ
اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ تکبر کرنے والون نے کہا کہ جسکے ساتھ تم ایمان لائے ہو ہم اس سے منکر ہین بطریق مقابلہ کے یہ جواب دیا۔ اور بجائے
ارسل بہ کے امنتم بہ۔ کہا پس جسکو مومنون نے معلوم اور مسلم قرار دیا تھا اس سے انکار کیا قال المفسر ناقہ کے واسطے پانی کا ایک روز تھا
اور دوسرا روز ان لوگون کا تھا اس طرح تقسیم تھی یعنے اس ملک مین پانی کی بہت قلت تھی پس ایک روز جو پانی جمع ہوتا اسکو اکیلی اونٹنی
پی لیتی تھی پھر دوسرے روز کا پانی وہ نہ پیتی اور لوگ بھر لیتے تھے پس وہ لوگ اس بات سے ملال آگین ہوئے اور اسکو ہمیشہ برداشت کرنے سے
تنگ آگئے بسبب اسکے کہ خواہش نفسانی اسکے برخلاف تھی فَعَقَرُوا النَّاقَةَ عقرہا قدار بامرہم بان قتلہا بالسیف پس ان لوگون نے ناقہ کو عقر کیا
یعنے کونچین کاٹ دین۔ مراد آنکہ پہلے کونچین کاٹین پھر جب گر پڑی تو ذبح کر ڈالا حاصل آنکہ اونٹنی کو تلوار سے قتل کیا اور ان سبھون کی طرف
قتل کو منسوب کیا حالانکہ قدار نامے ایک شخص نے ایسا کیا تھا تو اسوجہ سے کہ یہ سب اسکے فعل پر راضی تھے اور سبھون نے حکم دیا تھا قتادہ
نے کہا کہ مجھے روایت پہونچی ہو کہ جس شخص نے اسکو قتل کیا وہ سب کے پاس پھر آیا حتی کہ پردہ نشین عورتون کے پاس بھی ہو آیا کہ وہ سب راضی
ہین و بعض نے وجہ قتل اور بیان کی ہو چنانچہ آگے آویگی بہر حال انھون نے ناقہ آیت کو قتل کیا وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ اور تکبر کیا اپنے
پروردگار کے حکم سے اور یہ حکم وہ ہو جو صالح علیہ السلام نے انکو پہونچایا تھا بقولہ ہذہ ناقۃ اللہ تاکل فی الارض اللہ ولا تمسوہا بسوء فیاخذکم عذاب الیم
اور اسپر اور زیادہ سرکشی یہ تھی کہ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور کہنے لگے کہ اے صالح تو وہ عذاب لا جس سے تو
ہمکو اسکے قتل پر ڈراتا تھا اگر تو اللہ تعالی کے رسولون مین سے ہو فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس پکڑ لیا انکو زمین سے سخت زلزلہ نے اور آسمان سے

Marfat.com

سخت آواز نے فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ جثم لغت مین پرندو آدمی کا زمین پر سینہ ڈال دینا اور ہلاک ہونیکو اس سے تعبیر کیا جاتا ہی اور مفسرؒ نے کہا
کہ جاثمین ای باکین علی الرکب میتین یعنے صبح کی اُن لوگون نے اپنے گھرون مین اس حال پر کہ گھٹنون کے بل مردے پڑے تھے۔ اور بیضاوی نے
کہا کہ خامدین میتین اس قصہ کو بیضاوی و شیخ ابن کثیرؒ وغیرہ نے اس طرح بیان کیا ہی کہ بعد ہلاک و برباد ہونے قوم عاد کے ثمود نے بلاد کو معمور
و آباد کیا اور مال و اولاد کی کثرت ہوئی اور عمرین دراز قریب ہزار سال تک ہوتی تھین مکانات قبل موت کے فوت ہوجاتے آخر پہاڑون کو تراش کر
ایک خانہ آباد کرتے تھے اور بہت فراخی سے بسر کرتے آخر سرکشی کی اور زمین مین شرک و کفر کا فساد برپا کیا بتون کو پوجنے لگے اللہ تعالی نے
صالحؑ کو اُنکے عمدہ خاندان سے رسول فرمایا صالحؑ نے انکو توحید کی راہ پر بلایا اور عذاب سے ڈرایا آخر انھون نے معجزہ مانگا اور کہا کہ ہماری
عیدگاہ چلو ہم اپنے معبودون کو پکارین اور تم اپنے اللہ تعالی کو پکارو جسکو جواب ملے اسکی پیروی کرین ان لوگون نے ہرچند اپنے بتون کو پکارا
وہان صالحؑ کے سامنے شیطان کا وجود نہ تھا انکے بتون سے کوئی آواز نہ آئی۔ آخرکار صالحؑ سے انکے سردار جندع بن عمرو نے یہ ہٹ کی کہ کاثبہ
نام پہاڑی سے ایک اونٹنی بڑے پیٹ والی جوف دار جسپر بہت بال ہون نکال دے تو ہم تجھپر ایمان لاوین حضرت صالحؑ نے انسے بہت مضبوط
عہد و میثاق لیا کہ ایسا ہو تو تم ضرور بالضرور ایمان لانا ان لوگون نے مضبوط عہد و پیمان دیا پس صالحؑ نے نماز پڑھکر حضرت باری تعالے
عزوجل مین دعا مانگی پس اس ٹیلہ مین ایسی حرکت پیدا ہوئی جیسے اونٹنی کو بچہ پیدا ہونے کے وقت دردزہ سے ہوتی ہی پھر پہاڑی شق ہوئی اور اسمین
سے عشرا جوفا وبرا جس صفت کی اُنھون نے بیان کی تھی بہت دراز قد اونٹنی پیدا ہوئی اور یہ لوگ آنکھون دیکھتے تھے پھر اسیوقت ایک
بچہ جنی جو بڑائی مین اسکے برابر ہوگیا یہ دیکھکر جندع بن عمرو مع ایک جماعت کے مسلمان ہوگیا اور باقیون نے ایمان لانا چاہا مگر ذواب بن عمرو
اور حباب مالک تجانہ اور رباب بن صمعر کاہن نے ان سب کو روکا پھر ایک مدت تک وہ ناقہ مع بچہ کے لوگون کے پیش نظر رہی کہ درخت
و گھاس چراکرتی تھی اور ایک دن درمیان دیگر کنوئین پر آیا کرتی پس پانی سے سر نہ اُٹھاتی یہانتک کہ سب پانی اُسکا پی جاتی تھی پھر تھن لٹکاتے
تھے پس لوگ جسقدر چاہتے اُسکا دودھ دوہتے حتی کہ انکے برتن بھر جاتے اور پیتے اور رکھ چھوڑتے اور اونٹنی گرمیون مین پشت وادی مین
بسر کرتی تو انکے جانور وہان سے بطن وادی کی طرف بھاگ جاتے اور جاڑون مین بطن وادی مین بسر کرتی تو انکے مویشی مارے خوف کے
پشت وادی کو بھاگ جاتے پس یہ امر انپر نہایت گران گذرا اور صالحؑ نے بحکم الہی عزوجل انکو سمجھا دیا تھا کہ اس اونٹنی سے کچھ تعرض نکرنا مگر زمانہ کے بعد انکے
دلونمین سمایا کہ قتل کرین اور انکے دلون مین زیادہ رچا یا اس ارادہ کو چند عورتون نے شیخ ابن جریر وغیرہ علمار تفسیر نے ذکر کیا کہ سبب اسکے قتل کا یہ ہوا
کہ انمین سے ایک عورت عنیزہ بنت غنم بن مجلز تھی اس بڑھیا کو صالح علیہ السلام سے سخت عداوت تھی اور اسکی لڑکیان بہت خوبصورت اور
بڑی مالدار تھین اور ذواب بن عمرو اسیکا شوہر اور قوم ثمود کے سردارون مین سے تھا اور ایسے ہی صدقہ بنت المحیا وغیرہا چند عورتون نے اپنی
جان و مال سے دریغ نہ کیا کہ یہ اونٹنی قتل ہو اور لوگون کو آمادہ کیا آخر جملہ نو مرد جمع ہوئے جنکو اللہ تعالی نے ذکر فرمایا تسعۃ رھط یفسدون فی
الارض ولا یصلحون پس پورے فرقہ کافرہ کو آمادہ و راضی کر کے اونٹنی کو قتل کرنے کی تاک مین گئے اور قدار بن سالف اور مصدع بن مہرج
کمینگاہ مین بیٹھے اور عنیزہ بنت غنم مذکور بھی اپنی لڑکیون کو سنگار کراکے دور سے سامنے ہوئی پھر جب اونٹنی پانی سے لوٹی تو مصدع نے اُسکو
تیر مارا وہ زخمی ہوئی اور قدار ملعون نے پیچھے سے تلوار ماری وہ گر پڑی پس حملہ کر کے اسکو ذبح کر ڈالا اور اسکا بچہ بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور
عبدالرزاق نے حسن بصریؒ سے روایت کی کہ وہان اُسنے تین آوازین دین اور کہا کہ ای میرے پروردگار میری ماں کہان ہوئی اور کافر لوگ
اُسکے پیچھے دوڑے اور پہاڑ شق ہوا اور وہ اسکے اندر غائب ہوگیا جب صالح علیہ السلام کو خبر ہوئی تو وہ آئے اور اونٹنی کو مردہ دیکھکر روئے

عل پ ۸ ... ۱۲۷/۱۱ ... [illegible]

بیضاویؒ وغیرہ نے لکھا کہ لوگون سے فرمایا کہ تین دن اپنے گھرون مین بسر کرلو چوتھے روز تپر عذاب ہی اور کہا کہ اسکے بچہ کو تلاش کرکے خدمت کرو شاید
عذاب دور ہو مگر ان لوگون نے ہرچند کوشش کی اسکو نہ پایا قال المترجم شاید یون ہوا کہ اونٹنی کو قتل کرکے جب کچھ عذاب نہ دیکھا تو صالح
علیہ السلام سے متکبرانہ کہا کہ لاؤ عذاب کہان ہی پس صالح علیہ السلام نے کہا کہ تین روز بسر کرو کل تمھارے چہرے زرد اور پرسون سرخ اور
چوتھے روز سیاہ ہوجاوینگے پھر تین روز بعد متصل ہی عذاب آویگا پھر جب دوسرے روز وہ علامت پائی تو فکر کی تب صالح علیہ السلام نے فرمایا
کہ اسکا بچہ تلاش کرو شاید عذاب دور ہو مگر وہ نہ ملا بیضاویؒ نے کہا کہ جب علامات دیکھین تو چاہا کہ صالح علیہ السلام کو قتل کرڈالین پس اللہ تعالیٰ
نے انکو زمین فلسطین مین نجات دیدی اور شیخ ابن کثیرؒ نے امام ابن جریرؒ وغیرہ سے نقل کیا کہ جنھون نے رات کو دھوکے سے قتل کا قصد کیا تھا
انپر وعدگاہ سے پہلے آسمان سے پتھر آئے کہ انکے بھیجے نکل پڑے اور ذکر کیا کہ اونٹنی کو چہارشنبہ کے روز قتل کیا تھا اور اتوار کی رات وہ سب
بدبخت کفن پہنے حنوط لگائے منتظر تھے کہ دیکھیے کیا ہو اعوذ باللہ من عذاب اللہ تعالیٰ الیس صبح نکلتے ہی نیچے سے زمین کو سخت زلزلہ ہوا اور آسمان سے
آواز سخت آئی کہ سب کی روح نکل گئی علماء تفسیرؒ نے بیان کیا ہی کہ ذریات ثمود مین سے سوائے صالح علیہ السلام وانکے اوپر ایمان لائے
مسلمانون کے اور کوئی نہین بچا مگر ایک شخص ابو رغال نامے جو ان دنون مکہ معظمہ کے حرم مین تھا وہ احترام حرم سے بچا پھر بعض ضرورت
سے جب مقام حل مین گیا تو آسمان سے پتھر آیا اور وہ مرگیا وسیاتی ماتیعلق بہ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ
لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ پھر صالحؑ نے ان لوگون سے منھ پھیرا اور کہا کہ اے قوم البتہ مین نے تمکو اپنے پروردگار کی رسالت پہونچادی
اور تمھارے بھلے کو نصیحت کی لیکن تم نصیحت کرنیوالونکو دوست نہین رکھتے حافظ ابن کثیرؒ نے کہا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے یہ تقریع وملامت اس قوم کو بعد ہلاک
ہوجانے کے فرمائی اور قوم کے مردے اسکو سنتے تھے جیسے آنحضرت صلعم نے جب جنگ بدر مین کفار پر مسلمان غالب ہوئے تو تین روز وہان
قیام کیا پھر تیسرے دن بعد آخر رات مین اپنا کجاوہ کھنچوایا اور روانہ ہوکر قلیب بدر پر آکر کھڑے ہوئے اور یہ فرمانا شروع کیا کہ اے ابوجہل بن
ہشام اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور فلانے اور اوفلانے بھلا پایا تمنے برحق جو تمکو تمھارے پروردگار نے عذاب کا وعدہ دیا تھا اور مین نے
تو جو مجھکو میرے پروردگار نے وعدہ خیر دیا تھا برحق پایا۔ الحدیث کما فی الصحیحین وذکر فی السیرۃ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ بہت برے اپنی
والے تھے اپنے نبی کے حق مین تمنے مجھکو جھوٹا بنایا اور لوگون نے میری تصدیق کی تمنے مجھے نکالا اور لوگون نے مجھے جگہ دی تم میرے ساتھ
لڑے اور لوگون نے میری مددگاری کی پس تم لوگ اپنے نبی کے بہت بری برادری والے تھے پس ایسا ہی بیان صالح علیہ السلام نے فرمایا
ہی وفی البیضاوی بقرینۃ فاء تعقیب کے ظاہر آیت یہی ہی کہ حضرت صالح علیہ السلام نے اس قوم کو جاثمین دیکھکر اُنسے اعراض کیا ہی اور یہ
قول تو شاید انکے ہلاک ہوجانے کے بعد اُنسے کہا اور وہ سنتے ہون جیسے کہ آنحضرت صلعم نے قلیب بدر والون سے خطاب فرمایا تھا یا ان لوگونکے
تحسر کے طور پر ایسا فرمایا یعنے افسوس ہی کہ تمنے اپنی یہ نوبت پہونچائی اور میرا کہنا نہ مانا اور مقصود اس سے حقیقی سنانا نہین ہوتا ہی اور قتادہؒ سے
روایت ہی کہ صالح علیہ السلام نے یہ بات اُنسے اسوقت کہی تھی کہ جب ان لوگون نے ناقہ کو قتل کرڈالا تھا واللہ اعلم پھر بعض مفسرین نے کہا کہ قوم
صالح علیہ السلام مین سے ایمان لانے والے چار ہزار آدمی تھے صالح علیہ السلام انکو لیکر حضرموت مین داخل ہوئے اور وہین حضرت صالح علیہ
السلام کا انتقال ہوا اور بعض نے کہا کہ جس نبی کی امت ہلاک ہوئی وہ ساتھی مسلمانون کو لیکر حرم مکہ مین داخل ہوکر مرتے دم تک اسمین
عبادت کرتا رہا حتی کہ وہان بہت سے انبیاء علیہم السلام کا مدفن بیان کیا جاتا ہی واللہ اعلم اور قوم ثمود کی بستی اُجاڑ پڑی رہی اور وہ حجر کہلاتا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو جاتے ہوئے ۹ھ نو ہجری مین وہان گزرنے تھے امام احمد نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ

صلعم حجر مین قوم ثمود کے گھرون پاس اُترے تو لوگون نے انہین کنوون سے پانی بھرا جنسے قوم ثمود پانی پیا کرتی تھی پس اسی پانی سے آٹا گوندھا اور ہانڈیان اُسکی پانی سے چڑھائی پس آنحضرت صلعم نے حکم دیا تو لوگون نے ہانڈیان اوندھا کر بہادین اور گوندھا ہوا آٹا اونٹونکو کھلادیا پھر آپنے لوگون کو لیکر کوچ کیا اور جاکر اُس کنوئین پر اُترے جس سے ناقہ صالح پانی پیا کرتی تھی اور لوگونکو منع کردیا کہ جو قوم عذاب دی گئی ہو اُسکے پاس نہ جاؤ اور فرمایا کہ مجھے خوف ہو کہ تمکو بھی اُسکے مثل نہ پہونچے جیسا انکو پہونچا پس تم انکے وہان نہ جاؤ۔ وقد رواہ ایضًا عن ابن عمرؓ کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ مقام حجر مین تھے فرمایا کہ مت جاؤ ان لوگون کے وہان جو عذاب دیے گئے ہین مگر اس حال مین کہ تم روتے ہوئے ہو۔ پھر تم اگر روتے ہوئے نہو تو ان لوگون کے وہان مت جاؤ بخوف آنکہ کہین تمکو ویسا عذاب نہ پہونچے جو انکو پہونچا۔ واصل الحدیث مخرج فی الصحیحین من غیر وجہ۔ ابو کبشہؓ سے روایت ہو کہ جب تبوک کے غزوہ مین آنحضرت صلعم جاتے ہوئے حجر مین اُترے تو لوگون نے جلدی کی اور اہل حجر کے وہان جانا شروع کیا یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو منادی کرائی کہ الصلوٰۃ جامعۃ پس مین رسول اللہ صلعم کے پاس حاضر ہوا اس حال مین کہ آپ ایک بکری کو پکڑے ہوئے یہ فرماتے تھے کہ کیا جاتے ہو ایسی قوم کے وہان جنپر اللہ تعالیٰ نے غضب کیا پس صحابہؓ مین سے ایک شخص نے آواز سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ انسے تعجب حاصل کرتے ہین آپنے فرمایا کہ مین تمکو اس سے عجیب بات بتادون تمہین مین سے ایک شخص ہو کہ تمکو ان باتون سے آگاہ کرتا ہو جو تمسے پہلے ہوگزرین اور ان باتون سے جو تمہارے بعد ہونگی پس تم استقامت پر رہو اور سداد اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمہارے عذاب کی کچھ پروا نہین فرماتا اور ایک قوم عنقریب ایسی ہوگی کہ اپنی ذات سے کچھ دفع نہ کریگی۔ رواہ احمد ولم یخرجہ احد من الستۃ۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب رسول اللہ صلعم مقام حجر سے گزرے تو فرمایا کہ اے لوگو آیات مت مانگو چنانچہ قوم صالحؑ نے یہ مانگی پس ناقہ اس نالہ کی راہ سے پانی پینے آتی تھی اور اُس دوسرے نالہ سے نکلکر جاتی تھی پس قوم ثمود نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور ناقہ کو قتل کیا اور حال یہ تھا کہ ناقہ ایک روز پانی پیتی تھی اور ایک روز وہ لوگ ناقہ کا دودھ پیتے تھے پھر اُسکی کونچین کاٹ کر مار ڈالا پس اُنکو آواز کرخت نے پکڑ لیا پس اللہ تعالیٰ نے ادیم السماء کے نیچے جو کوئی اس قوم کا تھا سب کو خمود و بیجان کردیا سوائے ایک مرد کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حرم مین تھا لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون تھا فرمایا کہ ابو رغال پھر جب وہ حرم سے باہر ہوا تو اسکو بھی وہ عذاب پہونچا جو اسکی قوم کو پہونچا تھا۔ رواہ احمد باسناد علی شرط مسلم ولیس فی شئی من الکتب الستۃ علماء تفسیر نے ذکر کیا کہ ابو رغال یہی قبیلہ ثقیف کا جد اعلیٰ ہو جو طائف مین بستے تھے وقد رواہ عبد الرزاق عن معمر عن الزہری ان ابا رغال ابو ثقیف اور عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے طائف کو جاتے ہوئے فرمایا کہ یہ ابو رغال کی قبر ہو اور وہ ثقیف کا جد اعلیٰ ہو اور یہ قوم ثمود مین سے تھا اور حرم مین اس زمانہ مین تھا اس سے عذاب دور رہا جب پھر نکلا تو اس مقام پر اسکو عذاب پہونچا اور یہین دفن ہوا اور اسکی علامت یہ ہو کہ اسکے ساتھ سونے کی ایک غصن مدفون ہو پس لوگون نے اُترکر تلوارون سے کھود کر اسمین سے وہ غصن نکال لی رواہ عبد الرزاق مرسلا وابو داؤد موصولا وحسنہ الشیخ ابو الحجاج المزی وقال ابن کثیر عرضت علی الشیخ بان بجیر بن ابی بجیر ممن لایعرف الا بہذا الحدیث وقال یحیی بن معین لم اسمع احدًا روی عنہ غیر اسمٰعیل بن امیہ فلعلہ وہم فی رفعہ ویکون من کلام عبد اللہ بن عمرو مما اخذہ من الزاملتین اللتین وجدہما فی الیرموک فقال وہذا محتمل واللہ اعلم۔ بیضاوی وغیرہ مین جو ناقہ کے طول جثہ کے بیان مین ذکر کیا کہ وہ ایک نالہ سے جاتی تو پھر نہین سکتی تھی حتی کہ اس کوچہ سے یا موڑ دوسرے نالہ سے واپس ہوتی تھی تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ اسپر دلالت کرتی ہو اور علماءؒ نے فرمایا کہ اسقدر جثہ آسمانی سے اسکا ہلاک ہو جانا اس قوم کی بدبختی کی علامت تھی پھر اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کا حال فرمایا

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

اور لوط کو بھیجا جب کہا اپنی قوم کو کیا کرتے ہو بیحیائی تمسے پہلے نہین کی یہ کسی نے جہان مین تم تو دوڑتے ہو مردون پر

Marfat.com

شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ
شہوت کے مارے عورتین چھوڑکر بلکہ تم لوگ حد پر نہین رہتے اور کچھ جواب نہ دیا اُسکی قوم نے مگر یہی کہا نکالو انکو اپنے شہر سے
اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڮ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ
یہ لوگ ہین ستھرائی چاہتے پھر بچا دیا ہمنے اسکو اور اُسکے گھر والونکو مگر اُسکی عورت رہگئی رہنے والون مین اور برسایا اُنپر برساؤ
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝
پھر دیکھ آخر کیسا ہوا حال گنہ گارون کا

ع ۱۲ ۱۷

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اذظرف ہی پس اگر ارسلنا مقدر ہی یعنی وارسلنا لوطا اذ قال۔ تو اذ سے زمانہ ممتد مراد لیا جاوے جسکے بعض وقت مین ارسال ہوا پھر بعض وقت مین قوم سے کہا اور حاصل آنکہ وارسلنا لوطاً وقت قولہ لہم۔ اور اظہر یہ ہی کہ اذکر مقدر ہی اور اذ ظرف بدل ہی اور یہی منسرؒ نے اختیار کیا لوط کو سیبویہ نے کہا کہ اسم عجمی ہی دعلیٰ ہذا قول زجاجؒ کہ وہ مشتق نہین ہی صحیح ہی لیکن خفت کی وجہ سے منصرف ہوا اور لوط بن ہاران بن تارخ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے ہین اور حضرت ابراہیمؑ کے تابع نبوت مین نبی تھے اللہ تعالےٰ نے انکو اردن کے مقام سدوم مین بھیجا تھا جو حمص مین سے ہی پس قوم سے مراد یہی سدوم والے ہین المعنی اور بیان کر دے لوط کو یعنی جب کہ لوط نے اپنی قوم سے کہا اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ فاحشہ صفت موصوف مقدر ای الفعلة الفاحشة کیا کرتے ہو ایک فعل فاحش کو یعنی غایت درجہ کے بدتر فعل کو وہ مردون ولونڈون کے ساتھ بقعدین لواطت ہی مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ یعنی ہرگز اسوقت تک تم سے پہلے عالمین مین سے جن وانسان کسی نے اسکو نہین کیا۔ فی البیضاوی یہ جملہ مستانفہ ہی جو انکار کو موکد کرتا ہی گویا پہلے انکو اس بدتر فعل کے کرنے پر ملامت کی اور پھر انکو اس فعل بد کے اختراع کرنے پر ملامت کی کہ یہ اور زیادہ ان لوگون کے بد ہونے پر دلیل ہی بعض متقدمین سے منقول ہی کہ قوم لوط کا حال نہ سنا ہوتا تو مجھے معلوم نہوتا کہ کوئی ایسا بھی کرتا ہے اسمین دلیل ہی کہ یہ فعل نہایت بدتر ہی اور زنا سے زیادہ اسکی حرمت غلیظ ہی افسوس کہ ہندوستان کے بھی بعض شہرون مین یہ فعل پایا جاتا ہی اللہ تعالیٰ ان لوگون کو اس سے نفرت دیدے اور بعض جاہلون نے یہ وہم کیا کہ لواطت کی حرمت ثابت نہین ہوتی حالانکہ یہ عجیب جہالت ہی کیونکہ حرام وہی ہی کہ جو شرع مین مذموم ہو اور اُس سے زیادہ کیا مذمت ہوگی جو یہان مذکور ہی اور اس سے زیادہ کیا عذاب کی وعید ہوگی کہ عاقبت مین تو عذاب ہوویگا یہان دنیا مین بھی عذاب غضب دیا گیا نعوذ باللہ من ذٰلک اور عنقریب یہ مسئلہ آتا ہی بالجملہ پہلے انکے فعل بدتر مذکور پر انکار کیا اور اسکی سخت مذمت فرمائی پھر تاکید ملامت کی پھر استبعاد و انکار وتعجب کو جمع فرمایا بقولہ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ارے کیا تم مردون کو آتے ہو بغرض شہوت کے عورتون کے سوائے بیضاویؒ نے فرمایا کہ بیان جملہ انکار اول ہی اور اسمین بہ نسبت سابق کے انتہا درجہ کا انکار و ملامت ہی شَهْوَةً مفعول لہٗ ہی یعنی بغرض شہوت کے کوئی اور بات نہین سوائے اسی بات کے حالانکہ اس سے بڑھکر کوئی مذمت کا فعل نہین ہی یا مصدر بموقع حال ہی اور اس سے قید لگانے مین انکے محض بہائم ہونے کی صفت بیان کی اور تنبیہ ہی کہ عاقل کو چاہئیے کہ اس فعل سے اسکی مراد اولاد ہو کہ وہ بدون عورت کے نہین ہوگی بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ بلکہ تم ایک قوم ہو کہ اسراف تمھاری صفت وعادت ہی یعنی حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے ہو۔ بیضاویؒ نے فرمایا کہ انپر انکار کرنے سے اضراب کر کے انکے حال سے جو انکو ایسے فواحش کی طرف لاتا ہی خبر دی یعنے تم مین اسراف کی عادت پڑی ہوئی ہی یا انکار سے اضراب کر کے انکے جمیع معائب کا کلیہ بیان کر دیا۔ بالجملہ اس قوم بدبخت کا

ہرچند حضرت لوط علیہ السلام نے فہمائش کی کہ عورتون سے مخاطب ہون اور یہ حرکتین چھوڑین ہرگز نہ مانے اور ابن عباسؓ سے حکایت کیا
جاتا ہے کہ آپنے قوم مذکور کے اس فعل کی ابتدا یہ بیان کی کہ شیطان ایک نہایت خوبصورت طفل کی صورت بنکر آیا اور لوگونکو ملاطفت
کرکے آخر اپنے ساتھ اس حرکت کرنے پر آمادہ کیا پس جب اس سے یہ حرکت کرلی تو آخر کار دلیر ہو لئے اور یہی حرکتین کرنی شروع کین
وفی تفسیر الحافظ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اس قوم کی یہ حالت تھی کہ مرد تو مردون کے ساتھ آپس مین مشغول تھے اور عورتین بھی آپسمین
عورتون سے مشغول تھین اور کسی کو دوسرے کی پروا نہ تھی پھر حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت کون سنتا ہے قلت شاید یہی وجہ ہے کہ
عورتین بھی چونکہ راضی نہ تھین اسواسطے حضرت لوط علیہ السلام کو ہؤلاء بناتی ہن الخ مین درحقیقت اپنی پاک بیٹیون کے ساتھ نکاح شرعی کی درخواست
سے اتمام حجت کرنی پڑی واللہ اعلم بہرحال کوئی نصیحت کارگر نہوئی اور ایک بھی مسلمان نہوا سوائے اہل بیت لوط علیہ السلام کے بلکہ
قوم مذکور نے یہ جواب دیا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ ای نکال دو انکو یعنے لوط
اور انکے گھروالون کو مِنْ قَرْيَتِكُمْ اپنے قریہ یعنے سدوم سے کیونکہ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ یعنے مردون کے دبر مین وطی کرنے سے
بہت پاکی رکھتے ہین حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت وخیرخواہی کا یہ جواب تھا کہ انکو یہان سے نکال باہر کرو اور جو یہ بیان کی کہ یہ لوگ
تطہر کرتے ہین پس یا تو حقیقۃً یہی مراد تھی اور واقعی بھی تھا اور یا انھون نے مسخرہ پن سے کہا ہو اور یہی بیضاویؒ نے اختیار کیا ہے
فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ پس نجات دی ہمنے لوط کو اور اسکے اہل کو یعنے جو لوگ اسپر ایمان لائے تھے سوائے اسکی
جورو کے کہ وہ غابرین مین سے تھی۔ قوم لوط چار لاکھ آدمی تھے جنمین سے سوائے لوطؑ کے گھر والون کے کوئی ایمان نہ لایا چنانچہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا فاخرجنا من کان فیہا من المؤمنین فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین پھر تحقیق نہوا کہ لوطؑ کے سب ناتے دار سوائے دو بیٹیون کے
اور بھی تھے یا نہین بالجملہ جو ایمان لائے تھے انکو نجات فرمائی جیسا کہ دوسری آیت مین مصرح ہوگیا اگرچہ یہ ظاہر فرمادیا کہ بسبب رحمت کے نجات
یعنے ایمان فقط ایک گھروالون مین تھا اور وہ لوطؑ کا گھر ہے لیکن انمین سے لوطؑ کی جورو کا استثنا کیا و آگاہ کیا کہ وہ غابرین مین سے تھی کیونکہ
ایمان نہ لائی تھی غبر الشئی گذرگئی وہ چیز اور نیز باقی رہگئی وہ چیز پس یہ لغت اضداد مین سے ہے اور زجاج نے کہا کہ معنی آنکہ وہ غائب ہوئی
نجات سے اور مفسرؒ نے کہا من الغابرین ای الباقین فی العذاب یعنی عذاب مین باقی رہنے والون مین سے تھی اور بیضاویؒ نے کہا کہ قولہ الا امراتہ
یعنے واہلہ تمام جو دل مین کافرہ تھی کانت من الغابرین ای من الذین بقوا فی دیارہم فہلکوا یعنی باقیون مین سے یعنی ان لوگون مین سے تھی جو اپنے
دیار مین باقی رہے پس ہلاک ہوئی اور غابرات نہین کہا کیونکہ مذکر کو غلبہ دیا اور غابرات کو تابع قرار دیا **قال الحافظ** اسیواسطے جب لوط
علیہ السلام کو شہر سے نکل جانے کا حکم ہوا کہ آخر رات مین مع اہل کے نکل جاوین تو حکم ہوا کہ اس عورت کو آگاہ نہ کرین اور نہ اسکو شہر سے نکالین
اور بعضے کہتے ہین کہ نہین بلکہ وہ عورت انکے پیچھے پیچھے ہوگئی تھی پھر جب عذاب آیا تو اُسنے مُنھ پھیر کر دیکھا پس اسپر بھی ایک پتھر آپڑا اور
اظہر یہ ہے کہ وہ شہر سے نہین نکلی اور نہ لوطؑ نے اسکو آگاہ کیا بلکہ انھین لوگون کے ساتھ باقی رہی اور لوطؑ و اہل سے بچھڑ رہی وَأَمْطَرْنَا
عَلَيْهِمْ مَطَرًا اور برسایا ہمنے اُن کافرون پر مطر مفعول مطلق برائے نوع ہے ای مطر سے ایک نوع عجیب کی بارش کی اور وہ آئندہ
مفصل قصہ مین جو انشاء اللہ تعالیٰ آویگا بیان ہے بقولہ وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل منضود مسومۃ عند ربک وماہی من الظالمین ببعید
اسی واسطے یہان فرمایا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ پس تو دیکھ یعنے انکے بیان حال مین عبرت سے نظر کر کہ مجرمونکا انجام کار
کیا ہوا جس شخص پر پتھر پڑا وہ خاک ہوگیا یعنے سب ہلاک ہوئے نعوذ باللہ من عذاب اللہ عز وجل **قال الحافظ** امام ابوحنیفہؒ کا یہ مذہب ہے

Marfat.com

کہ جو شخص لواطت کے فعل میں ہوا اسکو بلند مقام سے گرادیں اور پیچھے سے پتھر سے ماریں جیسا کہ قوم لوط کے ساتھ کیا گیا **قال المترجم** یہ مذہب قوی ہے اسواسطے کہ اس فعل کی سزا کسی دوسرے پر قیاس نہیں ہوسکتی اور اللہ تعالیٰ نے اسکی حرمت غلیظہ کو بیان فرمایا ہے پس سزا اسکی وہی ہے جو بیان فرمائی کیونکہ قوم مذکور کو اوپر اٹھا کر گرایا گیا اور پتھر برسے پس بیان بانند اسکے ممکن ہو وہی کیا جاوے ثم قال الحافظ اور دیگر علما اس طرف گئے ہیں کہ وہ شخص خواہ کنوارا ہو یا بیاہا ہو ہر حال میں پتھر والے مار کر ہلاک کیا جاوے اور شافعی کے دو قول میں سے ایک قول یہی ہے اور حجت انکی حدیث ابن عباس ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کو تم پاؤ کہ وہ قوم لوط کا فعل کرتا ہو تو کرنیوالے اور کرانیوالے دونوں کو قتل کرو۔ رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجہ **مترجم** کہتا ہے کہ قتل کرنا محتمل ہے کہ اسی طریقہ سے ہو جو امام ابو حنیفہ نے استخراج کیا ہے اور بعض آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اسکے مؤید ہیں فتامل لان الثانی اقرب واللہ اعلم اور دوسروں نے کہا کہ لوطی مانند زنا کار کے ہے اگر کنوارا ہے تو سو درے مارے اگر بیاہا ہے تو پتھروں سے مار ڈالا جاوے اور یہی امام شافعی کا دوسرا قول ہے اور رہا عورت سے دبر میں وطی کرنا تو یہ چھوٹی لواطت ہے اور اسکے حرام ہونے پر علما کا اجماع ہے اور آنحضرت صلعم سے بہت سی احادیث اسکے حرام ہونے پر وارد ہوئی ہیں و سورہ بقرہ میں گذر چکا۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا

اور مدین کو بھیجا انکا بھائی شعیب — بولا اے قوم — بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا صاحب اسکے سوائے — پہنچ چکی تکو دلیل تمہارے رب کیطرف سے — سو پوری کرو ماپ اور تول اور مت گھٹاؤ

النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ

لوگوں کو انکی چیزیں — اور مت خرابی ڈالو زمین میں — اسکے سنوارے پیچھے — یہ بھلا ہے تمہارا اگر تکو یقین ہے — اور مت بیٹھو ہر راہ پر ڈر کے دیتے

وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ○

اور روکتے اللہ کی راہ سے — جو کوئی یقین لاوے اسپر اور ڈھونڈھتے اسمیں عیب — اور وہ یاد کرو جب تم تھوڑے تھے پھر تکو بہت کیا — اور دیکھو آخر کیسا ہوا ہے حال بگاڑنیوالوں کا

وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ○

اور اگر تم میں ایک فرقے نے مانا ہے جو میرے ہاتھ بھیجا — اور ایک فرقے نے نہیں مانا — تو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے ہمارے بیچ — اور وہ ہے بہتر فیصلہ کرنیوالا

والی مدین وارسلنا الی مدین۔ اور بھیجا ہمنے مدین کیطرف اُس قوم کا نام مدین ہے جو مدین بن ابراہیم کی اولاد ہیں کذا قال البیضاوی و یہی محمد بن اسحاق کا قول ہے اور ابن کثیر نے فرمایا کہ مدین کا اطلاق قبیلہ پر ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور مدین ایک شہر بھی ہے جو معان کے قریب ہے کما فی قصہ موسیٰ ولما ورد ماء مدین وجد علیہ امۃ من الناس یسقون اور یہیں حضرت شعیب تھے اور یہی اصحاب ایکہ ہیں جیسا کہ ہم عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرینگے حاصل آنکہ فرق کرنا یہاں سہو ہے اور مراد یہاں قبیلہ مدین ہے اخاھم شعیبا انکے بھائی شعیب کو یعنی برادری کے بھائی کو جنکا نام شعیب علیہ السلام ہے اور وہ شعیب بن میکیل بن یشجر بن مدین ہیں اور ابن اسحاق نے کہا کہ سریانی میں انکا نام یثرون تھا اور بیضاوی نے کہا کہ خطیب الانبیاء انکا لقب ہے کیونکہ خوبی سے قوم کو جواب دیتے ہیں قال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ کہ یہی توحید جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوت تھی قد جاءتکم بینۃ من ربکم البتہ آچکا تمہارے پاس معجزہ تمہارے پروردگار سے میری سچائی کا اس معجزہ سے مراد وہ معجزہ ہے جو انکو دیا گیا تھا مگر قرآن مجید میں ہمکو نہیں کہ وہ کیا معجزہ تھا **قال الحافظ** حاصل آنکہ میں جو رسالت الٰہی لایا ہوں اسکے بارہ میں میری سچائی کیلیے اللہ تعالیٰ نے تمپر حجتیں و بینات قائم کریں جب ثابت ہوا کہ رسول ہیں تو پھر جو کچھ رسول الٰہی امر و نہی کرے وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے برحق ہے اسکو ماننا ضروری ہے لہذا انکے بد افعال چھوڑنیکی انکو نصیحت فرمائی بقولہ فاوفوا الکیل والمیزان پس تم پورا دو لوگوں کو کیل و میزان یہ لوگ ناپ تول کا کام تجارت کرتے تھے اور بدکاری سے پورا نہیں تولتے تھے یعنی کمی کرتے تو انکو اس سے منع کیا حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے گروہ موالی تم ناپ تول کے کام میں امانت دار ہو خبردار رہو کہ ایسا نہ کرنا جیسے اگلی امتوں نے بخس سے اپنے آپکو تباہ کیا۔ ھذا حاصل الحدیث اگر کہا جاوے کہ کیل مصدر ہے بمعنی ناپنا اور میزان اسم آلہ ہے بمعنی ترازو تو عطف کیونکر ہوا جواب دیا گیا کہ کیل سے مراد مکیال ہے

جیسے عیش و معاش یعنی کیال و میزان پورے دو نہ زیادہ نہ کم بلکہ بھر پور حق دو کیونکہ کمی تہونیکی طرف زیادہ اہتمام ہے اور بعض نے کہا کہ میزان مصدر ہے ای وزن
اور بعض نے کہا کہ ظرف الکیل مضاف مقدر ہے حق یہ ہے کہ تفہیم معنی کے واسطے یہ بیان کیا گیا اور اسی معنی کو ادا کرنے میں وہی کلام فصیح ہے اور سورہ ہود میں المکیال
والمیزان آیا ہے پھر وجہ فساد پر تنبیہ کردی بقولہ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ بخس بہ باء و خاء معجمہ بمعنی نقص خواہ عیب دار دینا یا میل کرنا یا دہوکا دینا یا حیلہ کرنا
یا بوجہ شرعی لینا حاصل آنکہ اور مت کمی کرو لوگوں کے حقوق میں اشیاء بلفظ تعمیم اسواسطے فرمایا کہ جلیل و حقیر و قلیل و کثیر سب میں وہ لوگ بخس کرتے تھے وقال السدی
مکاس تھے کوئی چیز بدون مکس لیئے نہیں چھوڑتے تھے وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا اور مت فساد کرو ملک میں یعنی کفر و گناہوں سے بعد اسکی اصلاح
کے یعنی رسولوں کے بھیجنے سے صلاح ہونیکے بعد پہلا فساد اس امت میں ان بدبختوں نے پھیلایا جنھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ذٰلِكُمْ یہ جو مذکور ہوا
خَیْرٌ لَّكُمْ تمہارے حق میں بہتر ہے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اگر تم مومن ہو حالانکہ وہ لوگ مومن نہ تھے پس معنی یہ کہ اگر تم ایمان چاہتے ہو جزاء شرط محذوف ہے ای فبادروا الیہ پس
اسکی طرف مبادرت کرو حاصل آنکہ اگر تم ایمان چاہتے ہو تو جو مذکور ہوا اسکی طرف مبادرت کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور بہتری مجموع براہ دنیا و دین ہے۔
وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ اور مت بیٹھو ہر راہ پر خواہ حسی ہو یا معنوی ہو اس حال سے کہ تُوْعِدُوْنَ خوف دلاؤ لوگوں کو انکے مال ناحق لینے کا یا السے جنگی لینے کا یہ وہی
پر بیٹھنے سے ممانعت ہے وَتَصُدُّوْنَ اور روکو لوگوں کو عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے دین سے مَنْ اٰمَنَ بِهٖ ایسے شخص کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور یہ روکنا
اسطرح کہ اسکو دھمکایا کہ ایمان لاویگا تو قتل کر ڈالینگے من آمن مفعول تصدون ہے اور وہ توعدون پر عطف ہو کر ضمیر لا تقعدوا سے حال ہے یعنی ہر راہ پر دھمکاتے اور
روکتے ہوئے مت بیٹھو راہ حق اگرچہ واحد مستقیم ہے لیکن اسمیں معرفت حدود و احکام میں اسلئے بکل صراط فرمایا وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا یہ بھی توعدون پر عطف ہے یعنی اس حال
سے کہ طلب کرتے ہو راہ کو موجہ یعنی لوگوں کو شبہہ ڈالو اور انسے کہو کہ ٹیڑھی راہ ہے اور راہ پر بیٹھنے سے درحقیقت بیٹھنا مراد نہیں ہے بلکہ ایسے طریقہ اختیار کرنے سے ممانعت ہے
قریش والے بھی لوگوں کو آنحضرت صلعم پر ایمان لانے سے روکتے تھے اور اسیطرح دھمکاتے تھے وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِیْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ
اور یاد کرو کہ تم تھوڑے تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمکو بہت کیا اور عبرت سے دیکھو کہ مفسدوں کا انجام کار کیا ہوا یعنی تم سے پہلے قوم لوط وغیرہ جنھوں نے شرک و گناہوں سے زمین میں
فساد برپا کیا اور رسول کا کہنا نہ مانا انکا انجام بنظر عبرت دیکھو کہ آخر عذاب سے ہلاک کیے گئے وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا یعنی
اور اگر تم نے میرے رسول ہونے میں اختلاف کیا اور دو فرقے ہوگئے کہ ایک فرقہ تو ایمان لایا و نجات اختیار کی اور دوسرے فرقہ نے ایمان سے انکار کیا اور مجھے جھٹلایا ہے فَاصْبِرُوْا
تو انتظار کرو حَتّٰى یَحْكُمَ اللّٰهُ بَیْنَنَا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمہارے درمیان میں حکم کرے بایں طور کہ جو حق پر ہے اسکو نجات دے اور جو ناحق پر ہے اسکو ہلاک کرے وَهُوَ
خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ وہی حاکموں میں سب سے بڑھکر انصاف کرنیوالا ہے اور یہ درحقیقت انکو صبر و انتظار کرنیکا حکم نہیں بلکہ سخت تہدید و وعید ہے اسواسطے کہ عدل الٰہی میں پڑ گئے تو ہلاک ہو
الافادۃ مع التنبیہ مخلوقات کا ذاتی فرض ہے کہ خالق عزوجل کو پہچانے اور اسپر ایمان لا کر حق تو یہی عبادت ادا کرے لیکن مخلوق سے جو چیز حادث ہو وہ بھی مخلوق ہوگی
تو وہ شان خالق عزوجل کے لائق نہیں ہو سکتی ہے اسیواسطے امام ابوحنیفہؒ نے رسالہ اعتقاد یعنی فقہ اکبر میں فرمایا کہ بندہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت جیسی شان ہے لائق ہے
ادا ہونا محال مترجم کہتا ہے کہ یہی جمیع اہل السنۃ والجماعۃ کا اعتقاد ہے پس ظاہر ہوا کہ عدل الٰہی عزوجل میں ماخوذ ہوں تو کسی سے حق اصلی یعنی عبادت کا ذرہ بھی نہ پایا جا
و لیکن حق تعالیٰ نے نیک بندوں سے اپنے حکم کی تعمیل چاہی اور یہ ممکن ہے پس اس تعمیل میں اصل اعتقاد ہے اور اسی اصل پر طاعات صوم و صلوٰۃ کی شاخیں ہیں
لہذا جسقدر اعتقاد خوب و معرفت عالی ہو اسیقدر ثواب طاعت و قبولیت میں کمال ہوتا ہے حتی کہ ولی کی دو رکعت کے مقابلہ میں عامی کی ہزار رکعت نہیں پہنچتی ہے
فاعرفہ والسلام اللھم اغفر لنا غفرانا واسعا واللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

تمت ـــــــ الثامنة

آٹھواں جزو تمام ہوا بعدہ نواں قال الملاء الذین ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اُردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہب الرحمٰن

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ○ ۸

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ - لاہور

Marfat.com